عہد نبوی کی
جلیل القدر خواتین کا دلنشین تذکرہ

صحابیاتِ طیبات رضی اللہ عنہن

تالیف:
احمد خلیل جمعہ

ترجمہ از قلم
ابوضیاء محمود احمد غضنفر

نعمانی کتب خانہ
حق سٹریٹ
اردو بازار لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

❀❀❀ توجہ فرمائیں! ❀❀❀

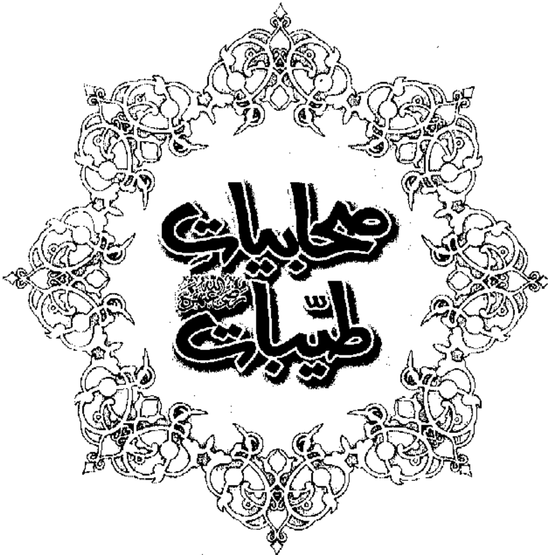
کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب............

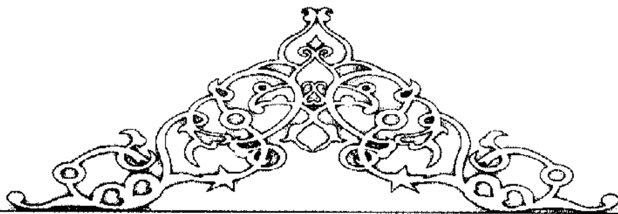
- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اَپ لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔
- متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

❋❋❋ تنبیہ ❋❋❋

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں


صحابیات
طیبات



نام کتاب

صحابیاتِ طیّبات رضی اللہ عنہن

تالیف: احمد خلیل جمعہ

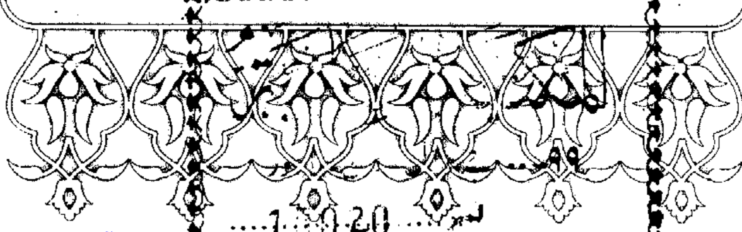
ترجمہ از قلم: ڈاکٹر ضیاء محمود احمد غضنفر

نظر ثانی و تصحیح: حافظ محمد انور زاہد

تاریخ اشاعت	اکتوبر ۲۰۰۲ء
مطبوعہ	علی آصف پرنٹرز لاہور
ناشر	نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور



NOMANI KUTAB KHANA
Haq Street Urdu Bazar, Lahore-Pakistan Tel: 7321865
E-Mail: nomani2000@hotmail.com



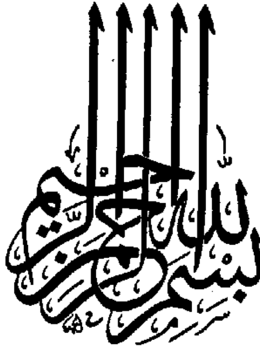
عہدِ نبوی کی جلیل القدر خواتین کا دلنشین تذکرہ

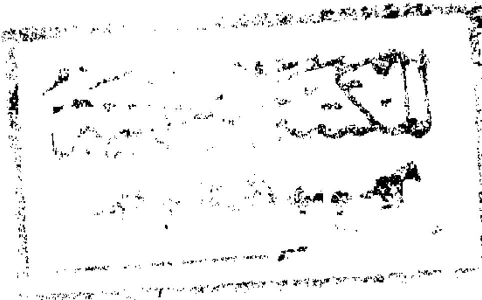
صحابیات طیبات رضی اللہ عنہن

ترجمہ از قلم
ڈو ضیاء محمود احمد غضنفر

تالیف:
احمد خلیل جمعہ

نعمانی کتب خانہ
حق سٹریٹ اردو بازار لاہور
E-Mail: nomania2000@hotmail.com







صحابیات' مؤمنات' محسنات' طیبات رضی اللہ عنہن

عنوان .... صفحہ

عنوان .... صفحہ

عنوان .... صفحہ

عنوان .... صفحہ



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ چند

الحمدللہ رب العالمین و الصلوۃ و السلام علی سید المرسلین

و علی الہ و اصحابہ اجمعین و بعد!

عہد نبوی کی جلیل القدر خواتین کا دلنشین تذکرہ "صحابیات طیبات" کے عنوان سے پیش خدمت ہے۔ اس میں ۷۰ جلیل القدر صحابیات کی حیات طیبہ کے درخشاں پہلو نہایت دلربا' دلفریب' دلآویز اور دلپذیر انداز میں نمایاں کیے گئے ہیں۔ یہ احمد خلیل جمعہ کے رشحات قلم کی ایک یادگار دستاویز ہے۔ جسے میں نے اردو قالب میں ڈھالنے کی ایک ادنیٰ سی کوشش کی ہے۔ تاکہ اردو بولنے والے اس کے مندرجات سے استفادہ کر سکیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین جن کے سینوں پہ انوار رسالت براہ راست پڑے اور صحابیات طیبات جنہوں نے گلشن رسالت کے مہکتے ہوئے پھولوں سے اپنے دامن سجائے۔ یہ کائنات کی وہ ہستیاں ہیں جن کے وجود پر جتنا بھی فخر کیا جائے کم ہے۔ جن کا تذکرہ رب کائنات نے اپنی آسمانی کتابوں تورات' انجیل اور قرآن میں بھی کیا۔ انبیاء علیہم السلام کے بعد اس روئے زمین پر ان سے بہتر انسانوں کی کوئی قدسی صفات جماعت معرض وجود میں نہیں آئی۔ ان برگزیدہ ہستیوں کا تذکرہ' ان کی پاکیزہ سیرت سے خوشہ چینی ان کے سوانحی خاکے قلم بند کرنا بلاشبہ بہت بڑی سعادت ہے۔ اسی سلسلہ میں جواب تک کتابیں منظر عام پر آ چکی ہیں۔ ان کی ترتیب کچھ یوں ہے۔

۱۔ حیات صحابہؓ کے درخشاں پہلو۔

۲۔ جرنیل صحابہؓ۔

۳۔ حکمران صحابہؓ۔

۴۔ صحابیات مبشراتؓ۔

علاوہ ازیں صحابہ کرامؓ کے شاگردان رشید اور تلمیذات رشیدہ یعنی تابعین عظام اور تابعیات کریمات کا تذکرہ۔

۵۔ حیات تابعین کے درخشاں پہلو۔ اور

۶۔ عہدِ تابعین کی جلیل القدر خواتین۔

کے عنوان سے منظر عام پر آ چکا ہے نیز جرنیل صحابہؓ اور صحابیات مبشراتؓ کے انگلش ایڈیشن بھی نہایت دیدہ زیب انداز میں شائع ہو چکے ہیں۔

اب ''صحابیات طیبات'' پیش خدمت ہے' اس میں ۷۰ جلیل القدر' عظیم المرتبت اور کریم الصفات صحابیات کی سوانح حیات قلم بند ہے۔ اس میں ازواج مطہراتؓ کا تذکرہ نہیں کیا گیا اس کے لیے میری الگ مستقل کتاب ''صحابیات مبشرات'' کافی عرصہ پہلے سے منصۂ شہود پر آ کر قبول عام حاصل کر چکی ہے۔ مجھے امید ہے۔ کہ یہ کتاب خصوصاً خواتین کے لیے مشعل راہ ثابت ہوگی۔ اسے زیور طباعت سے آراستہ کرنے کی سعادت نعمانی کتب خانہ لاہور کے حصے میں آئی ہے۔ جو دینی کتابوں کی طباعت واشاعت کا معروف مستند ادارہ ہے اور بڑی تیزی سے ارتقائی منازل طے کر رہا ہے۔ قارئین سے مؤدبانہ التجا ہے کہ اپنی خصوصی دعاؤں میں میرے اور ناشر کے والدین اساتذہ کرام اور اہل خانہ کو یاد رکھیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ دنیا و آخرت میں سرخروئی' کامیابی و کامرانی سے سرفراز فرمائے۔ آمین' یارب العالمین۔

و ما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت و الیہ انیب.

و صلی اللہ علی النبی محمد و علی آلہ و اصحابہ وسلم.

ابو ضیاء محمود احمد غضنفر

جون ۲۰۰۲ء

۱

حضرت حلیمہ السعدیہ رضی اللہ عنہا

إِنَّ ابْنَ آمِنَةَ الأمِينَ مُحَمَّدًا
خَيْرُ الأَنَامِ وَخِيرَةُ الأخيار
مَا إِنْ لَهُ غَيْرُ الْحَلِيمَةِ مُرْضِعٌ
نِعْمَ الامِينَةُ هِيَ عَلَى الأسرار
مأمُونَةٌ مِنْ كُلِّ عَيْبٍ فَاحِشٍ
وَنَقِيَّةُ الأثْوابِ والأوزارِ

☆ اماں آمنہ کے امین فرزند ارجمند حضرت محمد ﷺ ساری مخلوق سے اچھے اور سب بہتروں سے برتر ہیں۔

☆ دائی حلیمہ رضی اللہ عنہا کے سوا آپ کو کوئی اور دودھ پلانے والی اس جیسی نہ تھی اور وہ بڑی ہی خوبی کے ساتھ رازہائے دروں کی امین ومحافظ تھی۔

☆ اور وہ ہر واضح عیب سے مامون ومحفوظ تھی' اور وہ پاک دامن و پاکیزہ خصال تھی۔

خاندانِ بنو سعد

سرزمین عرب کے باشندوں میں یہ رواج تھا کہ جب ان کے ہاں کوئی بیٹا پیدا ہوتا تو اسے دودھ پلانے کے لیے کسی دوسرے قبیلے سے آیا کا انتخاب کیا کرتے تھے۔

اشرافِ مکہ اپنے نونہال دور دراز دیہاتوں میں بھیج دیا کرتے تھے تاکہ وہ دودھ پینے کی مدت دیہاتی خواتین کی گود میں گذاریں۔

سردارانِ مکہ اپنے نونہالوں کو دودھ پلانے کے لیے ایسی خواتین کا انتخاب کیا کرتے تھے جو فطری طور پر ذہین و فطین' اعلیٰ اخلاق' بلند کردار اور خاندانی وجاہت کی مالک ہوا کرتی تھیں۔

عرب اپنے بچے دائیوں کے سپرد کرنے سے پہلے کہ ان میں سے عمدہ اخلاق' صحت مند' سلیقہ شعار شیریں گفتار اور قابل قدر خاندان والی کون ہے؟

جس میں یہ خوبیاں پائی جاتیں اس کا انتخاب ترجیحی بنیادوں پر کیا جاتا' ان اوصاف سے آراستہ دائی کو کامیاب و کامران تصور کیا جاتا۔

دیہاتی خواتین گاہے بگاہے شہروں اور قصبوں میں اس وقت چکر لگاتیں جب ان میں دودھ پلانے کی صلاحیت بھرپور ہوتی۔ وہ شہری نونہالوں کو دودھ پلانے کے لیے گود میں لے کر واپس جاتیں' اور وہ بچوں کی پرورش کے لیے صاف شفاف کشادہ اور خوشگوار ماحول کا اہتمام کرتیں۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے ادا ہونے والا معجزانہ کلام فصاحت و بلاغت کی خوبی سے آراستہ و پیراستہ ہوتا کیونکہ آپ نے خاندانِ قریش میں آنکھ کھولی' اور خاندان بنو سعد میں دودھ پینے کی مدت گذاری۔

فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے دونوں خاندان مشہور و معروف تھے' رسول

اللہ ﷺ بسا اوقات اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے یہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔

((انا اعربکم' اناقرشیٌّ وَ استرضعتُ فِیْ بَنِیْ سَعْدٍ)).(۱)

''میں تم سب سے بڑھ کر فصیح و بلیغ ہوں اس لیے کہ میں قریشی ہوں اور میں نے خاندان بنو سعد میں دودھ پیا ہے''۔

ایک روز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ سے بڑھ کر میں نے کسی کو بھی اتنی فصاحت و بلاغت سے گفتگو کرتے نہیں دیکھا آپ تو ماشاء اللہ کمال درجے کے فصیح و بلیغ ہیں۔

آپ نے ارشاد فرمایا' میرے خلیل یہ فصاحت و بلاغت مجھے ورثے میں ملی ہے۔اس پر مستزاد یہ کہ قبیلہ بنو سعد میں دودھ پینے کی مدت گذاری۔

قارئین ذی وقار۔ ان صفحات میں جس خوش نصیب خاتون کا ہم تذکرہ کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں وہ قبیلہ بنو سعد کی چشم و چراغ ہے۔ وہ ہمارے پیارے نبی ﷺ کی خوش بخت' خوش خصال و خوش اطوار کو دودھ پلانے کی سعادت عظمیٰ حاصل کرنے والی عظیم المرتبت خاتون دائی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا ہے جس کے بارے میں شیخ یوسف نبھانی نے اپنے اشعار میں کیا خوب خراج تحسین پیش کیا ہے ۔

وَ اَرْضَعَتْهُ ذَاتَ حَظٍّ مَافِی
حَلِیْمَةٌ مِنْ غُرَرِ الْعَشَائِرِ
کَانَ لَدَیْهَا الْقُوتُ غَیْرَ یَاسِرٍ
فَاَصْبَحَتْ اَیْسَرَ اَهْلِ الْحَاضِرِ

آپ ﷺ کو ایک بڑے ہی نصیب والی خاتون دائی حلیمہؓ نے دودھ پلایا جس کا تعلق روشن و درخشاں اور نیر و تاباں قبیلے سے تھا۔

---

(۱) السیرۃ الحلبیہ ۱/۱٤٦

اس کے پاس کھانے پینے کے لیے معمولی سی غذا ہوا کرتی تھی' لیکن دیکھتے ہی دیکھتے وہ اپنے علاقے کی خوش حال خاتون بن گئی۔

قبیلہ بنو سعد کی سعادت مند خاتون:

یہ خوش بخت اور سعادت مند خاتون حلیمہ بنت عبداللہ بن حارث السعدیہ رضی اللہ عنہا ہے جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی والدہ ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ جو حارث بن عبدالعزیٰ بن رفاعہ السعدی کی زوجہ محترمہ تھی' جو عبداللہ' انیسہ اور خذافہ کی والدہ ماجدہ تھی' یاد رہے کہ خذافہ ہی وہ سعادت مند بیٹی ہے جو تاریخ کے اوراق میں شیماء کے نام سے مشہور و معروف ہے حارث بن عبدالعزیٰ کے بیٹے بیٹیاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بہن بھائی قرار پائے۔

دائی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کو یہ سعادت بھی حاصل ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب کو دودھ پلانے کے لیے اپنی گود میں لیا اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ بن عبدالمطلب نے بھی خاندان بنوسعد بن بکر میں دودھ پینے کی مدت گزاری' امیر حمزہ کی والدہ نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دن دودھ پلایا جب کہ آپ ان دنوں حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی گود میں تھے۔

اس طرح امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو طرح سے رضاعت کا سلسلہ قائم ہوا ایک ابولہب کی کنیز ثوبیہ کی جانب سے اور دوسرا حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے۔

حلیمة کیا ھی خوب امینة:

سیرت کی تمام کتابوں میں متفقہ طور پر یہ درج ہے۔ کہ دائی حلیمہ سعدیہؓ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلانے کی سعادت حاصل کی وہ سرزمین عرب کی تمام دایوں میں زیادہ مشہور و معروف ہوئی اس اعتبار سے وہ اپنا جادو اثر بیان دیتے ہوئے ارشاد فرماتی ہیں' کہ میں خشک سالی کے موسم میں قبیلہ بنوسعد سے تعلق رکھنے والی' ان

دس خواتین کے ہمراہ سفید رنگ کی نہایت ہی کمزور سی گدھی پر سوار ہو کر گھر سے نکلی ہم سب کا ایک ہی مقصد تھا کہ دودھ پلانے کے لیے سرداران مکہ کے بچے اپنی گود میں لیں۔ ہمارے پاس ایک عمر رسیدہ اونٹنی بھی تھی جس کا دودھ خشک ہو چکا تھا۔

بھوک کی وجہ سے ہمارے اپنے بچوں کی چیخ و پکار اور پیچ و تاب کھانے کی وجہ سے رات بھر ہم سو نہ سکے میری چھاتی میں اتنا دودھ نہ تھا جو بیٹے کی بھوک کا مداویٰ بن سکتا۔ ہماری اونٹنی بھی اس قابل نہ تھی کہ وہ ہماری غذائی ضرورت پوری کر سکے۔ ہمارے دل میں یہ احساس رہ رہ کر انگڑایاں لے رہا تھا۔ کہ کاش آسمان سے بارش نازل ہو اور گھر کے آنگن میں خوشحالی کے دیپ روشن ہوں۔

انہی خیالوں میں گم ہم سب مکے پہنچ گئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم میں سے ہر ایک نے دیکھا لیکن اپنی گود میں لینے کے لیے کسی کے دل میں اس بنا پر رغبت نہ ہوئی کہ آپ یتیم ہیں' ہر ایک نے اس لیے پہلو تہی اختیار کی کہ اس گھر سے معقول معاوضہ نہیں ملے گا۔

آپ کی والدہ اور دادا خاطر خواہ ہماری خدمت نہ کر سکیں گے' ہم سب سہیلیوں کی دلی خواہش یہ تھی کہ ہم ایسے بچے کو اپنی گود میں لیں جس کا والد مالدار ہو جس کے آنگن میں خوشحالی رقص کناں ہو' مال و دولت کی ریل پیل ہو تا کہ ہمیں بھی اپنی خدمت کا خاطر خواہ صلہ مل سکے۔ میری سب سہیلیوں کو گود میں لینے کے لیے ان کی منشاء کے مطابق نونہال میسر آ گئے لیکن میرا دامن خالی تھا۔ جب واپسی کا وقت قریب آیا تو میں نے اپنے خاوند سے کہا' بخدا مجھے یہ اچھا نہیں لگتا کہ میں اپنی سہیلیوں کے ہمراہ خالی گود ہی واپس چلی جاؤں۔

اللہ کی قسم میں تو اس یتیم نونہال کو اپنی گود میں لینے جا رہی ہوں' جسے سب نے چھوڑ دیا ہے۔

خاوند نے کہا واہ واہ کیا خوب سوچا تو نے میرے دل کی بات کہی' بہت خوب

یہ بچہ اپنی گود میں لے لیں ہوسکتا ہے یہ ہمارے لیے خیر و برکت کا باعث بن جائے۔
دائی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں لہٰذا میں گئی اور اس نونہال کو اپنی گود میں لے لیا۔

ایک دوسری حدیث میں یہ واقعہ کچھ اس انداز میں وارد ہوا ہے۔ دائی حلیمہ سعدیہ ؓ فرماتی ہیں۔ عبدالمطلب نے میرا استقبال کیا' اور فرمایا تم کون ہو؟

میں نے عرض کی کہ میں قبیلہ بنوسعد کی ایک خاتون ہوں۔

آپ نے فرمایا: تیرا نام کیا ہے؟

میں نے کہا: حلیمہ

یہ سن کر حضرت عبدالمطلب مسکرائے اور فرمانے لگے بس بس اتنا ہی کافی ہے۔

سعادت اور بردباری یہ دو ایسی خوبیاں ہیں جن میں زمانے بھر کی خیر و برکت اور ہمیشہ کے لیے عزت و سربلندی پائی جاتی ہے۔ اس کے بعد عبدالمطلب دائی حلیمہ سعدیہ کو نبی کریم ﷺ کی والدہ ماجدہ اماں آمنہ کے گھر لے گئے دائی حلیمہ نے آگے بڑھ کر عرب کے چاند کو اپنی گود میں لے لیا۔

دلچسپ بات یہ ہوئی کہ دائی حلیمہ کے نصیب جاگ اٹھے۔

تاریخ طبری' انساب الاشراف' تاریخ اسلام ذہبی میں یہ دلچسپ واقعہ منقول ہوا ہے کہ کہ جب دائی حلیمہ ؓ عبدالمطلب کے ہمراہ نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچی تو پردہ غیب سے یہ اشعار سنائی دیئے۔

اِنّ ابنَ آمنَةَ الامینَ محمدًا
خیرًا لانامِ وَ خیرة الاخیارِ

مَا اِنْ لہٗ غیر الحلیمةِ مُرضِعٌ
نِعمَ الامینة هِیَ علی الأبرَارِ

مامونَةٌ مِنْ کل عیبِ فَاحِشٍ
و نقیةُ الاثواب و الاوزارِ

لَا تَسْلِمَنْهُ اِلٰی سِوَاهَا اِنَّهٗ
اَمْرٌ وَ حُکْمٌ جَاءَ مِنْ جَبَّارِ (۱)

☆ اماں آمنہ کے امین فرزند ارجمند حضرت محمد ﷺ ساری مخلوق سے اچھے اور سب بہتروں سے برتر ہیں۔

☆ دائی حلیمہؓ کے سوا آپ کو کوئی اور دودھ پلانے والی اس جیسی نہ تھی اور وہ بڑی ہی خوبی کے ساتھ رازہائے دروں کی امین ومحافظ تھی۔

☆ وہ ہر واضح عیب سے مامون و محفوظ تھی۔ اور وہ پاک دامن و پاکیزہ کردار تھی۔

☆ آپ انہیں اس دائی کے سوا کسی اور کے سپرد نہ کریں' کیونکہ اللہ عزوجل کا یہی حکم ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ.

☆☆☆

(۱) تاریخ طبری ۱/۴۵۴ و ۴۵۵۔ تاریخ اسلام للذہبی ۱/۴۵ و ۴۶۔
السیرۃ النبویہ ۱/۱۶۲٬۱۶۳۔ انساب الأشراف ۱/۹۳٬۹۴۔

مبارک روح

جب سے دائی حلیمہؓ نے نبی کریم ﷺ کو اپنی گود میں لیا اسی وقت سے اس پر اور اس کے خاوند پر برکت و رحمت کی بارش اترنے لگی' جونہی اس نے آپ کو اپنی گود میں لیا اور اپنے سینے سے لگایا تو چھاتی دودھ سے بھر گئی۔ پہلے نبی کریم ﷺ کو خوب شکم سیر کیا پھر اپنے بیٹے عبداللہ بن حارث کو دودھ پلایا اور اس نے بھی خوب جی بھر کے دودھ پیا پھر دونوں دودھ پینے والے نونہال میٹھی نیند سو گئے۔ دائی حلیمہؓ اور اس کے خاوند کو بھوک کی آگ اور پیاس کی تپش نے بے حال کر رکھا تھا انہیں کھانا کہاں میسر تھا اونٹنی بیچاری اتنی لاغر تھی کہ اس کے ہوانے میں دودھ کا نام ونشان تک نہ تھا۔

لیکن اچانک حالات نے پلٹا کھایا ان دونوں کی محرومیاں ختم ہوئیں۔ دائی حلیمہؓ اس نئی صورت حال کا نقشہ کچھ یوں بیان فرماتی ہیں۔ میرا خاوند اونٹنی کے پاس گیا کیا دیکھتا ہے۔ کہ اس کا ہوانہ دودھ سے لبریز ہے۔ اس نے دودھ دوھا ہم دونوں نے جی بھر کر دودھ پیا۔ ہمارے وارے نیارے ہو گئے۔ ہم نے شکم سیر ہو کر یہ رات خیر و برکت سے گذاری' صبح ہوئی تو میرا خاوند کہنے لگا' اللہ کی قسم حلیمہ تو نے تو ایک بابرکت روح اپنی گود میں لے لی ہے۔ واللہ ہمارے نصیب جاگ گئے۔

اپنے خاوند کی یہ باتیں سن کر میں نے بھی اپنی دلی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا! اللہ کی قسم میرے احساسات بھی یہی ہیں۔

پھر ہم روانہ ہوئے میں برکتوں والی روح عظمتوں والے نونہال کو اپنی باہوں میں اٹھا کر گدھی پر سوار ہوئی' تو اس کے جسم میں ایسی توانائی آ گئی کہ برق رفتاری سے چلنے لگی چشم زدن میں قافلے سے آگے نکل گئی۔ یہ صورتِ حال دیکھتے ہوئے میری سہیلیوں نے مجھ سے کہا۔

بنی ذؤیب کی بیٹی ہم یہ کیا دیکھ رہی ہیں ذرا آہستہ چل کیا یہ وہی گدھی ہے

جسے لے کر تو گھر سے روانہ ہوئی تھی' میں نے کہا: بالکل سواری تو وہی لیکن اب سوار بدل گیا ہے۔ کہنے لگیں بخدا اس کی تو اب نرالی ہی شان دیکھائی دیتی ہے۔(۱)

حلیمہ : اور برکت:

قافلہ بنو سعد کے علاقے میں پہنچ گیا۔ جہاں اس سال خشک سالی کے آثار نمایاں تھے۔ دائی حلیمہؓ اس دریتیم کی برکت کو بچشم خود دیکھ رہی تھیں۔ خیر و بھلائی ہر طرف سے خندہ زن تھی' ہر چیز میں برکات و رحمت کا نزول ہو رہا تھا۔ دائی حلیمہ کی بکریاں محلے کی دوسری بکریوں کے ساتھ خشک اور بے آب و گیاہ چراگاہ کی طرف جاتیں تو جب واپس آتیں تو اس کی بکریوں کے ہوانے دودھ سے بھرے ہوتے اور دیگر تمام بکریاں اسی حالت میں واپس آتیں جیسے وہ بھوکی پیاسی گھر سے جاتی تھیں ان کے ہوانے دودھ سے خالی ہوتے تھے۔ لوگ اپنے چرواہوں کو ملامت کرتے ہوئے کہتے تھے۔ ارے تمہارا ستیاناس ہو تم دختر ابی ذؤیب کی طرح اپنی بکریوں کو کیوں نہیں چراتے وہ شکم سیر ہو کر واپس آتی ہیں اور تم یونہی منہ لٹکاتے ہوئے بھوکی پیاسی بکریاں لے کر واپس چلے آتے ہو۔ چرواہے بڑا جتن کرتے کہ ان کی بکریاں بھی اس طرح اسودہ حال ہوں جس طرح حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی بکریاں ہوتی ہیں لیکن نتیجہ خاطر خواہ بر آمد نہ ہوتا۔

حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے یونہی دو سال خوشحالی و فراوانی میں گذارے اسے ہر روز روز عید کی طرح دیکھائی دیا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے خیر و برکت اس کے آنگن میں ہُن کی طرح برسنے لگی۔

پھر اس نے حضرت محمد مصطفی ﷺ کی مدت رضاعت کو پورا کیا آپ جوانی کی طرف تیزی سے قدم بڑھانے لگے آپ دوسرے بچوں سے مختلف انداز میں پروان

---

(۱) دلائل النبوۃ للاصبهانی ۱/۱۹۸' اسد الغابہ ۵/۴۲۷' البدایہ والنہایہ ۳/۲۵۵.

چڑھ رہے تھے۔ جسمانی پرورش کی اٹھانی قابل رشک تھی۔ دودھ پینے کی مدت پوری ہونے پر اب دائی حلیمہؓ کے لیے یہ ضروری تھا کہ آپ کو لے کر ان کی والدہ ماجدہ آمنہ کے پاس مکہ پہنچے لہٰذا اس نے ایسے ہی کیا لیکن دلی رغبت یہی تھی کہ آپ ﷺ ابھی اسی کے پاس رہیں جو برکات دائی حلیمہ کو دیکھائی دے رہی تھیں وہ ان سے محروم نہیں ہونا چاہتی تھی۔

اماں آمنہ نے جب اپنے لخت جگر کو دیکھا تو خوشی کی کوئی انتہاء نہ رہی۔ ماشاء اللہ صحت وتن درستی کا یہ عالم تھا کہ دوسال کی عمر میں چار سال کے دیکھائی دے رہے تھے۔

دائی حلیمہؓ نے اماں آمنہ جان سے مؤدبانہ انداز میں التماس کی ابھی اپنے لخت جگر کو مزید کچھ مدت کے لیے میرے پاس ہی رہنے دیں۔ تو انہوں نے اس کا مطالبہ مانتے ہوئے دوبارہ اپنے ساتھ لے جانے کی اجازت دے دی۔

دائی حلیمہؓ اپنے رضاعی فرزند کو لے کر شاداں و فرحاں واپس اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئی۔ اسی طرح آپ ﷺ بھی دیہات کے طبعی ماحول میں مزید دن گذارنے پر بڑے خوش دیکھائی دے رہے تھے۔

نبی کریم ﷺ قبیلہ بنوسعد میں رہائش پزیر رہے۔ جب آپ کی عمر چار یا پانچ سال کی ہوئی تو سینہ چاک ہونے کا واقعہ پیش آیا۔

امام مسلم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ دیگر بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس تشریف لائے' آپ کو پکڑ کر لٹایا اور سینہ چاک کر کے دل نکالا اور اس سے خون کا ایک لوتھڑا الگ کر کے دل کو سونے کی ایک طشتری میں رکھا پھر اسے آب زمزم سے دھویا اور دل کو اس کی جگہ پر رکھ کر سینے کو ملا دیا۔ دوسرے بچے یہ حیرت انگیز منظر دیکھ کر دوڑتے ہوئے آپ کی رضاعی والدہ' دائی حلیمہ کے پاس آئے سب نے بیک زبان ہو کر کہا کہ ہمارے ساتھی حضرت محمد ﷺ کو قتل کر دیا گیا ہے۔ پھر انہوں نے آپ کو

سامنے سے آتے ہوئے دیکھا آپ کا رنگ زرد ہو چکا تھا۔(۱)

دائی حلیمہؓ یہ حیرت انگیز واقعہ دیکھ کر خوف زدہ ہو گئیں اور آپ کو آپ کی والدہ ماجدہ کے پاس پہنچانے میں ہی عافیت خیال کرنے لگیں۔ لہٰذا آپ کو والدہ کے سپرد کر دیا یہاں تک کہ آپ کی عمر چھ سال ہو گئی۔(۲)

خوش گوار یاد:

دائی حلیمہ سعدیہؓ اپنے گاؤں واپس آ گئیں کئی سال بیت گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جوان ہو گئے تھے۔ دائی حلیمہ رضی اللہ عنہا کے دل میں آپ کی یادیں جاگزیں ہو چکی تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ یہ دائی حلیمہ رضی اللہ عنہا کا دل کی گہرائی سے احترام کیا کرتی تھی۔

ایک دفعہ دائی حلیمہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی آپ اس کے ساتھ بڑی عزت واحترام کے ساتھ پیش آئے دائی حلیمہؓ نے خشک سالی اور مویشیوں کی ہلاکت کا ذکر کیا تو حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے اسے چالیس بکریاں اور بار برداری کے لیے ایک اونٹنی دی دائی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا وافر مقدار میں عطیات لے کر اپنے گھر واپس آ ئیں۔

اللہ تعالیٰ نے جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو منصب رسالت پر فائز کیا تو دائی حلیمہؓ نے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی علامہ ابن حجر عسقلانی شرح ہمزیہ میں رقمطراز ہیں۔ کہ دائی حلیمہ رضی اللہ عنہا کے لیے یہ بہت بڑی سعادت تھی' کہ خود اسے اس کے خاوند اور اس کی اولاد عبداللہ شیماء اور انیسہ کو اسلام قبول کرنے کی توفیق ارزانی میسر آئی۔

سیرت حلبیہ کے مصنف فرماتے ہیں۔ کہ جمہور علماء کو اس بات پر کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ دائی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا اسلام کی سعادت سے سرفراز ہوئیں۔ ابن حبان نے ان کے اسلام قبول کرنے کے بارے میں ایک صحیح حدیث اپنی کتاب میں نقل

---

(۱) صحیح مسلم ۱/۱۰۱ و ۱۰۲.

(۲) السیر النبویہ ۱/۱۶۷.

کی ہے۔ حافظ مغلطائی نے حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے اسلام قبول کرنے کے بارے میں مستقل ایک کتاب تالیف کی ہے جس کا نام: "التحفة الجسيمة في اسلام حليمة" ہے۔

دائی حلیمہ کا مرتبہ اور اس کے ساتھ شفقت کا رویہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بڑے ہی شفیق و رحیم تھے۔ حتی الامکان ہر ایک کے ساتھ نہایت ہی شفقت اور نرم خوئی سے پیش آتے' آپ کی مہربانی اور شفقت کا دائرہ بڑا وسیع تھا۔ ہر قریب و بعید آپ کے مشفقانہ رویے سے مستفیض ہوتا۔ بھلا جس خاتون نے آپ کو دودھ پلایا ہو وہ آپ کی مہربانیوں سے کس طرح محروم رہتی؟ تاریخ و سیرت کی کتابوں میں یہ درج ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی رضاعی والدہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بڑی ہی عزت و احترام کے ساتھ پیش آتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے آپ کی عمر چالیس برس سے قدرے زیادہ ہو چکی تھی' آپ نے جب اپنی رضاعی والدہ کو سامنے سے آتے ہوئے دیکھا تو اماں جان اماں جان پکارتے ہوئے اٹھے اور اس کے لیے اپنی چادر زمین پر بچھا دی۔ وہ اس چادر پر تشریف فرما ہوئیں۔ آپ اپنے بچپن کا وہ زمانہ یاد کرتے ہوئے جو اس کی گود میں گذرا تھا مسکراتے ہوئے اور ادب و احترام کا انداز اپناتے ہوئے نہایت شائستگی سے باتیں کرنے لگے آپ نے بھرپور انداز میں یہ تاثر دیا کہ میں آپ کی شفقتوں کو بھولا نہیں مجھے آپ کے احسانات یاد ہیں آخر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ تمام اشیاء مہیا کر دیں جن کی اسے ضرورت تھی۔

قاضی عیاض اپنی مشہور و معروف کتاب الشفاء میں رقمطراز ہیں۔ ابوطفیل کہتے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جعرانہ مقام پر بیٹھے ہوئے دیکھا میری عمر اس وقت لڑکپن کی تھی ایک خاتون آپ کے قریب آئی آپؐ نے اس کے لیے چادر بچھا دی وہ اس پر بیٹھ گئی میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے مجھے بتایا کہ یہ آپ کی رضاعی والدہ ہے۔

عمرو بن سائب سے مروی ہے۔ کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ اتنے میں آپ کا رضاعی والد وہاں آ پہنچا آپ نے اپنی چادر کا ایک پلو بچھا دیا۔ وہ اس پر

بیٹھ گیا پھر آپ کی رضاعی والدہ تشریف لے آئیں آپ نے چادر کا دوسرا کونہ اس کے لیے بچھا دیا وہ اس پر تشریف فرما ہوئیں پھر آپ کا رضاعی بھائی عبداللہ بن حارث آیا آپ کھڑے ہوئے اور اسے اپنے سامنے بٹھا لیا۔(۱)

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ.

الوداع ! الوداع ! :

خواتین کی تاریخ میں حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کو بڑا بلند مقام حاصل ہوا سیرت، سوانح اور طبقات پر مشتمل کتابوں میں حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی سیرت کا تذکرہ رنگا رنگ انداز میں کیا گیا ہے۔ لیکن سب کتابوں میں یہ بات قدر مشترک ہے کہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا بڑے ہی شرف وفضل والی عظیم المرتبت خاتون تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ انتہائی حسن سلوک سے پیش آتیں۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرنے کی سعادت حاصل کی اور اس سے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔(۲)

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بارے میں شیخ احمد زینی دحلان بیان کرتے ہیں، کہ اس نے اسلام قبول کیا، ہجرت کی سعادت حاصل کی۔ مدینہ منورہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ اس کی قبر وہاں معروف ومشہور ہے۔

یہ عظیم المرتبت صحابیہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی سیرت طیبہ کی پاکیزہ جھلک ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اسے ان لوگوں میں شامل کر دیا جن کے بارے ارشاد فرمایا:

﴿وَ اَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خَالِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ﴾ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

''رہے وہ لوگ جو نیک بخت نکلیں گے تو وہ جنت میں جائیں گے۔ اور وہاں

(۱) الشفاء ١/ ٢٦٠، الاستيعاب ٤/ ٢٦٢، الطبقات ١/ ١١٤. وغيره

(۲) الاستيعاب ٤/ ٢٦٢ و دلائل النبوة للبيهقي ١/ ١٣٣.

ہمیشہ رہیں گے۔ جب تک زمین و آسمان قائم ہیں۔ الا یہ کہ تیرا رب کچھ اور چاہے۔ ایسی بخشش ان کو ملے گی جس کا سلسلہ کبھی منقطع نہیں ہوگا''۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درجہ ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں:

١ ـ السِّيرَةُ الْحَلَبِيَّةُ	١/١٤٦
٢ ـ حُجَّةُ اللّٰه على العالمين	١/٢٥٢
٣ ـ الاستيعاب	٤/٢٦٢
٤ ـ تَهْذِيبُ الاسماء و اللغات	٢/٣٣٩
٥ ـ السيرة النَّبوِيَّه لِابن هَشَّام	١/١٦٢ـ١٦٣
٦ ـ تاريخ الطَّبرى	١/٤٥٤'٤٥٥
٧ ـ انسابُ الاشراف	١/٩٣'٩٤
٨ ـ تاريخ الاسلام ذهبى	١/٤٥'٤٦
٩ ـ السِّيرة النَّبوِية دحلان	١/٥٥'٥٦
١٠ ـ دلائل النبوة	١/١٩٨
١١ ـ أُسدُ الغَابة	٥/٤٢٧
١٢ ـ البَداية و النِّهاية	٣/٢٥٥
١٣ ـ صحيح مسلم	١/١٠١ـ١٠٢
١٤ ـ الشفاء	١/٦٤٣
١٥ ـ الاستِيْعَاب	٤/٢٦٢
١٦ ـ الطبقات	١/١١٤
١٧ ـ دَرُّالسحابة	صفحه ٥٤٤



۲

حضرت فاطمہ بنتِ اسد رضی اللہ عنہا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میری امی جان اللہ تعالیٰ آپ پہ اپنی رحمت کی برکھا برسائے آپ میری امی جان کے بعد میرے لیے ماں کا درجہ رکھتی ہیں۔ آپ خود بھوکی رہتیں اور مجھے خوب جی بھر کے کھانا کھلاتیں۔ خود معمولی کپڑے پہنتیں اور مجھے اچھا لباس پہناتیں۔ خود عمدہ کھانے سے ہاتھ روکے رکھتیں اور مجھے کھانا پیش کر دیتیں۔ بلاشبہ آپ اس سے محض اللہ کی رضا اور آخرت کی کامیابی کا ارادہ رکھتی تھیں۔

طاہرہ طیبہ شریف الطبع

فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی الہاشمیہ حضرت علی بن ابی طالب کی والدہ ماجدہ' حضرت فاطمۃ الزہراء کی خوش دامن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب کی زوجہ محترمہ تھیں۔(۱)

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے چچا ابو طالب نے اپنی کفالت میں لیا تو اسے آپ کی نگہداشت اور خدمت کا سنہری موقع میسر آیا آپ کی والدہ ماجدہ کے اس دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد اس نے کما حقہ ماں کا کردار ادا کیا' آپ کو حقیقی ماں کی کمی محسوس نہ ہونے دی' یہ آپ کا ہر طرح سے خیال رکھتیں اور آپؐ کے تمام معاملات کو خوش اسلوبی سے نپٹاتی حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سب لوگوں سے زیادہ معلومات رکھتی تھیں۔ یہ آپؐ کے چچا ابو طالب کی بیوی اور آپؐ کی پرورش کا فریضہ سرانجام دینے والی ایک عظیم خاتون تھیں۔

فقد قضى قرابة عقدين من حياته في كنفها.

حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا نے آپ کو ایک ایسے کامل انسان کے روپ میں دیکھا جس میں تمام خوبیاں ایک ساتھ جمع ہو چکی تھیں' تمام عمدہ عادات کے آپ خوگر تھے۔ پاکیزہ صفات ایسے کہ کسی معمولی سی کمی کا کوئی شائبہ تک بھی آپ میں نہ پایا جاتا تھا۔ امانت دار ایسے کہ آپ کی امانت معاشرے میں ضرب المثل بن چکی تھی۔ صادق ایسے کہ آپ کے کردار میں جھوٹ کی معمولی سی بھی کوئی آمیزش نہ پائی جاتی تھی۔

---

(۱) سير اعلام النبلاء ۲/۱۱۸. و جمهرة انساب العرب ۱/۱۲.

ان عمدہ، نفیس، پاکیزہ اور اعلیٰ صفات کی وجہ سے حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا نے اپنے لخت جگر علی رضی اللہ عنہ کو اس وقت آپ کی کفالت میں دے دیا جب آپ کی شادی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے ہو چکی تھی۔

جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دین کے اظہار اور اعلان کا حکم دیا، اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرانے کی تلقین کرنے کے لیے یہ آیات نازل کیں:

﴿فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ (الحجر: ۹۴)

''اعلان کردو جو آپ کو حکم دیا گیا ہے اور مشرکوں کی پرواہ نہ کرو''۔

نیز یہ ارشاد فرمایا:

﴿وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ۝ وَ اخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (الشعراء: ۲۱۴، ۲۱۵)

اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو ڈراؤ، اور ایمان لانے والوں میں سے جو تیری پیروی اختیار کریں ان کے ساتھ تواضع سے پیش آؤ۔

﴿وَ قُلْ اِنِّيْ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ﴾ (الحجر: ۸۹)

''کہہ دو کہ میں تو صاف صاف تنبیہ کرنے والا ہوں''۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اسلام کی دعوت پیش کی تو حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کر لیا۔ اور صحابیہ ہونے کا اعزاز حاصل کر لیا اللہ تعالیٰ نے اس کی تمام اولاد کو بھی اسلام قبول کرنے کے شرف سے نواز دیا۔ اس طرح عقیل رضی اللہ عنہ، جعفر رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ ام ہانی اور طالب رضی اللہ عنہ سبھی مسلمان ہو گئے۔ (۱) لیکن اس کے رفیق حیات ابو طالب کے لیے اپنی قوم سے جدائی اور ان کی عداوت کا سامنا کرنا گراں گذرا انہوں نے بڑے ہی نرم لہجے سے معذرت کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے

(۱) جمهرة انساب ۱/ ۱۴.

کہا: مجھ پر ایسا بار نہ ڈالئے جسے میں اٹھانے کی سکت نہیں رکھتا۔

اس معذرت کے باوجود چچا نے اپنے بھتیجے کے ساتھ تعاون سے کوئی پہلو تہی اختیار نہیں کی بلکہ انہوں نے اپنے بھتیجے کی خوبیوں کا کھلے دل سے اعتراف کرتے ہوئے یہ اشعار کہے:

وَ اَبْيَـضُ يُسْتَسْـقِي الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ
ثِمَـالُ الْيَتَـامٰـى عِصْمَةٌ لِلْاَرَامِلِ

حَـلِيْـمٌ رَشِيْـدٌ عَـادِلٌ غَيْرُ طَـائِـش
يُـوَالِـي اِلٰهًـا لَيْـسَ عَـنْهُ بِغَافِلِ(۱)

خوب رو بادل بھی ان کے چہرہ انور سے سیراب ہو یتیموں کے غم خوار اور بیوگان کی ناموس کے محافظ۔

بردبار' رشد و ہدایت کے خوگر' عدل و انصاف کے دھنی اور عقل و فراست سے سرفراز۔

معبودِ حقیقی سے ایسی محبت کرنے والے کہ پل بھر کے لیے بھی کبھی غفلت کا شکار نہ ہوئے۔

فضل و شرف کے قافلے میں:

فضائل کے میدان میں مسابقت ایک قابل تعریف کارنامہ ہے۔ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کے ابتدائی مراحل میں بھی اسلام قبول کر لینے۔ نیک کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے اور ایمان و تصدیق کی خوبیوں سے آراستہ ہونے کی بنا پر ان خصوصی خواتین میں بڑے ہی بلند مقام پر فائز ہوئیں۔ جنہوں نے فضائل کے میدان میں اعلیٰ مراتب حاصل کر لیے تھے۔ جنہیں پہلے قافلے میں ہونے کا شرف حاصل ہوا

(۱) تاریخ اسلام ذھبی ۲/۱٦۲۔

تھا۔ جو اللہ تعالیٰ کی حفظ و امان میں رواں دواں تھا۔ جن کا نام تاریخ کے اوراق میں سنہری الفاظ سے لکھا گیا۔

حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کو فضل و شرف کے اعتبار سے بڑے ہی اعزازات حاصل ہوئے' یہ ان خواتین میں سے تھیں جنہیں پہلے مرحلے میں ہجرت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔

یہ پہلی ہاشمی خاتون ہیں جس نے ہاشمی اولاد کو جنم دیا بلکہ وہ ہاشمی خاتون ہیں جس کی شادی ہاشمی سے ہوئی۔ اور اس نے ایک خلیفے کو جنم دیا۔

عمدہ صفات:

حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا امن' آشتی اور دین کا سنگم تھیں' رسول اللہ ﷺ اس کے حسن سلوک' اور اسلام قبول کرنے میں مسابقت کی بنا پر اس کی نہایت درجہ تکریم و تعظیم کیا کرتے تھے' آپ مدینہ منورہ میں اس کی زیارت کے لیے تشریف لے جاتے[1] اور اس کے گھر میں کبھی کبھار آرام کیا کرتے تھے۔ مکہ معظمہ میں بھی اس خاتون کا گھر رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک بہترین ٹھکانہ اور ایک عمدہ آرام گاہ تھا۔ ان کے مقام و مرتبے کو کوئی قریشی خاتون نہیں پہنچ سکتی' یہ اس لیے کہ جگر گوشہ رسولؐ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی یہ خوش دامن تھیں اس کے ساتھ نہایت محبت اور شفقت سے پیش آتیں۔ اس کا سیدۃ نساء العالمین فاطمۃ الزہراءؓ اور ان کے والد مکرم کے ساتھ حسن سلوک مثالی نوعیت کا تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے اپنی امی جان سے عرض کی کہ پانی لانے اور باہر سے کوئی چیز لانے کا کام آپ اپنے ذمے لے لیں آٹا پینے اور گوندھنے کا فریضہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سرانجام دے دیا کریں گی۔

---

۱) الطبقات ۸/۲۲۲. و الاصابہ ۴/۳۶۹.

حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کے فضائل و محامد یوں تو بہت ہی زیادہ ہیں جس سے خیر و برکت کی مہک چہار طرف پھیلتی ہے۔ ان کا دل اللہ تعالیٰ کی محبت سے سرشار تھا نیز انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعلق خاطر کی بنا پر حدیث یاد کرنے اور اسے روایت کرنے کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔ انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ۴۶ احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل ہوا ان میں سے ایک حدیث بخاری اور مسلم میں بھی مذکور ہے۔

فاطمہ نامی خواتین:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کو بڑی ہی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے تھے' آپ اس کے ساتھ اسی طرح حسن سلوک سے پیش آتے جس طرح اپنی بیٹی فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے ساتھ پیش آتے تھے' اور اس کی خدمت میں گاہے بگاہے تحائف بھی پیش کرتے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں[1] کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک ریشمی چوغہ بطور تحفہ پیش کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: اس ریشمی چوغے کے دوپٹے بنا کر فاطمہ نامی خواتین میں تقسیم کر دو یہ حکم پا کر میں نے اس کے چار دوپٹے بنائے ان میں سے ایک فاطمۃ الزہراء جگر گوشہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیا۔ دوسرا حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پیش کر دیا۔ تیسرا فاطمۃ بنت حمزہ رضی اللہ عنہا کو دے دیا اور چوتھی فاطمۃ کا نام نہیں لیا' ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میرے خیال میں یہ چوتھی خاتون عقیل بن ابی طالب کی زوجہ محترمہ فاطمۃ بنت شیبۃ رضی اللہ عنہا تھیں۔

سفر آخرت:

حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا زندگی اور وفات کے اعتبار سے خوش نصیب

---

(۱) الاصابہ ٤/ ۳۷۰.

ثابت ہوئیں۔ نبی کریم ﷺ کی زندگی میں اس نے وفات پائی۔ آپ اس کے جنازے میں شریک ہوئے آپ نے کفن دفن کا اہتمام کیا آپ نے اپنی زبان مبارک سے اس کے فضائل ومناقب بیان کیے۔ اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور رحمت کی دعا کی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا نے وفات پائی تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اس کے سرہانے بیٹھ کر درد بھرے انداز میں فرمانے لگے۔

اماں جان اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمت کی برکھا برسائے' آپ میری امی جان کے بعد میرے لیے ماں کا درجہ رکھتی ہیں آپ خود بھوکی رہتیں اور مجھے خوب جی بھر کے کھانا کھلاتیں خود معمولی کپڑے پہنتیں اور مجھے اچھا لباس پہناتیں' خود عمدہ کھانے سے ہاتھ روکے رکھتیں اور مجھے کھانا پیش کر دیتیں' بلاشبہ آپ اس سے محض اللہ کی رضا اور آخرت کی کامیابی کا ارادہ رکھتی تھیں۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھ سے وہ پانی ان کے جسم پر ڈالا جس میں کافور کی آمیزش کی گئی تھی' اپنی قمیص اتار کر اسے پہنا دی اور اس کے اوپر ایک اور چادر کا کفن پہنایا' جب اس کی قبر کھودی گئی اور کھودنے والے لحد تک پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے لحد بنائی اس سے اپنے ہاتھوں سے مٹی نکالی' جب رسول اللہ ﷺ اس عمل سے فارغ ہوئے' آپ خود اس لحد میں لیٹ گئے اور فرمایا:

''وہ اللہ جو زندگی اور موت دیتا ہے۔ جو خود زندہ ہے کبھی فوت نہیں ہوگا' الٰہی میری والدہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کو بخش دے' اس کی قبر کو تاحد نگاہ فراخ کردے بلاشبہ تو سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے''۔

پھر آپ نے جنازہ پڑھاتے ہوئے اسے لحد میں اتار دیا حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کا ہاتھ بٹایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ منظر دیکھ کر بڑا تعجب کیا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم نے اس سے پہلے آپ کو کسی کی بھی وفات پر اس

طرح کا عمل کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا چچا ابو طالب کے بعد سب سے زیادہ اس عظیم المرتبت خاتون نے میرے ساتھ حسن سلوک کا رویہ اختیار کیا ہے۔ میں نے اسے اپنی قمیص اس لیے پہنائی تا کہ جنت میں اسے ریشمی لباس پہنایا جائے لحد میں اس لیے لیٹا تا کہ قبر میں ان کے لیے آسانی میسر آئے۔(۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لحد میں لیٹنے کی وجہ سے قبر میں سکڑنے کی کیفیت پیدا نہ ہوئی' اس طرح حضرت فاطمۃ بنت اسد رضی اللہ عنہا قبر کے شکنجے سے محفوظ و مامون رہیں۔ آپ کے لحد میں لیٹنے کی وجہ سے قبر منور ہوگئی۔ اور اس سخی اور عظیم المرتبت خاتون پر رحمت کی برکھا برسنے لگی۔ جو دنیا جہاں کی خواتین کے لیے ایک عمدہ نمونہ ثابت ہوئیں۔

اللہ ان سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں:

۱۔ سیر اعلام النبلاء	۲/۱۱۸
۲۔ جمهرة انساب العرب	۱/۱٤
۳۔ تاریخ الاسلام ذهبی	۲/۱٦۳
٤۔ طبقات ابن سعد	۸/۲۲۲
٥۔ الاصابة فی تمییز الصحابة	٤/۳٦۹
٦۔ تهذیب الاسماء و اللغات	۱/۱۲۷
۷۔ الاستیعاب	٤/۳۷۰
۸۔ منح المدح	صفحه ۱۸٥



(۱) الاستیعاب ٤/۳۷۰' سیر اعلام النبلاء ۲/۱۱۸.

۳

اُمِّ اَیمنُ الحبشیة رضی اللہ عنہا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

☆ یہ خاتون میرے اہل بیت کی نشانی ہے۔

☆ ام ایمن میری امی جان کے بعد ماں کا درجہ رکھتی ہے۔

☆ جو کسی جنتی خاتون کے ساتھ شادی کرنے کا خواہاں ہو تو وہ ام ایمن کے ساتھ شادی کر لے۔

مہربان اور محبّ

جب کوئی انسان خود لوگوں سے محبت کرتا ہے اور اپنے آپ کو لوگوں کی محبت کا اہل ثابت کرتا ہے۔ تو دونوں طرف سے آشنائی کی صداقت اس کے لیے مکمل ہوتی دکھائی دیتی ہے۔ اس صداقت کی تکمیل انسانی احساسات ذوق سلیم' اور اخلاق و مروت جیسی خداداد صلاحیتوں کی بنیاد پر ہوتی ہے۔

ایک ایسی عظیم خاتون جسے مخلصانہ حیات بخش محبت و مودت اور سچی شفقت و رافت میں بلند مقام حاصل تھا۔ وہ ایمان و یقین کے اعلیٰ مراتب پر فائز تھی۔ جسے حبیب کبریا ﷺ کی طرف سے عزت و تکریم کا وافر حصہ نصیب ہوا۔

یہ شفیق خاتون طبقہ خواتین میں کوئی اجنبی نہ تھی بلکہ اسے خواتین میں بڑا بلند مقام اور قابل قدر شہرت حاصل تھی' اسے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بڑا اونچا مرتبہ حاصل تھا۔

ایک وقت ایسا تھا کہ یہ وراثت کے مال و متاع میں تقسیم ہو کر وارثوں کے حصے میں آئی لیکن پھر اس کی زندگی میں یہ دن بھی آئے کہ یہ آزادی کی نعمت سے سرفراز ہوئی اور شان و شوکت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوئی' اس کے ممتاز مرتبے کی وجہ سے لوگ اس پر رشک کرتے بھلا لوگوں کو رشک کیوں نہ ہوتا۔ جب کہ رسول اللہ ﷺ اسے اماں جان کہہ کر پکارا کرتے تھے' ماں سے بڑھ کر بھی بھلا کسی اور کا درجہ ہو سکتا ہے؟۔

یہ شفیق خاتون کون ہے؟:

یہ خاتون ام ایمن حبشیہ کے نام سے مشہور و معروف تھی۔ اس کا نام برکتہ بنت ثعلبۃ بن عمرو تھا۔ یہ باپ کی جانب سے پانچ اونٹوں اور بکری کے ہمراہ مال

وراثت میں تقسیم ہو کر رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حصے میں آئی۔ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچپن میں اپنی گود میں کھیلانے کا شرف حاصل ہوا۔ (۱)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے شادی ہوئی تو آپ نے اسے آزاد کر دیا۔

یہ میرے اہل بیت کی نشانی ہے:

ام ایمن کی زندگی میں اہم ترین واقعہ یہ رونما ہوا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ آمنہ بنت وہب مدینہ منورہ میں رہائش پذیر آپؐ کے ننھیال سے مل کر واپس تشریف لا رہی تھیں تو مقام ابواء پر اس کا انتقال ہو گیا اس سفر میں ام ایمن ان کے ہمراہ تھیں۔

ان غمناک واندوہ ناک لمحات میں ام ایمنؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انتہاء درجے کی محبت وشفقت کا مظاہرہ کیا اس وقت آپ کی عمر ابھی چھ سال تھی' یہ والدہ ماجدہ کی جدائی میں غمگین دریتیم کو لے کر مکہ پہنچی۔

انسانی محبت اور صاف ستھری تاریخ میں حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش اور نگہداشت کے اعتبار سے نمایاں کردار ادا کرتے ہوئے امتیازی مقام حاصل کر لیا۔ آپؐ کے دادا عبدالمطلب نے اس خوش نصیب خاتون کو اپنے لاڈلے پوتے کی دیکھ بھال کا پوری طرح اہتمام کرنے کی وصیت کرتے ہوئے یہ کہا تھا کہ دیکھنا کسی لمحے بھی اس کی نگہداشت میں کوئی غفلت یا کوتاہی نہ برتنا۔

اور اس نے ایسا کر کے دیکھا دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ماحول میں پرورش پائی کہ آپ ام ایمن کو اپنے ساتھ حسن سلوک اور ہمدردی سے پیش آتے ہوئے بچشم خود دیکھا کرتے تھے۔ آپ

---

(۱) الطبقات ۸/۲۲۴' انساب الاشراف ۱/۹۶' سیر اعلام النبلاء ۲/۲۲۳.

اسے اماں جان کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ جب آپ اس کی طرف دیکھتے تو ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرماتے۔

''یہ میرے اہل بیت کی نشانی ہے''۔(۱)

بلکہ ایک مرتبہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اہل بیت کا فرد قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

((غطی قناعک یا ام ایمن)). (۲)

السابقة ام الکرام:

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تو آپ نے ام ایمن رضی اللہ عنہا کو آزاد کر دیا اس کے ساتھ عبید بن زید الخزرجی نے شادی کی جس سے اَیمن بن عبید پیدا ہوئے۔ بعد ازاں اس کی شادی زید بن حارثہؓ کے ساتھ اس وقت ہوئی جب آپؐ منصب رسالت پر فائز ہوئے اس سے اسامہ بن زید پیدا ہوئے ان دونوں باپ بیٹے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پیار تھا۔

اس دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گاہے بگاہے اس کی زیارت کے لیے اس کے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے' اور اس کی عظمت و برتری کا اعتراف کرتے ہوئے یہ ارشاد فرماتے:

''ام ایمن رضی اللہ عنہا میری امی جان کے بعد ماں کا درجہ رکھتی ہے''۔(۳)

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو اللہ تعالیٰ اور اسلام کی طرف دعوت دینے کا فریضہ سرانجام دینے کے لیے کمربستہ ہوئے۔ تو ام ایمنؓ نے پہلے مرحلے میں ہی اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کر لی۔ سیرت حلبیۃ کے مصنف حافظ ابن کثیر کے

---

(۱) الطبقات ۸/۲۲۳' الاصابہ ۴/۴۱۵.

(۲) الطبقات ۸/۲۲۳.

(۳) الاستیعاب ۴/۲۴۴' و تہذیب الاسماء ۲/۳۵۸.

حوالے سے رقمطراز ہیں کہ سب سے پہلے آپ کے اہل خانہ میں سے خدیجۃ الکبریٰ زید بن حارثہ‘ اس کی اہلیہ ام ایمن اور حضرت علی رضی اللہ عنہم نے اسلام قبول کیا۔

ام ایمن رضی اللہ عنہا نے دیگر صحابیات سے پہلے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی علامہ ابن اثیر اس کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اس خاتون نے پہلے ہی مرحلے میں اسلام قبول کر لیا تھا۔

اس عظیم المرتبت خاتون کا تعلق ان اہل ایمان میں سے تھا۔ جنہوں نے اسلام قبول کرنے کی وجہ سے قریش کے ہاتھوں طرح طرح کی تکالیف‘ مشکلات اور ایذ یتیں اٹھائیں۔

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے دو دفعہ ہجرت اختیار کی پہلے حبشہ کی طرف اور پھر مدینے کی طرف اس نے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی اس نے جہاد‘ صبر اور سخاوت کے میدان میں کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔

صبر و تحمل کی پیکر مجاہدہ:

ام ایمن رضی اللہ عنہا نے جہاد میں بھرپور حصہ لیا غزوۂ احد میں شریک ہوئیں زخمی مجاہدین کو پانی پلانے اور ان کی مرہم پٹی کا فریضہ سرانجام دیا‘ غزوۂ احد میں جب مسلمان پسپا ہوئے تو ان میں سے چند ایک کو اسلامی حمیت‘ غیرت اور خودداری کا درس دیتے ہوئے بڑا ہی تلخ لہجہ اختیار کرتے ہوئے فرمانے لگیں تم یہاں بیٹھ کر مکھیاں مارو اور تلوار میرے حوالے کرو۔(۱)

ام ایمن رضی اللہ عنہا غزوۂ خیبر میں دیگر صحابیاتؓ کے ہمراہ شریک ہوئیں۔ اس موقع پر نبی کریم ﷺ نے مال غنیمت میں سے ان جلیل القدر صحابیات کو باقاعدہ حصہ بھی عطا کیا۔

---

(۱) انساب الاشراف ۱/۳۲۶.

غزوۂ حنین میں حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا اپنے دونوں بیٹوں ایمن اور اسامہ کے ساتھ قافلہ مجاہدین میں شریک ہوئیں' غزوۂ حنین میں ایک موقع پر جب مجاہدین میں بھگدڑ مچی تو جو عظیم المرتبت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھیرے میں لے کر ثابت قدم رہے ان میں حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا اپنے دونوں بیٹوں کے ہمراہ شامل تھیں۔ یاد رہے کہ اس کا بڑا بیٹا ایمن غزوہ حنین میں شہید ہو گیا تھا۔ اپنے بیٹے کی شہادت پر ام ایمن رضی اللہ عنہا کے ایمان و یقین اور جذبہ تسلیم و رضا میں مزید اضافہ ہوا۔

تقدیر الٰہی کے فیصلوں پر صبر و تحمل' تسلیم و رضا اور ایمان و ایقان کے اعتبار سے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کا تعلق ان خواتین میں سے تھا جن کو بطور مثال پیش کیا جاتا تھا۔ جنگ مؤتہ میں سب سے پہلے جب اس عظیم المرتبت خاتون کا شریک حیات امیر لشکر زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ شہید ہوا تو اس خاتون نے اپنے خاوند کے شہید ہونے کی خبر کو تسلیم و رضا کے جذبے سے سنا۔ اور اس پر اللہ کریم سے اجر و ثواب کی توقعات وابستہ کر لیں۔

ام ایمنؓ کا مقام و مرتبہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے اس کے بارے میں آپ نے یہ ارشاد فرمایا:

﴿مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَّتَزَوَّجَ امرء ة من اهل الجنة فَلْيَتَزَوَّجْ اُمَّ اَيْمَنَ﴾ (1)

''جسے یہ بات خوش آئند معلوم ہوتی ہے کہ وہ کسی جنتی خاتون سے شادی کرے تو وہ ام ایمن کو اپنے حبالہ عقد میں لے آئے''۔

یہ فرمان سن کر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے دل میں حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کا مقام و مرتبہ سہ چند ہو گیا تو انہوں نے اس عظیم المرتبت خاتون کے ساتھ شادی کر لی۔

---

(1) الطبقات ۸/۲۲۴' انساب الاشراف ۱/۴۷۲.

رسول اللہ ﷺ اس عظیم المرتبت خاتون کو اماں جان کہہ کر پکارا کرتے اور اس کی باتیں بڑے غور سے سنتے اس کے ساتھ بڑے ادب واحترام سے پیش آتے۔ بعض اوقات اس کی باتوں سے بڑے محظوظ ہوتے کیونکہ زبان میں لکنت کی وجہ سے الفاظ کی صحیح ادائیگی نہ کرسکتی تھیں۔

غزوۂ حنین کے دوران یہ دعائیہ کلمات اس انداز میں ادا کر رہی تھیں:

"سَبَّتَ اللّٰه اَقْدَامَكُمْ"

اصل لفظ ہے:

"ثبت اللّٰه اقدامكم"

لیکن زبان کی لکنت کی وجہ سے ث کو سین کی صورت میں ادا کر رہی تھیں۔

ادھر معرکہ آرائی اپنے جوبن پر تھی گھوڑوں کی ہنہناہٹ اور تلواروں کی چھنکار سے میدان جنگ شور وغوغا کی لپیٹ میں تھا۔ اسی دوران آپؐ نے جب ام ایمن رضی اللہ عنہا کی زبان سے دعائیہ کلمات سنے تو فرمایا:

"اے ام ایمن رضی اللہ عنہا خاموش ہو جاؤ آپ کی زبان میں لکنت پائی جاتی ہے۔" (۱)

☆ ام ایمن رضی اللہ عنہا کی زبان میں لکنت کے آثار واضح طور پر پائے جاتے تھے۔ الفاظ کی درست ادائیگی اس کے بس میں نہ تھی۔

ابو جعفر باقر روایت کرتے ہیں، کہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا جب نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لاتیں تو "سلام لا علیکم" کہتیں حالانکہ وہ کہنا یہ چاہتی ہوتیں "سلام اللہ علیکم" لیکن ایسا کہہ نہ سکتیں اس بنا پر آپ نے اسے یہ اجازت دے دی تھی کہ آپ صرف "السلام" کہہ دیا کریں۔ (۲)

---

(۱) الطبقات ۸/۲۲۵.

(۲) الطبقات ۸/۲۲٤.

☆ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے آپ کے ہمراہ آپ کے خادم خاص حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بھی تھے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے ضیافت کے لیے دودھ پیش کیا' غالباً آپ نے روزہ رکھا ہوا تھا جس کی وجہ سے آپ نے دودھ نہ پیا۔ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خوش مزاجی سے پیش آئیں۔[1] آپؐ یہ اندازِ ضیافت دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور اس کے فضل وشرف اور عظمت کا آپ کے دل میں اور زیادہ احساس پیدا ہوا۔

سخی آنکھ:

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس دنیائے فانی سے کوچ ہوا۔ ام ایمن رضی اللہ عنہا کو بہت زیادہ دلی صدمہ پہنچا آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑیاں لگ گئیں۔ پاکیزہ خیالات واحساسات میں ایک طوفان کا سا سماں بندھ گیا جس کی بنا پر اپنے غم واندوہ کا ایک قصیدے کی صورت میں اظہار کیا جس کے تین اشعار یہ ہیں۔

عَیْنُ جُودِی فَاِنَّ بِذَالِكَ لِلدَّ
مَعِ شَفَاءٌ فَاَكْثِرِی الْبُكَاءِ

حِینَ قَالُوا الرَّسُول اُمْسِی فقیدًا
مَیِّتًا كَانَ ذَاكَ كُلُّ الْبَلَآءِ

وَ ابْكِیا خَیرَ مَنْ رُزِئنَاهُ فی الدن
یا وَ مَنْ خَصَّهُ بِوَحْیِ السَّمآءِ [2]

☆ زبان کی لکنت کے باوجود حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کے اشعار کہنے اور حکمت و دانائی

---

(۱) الاصابہ ٤/٦ ٤١

(۲) الطبقات ٢/٣٣٢ و ٣٣٣۔

کی باتیں کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ زبان کی لکنت کا اثر ان کے دل و دماغ پر تو نہ تھا حکمت و دانائی میں زبان کی لکنت کوئی سد راہ ثابت تو نہیں ہوتی بلکہ اس صورت حال سے تو یہ واضح ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ سے حاصل کردہ علم دل و دماغ پر بڑے گہرے نقوش چھوڑتا ہے۔

☆ مسلم شریف کی یہ روایت جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس سے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کا فضل و شرف اور زیادہ اجاگر ہوتا ہے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ: قَالَ اَبُوْبَکْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِعُمَرِ اِنْطَلَقَ بِنَا اِلٰی اُمِّ اَیْمَنَ نَزُوْرُهَا کَمَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَزُوْرُهَا فَلَمَّا انْتَهَیْنَا اِلَیْهَا بَکَتْ. فَقَالَ لَهَا مَا یُبْکِیْکَ؟ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْر لرسوله ﷺ فَقَالَتْ: مَا ابکی الّا اکونَ اعلم انَّ مَا عِنْدَاللّٰه خیر لرسوله ﷺ و لکن ابکی اَنَّ الْوَحْیَ قَدْ اِنْقَطَعَ مِنَ السَّمَآءِ فَهَیَّجَتْهُمَا عَلَی الْبُکَاءِ فَجَعَلَا یُبْکِیَانِ مَعَهَا. (۱)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات حسرت آیات کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: آیئے ام ایمن کی زیارت کے لیے چلیں جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ اس کی زیارت کے لیے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ فرماتے ہیں کہ جب ہم اس کے پاس پہنچے تو وہ رونے لگیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ روتی کیوں ہیں حالانکہ اللہ رب العزت کے پاس اپنے رسول کے لیے آخرت میں بہتر بہتر اہتمام ہے۔ کہنے لگیں ہاں میں جانتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اپنے رسول ﷺ کے لیے بہت بہتر انتظام و

---

(۱) صحیح مسلم ۷/۱۴۴، و سنن ابن ماجه ۱۶۳۵، الحلية ۲/ ۶۷.

اہتمام ہے۔ میں تو اس لیے روتی ہوں کہ وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما رونے لگے''۔

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کو زندگی میں بہت بڑا اعزاز نصیب ہوا اور آخرت میں بھی بلند مقام پر فائز ہوئیں۔ اس کے پوتے ''حِبّ الحِبّ'' کے اعزاز سے سرفراز ہوئے۔ اس لیے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کا بیٹا اسامہ اور خاوند زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب نظر صحابی تھے۔

ایک شفیق خاتون الوداع:

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کو یہ اعزاز بھی حاصل ہوا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچ احادیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔[1] اس سے حضرت انس بن مالک، حنش بن عبداللہ صنعانی اور ابو یزید المدنی نے حدیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی مرویات میں سے ایک یہ حدیث بھی ہے جسے حنش بن عبداللہ نے ام ایمن رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نقل کیا کہ اس نے آٹا چھانا تا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چپاتی تیار کرے آپ نے دریافت کیا یہ کیا ہے؟ عرض کی یہ کھانا ہے میں نے ارادہ کیا کہ میں آپ کے لیے چپاتی بناؤں آپ نے فرمایا اسے گوندھ لیجیے۔[2]

امام ذہبی اور علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات کے پانچ ماہ بعد فوت ہوئیں۔[3] جنتی خاتون حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ راضی ہوا اور اسے اصحاب الیمین کی

---

(۱) سیر اعلام النبلاء ۲/۲۲۷.

(۲) الحلیة ۲/۶۸.

(۳) المجمهرة ۱/۱۱، والاصابه ۴/۴۱۷.

فہرست میں شامل کر دیا۔

حضرت ام ایمن الحبشیہ رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درجہ ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

۱۔ طبقات ابن سعد	۸/۲۲۳
۲۔ انساب الاشراف	۱/۹۶
۳۔ سیر اعلام النبلاء	۲/۲۲۳ و ۲۲٤
٤۔ الاصابة	٤/٤۱٥
٥۔ الاستیعاب	۱/۲٤٤
٦۔ تهذیب الاسماء و اللغات	۲/۳٥۸
۷۔ السیرة الحلبیة	۱/٤۳٥
۸۔ الحلیة	۲/٦۸



۴

اُم سُلیم بنت ملحان رضی اللہ عنہا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''میں جنت میں داخل ہوا' تو کسی کے چلنے کی مجھے آہٹ سنائی دی۔

میں نے پوچھا یہ کون ہے؟

تو اہل جنت نے کہا:

کہ یہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ غمیصاء بنت ملحان ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مجھے اس پر ترس آتا ہے کیونکہ اس کا بھائی میرے ہمراہ تھا جو جام شہادت نوش کر گیا''۔

یہ کون ہے؟

جس صحابیہ رضی اللہ عنہا کی عطر بیز سیرت کا ہم مطالعہ شروع کر رہے ہیں، اس کا تعلق ان عظیم المرتبت خواتین کے ساتھ ہے، جو آفاقی شہرت اور عظیم الشان کارناموں کی خوگر تھیں۔

اس جلیل القدر خاتون کی کنیت ام سلیم تھی۔ اس پر سبھی سوانح نگاروں کا اتفاق ہے۔

البتہ ان کے لقب اور نام میں اختلاف پایا جاتا ہے بعض نے ان کا لقب غمیصاء لکھا ہے اور بعض نے رمیصاء اس طرح نام میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔

سوانح نگاروں نے ان کے یہ نام بیان کئے ہیں۔ سَھْلَۃ، رُمَیْلَۃ، اُنَیْفَۃ اور رُمَیثہ۔ (۱)

☆ ام سلیمؓ رسول اللہ ﷺ کے خادم خاص حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ تھیں اس میں تمام اہل علم کا اتفاق ہے۔

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ نبی کریم ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو میری عمر دس سال تھی۔ میری والدہ محترمہ نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا میرا یہ بیٹا انس آپ کی خدمت کے لیے حاضر ہے، آپ نے اسے قبول کر لیا اور اس کی کنیت ابوحمزہ رکھ دی۔

اور اس کے ساتھ خوش طبعی کرتے ہوئے فرمایا:

''ارے دو کانوں والے ذرا ادھر تو آؤ'' (۲) یہ آپؐ کے مزاح یعنی خوش طبعی کا ایک لطیف انداز تھا۔

---

(۱) الطبقات ۸/۴۲۴ و صفوۃ الصفوہ ۲/۶۵، سیر اعلام النبلاء ۲/۳۰۴ وغیرہ۔

(۲) الترمذی فی المناقب ۳۸۳۱، الاصابہ ۱/۸۴ و ابوداؤد ۵۰۰۲، احمد ۳/۱۲۷۔

اور آپ نے اس کے لیے کثرت مال واولاد اور رزق میں برکت کی دعا فرمائی۔

☆ حضرت ام سلیم اور حضرت حرام بنت ملحان دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی خالہ تھیں۔

اس اعتبار سے یہ دونوں معزز صحابیات بڑی ممتاز دکھائی دیتی ہیں۔

ام سلیم رضی اللہ عنہا کا مہر:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی مکہ معظمہ میں ہی تھے' کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کرلیا تھا' البتہ آپ کے دست مبارک پر بیعت کرنے کی سعادت مدینہ منورہ میں حاصل کی اس کا اسلام قبول کرنا اس کے خاوند مالک بن نضر کے لیے بڑی ہی تکلیف اور دل آزاری کا باعث بنا اس نے کہا تو بے دین ہوگئی ہے۔ فرمانے لگیں نہیں میں بے دین نہیں ہوئی بلکہ میں ایمان لائی ہوں۔

☆ یہ اپنے بیٹے انس کو مسلسل ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے کی تلقین کرتی رہتی' یہاں تک کہ انس روانی سے کلمہ پڑھنے لگے۔

ام سلیم رضی اللہ عنہا کا یہ پر امن رویہ اس کے خاوند مالک بن نضر کے لیے سوہان روح بنا ہوا تھا' وہ اکثر بڑبڑاتے ہوئے کہتا میرے بیٹے کو خراب نہ کر' میں کہتا ہوں اسے برباد نہ کر۔

وہ سن کر بڑے ہی دھیمے انداز میں فرماتیں میں اسے خراب نہیں کر رہی اور نہ ہی برباد کر رہی ہوں۔ جب وہ مایوس ہوگیا تو تنگ آ کر کہنے لگا جاؤ جو جی آئے کرو اور خود گھر سے نکل گیا اور شام پہنچ گیا وہاں اسے اس کے دشمن نے قتل کر دیا جب اس کے قتل کی خبر حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کو ملی تو کہا چلو ''خس کم جہاں پاک'' میں اب پوری توجہ سے اپنے بیٹے کی پرورش کا فریضہ سرانجام دوں گی میں اب شادی اس وقت کروں گی جب یہ میرا بیٹا مجھے کہے گا۔

☆ جب انس بن مالک جواں ہوئے۔ تو ابوطلحہ انصاری کی طرف سے نکاح کا پیغام

آیا' وہ اس وقت مشرک تھا حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے انکار کر دیا اس نے دوبارہ پیغام بھیجا تو حضرت ام سلیمؓ نے موقعے کو غنیمت جانتے ہوئے فرمایا: میرے لیے یہ مناسب ہی نہیں کہ میں کسی مشرک کے ساتھ شادی کروں۔ اے ابوطلحہ کیا آپ کو یہ بات معلوم نہیں کہ تم خود ہی اپنے ہاتھوں سے لکڑی کے خدا بناتے ہو پوجا پاٹ کے بعد جب کھانا تیار کرنا ہوتا ہے تمہیں جلانے کے لیے کوئی چیز نہ ملے تو انہیں کو ایندھن کے طور پر چولہے میں لگا دیتے ہو تو یہ جل کر راکھ بن جاتے ہیں کیا یہ خدا تمہیں کوئی فائدہ دے سکتے ہیں۔

آخر تمہاری عقل کو کیا ہو گیا' تم لوگ عقل و دانش سے اس قدر عاری کیوں ہو گئے ہو' تمہاری عقل کیا گھاس چرنے چلی گئی ہے۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اس موضوع پر کھل کر بات کی ابوطلحہ نے بڑے غور سے یہ باتیں سنیں' باتیں سنتے ہوئے مسلسل اپنا منہ گریبان میں دیئے رکھا یہ باتیں اس کے دل پر اثر انداز ہو چکی تھیں بوجھل پاؤں اٹھاتے ہوئے وہ اپنے گھر گیا لیکن پھر اسی وقت وہ واپس آ گیا اس دفعہ نور اسلام اس کی آنکھوں کے درمیان چمکتا دمکتا دیکھائی دے رہا تھا۔ اس نے بڑے ہی دھیمے لہجے میں ام سلیمؓ سے کہا آپ نے جو باتیں کیں میرے دل کو لگیں یہ کہتے ہوئے اس نے اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا' حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے یہ صورت حال دیکھتے ہوئے فرمایا' میں آپ کے ساتھ شادی کے لیے تیار ہوں اور آپ کا آج اسلام قبول کرنا ہی میرے لیے حق مہر ہوگا۔ (۱)

☆ اس دلچسپ داستان کو پیش نظر رکھتے ہوئے ثابت البنانی رحمۃ اللہ کہتے ہیں۔ ہم نے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے بہتر مہر آج تک نہ دیکھا اور نہ سنا: اس نے اسلام کو اپنے لیے حق مہر قرار دیا واہ: سبحان اللہ اس انداز فکر کے کیا کہنے!

---

(۱) الطبقات ۸/۴۲۵' اسدالغابہ ۵/۵۹۱' زاد المعاد ۵/۱۷۸' سیر اعلام النبلاء ۲/۳۰۵۔

نیک اولاد:

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا حسن صبر' قوت ایمان' یقین کامل اور حسن توکل کے اعتبار سے درجہ کمال تک پہنچی ہوئی تھیں' اس حوالے سے حضرت انس اپنی والدہ محترمہ کے بارے میں یہ ایمان افروز واقعہ بیان کرتے ہیں۔

حضرت ابوطلحہؓ کی جانب سے میرا ایک چھوٹا بھائی تھا جس کی کنیت ابوعمیر تھی نبی کریم ﷺ بڑے ہی شفقت بھرے انداز میں اسے خوش کرنے کے لیے فرمایا کرتے تھے:

((یا ابا عمیر ما فعل النغیر))

''اے ابوعمیر تیری چڑیا کا کیا بنا''۔

ایک دفعہ ایسا ہوا کہ ابوطلحہؓ سفر پر تھے چھوٹا بھائی ابوعمیر بیمار ہوا اور فوت ہو گیا۔ امی جان نے صبر وتحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسے چارپائی پر لٹایا اور اسے چادر سے ڈھانپ دیا' امی جان نے سب سے کہہ دیا کہ ابوطلحہ کو بیٹے کی وفات کے بارے میں نہ بتانا' ابوطلحہ گھر تشریف لائے بیٹے کا پوچھا انہیں بتایا کہ پہلے سے زیادہ سکون میسر ہے پھر ان کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا انہوں نے کھانا تناول کیا انہیں سفر کی تھکان اتارنے کے پورے مواقع فراہم کیے گئے' جب امی جان نے دیکھا کہ ہر طرح سے وہ خوش وخرم ہیں تو ان سے پوچھا ابوطلحہؓ مجھے ایک بات تو بتائیں۔ اگر کوئی امانت رکھنے والا اپنی چیز کی واپسی کا مطالبہ کر دے لیکن جس کے پاس امانت رکھی گئی ہے وہ واپس کرنے سے کبیدہ خاطر ہو۔ اس کا دل نہیں چاہتا کہ امانت واپس کی جائے۔ آپ کے نزدیک اس کا یہ رویہ کیسا ہے؟۔ ابوطلحہؓ نے کہا: مطالبے پر اسے امانت فوری طور پر واپس کر دینی چاہیے' امانت واپس کرتے ہوئے کبیدہ خاطر ہونا تو سراسر ناانصافی ہے۔

یہ جواب سنتے ہی اپنے خاوند ابوطلحہ سے کہا: دیکھیے یہ بیٹا ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت تھی اس نے واپس لے لی۔ یہ اندوہناک خبر سنتے ہی انا للہ وانا الیہ راجعون کہا: کہنے لگے تو نے مجھے پہلے بتا دیا ہوتا!

صبح ہوئی مسجد نبوی میں گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطلحہ کو دیکھتے ہی فرمایا' اللہ تعالیٰ نے تمہاری اس رات کو بابرکت بنا دیا' اس شب بسری کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اسے گھٹی دی اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔(1)

ایمان وصبر کے پیکر دونوں میاں بیوی کو اللہ تعالیٰ نے خیر و برکت سے نوازا بیٹے کی زندگی کو بابرکت بنا دیا اس کے سات بیٹے ہوئے سبھی قرآن وحدیث کے عالم فاضل تھے۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے:

نِعَمُ الِالٰـهِ عَلَـى العِبـادِ كَثِيرَةٌ
وَ اَجَـلُّهُـنَّ نَـجـابةُ الاَولادِ

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا میں اس قدر اوصاف حمیدہ اور کمالات جلیلہ پائے جاتے تھے' کہ ان کی ذات دینی اعتبار سے قابل رشک دیکھائی دیتی تھی۔

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے انتھک محنت کی اپنے خاوند کی خدمت میں کوئی کسر باقی اٹھا نہ رکھی صبر وتحمل اور تسلیم و رضا میں اعلیٰ مقام حاصل کیا جب اللہ تعالیٰ نے اس کی خلوص نیت کو دیکھا تو اسے صالح اولاد کی نعمت سے سرفراز کیا۔

اپنے لخت جگر ابوعمیر کی وفات کا صدمہ صبر وتحمل سے برداشت کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا نعم البدل عبداللہ کی صورت میں عطا کیا' جس کے سارے بیٹے قرآن و حدیث کے حافظ اور علوم دینیہ کے ماہر تھے۔

ام سلیمؓ کا خنجر:

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کی سوانح حیات کے مطالعے سے ان کے ایسے ایسے

(1) الطبقات ۸/۴۳۱ و ۴۳۲.

حیرت انگیز ایمان افروز اور ولولہ پذیر کارناموں کا پتہ چلتا ہے کہ انسان انگشت بدنداں رہ جاتا ہے' اللہ تعالیٰ نے اس خاتون کو بڑا ہی مضبوط دل عطا کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ اس عظیم المرتبت خاتون کو زخمیوں کو پانی پلانے اور ان کی مرہم پٹی کرنے کے لیے غزوات میں شرکت کی اجازت عنایت کرتے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ام سلیمؓ اور دیگر انصاری خواتین کو زخمیوں کے علاج معالجے اور انہیں پانی پلانے کی خدمات سرانجام دینے کے لیے غزوات میں شریک ہونے کی اجازت عطا کیا کرتے تھے۔

☆ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا غزوہ احد میں شریک ہوئیں اور بڑے ہی اہم فرائض سر انجام دیئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ احد کے دوران جب مجاہدین کو پسپائی کا سامنا کرنا پڑا تو میں نے دیکھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا اپنی پیٹھ پر مشکیزے اٹھائے ہوئے زخمیوں کو پانی پلا رہی تھیں۔ (۱)

جب رسول اللہ ﷺ غزوہ خیبر کے لئے روانہ ہوئے تو یہ بھی جہاد کا اجر وثواب حاصل کرنے کے لئے آپؐ کے ساتھ روانہ ہوئیں۔ غزوۂ حنین میں تو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنی جرأت وشجاعت کا اظہار بڑے ہی کمال انداز میں کیا وہ اس طرح کہ ایک خنجر اپنی کمر کے ساتھ باندھ لیا حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کی اطلاع رسول اقدس ﷺ کو دی کہ ام سلیمؓ کے پاس خنجر ہے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے خنجر اپنے پاس اس لئے رکھا ہے کہ اگر کوئی دشمن میرے قریب آیا تو میں اس سے اس کا پیٹ پھاڑ دوں گی۔ (۲)

ام سلیمؓ اور اس کا خاوند ابوطلحہ ان لوگوں میں سے تھے۔ جن کے بارے میں

---

(۱) رواہ مسلم و الترمذی و ابو داؤد.

(۲) رواہ مسلم فی الجهاد والسیر.

ایک شاعر نے یہ کہا ہے۔

نَصَرُوْا نَبِيَّهُمْ وَ شَدُّوا اَزْرَهٗ
بِحُنَيْنَ يَوْمَ تَوَاكُلَ الاَبْطَالُ

جنت کی بشارت:

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا فضائل و خصائل حمیدہ کے اعتبار سے بڑی مشہور و معروف خاتون تھی۔ خیر و بھلائی کے ہر کام میں اس کا حصہ دیکھائی دیتا ہے۔ علاوہ ازیں اسے روایت حدیث کی بھی سعادت حاصل ہوئی۔ نبی کریم ﷺ سے اس نے ۱۴ احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رسول اللہ ﷺ سے اس نے جنت کی بشارت پائی جس سے اس کے فضل و شرف میں بے پناہ اضافہ ہوا۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ خَشْفَةً. صَوْتَ مَشْيٍ. فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا؟ قَالُوْا هٰذِهِ الْغميصاء بنتُ ملحانَ اُمُّ اَنَسِ بنِ مَالِكٍ.

''میں جنت میں داخل ہوا تو مجھے چلنے کی آواز سنائی دی میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ اہل جنت نے بتایا کہ انس بن مالک کی والدہ غمیصاء بنت ملحان ہے''۔(۱)

مقام و مرتبہ:

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا صحابیات میں بڑے ہی بلند مقام پر فائز دیکھائی دیتی ہیں۔اس کے لیے یہی فضل و شرف کافی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اسے اپنے اہل بیت میں سے قرار دیتے تھے۔بعض اوقات اس کے گھر بھی تشریف لے جاتے اس کے بارے میں آپ فرمایا کرتے تھے مجھے اس خاتون پر اس لیے بہت ترس آتا ہے کہ اس کا بھائی میرا ساتھ دیتے ہوئے جام شہادت نوش کر گیا۔(۲)

---

(۱) التاج الجامع لِلاصول ۳/۳۸۶۔ رواه الشيخان في صحيحيهما.
(۲) التاج ۳/۳۸۶' السيرة الحلبية ۳/۷۳.

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا ان عظیم المرتبت خواتین میں سے ہیں جنہیں اپنی زیارت کا شرف بخشا ان کے گھر آپ نے کھانا تناول کیا' چٹائی پر نماز پڑھی آرام کیا اور ان کے حق میں کثرت سے دعائیں کیں فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے حق میں اتنی دعائیں کیں کہ مجھے مزید دعا کروانے کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوئی۔(1)

رسول اللہ کا صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے محلے سے گذر ہوتا تو آپؐ اس کے گھر تشریف لے جاتے اسے سلام کہتے۔(2) اور بعض اوقات وہاں قدرے آرام کے لیے لیٹ بھی جاتے۔

ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلیم کے گھر دوپہر کے وقت تشریف لائے۔ اور چمڑے کی چٹائی پر لیٹ گئے آپ کو نیند آ گئی۔ آپ کے جسم مبارک سے پسینہ بہہ کر چٹائی پر جمع ہونے لگا حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے موقعے کو غنیمت جانتے ہوئے پسینہ برتن میں ڈالنا شروع کر دیا اتنے میں آپ کی آنکھ کھلی آپ نے فرمایا یہ کیا کر رہی ہیں۔ کہنے لگی یہ بابرکت پسینہ محفوظ کر رہی ہوں تاکہ اسے خوشبو میں ملا کر استعمال کیا کروں' اس سے خوشبو دو چند ہو جایا کرے گی۔(3) حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اُس مشکیزے کا منہ کاٹ کر اپنے پاس محفوظ کر لیا تھا۔ جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی پیا تھا۔ یہ بھی ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چند بال بھی اسے دیئے تھے۔(4)

سیرت وسوانح کی کتابوں میں اس قسم کے بہت سے واقعات منقول ہیں۔

ڈاکٹر محمد رمضان البوطی نے اپنی کتاب ''فقہ السیرۃ'' میں ''تبرک'' کے عنوان کے تحت اس نوعیت کے بہت سے واقعات بیان کیے ہیں۔

---

(۱) الاستیعاب ٤/٤٣٩' تهذيب التهذيب ١٢/٤٧٢.

(٢) رواه الشيخان والنسائي

(٣) رواه مسلم و احمد' الطبقات ٨/٤٢٩.

(٤) زاد المعاد ٢/٢٦٩.

الوداع:

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا اس اعتبار سے بڑی خوش نصیب خاتون تھی کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وفاداری اور آپ کے احکام پر عمل پیرا ہونے میں کامل یکسوئی کا انداز اپنایا۔ حضرت ام معاذ انصاریہ اس کی تعریف کرتے ہوئے فرماتی ہیں۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین سے بیعت لیتے ہوئے ارشاد فرمایا: کہ دیکھنا تم میں سے کوئی نوحہ نہ کرے۔ تو اس پر پوری وفاداری کے ساتھ اگر کسی نے عمل کیا تو ان میں حضرت ام سلیمؓ، ام العلاءؓ، ام معاذ اور زوجہ معاذؓ ہی دیکھائی دیتی ہیں۔ (۱)

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے بارے میں مشہور و معروف علماء کے تاثرات کچھ اس طرح سے ہیں۔

ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا ایک دانشمند خاتون تھیں۔

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا فاضل صحابیات رضی اللہ عنہن میں سے تھی۔

یہ تھی حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کی معطر سیرت کی چند جھلکیاں آخر میں پھر اس بات کا تذکرہ مناسب سمجھتا ہوں کہ اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ فرمان نقل کر دیا جائے جس میں اس جلیل القدر خاتون کے حق میں جنت کی بشارت کا تذکرہ ہے۔

آپ فرماتے ہیں:

''میں جنت میں داخل ہوا تو مجھے کسی کے چلنے کی آواز سنائی دی میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ اہل جنت نے بتایا یہ انس بن مالکؓ کی والدہ غمیصاء بنت ملحان ہے''۔

اللہ اس سے راضی اور یہ اپنے اللہ سے راضی۔

---

(۱) الاصابہ ۴/۴۷۳، تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر سورہ ممتحنہ

حضرت ام سلیم بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کیجیے۔

١ ـ طبقات ابن سعد	٤٢٤/٨
٢ ـ صفة الصفوة	٦٥/٢
٣ ـ تهذيب الاسماء و اللغات	٣٢٣/٢
٤ ـ سير أعلام النبلاء	٣٠٤/٢
٥ ـ تهذيب التهذيب	٤٧١/١٢
٦ ـ الاصابة	٨٤/١
٧ ـ اسد الغابة	٥٩١/٥
٨ ـ زاد المعاد	١٧٨/٥
٩ ـ التاج الجامع لِلاصول	٣٨٦/٣
١٠ ـ السيرة الحلبية	٧٣/٣
١١ ـ الاستيعاب	٤٣٩/٤
١٢ ـ دلائل النبوة للبيهقي	٢٥٨/١



۵

ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((انت من الاولین))

''تو اولین میں سے ہے''

یہی لوگ کامیاب ہیں

آل ملحان کا تعلق ان قابل قدر انصاری صحابہ کرامؓ کے ساتھ تھا جو ایمان کے میٹھے ذائقے سے لطف اندوز ہوئے۔ جن کے دلوں میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت رس بس چکی تھی۔ جو اسلام کی روحانی غذاء سے پروان چڑھے' جنہوں نے سعادت کی زندگی بسر کی اور انہیں اللہ کے حکم سے آخرت میں بھی اچھا ٹھکانہ نصیب ہوگا۔ نیز انہیں اسلام قبول کرنے میں سبقت حاصل کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

ان کامیاب صاحب ایمان مردوں اور عورتوں نے جہاد' علم' ایثار اور سخاوت کے میدان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اور انہوں نے اللہ ورسول کی خوشنودی کو اپنا نصب العین بنائے رکھا۔ ان خوش نصیب رضائے الٰہی کے حصول میں کامیابی حاصل کرنے والوں میں جناب ملحان کے دو بیٹے حرام رضی اللہ عنہ اور سلیم رضی اللہ عنہ بڑے بلند مقام پر دیکھائی دیتے ہیں۔ دونوں بدر' احد اور بئر معونہ کے معرکوں میں شریک ہوئے اور دونوں نے آخری معرکہ بئر معونہ میں جام شہادت نوش کرتے ہوئے اپنے اللہ سے اجر پایا۔

ان کی دو بہنیں ام سلیم اور ام حرام جناب ملحان کی بیٹیاں ان جلیل القدر صحابیات میں سے ہیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ سے تربیت حاصل کر کے اپنے دلوں کو پاک کر لیا تھا۔ اور مسلم خواتین کے لیے ایک عمدہ نمونہ بن گئیں۔ آج ہم حضرت ام حرام بنت ملحان بن خالد انصاریہ نجاریہ (۱) کا تذکرہ کریں گے۔ جس نے عہد نبوت

---

(۱) تاریخ دمشق۔ تراجم النساء ص ۴۸۶' سیر اعلام النبلاء ۲/ ۳۱۶' تهذیب التهذیب ۱۲/ ۴۶۲.

میں اپنے کردار کے بڑے عمدہ، نفیس اور گہرے اثرات چھوڑے۔

☆ حضرت ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا مشہور و معروف صحابی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خالہ جرنیل صحابی حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی خالہ تھیں۔(۱)

زیارت، دعا اور بشارت:

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قباء کبھی پیدل اور کبھی سواری پر تشریف لے آتے اور وہاں دو رکعت نماز پڑھتے۔(۲)

☆ وادی قباء میں تقوے کی بنیاد پر مسجد تعمیر کی گئی جس کے بارے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

﴿لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ﴾

(التوبة : ۱۰۸)

بابرکت وادی قباء میں حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا رہائش پذیر تھیں، اس عظیم خاتون کو رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں بلند مرتبہ اور معتبر مقام حاصل تھا۔ آپ اس خاتون کی بڑی عزت کیا کرتے تھے، بسا اوقات اس کے گھر تشریف لے جاتے کبھی کبھار وہاں نماز ادا کرتے اور آرام کے لیے لیٹ جاتے۔(۳)

مسلم شریف میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز ہمارے، گھر تشریف لائے میں امی جان اور خالہ جان ام حرامؓ وہاں موجود تھے۔

---

(۱) السیرة الحلبیه ۳/۷۳.

(۲) صحیح مسلم ۴/۱۲۷.

(۳) الاستیعاب ۴/۴۲۴، اسد الغابه ۵/۵۷۴.

آپ نے ارشاد فرمایا اٹھو میں تمہیں نماز پڑھاؤں یہ کسی فرضی نماز کا وقت نہیں تھا آپ نے ہمیں نفلی نماز پڑھائی اور ہمارے حق میں دنیا و آخرت کی بہتری کی ڈھیر ساری دعائیں کیں۔(۱)

☆ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ام حرام رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے۔ کھانا تناول کیا۔ اور اس نے آپ کا سر مبارک دھویا آپ سو گئے مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے تو ام حرام رضی اللہ عنہا کو شہادت کی بشارت دی اس کے بعد اسے شہیدہ کے نام سے پکارا جانے لگا۔

ام حرام اور نبوی تحفہ:

یہ جلیل القدر صحابیہؓ ان عظیم المرتبت صحابیات میں سے تھیں جنہیں قابل ستائش کارنامے سرانجام دینے اور صالح اعمال کے بجا لانے میں کمال درجے کی دسترس حاصل تھی۔

ام حرام رضی اللہ عنہا نے بے شمار قابل تکریم کارنامے سرانجام دینے میں ندرت سے کام لیا ان کی زندگی میں سب سے نمایاں خوبی یہ دیکھائی دیتی ہے کہ اسے شہادت کی موت سے دلی لگاؤ تھا اور اس میں ایثار و قربانی کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ علاوہ ازیں اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت کرنے کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچ احادیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اس سے آگے بڑے اجل صحابہؓ و تابعینؒ نے روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اس کی مرویات میں سے ایک یہ روایت بھی ہے جسے علامہ ابن عساکر نے نقل کیا۔

أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِيْ يَغْزُوْنَ الْبَحْرَ قَدْ أَوْجَبُوْا وَجَبَتْ لَهُمُ الْجَنَّةُ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَا

---

(۱) مسلم ۱۲۸/۲.

فِيهِمْ قَالَ' اَنْتِ فِيهِمْ.(۱)

''اس نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے' میری امت کا پہلا لشکر جو سمندر میں جنگ لڑے گا وہ جنتی ہے۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا میں ان میں شامل ہوں گی' آپ نے فرمایا ہاں تم ان میں شامل ہو گی''۔

اس کے بعد حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا اس جنگی قافلے میں شرکت کا بڑی شدت سے انتظار کرنے لگی۔ رسول اللہ ﷺ اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئے۔ اور آپ اس جلیل القدر خاتون سے خوش تھے۔

یہ بشارت نبوی کا انتظار کرنے لگی کہ وہ مبارک گھڑی کب آئے گی جب مجھے جنتی قافلے میں شریک ہونے کا موقع میسر آئے گا۔ تھوڑے ہی عرصے بعد وہ وقت بھی آن پہنچا۔

تو اولین میں سے ہے:

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں فتوحات اسلامیہ کا دائرہ بڑا وسیع ہو گیا سلطنت اسلامیہ کا یہ تمام تر پھیلاؤ خشکی پر تھا۔ سمندر مسلمانوں کی دسترس میں نہ تھے' خلیفۃ المسلمین اس معاملے میں بڑے ہی فکر مند رہتے کہ رومیوں کی سمندروں پر اجارہ داری کس طرح ختم کی جائے۔ جزیرہ قبرص پر رومیوں کا قبضہ تھا اور وہاں سے سمندری علاقے پر ان کا مکمل قبضہ تھا' وہاں سے بحری بیڑے کے ذریعے یہ ہر طرف پیش قدمی کرتے تھے' مسلمانوں کو بحری لڑائی کا تجربہ نہ تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس مسئلے پر غور وخوض کرنے کے لیے مجلس شوریٰ کا اجلاس طلب کیا اور اس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ بحری فوج تیار کی جائے' اس کے بغیر رومی فوج کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ جزیرۂ قبرص کو فتح کرنے

---

(۱) البخاری فی الجهاد. الحلية ۲/۶۱' تاريخ دمشق ص ٤٨٦.

کے لیے بحری فوج تشکیل دیں اور اللہ کا نام لے کر قبرص کی طرف پیش قدمی کریں۔

حکم کی تعمیل کی گئی اللہ تعالیٰ نے اسلامی لشکر کو فتح عطا کی اور جزیرۃ قبرص ان کے قبضے میں آ گیا' اسی جنگ میں ام حرام رضی اللہ عنہا مجاہدین میں شامل تھی اسی جنگ میں شہادت نصیب ہوئی' اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ملنے والی جنت کی بشارت کا استحقاق نصیب ہوا۔

اس عظیم المرتبت خاتون کی شہادت کا تذکرہ حدیث کی چھ مشہور و معروف کتابوں کے علاوہ سیرت' سوانح اور طبقات کی کتابوں میں بھی منقول ہے۔

ترمذی میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں: کہ

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے وہ آپ کی خدمت میں کھانا پیش کرتی حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ تھی ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے گھر تشریف لائے' اس نے آپ کی خدمت میں کھانا پیش کیا' اس نے آپ کے سر مبارک کو دھویا' آپ وہاں سو گئے' پھر جب آپ بیدار ہوئے تو آپ مسکرا رہے تھے۔ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مسکرا کیوں رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: خواب میں میری امت کے چند افراد کو میرے سامنے لایا گیا جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔ وہ سمندر کے وسط میں بادشاہوں کی طرح مسہریوں پر بیٹھے ہیں۔

میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں شامل کر دے' آپ نے اس کے حق میں دعا کی پھر آپ نے تکیے پر سر رکھا اور سو گئے۔ پھر آپ بیدار ہوئے تو آپ ہنس رہے تھے۔

فرماتی ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہنس کیوں رہے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا میرے سامنے کچھ مجاہدین لائے گئے۔ اور پہلے کی طرح آپ

نے اپنے تاثرات کا اظہار فرمایا:

فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں شامل کر دے آپ نے فرمایا:

آپ تو ان کی صف اول میں شامل ہیں۔

حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے دورہ خلافت میں اپنے خاوند حضرت عبادہ بن صامت کے ہمراہ مجاہدین کے قافلے میں شریک ہو کر بحری جہاز پر سوار ہوئیں۔ جب یہ سمندر سے خشکی پر اتریں انہیں گھوڑے پر سوار کیا گیا گھوڑے سے گردن کے بل گریں اور جام شہادت نوش کر گئیں۔ (۱)

اس طرح حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کو مجاہدین کی صف اول میں شامل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی' شہادت پا کر اسے اپنے خوابوں کی تعبیر مل گئی۔ یہ تاریخ اسلام کی پہلی خاتون ہے۔ جسے بحری جہاد کرنے کا اعزاز حاصل ہوا۔

یہ پہلی خاتون ہے جس نے بحر ابیض میں جہاد کرنے کی سعادت حاصل کی۔ یہ پہلی خاتون ہے۔ جسے سمندری جنگ میں سب سے پہلے شہادت نصیب ہوئی۔ ابونعیم نے اس کے بارے میں کیا خوب کہا ہے۔ کہ جلیل القدر خاتون حضرت ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا حمیدہ البر' شہیدۃ البحر التواقۃ مشاھدۃ الجنان ہے۔

ایک صالح خاتون:

ایک شاعر کہتا ہے:

وَلَا شَیْءٌ یَدُومُ فَکُنْ حَدِیْثًا

جَمِیلُ الذِّکْرِ فَالدُّنیا حدیثٌ

حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے بہت عمدہ زندگی بسر کی شہادت پا کر بہت عمدہ

---

(۱) سنن الترمذی ۱۶۴۵' دلائل النبوۃ للبیہقی ۷۱۲/۲.

انجام ہوا۔ ہشام بن غاز کہتے ہیں کہ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کی قبر جزیرۂ قبرص میں ہے۔ وہاں کے باشندے یہ کہتے ہیں کہ یہ نیک اور برگزیدہ خاتون کی قبر ہے[1] حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے ۲۷ ہجری میں جام شہادت نوش کیا۔

اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی ہوتے ہوئے جنت الفردوس جا مقیم ہوئی۔

حضرت ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

۱۔ تاریخ دمشق	صفحه ٤٨٦
۲۔ سیر اعلام النبلاء	٣١٦/٢
۳۔ تهذیب التهذیب	٤٦٢/١٢
٤۔ تهذیب الاسماء و اللغات	٢٥٧'٢٥٦/١
٥۔ الاعلام	٢٥٨/٣
٦۔ السيرة الحلبية	٧٣/٣
٧۔ صحیح مسلم	١٢٧/٤
٨۔ الاستیعاب	٤٢٤/٤
٩۔ اسد الغابة	٥٧٤/٥
١٠۔ تاریخ الاسلام ذهبی	٣١٧/٣
١١۔ الحلية	٦١/٢
١٢۔ شذرات الذهب	٣٢٧/٣ و ٣٢٨
١٣۔ نسب قریش	١٢٤ و ١٢٥
١٤۔ دلائل النبوة للبيهقي	٧١٢/٢



(١) تاريخ دمشق ص ٤٩٦ تراجم النساء.

۶

حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا

جب اس کا خالو بھائی اور خاوند قتل کر دیئے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے اسے دلاسہ دیتے ہوئے فرمایا:

اے حمنہ ثواب کی امید رکھ! (فرمانِ نبویؐ)

سفیر نبوی کی بیوی

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انصار مدینہ کی طرف جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سفیر بن کر گئے۔ تو وہاں تاریخ انسانیت کی بہت بڑی کامیابی وکامرانی سے سرفراز ہوئے' اس کی زوجہ محترمہ کا تذکرہ کرنے سے پہلے ہم ان کا عطر بیز دلربا' دلآویز اور دلنشیں تذکرہ کریں گے تاکہ دلوں کی دنیا میں ایک خوشگوار بہار کا سماں پیدا ہو۔

مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ مکے کا ایک خوبصورت جوان تھا' اس کے ماں باپ اس کے ساتھ بے پناہ محبت کرتے تھے۔ اس کی والدہ خناس بنت مالک بڑی مال دار خاتون تھی' وہ اسے نہایت عمدہ' نفیس اور قیمتی لباس پہناتی' مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ بڑا قیمتی نشاط انگیز اور اعلیٰ قسم کا عطر استعمال کیا کرتے تھے' حضر موت کا بنا ہوا جوتا پہنتے جو اس دور میں سب سے عمدہ اور قیمتی سمجھا جاتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے۔

"مکے میں میں نے مصعب بن عمیرؓ سے بڑھ کر حسین بالوں' عمدہ لباس اور خوشحال کسی اور کو نہ دیکھا' مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارقم بن ابی الارقم کے گھر اسلام کی دعوت دے رہے ہیں تو دار ارقم میں داخل ہوئے اسلام قبول کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتے ہوئے ان خوش نصیبوں میں شامل ہو گئے جنھوں نے مدرسہ نبوت سے تعلیم وتربیت حاصل کی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کے سامنے پروان چڑھے اور دنیا کے سردار بن گئے۔ اور حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفیر بنے"۔

یہ جلیل القدر صحابی حمنہ بنت جحش بنت ریاب الاسدیۃ کا شوہر تھا[1] جس کی سوانح حیات کا ہم تذکرہ کرنے لگے ہیں۔ واہ سبحان اللہ ایک مجاہد' صابر اور معزز صحابیہ کا کتنا ہی عمدہ' قابل رشک اور دلنشیں تذکرہ ہے۔

☆ حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قریبی رشتہ دار تھی وہ اس طرح کہ یہ آپؐ کی پھوپھی امیمہ بنت بعدالمطلب کی بیٹی تھی۔ اور آپ کی زوجہ ام المومنین زینب بنت جحش کی بہن تھی۔

قافلہ سابقات میں:

حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا ان صحابیات میں سے تھیں جنہوں نے پہلے ہی مرحلے میں اسلام قبول کر لیا تھا' حمنہ کا گھرانہ مسلمان تھا۔ قریش نے جب ان کے لیے مشکلات پیدا کیں مشرکوں نے ان پر ظلم ڈھائے تو تمام مسلمان مرد و زن مدینے کی طرف ہجرت کر گئے مردوں میں عبداللہ بن جحش اس کا بھائی ابو احمد عکاشہ بن محصن اور خواتین میں زینب بنت جحش ام حبیب بنت جحش' جذامۃ بنت جندل' ام قیس بنت محصن' ام حبیب بنت ثمامہ اور حمنہ رضی اللہ عنہن تھیں۔[2]

☆ مدینہ منورہ میں حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا دیگر مومن خواتین کی طرح خوش و خرم زندگی بسر کرنے لگیں ان کا مطمع نظر رضائے الٰہی کا حصول تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی چشمے سے فیضیاب ہونے لگیں نیز حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا اپنے عظیم خاوند حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے اخلاق عالیہ اور اوصاف حمیدہ کو اپناتے ہوئے بلند درجات حاصل کرنے کی راہ پر گامزن ہوئی۔ یہاں ایک بیٹی کو جنم دیا جس کا نام زینب بنت مصعب تھا۔[3]

---

(۱) الطبقات ۲۴۱/۸ 'الاستیعاب ۲۶۲/۴' جمهرة انساب العرب ۱۹۱/۱.

(۲) السیرة النبویه ۴۷۲/۱ ' درالسحابه ص ۵۵۶.

(۳) الطبقات ۱۱۶/۳' انساب الاشراف ۴۳۷/۱.

جب رسول اللہ ﷺ نے اسلام کی سر بلندی کے لیے دشمنوں سے نبرد آزما ہونے کے لئے غزوات کا آغاز کیا تو حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا نے ان معرکوں میں قابل قدر خدمات سرانجام دیں۔

اے حمنہ ثواب کی امید رکھ:

غزوۂ احد میں حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا مجاہدین کے ہمراہ خواتین کی جماعت میں میدان جنگ کی طرف روانہ ہوئیں۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا ام سلیم بنت ملحان اور ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پانی کے مشکیزے اٹھائے جا رہی ہیں۔ وہاں حمنہ بنت جحش پیاسوں کو پانی پلا رہی ہیں اور زخمیوں کا علاج کر رہی ہیں۔ اور ام ایمن رضی اللہ عنہا زخمیوں کو پانی پلا رہی ہیں۔ (۱)

☆ غزوہ احد میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خلعت شہادت سے نوازا۔ سورہ احزاب میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿وَ رَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا﴾ (الاحزاب : ٢٥)

ان اندوہناک لمحات میں حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے سامنے آئی تو آپ نے ارشاد فرمایا: اے حمنہ! ثواب کی امید رکھ عرض کی کس بنا پر یا رسول اللہ ﷺ فرمایا: تیرا خالو حمزہ شہید ہو گیا۔

یہ سن کر کہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ اسے بخشے اس پر اپنی رحمت کی برکھا برسائے۔ اسے شہادت مبارک ہو۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے حمنہ ثواب کی امید رکھ:

عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کس بنا پر۔

آپ ﷺ نے فرمایا تیرا بھائی شہید ہو گیا۔ یہ سن کر کہا: انا للہ وانا الیہ راجعون۔

---

(۱) المغازی ۱/۲۴۹ و ۲۵۰، درالسحابۃ ص ۵۵۹.

اللہ اسے بخشے اس پر رحم کرے اسے جنت مبارک ہو۔

پھر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے حمنہ ثواب کی امید رکھ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کس بنا پر فرمایا: تیرا خاوند مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوگیا ہے۔ یہ سن کر حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا کے منہ سے بے ساختہ چیخ نکلی اور شدت غم سے نڈھال ہوگئی۔

رسول اللہ ﷺ نے یہ منظر دیکھ کر ارشاد فرمایا:

''عورت کے نزدیک اپنے خاوند کا جو مقام ہوتا ہے وہ کسی اور کا نہیں ہوتا''۔

آپ نے دیکھا کہ یہ خاتون خالو اور بھائی کی شہادت کی خبر سن کر ثابت قدم رہی لیکن شوہر کی شہادت کی خبر سنتے ہی اس کے منہ سے بے ساختہ چیخ نکل گئی۔

رسول اللہ ﷺ نے اس سے دریافت کیا آپ نے یہ کہہ دیا۔

حمنہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے اولاد کے یتیم ہونے کا احساس ہوا تو میری یہ حالت ہوگئی۔ معافی چاہتی ہوں۔ ازراہ کرم میرا خیال رکھیں۔

رسول اللہ ﷺ نے اس کے حق میں دعا کی۔

بعد میں اس کی شادی طلحہ بن عبید اللہ سے ہوئی اس سے محمد بن طلحہ پیدا ہوئے۔ حضرت طلحہ اپنے بیٹے سے بہت پیار کیا کرتے تھے۔ (۱)

☆ حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا نے جہاد کا سفر مسلسل جاری رکھا۔ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ غزوۂ خیبر میں شریک ہوئیں۔ خیبر فتح کر لینے کے بعد جب مال غنیمت تقسیم ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے تیس وسق غلہ اسے بھی دیا۔ (۲)

یا رسول اللہ ﷺ اس کا نام رکھ دیں:

حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا نے جب اپنے بیٹے کو جنم دیا تو اسے لے کر رسول اللہ ﷺ

---

(۱) المغازی ۱/۲۹۱ و ۲۹۲، السیرۃ البنویۃ ۲/۹۸.

(۲) السیرۃ النبویہ ۲/۳۵۲، الطبقات ۸/۲۴۱.

کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس کا نام رکھ دیجیے۔

آپ نے اس کا نام محمد رکھا اور کنیت ابو القاسم رکھی اور اس کے سر پر اپنا دست مبارک پھیرا۔(۱)

بڑا ہو کر یہ بچہ عبادت گذار بنا کثرت سجود کی بنا پر اس کا نام سجاد مشہور ہو گیا۔ یہ بڑا ہی زاہد' عابد اور صالح نو جوان تھا۔ یہ جمادی الاولی ۳۶ ھ کو جنگ جمل میں شہید ہوا۔ حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا کا ایک اور بیٹا تھا جس کا نام عمران بن طلحہ تھا۔(۲)

فضائل:

حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا میں بڑی خوبیاں پائی جاتی تھیں' ان میں ایک یہ تھی کہ اسے رسول اللہ ﷺ سے حدیث روایت کرنے کا شرف حاصل تھا۔ اور اس سے پھر اس کے بیٹے عمران بن طلحہ رضی اللہ عنہ نے حدیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔

☆ حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا کو ایک شرف یہ بھی حاصل تھا کہ اس کی ہمشیرہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو ام المومنین ہونے کا اعزاز حاصل ہوا' جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی وفات کا وقت قریب آیا' تو فرمایا میں نے اپنا کفن تیار کر رکھا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی میرے لیے کفن بھیجیں گے' ان میں سے ایک کفن کسی مستحق کو دے دینا۔ جب یہ وفات پا گئیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے پانچ کپڑوں پر مشتمل کفن بھیجا۔ وہ انہیں پہنایا گیا اور جو کفن انہوں نے خود اپنے لیے بنایا تھا حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا نے کسی مستحق کو صدقہ کر دیا(۳) اس طرح اپنی ہمشیرہ کی وصیت پر عمل پیرا ہوئیں۔

☆ حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا نے قابل رشک زندگی بسر کی' زندگی بھر اللہ تعالیٰ کی عبادت اور

---

(۱) الاصابه ۳/ ۳۵۷.

(۲) الطبقات ٥/ ١٦٦ . جمهرة انساب العرب ١/ ١٣٨.

(۳) انساب الاشراف ١/ ٤٣٥' الاصابه ٤/ ٣٠٨.

اطاعت معمول رہا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر اور اس کے خاوند پر زندگی بھر راضی رہے۔

تاریخی واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا ۲۰ ہجری کے بعد تک زندہ رہیں کیونکہ ان کی ہمشیرہ حضرت ام المومنین زینب بنت جحش کی وفات ۲۰ ہجری کو ہوئی۔

یہ ایک مجاہدہ، صبر و تحمل کی پیکر، تسلیم و رضا کی خوگر، رضائے الٰہی اور حیات اخروی کی خواہاں، اور اللہ کی رضا حاصل کر کے کامیابی کے زینے طے کرنے والی خوش نصیب خاتون حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا کی قابل رشک زندگی کی ایک خوشنما جھلک ہے۔ جسے ان صفحات میں سمویا گیا ہے۔

حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا کی سیرت کا تذکرہ اختتام پذیر ہونے سے پہلے آیئے ہم اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تلاوت کریں جس میں مصائب کے وقت صبر و تحمل کا مظاہرہ کرنے والوں کے لیے حسن جزاء کا مژدہ جانفزا بیان کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿اَلَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ اُولٰٓئِكَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ﴾ (البقرة: ۱۵۷و۱۵۶)

حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

۱۔ الطبقات ابن سعد	۲۴۱/۸
۲۔ الاستیعاب	۲۶۲/۴
۳۔ جمهرة انساب العرب	۱۰۹۱/۱
۴۔ السیرة النبویه لابن هشام	۴۷۲/۱
۵۔ درالسحابة	صفحه ۵۵۶
۶۔ انساب الاشراف	۴۳۷/۱
۷۔ الاصابة	۳۰۸:۴

۷

ام دحداح انصاریہ رضی اللہ عنہا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

كَمْ مِنْ عِذْقٍ رَدَاحٍ فِي الْجَنَّةِ لِأَبِي الدَّحْدَاحِ.

''ابودحداح کے لیے جنت میں کتنے ہی کھجور کے بڑے بڑے خوشے ہوں گے''۔

ایمان کی مٹھاس

خواتین انصار میں اس خاتون نے ایثار وقربانی کا ایسا اچھوتا انداز اختیار کیا جس نے اسے ان خواتین میں سرفہرست لا کھڑا کیا جو پہلے دن ہی ایمان کی مٹھاس سے لطف اندوز اور شادکام ہو چکی تھیں جس دن نور اسلام کی کرنیں مدینہ منورہ پر ضیاء ریز ہوئیں۔

☆ یہ عظیم المرتبت' کریم الفطرت صحابیہ حضرت ام الدحداح انصاریہ ہیں۔(۱)

ہم میں سے کون اس صحابیہ رضی اللہ عنہا کو پہچانتا ہے؟۔ہم میں سے بھلا کس نے اس سے پہلے اس کا نام سنا؟

میرا خیال ہے کہ اگر ہم اس موضوع پر بات نہ کرتے تو اکثر لوگوں کو اس کی سیرت کا پتہ ہی نہ چلتا۔ یہ عظیم خاتون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان جلیل القدر صحابیات میں سے ہے جنہوں نے تاریخ اسلام میں بڑے عظیم کارنامے سرانجام دیئے۔لیکن انہیں زیادہ شہرت نہ ملی' اور نہ ہی مؤرخین نے کچھ زیادہ اس پر لکھا' دراصل یہ ان خواتین میں سے ہیں جنہوں نے دنیاوی ساز وسامان حاصل کرنے کی بجائے آخرت کی نعمتوں کو ترجیح دی' زندگی بھر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا جوئی کو مطمع نظر بنائے رکھا۔

آیئے میرے بھائی اس جلیل القدر صحابیہ رضی اللہ عنہا کے حالات زندگی معلوم کرنے کی کوشش کریں جسے اسلام نے کندن بنادیا تھا اور جس نے عالی شان مدرسہ نبوت میں پرورش پائی تھی۔

ام دحداح اور قافلہ ارجمنداں:

جب سے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے سفیر

(۱) اسد الغابہ ٥/٥٨٠' الاصابہ ٤/٤٢٩.

بن کر مدینہ منورہ میں تشریف لائے انہوں نے اہل مدینہ کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرانا شروع کیا تو وہ جوق در جوق دین الٰہی کو قبول کرنے لگے۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کو ہجرت کے عظیم الشان دن کے لیے تیار کرنے لگے یا د ایمان کے خوشبودار جھونکے مدینہ منورہ کو اپنی لپیٹ میں لینے لگے۔

مدینہ منورہ کے ایک گوشے میں رہائش پذیر خاندان کو اسلام میں داخل ہونے کا شرف حاصل ہوا اور اس نے یہ کارنامہ سرانجام دیتے ہوئے اپنا نام اہل جنت میں لکھوا لیا۔ یہ خاندان حضرت ام دحداح انصاریہ رضی اللہ عنہا کا تھا جس کے تمام افراد ایک ہی وقت میں دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ نیک بخت قافلے کے ساتھ رواں دواں ہوئے۔

حضرت ام دحداح رضی اللہ عنہا کی سیرت پیش کرنے سے پہلے ہم آپ کے سامنے اس کے خاوند عظیم المرتبت صحابی ابو دحداح ثابت بن دحداح رضی اللہ عنہ کا تذکرہ پیش کریں گے ان کا سلسلہ نسب کچھ اس طرح تھا۔

''ثابت بن دحداح بن نعیم بن غنم بن ایاس''۔

یہ انصار کے حلیف تھے[1] یہ مدرسہ نبوت کے ان شہسوار' ہونہار' اور اطاعت گذار شاگردان رشید میں سے تھے جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کو اپنا شعار بنایا آپؐ کے طریقے کو اپنایا اور انہوں نے اپنے جسم' جانیں اور مال اسلام کی سربلندی کی خاطر قربان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا کو پالیا۔

آپ کا سودا نفع بخش ہوا:

انصار نے جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی وہ قرآنی آیات کی تلاوت میں منہمک ہوئے' وہ اپنی دل کی دنیا کو قرآنی آیات کی فہم و بصیرت سے آباد کرنے لگے اور وہ ان آیات پر عمل پیرا ہو کر سعادت دارین حاصل کرنے لگے۔

---

(۱) الاستیعاب ۱/۱۹۷' الاصابہ ۱/۱۹۳.

ابو دحداح اور ان کی بیوی ام دحداح رضی اللہ عنہا ان خوش نصیب افراد میں سے تھے جن کے دل قرآن کریم کے نور سے چمک اٹھے تھے۔ حضرت ابو دحداح رضی اللہ عنہ کے پاس بڑی زرخیز زمین تھی' جس میں گھنے باغات اور وافر مقدار میں میٹھا پانی تھا۔ حضرت ام دحداح رضی اللہ عنہا امور خیر سرانجام دینے میں اپنے خاوند کی معاون تھی' جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

﴿مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا﴾(البقرہ:٢٤٥' الحدید:١١)

''کون ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دے گا''۔

ابو دحداح رضی اللہ عنہ نے بلا تاخیر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے اپنا مال اللہ کی راہ میں صدقہ و خیرات کرنے کا ارادہ کر لیا' اور ان کی زوجہ محترمہ ام دحداح رضی اللہ عنہا نے بھی اپنے خاوند کا بھرپور ساتھ دیا اس لالچ میں کہ وہ کچھ ہمیں مل جائے جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو نوازنے کا وعدہ کر رکھا ہے۔ امام قرطبی اپنی تفسیر میں زید بن اسلم کے حوالے سے روایت کرتے ہیں۔

کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

﴿مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا﴾

''کون ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دے گا''۔

ابو دحداح رضی اللہ عنہ نے خدمت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سے قرض مانگتا ہے حالانکہ وہ تو قرض سے مستغنی ہے؟۔

آپ نے ارشاد فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ اس طرح تمہیں جنت میں داخل کرنا چاہتا ہے عرض کی اگر میں اپنے رب کو قرض دوں تو کیا وہ مجھے اور میرے بچوں کو جنت میں داخل کر دے گا؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں! بالکل۔

اس نے کہا: آپ مجھے اپنا ہاتھ پکڑائیں۔

رسول اللہ ﷺ نے اسے اپنا ہاتھ پکڑایا۔

اس نے کہا: میرے دو باغ ہیں ایک نشیبی علاقے میں اور ایک بالائی علاقے میں بخدا اس کے علاوہ میری اور کوئی جائداد نہیں میں یہ دونوں باغ بطور قرض اللہ کو دیتا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' ایک اللہ کی راہ میں صدقہ دے دو اور دوسرا اپنے اہل و عیال کی گذران کے لیے اپنے پاس رکھو اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کو گواہ بنا کر یہ اعلان کرتا ہوں کہ میں ان میں سے بہترین باغ جس میں چھ سو کھجوروں کے درخت ہیں اللہ کی راہ میں وقف کرتا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس کے بدلے اللہ تعالیٰ تجھے جنت عطا فرمائیں گے۔

حضرت ابو دحداح یہ کہہ کر چل دیئے۔ اپنی بیوی ام دحداح کے پاس آئے وہ باغ میں اپنے بچوں کے ساتھ کھجوروں کے سائے میں چہل قدمی کر رہی تھی۔ اس موقع پر ابو دحداح نے یہ اشعار کہے:

هَدَاكِ رَبِّی سُبُلَ الرشَادِ
اِلَی سَبِیلِ الخَیرِ و السَّدَاد
بِینِی مِنَ الحائطِ بالوِدَاد
فَقَدْ مَضَی قَرضًا اِلَی التَّنَادِ
اَقرَضْتُهُ اللّٰهُ عَلَی اعتمادی
بالطوعِ وَ لَا مَنٍّ و لا اِرْتِدَادِ
اِلَّا رِجَاءَ الضِّعْفِ فِی المَعَادِ
فَارتحِلِی بالنفسِ و الاولادِ
وَالبِرِّ لاشَكَّ فَخیرُ زادِ
قَدَّمَهُ المرءُ اِلَی المَعَاد

میرا رب تجھے رشد و ہدایت کے راستوں میں سے اس راستے پر چلائے جو تیرے لیے خیر و برکت والا اور درست ثابت ہو۔

مجھے دلی محبت و چاہت کے باغ سے الگ کر دے یہ باغ قیامت تک میں نے اپنے رب کو بطور قرض دیا۔

میں نے یہ باغ اللہ کو بقائمی ہوش وحواس برضا و رغبت بطور قرض دیا' نہ ہی احسان جتلانا پیش نظر ہے۔ اور نہ ہی واپس لینا۔

مگر قیامت کے دن دگنا ملنے کی امید ہے۔ اے رفیقہ حیات اب تم بچوں کو لے کر اس باغ سے کوچ کر جاؤ۔

بلاشک وشبہ نیکی وہ بہترین زادراہ ہے جسے انسان آخرت کے لیے آگے بھیجتا ہے۔

ام دحداح نے یہ اشعار سنتے ہی کہا' تیرا سودا نفع بخش رہا' جو کچھ تو نے خریدا اللہ تعالیٰ تیرے لیے اس میں برکت عطا کرے۔ پھر ام دحداح نے جواباً یہ اشعار کہے:

بَشَّـرَكَ اللّٰـهُ بِخَيْرٍ وَ فَرَحْ
مَثَلُكَ اَدّٰى مَالَدَيهِ وَ نَصَحْ

قَدْ متَّعَ اللّٰهُ عِيَالِى وَ منح
بِالعَجْوَةِ السَّوداء وَ الزَّهْوِ البَلَحْ

وَ الْعَبْدُ يَسْعَى وَ لَهُ مَاقَدْ كَدَحْ
طولِ الليالى و عليه ما اجْتَرَحْ

اللہ تجھے خیر و برکت اور مسرت وشادمانی کی بشارت عطا کرے۔ آپ جیسے افراد کے کیا کہنے کہ جو کچھ پاس ہوا اللہ کی راہ میں دے دیا اور خیر خواہی کا انداز اپنایا۔

اللہ تعالیٰ نے میری اولاد کو خوب فائدہ دیا اسے کالے رنگ کی عجوہ کھجور اور سرخ رنگ کی عمدہ کھجور سے نوازا۔

انسان کوشش کرتا ہے اور اسے رات بھر اپنی محنت کا صلہ ملتا ہے۔ اور اسے

اپنے جرائم کا خمیازہ بھی بھگتنا پڑتا ہے۔

یہ اشعار کہتے ہی ام دحداح رضی اللہ عنہا اپنے بچوں کی طرف متوجہ ہوئی اور ان کے منہ سے کھجوریں نکالیں اور وہ کھجوریں بھی لے لیں جو انہوں نے بغل میں دبا رکھی تھیں۔ اور اس کے بعد اپنے دوسرے باغ میں تشریف لے گئیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

كَمْ مِنْ عِذْقٍ رَدَاحٍ فِي الْجَنَّةِ لِأَبِي الدحداحْ.

"ابو دحداح کے لیے جنت میں کتنے ہی کھجور کے بڑے بڑے خوشے ہوں گے۔"(۱)

حضرت ام دحداح رضی اللہ عنہا کی دلی خواہش تھی کہ اس کا خاوند ابو دحداح اللہ کی راہ میں شہید ہو' اور دل میں یہ تصور اس وقت جاگزیں ہوا جب ان کے بارے میں رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ فرمان سنا:

كم من عزقٍ رداح في الجنة لابي دحداح.

"ابو دحداح کے لیے جنت میں کتنے ہی کھجور کے بڑے بڑے خوشے ہوں گے"۔

حضرت ابو دحداح رضی اللہ عنہ نے غزوۂ احد میں جام شہادت نوش کیا۔

شہید کی بیوی:

غزوۂ احد کے تاریخی موقع پر حضرت ابو دحداح رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی ام دحداح رضی اللہ عنہا کو الوداع کیا اور مجاہدین کے ہمراہ مشرکین سے نبرد آزما ہونے کے لیے چل دیئے' جب مسلمانوں کے پاؤں اکھڑے تو حضرت ابو دحداح انصار کی جماعت کے ساتھ ثابت قدم رہے اور لڑتے ہوئے جام شہادت نوش کیا۔ علامہ ابن عبدالبر رقم

---

(۱) تفسير القرطبي ۲۳۸/۳ و ۲۳۹' ابن كثير ۲۹۹/۱' صفة الصفوه ۶۱۷/۱' الجامع الصغير ۶۴۱۴' دار السحابة ص ۴۲۲' الاستيعاب ۶۱/۴.

طراز ہیں۔ جنگ احد میں ثابت بن دحداح آگے بڑے مسلمان مختلف ٹولیوں میں بکھرے ہوئے تھے۔ وہ دشمن کے آگے پسپا ہوتے ہوئے دیکھائی دے رہے تھے۔ یہ دلفگار انداز میں کہنے لگے اے خاندان انصار میری طرف قدم بڑھاؤ ادھر آؤ میں ثابت بن دحداح ہوں۔ اگر حضرت محمد ﷺ قتل کر دیئے گئے۔ اللہ تو زندہ ہے اسے موت نہیں آئے گی۔ اپنے دین کے دفاع کے لیے لڑو گھبراؤ نہیں اللہ تمہیں غالب کرے گا تمہارا حامی و ناصر ہوگا۔ یہ آواز سنتے ہی انصار کے چند افراد اس کی طرف بڑھے تو حضرت ابو دحداح نے چند مسلمانوں کو ساتھ ملا کر دشمن پر پیش قدمی کی اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک مسلح اور تند خو لشکر ان کے سامنے آ کھڑا ہوا جس میں مدمقابل لشکر کے سردار بھی موجود تھے' ان میں خالد بن ولید' عمرو بن عاص' عکرمہ بن ابی جہل' ضرار بن خطاب ہتھیاروں سے لیس موجود تھے' ان سے مڈبھیڑ ہوئی خالد بن ولید نے حضرت ابو دحداح رضی اللہ عنہ پر نیزے سے حملہ کیا جو ان کے جسم سے آر پار ہو گیا اور وہ جام شہادت نوش کر گئے' اور ان کے ساتھ دیگر انصاری بھی شہید ہو گئے۔ (۱)

☆ جس خاتون کو اس کے خاوند کی موت کا پتہ چلے وہ کیا ردعمل ظاہر کرے گی؟

حضرت ابو دحداح رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر ان کی بیوی حضرت ام دحداح رضی اللہ عنہا کو ملی تو انہوں نے نہ تو اپنا چہرہ پیٹا نہ اپنے کپڑے پھاڑے اور نہ ہی اپنے سر میں مٹی ڈالی' بلکہ اس نے مسلسل اللہ اکبر' انا للہ وانا الیہ راجعون کہتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے ثواب حاصل کرنے کا ارادہ کر لیا۔

کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اس کے خاوند نے جام شہادت نوش کر کے بہت بلند درجہ حاصل کر لیا ہے اس کے نصیب میں اللہ کی رضا آ گئی وہ سدا بہار جنتوں میں شہداء

---

(۱) الاستيعاب ۱/ ۱۹۷ و ۱۹۸ ' اسد الغابه ۱/ ۲۲۱ ' السيرة الحلبيه ۲/ ۵۰۲ ' المغازى ۱/ ۲۸۱.

کے ساتھ زندہ جاوید ہو گئے۔ حضرت ام دحداح رضی اللہ عنہا یہ دیکھ کر خوشی سے جھوم اٹھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ احد سے صحیح سالم واپس آ گئے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سلامتی کے ہوتے ہوئے تو ہر مصیبت معمولی دکھائی دیتی ہے۔

یہ ام دحداح انصاریہ رضی اللہ عنہا وہ عظیم المرتبت خاتون ہے جس نے اللہ کو اپنا رب' اسلام کو اپنا دین اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا رسول برضاء ورغبت تسلیم کرلیا۔

حضرت ام دحداح رضی اللہ عنہا ان خواتین میں سے ہے جنہوں نے ایسے بہادر میدان میں نکالے جنہوں نے دنیا کو فتح کیا اور فضائل کو روئے زمین پر پھیلایا' کیا ہی اچھا ہو' کہ خواتین اس عظیم المرتبت خاتون کے نقش قدم پر چلتے ہوئے۔ فانی دنیا کو ہیچ سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرلیں اور اپنے بیٹوں کی تربیت اس غرض سے کریں کہ ان کا ہدف محض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی اقتداء ہو۔

واہ سبحان اللہ جلیل القدر عظیم المرتبت صحابیہ ام دحداح رضی اللہ عنہا نے شرف وکرم کے کتنے ہی درخشاں پہلو اور صبر وتحمل کے کتنے ہی حیرت انگیز نشان چھوڑے ہمیشہ ہی ان کی آنکھوں کے سامنے یہ نبوی بشارت رہی۔

کم من عذق رداح فی الجنة لابی الدحداح.

ابودحداح کے لیے جنت میں کتنے ہی بڑے بڑے کھجور کے خوشے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ام دحداح سے راضی ہو۔

اس کی قبر کو تروتازہ رکھے۔ اور اسے ان لوگوں میں شامل کرے جن پر اس کے انعامات کی برکھا برسی۔

حضرت ام الدحداح رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالبہ کیجئے۔

۱۔ اسد الغابة	٥/٥٨٠
۲۔ الاصابة	٤/٤٢٩
۳۔ الاستیعاب	١/١٩٧
٤۔ صفة الصفوة	١/٦١٧ و ٦١٨
٥۔ تهذیب الاسماء واللغات	٢/٢٢٨
٦۔ درالسحابة	ص. ٤٢٢
۷۔ السیرة الحلبیة	٢/٥٠٣
۸۔ المغازی	١/٢٨١



۸

حضرت ام معبد الخزاعیہ رضی اللہ عنہا

" اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهَا فِيْ شَاتِهَا "

الٰہی اس کی بکری میں برکت عطا کر دے۔

دعائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

سعادت مند خاتون

جس خاتون کی ہم سیرت بیان کرنے لگے ہیں زمانہ جاہلیت میں وہ گمنام تھی۔ وہ ایک دیہاتی خاتون تھی اس کی شہرت اس کے خیمے یا خاندان تک محدود تھی۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ۔

وَ اِذَا سَخَّرَ الْاِلٰــهُ اُنَـاسًـا

لِسَــعِيْــدٍ فَــاِنَّهُـمْ سُـعَـدَاءُ

جب معبود حقیقی لوگوں کو کسی سعادت مند کے لیے مسخر کر دیتا ہے تو وہ لوگ بھی سعادت مند بن جاتے ہیں۔ اس خاتون پر اس وقت برکت کی برسات برسی جب نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کے موقع پر دوران سفر بطور مہمان ٹھہرے تھے' اس خاتون کے لیے سعادت کے اسباب لکھ دیئے گئے اور یہ تمام صحابہ کرامؓ میں مشہور و معروف خاتون بن گئی۔

کیا تم اس مہمان نواز خاتون کو جانتے ہو؟

یہ ام معبد خذاعیہ ہے اس کا نام عاتکہ بنت خالد بن منقذ تھا'[1] یہ جیش بن خالد الخزاعی الکعبی کی ہمشیرہ تھی۔ ام معبد خزاعیہ سے مروی حدیث کے وہی راوی ہیں۔

☆ رسول اللہ ﷺ ام معبد کے ہاں فروکش ہوئے جس سے تمام خواتین میں اس کی شہرت کو چار چاند لگ گئے۔ یہ جود و کرم سے آراستہ ہونے کے ساتھ ساتھ بڑی

---

(۱) الطبقات ۸/۲۲۸ 'الاستیعاب ۴/۴۷۱' الروض الانف ۲/۲۳۵' الاصابہ ۴/۴۷۴.

فصیح و بلیغ قادر الکلام خاتون تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے اوصاف حمیدہ جس خوبصورت انداز میں اس نے بیان کیے وہ تاریخی اعتبار سے ایک قابل تعریف' دلکش' دلپذیر اور مستند حوالہ تصور کیے جاتے ہیں۔(۱)

شمائل محمد یہ کے حوالے سے ام معبد کا بیان سند کی حیثیت رکھتا ہے۔

الٰہی اس کی بکری میں برکت عطا کر دے:

نبی کریم ﷺ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ روانگی کے لیے تیار ہوئے۔ عبداللہ بن اریقط اللیثی کی خدمات حاصل کی گئیں کیونکہ وہ جنگلی راستوں کا بہت بڑا ماہر تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سواری کے لیے دو اونٹنیاں تیار کر رکھی تھیں۔ آپ کی بیٹی اسماء کھانا لے آئیں۔ جسے تھیلے میں ڈال کر ازار بند سے باندھ دیا تھا۔

اس موقع پر جب اسے تھیلے کا منہ باندھنے کے لیے کوئی رسی نہ ملی تو اس نے اپنے ہی ازار بند کے درمیان سے دو حصے کیے اور ایک سے تھیلے کا منہ باندھ دیا اس حوالے سے ان کا لقب ذات النطاقین مشہور و معروف ہو گیا۔

نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سفر پر روانہ ہوئے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا غلام عامر بن فہیرہ خدمت کے لیے ہمراہ تھا۔

مہاجر قافلہ اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھا۔ سواریاں کبھی تیز اور کبھی آہستہ چلتیں اس طرح وہ اجاڑ بیابان صحراء میں مسلسل چلے جا رہے تھے۔ جب چلتے چلتے تھک جاتے تو قدرے ستانے کے لیے پڑاؤ کر لیتے۔ عام طور پر پڑاؤ ایسی جگہ کیا جاتا جہاں قرب و جوار میں اقامت گزینوں کی کوئی بستی ہوتی اور ان کے پاس کھانے پینے کے لیے کچھ میسر ہوتا۔ یہاں تک کہ اس راہ پر چلتے چلتے اس قافلے کا گذر

---

(۱) الاستیعاب ۱/۳۸۸۔

ام معبد خذاعیہ کے ہاں سے ہوا۔

ام معبد کا گھر قُدَید بستی میں تھا[1] یہ ایک دیہاتی اور شریف الطبع خاتون تھی' اس کے چہرے مہرے سے طاقت' صبر اور توانائی کے آثار نمایاں جھلکتے تھے۔ یہ اپنے خیمے کے سامنے بڑے باوقار انداز میں بیٹھتی وہاں سے گذرنے والے مسافروں کو کھانا کھلاتی اور پانی پلاتی' جب رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ یہاں ٹھہرے اس سے گوشت اور کھجوروں کا پوچھا تاکہ یہ خرید لیں' اس کے پاس کچھ بھی نہ تھا' اس نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا: بخدا اگر میرے پاس کچھ ہوتا تو میں آج مہمان نوازی کا اعزاز حاصل کرنے سے محروم نہ رہتی' کھانے پینے کی چیزوں کے بارے میں پوچھنے بھی نہ دیتی' اور نہ ہی آپ کو قیمت ادا کرنا پڑتی۔

یہ سال خشک تھا' پورا دیہاتی علاقہ قحط کی لپیٹ میں تھا' لوگوں کے پاس کھانے پینے کی چیزیں ختم ہو چکی تھیں۔ تمام لوگ شدید قحط کی زد میں آئے ہوئے تھے' سخت بھوک اور افلاس کی وجہ سے لوگوں کی اکثریت سوکھ کر کانٹا بن چکی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کی نگاہ خیمے کے ایک کونے میں کھڑی بکری پر پڑی آپؐ نے ارشاد فرمایا اے ام معبد یہ بکری کیسی ہے؟۔

عرض کی یہ بہت لاغر ہے جس کی وجہ سے یہ دوسری بکریوں کے ساتھ چرنے کے لیے نہ جا سکی۔

آپؐ نے دریافت فرمایا کیا یہ دودھ دیتی ہے؟۔

عرض کی کمزوری کی وجہ سے یہ دودھ دینے کے قابل نہیں رہی۔

آپؐ نے ارشاد فرمایا کیا آپ مجھے اجازت دیتی ہیں کہ میں اس کا دودھ دوھ لوں؟۔

---

(۱) معجم البلدان ٤/٣١٣.

اس نے کہا کیوں نہیں میرے ماں باپ آپ پر قربان' چشم ما روشن دل ماشاد اگر آپ کو اس میں دودھ کے آثار دکھائی دیتے ہیں۔ تو بڑے شوق سے دودھ حاصل کرلیں۔

رسول اللہ ﷺ نے بکری کے تھنوں کو ہاتھ لگایا' اللہ کا نام لیا اور یہ دعا کی۔

''الٰہی اس کی بکری میں برکت عطا کردے''

ان دعائیہ کلمات کا آپ کے مبارک منہ سے نکلنا تھا کہ بکری کا ہوانا بھر گیا اور اس کے تھنوں سے دودھ جاری ہوا۔ آپ نے اتنا بڑا برتن منگوایا جس سے پورا کنبہ سیر ہو سکے جس سے پوری جماعت سیراب ہو سکے۔ آپ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے دودھ دوہا۔ یہاں تک کہ برتن بھر گیا۔

آپ نے پہلے گھر کی مالکہ خاتون کو دودھ پلایا اس نے خوب سیر ہو کر پیا پھر آپ نے اپنے ساتھیوں کو دودھ پلایا اور آخر میں خود دودھ پیا۔

اور فرمایا:

''قوم کا ساقی آخر میں پیا کرتا ہے''۔

پھر آپ نے دوبارہ دودھ دوہا۔ یہاں تک کہ برتن بھر گیا آپ نے وہ دودھ ام معبد کے پاس چھوڑا اور آپ وہاں سے روانہ ہو گئے۔

نبی کریم ﷺ نے ام معبد کے حق میں برکت کی دعا کی جس سے اس کے بھاگ جاگ اٹھے۔

بوصیری نے اپنے ہمزیہ قصیدے میں اس واقعے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ شعر کہا ہے:

دَرَّتِ الشَّاةُ حِينَ مَرَّتْ عَلَيْهَا
فَلَهَا ثَرْوَةٌ بِهَا وَ نَمَاءُ

جب قافلہ ام معبد کے پاس سے گذرا تو بکری دودھ سے مالا مال ہوگئی۔ او

وہ بکری اس کے لیے دولت اور فراوانی کا باعث بن گئی۔

علامہ سبکی نے اپنے تائیۃ قصیدے میں اس واقعے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ شعر کہا:

مَسَحْتَ عَلَى شَاةٍ لَدَى أُمِّ مَعْبَدٍ
بِجُهْدٍ فَأَلْفَتْهَا ادَرَّ حَلُوبَةٍ[1]

آپؐ نے ام معبد کی بکری کو بڑی چاہت اور کوشش سے تھپکی دی تو وہ وافر مقدار میں دودھ دینے والی بن گئی۔

واضح ایمانی موقف:

نادر و پسندیدہ بات یہ ہے کہ ام معبد کے دل کو ایمان کی نرم و نازک ہوا نے اس وقت چھو لیا تھا اور نسیم اسلام کے عطر بیز جھونکے ان ابتدائی لمحات میں اس کے دل سے جا ٹکرائے تھے جب اس نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا تھا اور آپ کی میٹھی میٹھی باتیں سنی تھیں۔

راویوں کا بیان بھی میرے اس موقف کی تائید کرتا ہے۔ قریش کے چند جوان ام معبد کے پاس سے گذرے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں دریافت کیا وہ آپ کی تلاش میں سرگرداں تھے۔ اس نے خطرے کو بھانپتے ہوئے۔ ان کے سامنے لاعلمی کا اظہار کرتے ہوئے کہا تم مجھ سے ایک ایسی بات پوچھتے ہو جس کے بارے میں نے اس سے پہلے سنا ہی نہیں:

بھلا میں کیا جانوں؟
جب جانوں ہی نہیں تو تمہیں بتاؤں کیا؟

---

(۱) الطبقات ۱/ ۲۳۰' الاستیعاب ۴/ ۴۷۲ و ۴۷۳' اسد الغابہ ۵/ ۴۹۴' زاد المعاد ۳/ ۵۶' البدایہ والنہایہ ۳/ ۱۸۸' سیرۃ الحلبیۃ ۲/ ۲۲۴ و ۲۲۵۔

اس طرح اس نے قریشی نوجوان کا رخ پھیر کر انہیں رسول اللہ ﷺ سے دور رہنے کی تدبیر کی یہ انداز اس کی ذہانت پر دلالت کرتا ہے۔

ام معبد کی فصاحت:

حسن و جمال کے اوصاف و محاسن کو جب شمار کیا جائے گا تو کلام کا حسن ان پر بازی لے جائے گا۔ اس لیے حسن و جمال کے معانی کا پرتو صرف جسم ہوتا ہے۔ جب کہ کلام کا حسن روح اور دل سے کشید ہوتا ہے۔

☆ فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے ام معبد مشہور و معروف ہوئی کیونکہ اسلوب گفتگو جادو اثر اور ایسا دلنشین ہوتا تھا۔ کہ سننے والے کے دل کو اپنی گرفت میں لے لیتا تھا۔ اس نے اپنے حسن بیان سے ایسی شہرت پائی کہ کبھی بھلائی نہ جا سکے۔ اور خاص طور پر جس انداز سے اس نے نبی کریم ﷺ کے اوصاف بیان کیے اس کی تو مثال نہیں ملتی۔ بہت سے لوگوں نے رسول اقدس ﷺ کے اوصاف بیان کیے آپ کے شمائل کا تذکرہ بڑی فصاحت و بلاغت سے کیا لیکن ام معبد کی فصاحت و بلاغت کے معیار کو کوئی نہ پہنچ سکا۔

جب ام معبد نے اپنے خاوند ابو معبد کے سامنے نبی کریم ﷺ کے اوصاف اس انداز میں بیان کیے' کہ اس کے کانوں میں رسیلے کلمات رس گھول گئے۔ اس کی آنکھوں میں چمک اور دل میں وجد آفریں سرور پیدا کر گئے۔ بلکہ یہ اوصاف سنتے ہی اس کے دل میں یہ ولولہ پیدا ہو کہ ابھی اسی وقت رسول اقدس ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دوں۔

سبحان اللہ

☆ یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب ابو معبد کمزور' لاغر اور ہڈیوں کے ڈھانچوں پر مشتمل بکریوں کا ریوڑ چرا کر شام کو گھر واپس آیا' اس نے ام معبد کے پاس دودھ دیکھا تو حیران رہ گیا' پوچھا یہ دودھ کہاں سے آیا بکریاں تو گھر سے بہت

دور تھیں اور یہاں گھر میں کوئی دودھ دینے والی بکری موجود نہ تھی اس نے کہا: میاں کیا بتاؤں ہمارے تو نصیب جاگ اٹھے ایک برکتوں والی ہستی نے یہاں قدم رنجا فرمایا: اور ہماری کایا پلٹ گئے۔ اس نے سارا قصہ سنا دیا۔

ابو معبد نے یہ سن کر کہا: بخدا میرے خیال میں یہی تو وہ ہستی ہے جسے قریش تلاش کرتے پھرتے ہیں' ام معبد مجھے بتاؤ وہ کیسے تھے؟ ان کا سراپا کیسا تھا؟ ان کا انداز گفتگو کیا تھا؟

ام معبد نے رسول اقدس ﷺ کے اوصاف ایسی خوش اسلوبی سے بیان کرنے شروع کیے کہ سننے والا دم بخود ہو جائے۔ ایسی جادو بھری گفتگو اور دل کو قیدی بنانے والے الفاظ استعمال کیے کہ سننے والا انگشت بدنداں رہ جائے۔ ام معبد نے ایسا نقشہ کھینچا کہ جیسے سننے والا رسول اقدس ﷺ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہو۔ اس نے نبی کریم ﷺ کے اوصاف حمیدہ ان جادو اثر الفاظ میں بیان کیے:

☆ ظَاهِرُ الْوَضَاءَةِ	☆ خوش شکل
☆ اَبْلَجُ الوجهِ	☆ خوب رو
☆ حَسَنُ الْخَلْقِ	☆ حسین و جمیل جسمانی ساخت
☆ لَمْ تَعِبْهُ ثُجلَة	☆ جسے بڑی توند نے عیب دار نہ کیا تھا۔
☆ وَ لَمْ تَزْرِبِهِ صُعْلَةٌ	☆ نہ اسے سر کے گنجے پن نے حقیر بنایا۔
☆ وَسِيمٌ قَسِيمٌ	☆ خوبصورت اور قد آور
☆ فِي عَيْنَيهِ دَعَجٌ	☆ غزالی آنکھیں
☆ وَ فِي اَشْفَارِهِ وَطَفٌ	☆ دراز پلکیں
☆ وَ فِي صَوْتِهِ صَحَلٌ	☆ گرجدار آواز
☆ وَ فِي عُنُقِهِ سطعٌ	☆ صراحی دار گردن
☆ اَحْوَرُ، اكحَلٌ، اَزَجّ، اَقْرَنُ	☆ انتہائی حسین' سرمگیں آنکھیں' باریک

بھنویں جو آپس میں ملی ہوئی تھیں۔

☆ شديد سواد الشعر ☆ سر کے بال شدید سیاہ رنگ

☆ اِذَا صَمَتَ عَلَاهُ الْوقارُ ☆ چپ رہتے تو پُر وقار

☆ و اِنْ تَكَلَّمَ علاهُ البهآءُ ☆ بات کرتے تو پُر رونق اور خوبصورت

☆ اجمل الناسِ و ابهاهُمْ من بعيدٍ ☆ دور سے تمام لوگوں سے زیادہ خوبصورت دیکھائی دیتے۔

☆ وأحسنه و احلاهم من قريب ☆ اور قریب سے سب لوگوں سے زیادہ حسین شکل اور شیرین زبان دیکھائی دیتے۔

☆ حلو المنطق ☆ شیریں کلام

☆ فصل ' لا نزر ولا هَذْر ☆ فیصلہ کن گفتگو نہ اتنی طویل کہ اکتا دے اور نہ ہی اتنی مختصر کہ سمجھنے میں خلل انداز ہو۔

☆ كانَّ منطقُه خرزاتُ نظمٍ يتحدَّرنَ ☆ بات کرتے تو یوں دیکھائی دیتا جیسے منہ سے موتی جھڑ رہے ہیں۔

☆ رِبعَة لا تَقْحَمُهُ عينٌ من قصر ☆ درمیانہ قد نہ اتنا لمبا کہ آنکھ کو برا لگے اور نہ اتنا پست کہ آنکھ کو حقیر لگے۔

☆ وَ لا تشنؤهُ من طول غُصن بين غُصْنَيْنِ. فهو أنضر الثلاثةِ منظرًا واحسنهم قدرا ☆ دو ٹہنیوں میں درمیانی ٹہنی جو دیکھنے میں تینوں میں سے زیادہ سرسبز وشاداب اور خوبصورت دیکھائی دے۔

☆ له رفقاءُ يُحفُّون بِهٖ ☆ اس کو ایسے ساتھی گھیرے ہوئے تھے کہ جب بات کرتا تو کان لگا کر اس کی بات سنتے اور حکم کرتا تو فوراً حکم بجالاتے۔

☆ اِذَا قَالَ استمعوا لِقَوْلِهٖ

☆ وَ اِذَا اَمَر تبادرُوا الى امرِهٖ

☆ محفود محشود لا عابس ولا مُفْنِدٌ

☆ ایسا مخدوم جس کی مجلس ہر وقت بھری رہتی ہے۔ نہ ماتھے پر بل ڈالنے والا' اور نہ حواس باختہ۔



مدح رسول ﷺ بزبان ام معبدؓ

بولی عفیفہ مادر معبد کہ ''کیا کہوں
حیراں ہوں کہ اس کا سراپا بیاں کروں
اوصاف اس حبیب کے میں کس طرح گنوں
اس کے حسین وجود کو تشبیہ کس سے دوں

وہ پیکر جمیل سراپا جمال ہے
میری زباں سے اس کی ستائش محال ہے

پاکیزہ رو، کشادہ جبیں، چشم سرگیں
گردن بلند، پتلیاں روشن قد حسیں
شیریں کلام، جادو بیاں نطق انگبیں
پیوستہ ابرو غالیہ مو زلف عنبریں

دل بستگی لیے ہوئے خاموش و پر وقار
آواز پر جلال و ہمہ تمکنت شعار

دیکھیں جو دور سے تو وہ زیبا دکھائی دے
بولیں تو کھنچتا ہوا دل کو سنائی دے
گفتار موتیوں کی لڑی سی بجھائی دے
مظلوم اس کے پاس پناہ کی دہائی دے

اس کے رفیق سنتے تو ہیں بولتے نہیں
فرمان پر زبان کبھی کھولتے نہیں

علیم ناصری

ابو معبدؓ نے سن کر کہا: بخدا یہی وہ ہستی ہے جو قریش کو مطلوب ہے۔ میرا دل چاہتا ہے کہ میں ابھی ان سے جا ملوں' اگر ہو سکا تو میں یہی کچھ کروں گا۔ اہل مکہ کے کانوں میں یہ آواز آئی۔

جَزَی اللّٰہ رَبَّ النَّاسِ خیر جزائِہٖ
رَفِیقَین حَلَّا خیمتَی أُمِّ مَعْبَدٍ
هُمَا نَزَلَا بِالبِرِّ وَ ارتحلا بِہٖ
و اَفْلَحَ مَنْ اَمْسٰی رفیق محمدٍ (۱)

اللہ رب الناس ان دونوں رفقاء کو جزائے خیر عطا کرے جو ام معبد کے خیمے میں فروکش ہوئے تھے۔

دونوں نیک تمناؤں سے فروکش ہوئے اور نیک خواہشات سے ہی وہاں سے کوچ کر گئے یاد رہے جو حضرت محمد ﷺ کا ساتھی بنا وہ کامیاب ہو گیا۔

☆ مناسب ہے یہ بھی تذکرہ کر دیا جائے' کہ ام معبد نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اسی وقت اسلام قبول کر لیا تھا' جب رسول اللہ ﷺ ابھی اس کے خیمے کے پاس تشریف فرما تھے۔

☆ سفر پر روانہ ہونے سے پہلے اس نے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کر لی تھی۔

بعض روایات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ام معبد نے ہجرت کی اور اسلام قبول کیا اسی طرح ابو معبد نے ہجرت کی اور اسلام قبول کیا۔

☆ ام معبدؓ سے پوچھا گیا کہ کیا وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اوصاف بہت لوگوں

---

(۱) الاستیعاب ٤/٤٧٣' عیون الاثر ١/٢٤٧' مجمع الزوائد ٦/٦٠' تاریخ اسلام ذھبی ١/٤٤٨ و ٤٣٨ وغیرہ۔

نے بیان کئے لیکن آپ نے جس اسلوب میں رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف بیان کیے کوئی اور اس درجے کو نہ پہنچ سکا تو ام معبد رضی اللہ عنہا نے برجستہ یہ بات کہی کہ عورت کا مشاہدہ مرد کی نسبت کہیں تیز اور گہرا ہوتا ہے۔

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ کیا وجہ ہے کہ توصیف رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے ام معبدؓ کے مقام کو کوئی نہ پہنچ سکا۔

تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا۔

لان النساء یصفن باھوائھن فیجدن فی صفاتھن.

ام معبد اور ازواج مطہراتؓ:

ازواج مطہرات ام معبد رضی اللہ عنہا کی بڑی عزت کیا کرتی تھیں۔ وہ اس کے مرتبہ و مقام کو خوب اچھی طرح جانتی تھیں۔ ام معبد ازواج مطہرات کے ساتھ ایک ملاقات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتی ہیں۔

میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری ایام میں عثمان بن عفان' عبدالرحمان بن عوف کو دیکھا کہ ازاوج مطہرات حج کے لیے تشریف لے جا رہی ہیں حضرت عثمان اپنی سواری پر ان کے آگے اور حضرت عبدالرحمان بن عوف اپنی سواری پر ان کے پیچھے ہیں۔ جب کوئی انسان آگے سے آتا دکھائی دیتا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ایک طرف ہو جاؤ۔ عبدالرحمان بن عوف بھی پیچھے کسی کو دیکھ کر یہی کہتے جب ازواج مطہرات کہیں ٹھہراؤ کرتیں تو پردے کا اہتمام کیا جاتا چاروں طرف درختوں کی اوٹ ہوتی' جب میں نے انہیں دیکھا تو میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے میں نے ان سے عرض کی۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاد آ گئے جب وہ اس جگہ فروکش ہوئے تھے' یہ سن کر سب رونے لگیں' انہوں نے مجھے بہت عزت دی' میری قدر اور ہر ایک میرے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئی اور مجھے کہا کہ جب امیر المومنین ہمیں گذارہ الاونس دیں گے تو ہمارے پاس ضرور آنا۔ میں اس موقع پر گئی تو ہر ایک نے

مجھے پچاس دینار دیئے اس وقت ان کی تعداد سات تھی۔(۱)

معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ام معبدؓ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری ایام تک زندہ رہیں' وفات کب ہوئی تاریخ خاموش دیکھائی دیتی ہے۔لیکن توصیف رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے ان کا خوشبودار کلام ہمیشہ کے لیے تاریخ کے صفحات میں ثبت ہو گیا جب ہجرت اور اوصاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ ہوتا ہے تو ام معبد کا نام ضرور لیا جاتا ہے۔اللہ ام معبد پر راضی ہوا اس کا انجام اچھا ہوا۔اور اسے جنت نشین کیا۔

و آخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمین.

حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

١۔ الاستیعاب	٤٧٣/٤
٢۔ دلائل النبوة اصبهانی	٤٣٧/٢
٣۔ انساب الاشراف	٣٩١/١
٤۔ دلائل النبوة بهیقی	٢٧٩/١
٥۔ عیون الاثر	٢٤٨/١
٦۔ تاریخ الاُسلام ذهبی	٤٣٨/١
٧۔ السیرة النبویه دحلان	٣١٦/١
٨۔ مجمع الزوائد	٦٠/٦
٩۔ اسد الغابة	٧٣۔٧٢۔٧١/٥
١٠۔ طبقات ابن سعد	٢٣٠/١
١١۔ زاد المعاد	٥٦/٣
١٢۔ البدایه و النهایه	١٨٨/٣
١٣۔ السیرة الحلبیة	٢٢٤/٢

(۱) انساب الاشراف ١/٤٣[illegible] و ٦٦٦.

۹

حضرت زینب بنت ابی معاویہ رضی اللہ عنہا

جب عشاء کی نماز کے لیے باہر نکلیں تو خوشبو نہ لگانا۔
(فرمان نبویؐ)

عبداللہ بن مسعود نے سچ کہا: تیرا خاوند اور اولاد تیرے صدقے کے زیادہ حق دار ہیں۔ (فرمان نبویؐ)

نیک خاتون اور نیک عمل

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَّ لَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ (النحل : ٩٧)

''جو شخص بھی نیک عمل کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ہو وہ مومن اسے ہم دنیا میں پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے اور آخرت میں ہم ایسے لوگوں کو ان کے اجر ان کے بہترین اعمال کے مطابق بخشیں گے''۔

مسلمہ بن عبدالملک فرماتے ہیں:

☆ انسان کے لیے نیک بیوی اس کی دونوں آنکھوں اور دونوں ہاتھوں سے بھی بہتر ہے۔

☆ جس عظیم المرتبت صحابیہ رضی اللہ عنہا کا اب تذکرہ پیش نظر ہے۔ اس میں خیر' نیکی' برکت' علم' تقویٰ اور عبادت جیسی خوبیاں بیک وقت پائی جاتی تھیں۔

ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ اس کی سیرت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''کہ بنو ثقیف قبیلے کی زینب صدقہ و خیرات کرنے والی' نماز کی پابند' اپنے زیورات سے دست کش اور یوں اپنے آقا کا تقرب حاصل کرنے والی' رضی اللہ عنہا۔

☆ یہ زینب ان زینبوں میں سے تھی جنہوں نے صحابیات کی محفل میں عظیم مرتبے حاصل کیے۔

☆ یہ ابو معاویہ کی بیٹی زینب ثقفیہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی بیوی تھی۔ (1)

---

(۱) الطبقات ۸/۲۹۰' الاستیعاب ۴/۳۱۰' اسدالغابہ ۵/۴۷۰' الاصابہ ۴/۳۱۳' تہذیب التہذیب ۱۲/۴۲۲.

☆ زینبؓ ایک کاریگر خاتون تھی جو اپنے ہاتھ سے کام کرتی۔ اور اپنی تیار کردہ مصنوعات کو بیچا کرتی تھیں' اور اس کی آمدن کو اپنے رشتہ داروں پر خرچ کیا کرتی تھیں۔ دیگر اسلام لانے والوں کے ساتھ اس نے اسلام قبول کیا اور ان کے ساتھ ہی رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر بیعت کی' اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا اور یہ غزوۂ خیبر میں شریک ہوئی۔ (۱)

خوشبو نہ لگانا:

حضرت زینب ثقفیہ رضی اللہ عنہا ان فاضل صحابیات میں سے تھیں جنہوں نے احادیث نبوی کو زبانی یاد کرنے کی سعادت حاصل کی' ان سے آٹھ احادیث مروی ہیں۔

اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خاوند حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا' حضرت زینبؓ سے ان کے بیٹے ابو عبیدہ اور ان کے بھتیجے بسر بن سعید نے احادیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔

☆ حضرت زینبؓ سے روایت کردہ احادیث میں سے وہ حدیث بھی ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان عورت کو گھر سے باہر جاتے وقت خوشبو لگانے سے منع فرمایا ہے۔ طبقات ابن سعد میں بسر بن سعید سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی زینب ثقفیہ نے بتایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ارشاد فرمایا:

''کہ جب آپ عشاء کی نماز پڑھنے کے لیے گھر سے روانہ ہوں تو خوشبو نہ لگائیں''۔ (۲)

---

(۱) مجمع الزوائد ۱۰/۶.

(۲) الطبقات ۸/۲۹۰' الاستیعاب ۴/۳۱۰' الاصابہ ۴/۳۱۳.

زینب اس کا خاوند اور طب نبوی:

شریف الطبع' کریم الصفات جمیل الحسنات عظیم المرتبت صحابیہ حضرت زینب ثقفیہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں' خوشگوار لمحات' مبارک گھڑیاں اور خوشنما کردار نمایاں دیکھائی دیتا ہے' چونکہ اس نے اپنے خاوند سے بہت سی خوبیاں اور عمدہ صفات اخذ کر رکھی تھیں۔ کیونکہ اس کا خاوند پیشوا جید عالم' فقیہ مومن سابق' شریف الطبع' بہترین عالم دین' ذہین ترین فاضل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھا۔

حضرت زینب اپنے خاوند کے نقش قدم پر چلی جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکار تھے۔ اور بعض اوقات فضائل کے میدان میں اپنے خاوند سے سبقت لے جاتی۔ اور خاوند ہمیشہ اپنی بیوی کو تمام معاملات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ اپنانے کی تلقین کیا کرتا تھا۔ اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا بہت عمدہ انداز میں اس پر عمل پیرا تھیں۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے حوالے سے روایت کرتے ہیں۔ فرماتی ہیں۔ کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب گھر تشریف لاتے تو دروازے پر آ کر پہلے کھانستے تاکہ ہم گھر والے محتاط ہو جائیں اور باخبر ہو جائیں' اور آپ کو گھر کی اندرونی حالت ناخوشگوار دیکھائی نہ دے۔ ایک روز آپ گھر تشریف لائے آپ نے کھانسی لی میرے پاس ایک بڑھیا بیٹھی مجھے دم کر رہی تھی۔ کیونکہ بخار کی تپش سے میرا بدن سرخ ہو چکا تھا۔

میں نے آپ کی آمد کی وجہ سے اس بڑھیا کو چارپائی کی اوٹ میں بٹھا دیا' آپ اندر تشریف لائے اور میرے پاس بیٹھ گئے۔ انہوں نے میری گردن میں ایک دھاگہ دیکھا تو پوچھا یہ کیا ہے؟

میں نے کہا یہ ایک ایسا دھاگہ ہے جس پر میرے لیے دم کیا گیا ہے۔

آپ نے اسے پکڑا اور توڑ دیا۔

پھر فرمایا:

''عبداللہ کا خاندان شرک سے بری ہے''۔

پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرمایا کرتے تھے۔

دم، تعویز اور گنڈا شرک ہے۔ میں نے کہا آپ یہ کیسے کہتے ہیں ایک دفعہ کا ذکر ہے میری آنکھ بہنے لگی، میں فلاں یہودی کے پاس جاتی وہ دم کرتا جونہی وہ دم کرتا آنکھ بہنے سے رک جاتی۔

تو انہوں نے کہا، یہ سب شیطان کی طرف سے ہے، وہ خود ہی اپنے ہاتھ سے خرابی پیدا کرتا ہے جب وہ دم کرتا ہے تو شیطان تکلیف دینے سے رک جاتا ہے۔ آپ کے لیے انہی کلمات کا پڑھنا کافی ہے۔ جنہیں ایسے مواقع پر نبی کریم ﷺ پڑھا کرتے تھے۔ اور وہ کلمات یہ ہیں۔

اذھب الباس، رب الناس، اشف و انت الشافی، لا شفاء الاشفاء ک لایغادر سقما. (۱)

''پروردگار عالم بخار کو رخصت کردے شفا عطا فرما۔ تیری شفا کے سوا کوئی شفا نہیں یہ ایسی شفا ہو جو بیماری کا خاتمہ کردے''۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بات نبی کریم ﷺ کی سنت کے مطابق ہے۔ بیمار کو چاہیے کہ وہ سورہ فاتحہ، قل ھو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر پھونک مار کر اپنے منہ پر پھیرے۔

یہ حدیث بخاری اور مسلم شریف میں مروی ہے۔ (۲)

کون سی زینب:

فقہاء کہتے ہیں: ''اگر بیوی کے پاس مال ہو تو اس پر زکوۃ واجب ہے۔ اگر

---

(۱) ابن کثیر ۲/۴۹۴، صحیح بخاری فی الطب، مسلم فی السلام، ابو داؤد ۳۸۸۳، بن ماجہ ۳۵۳۰،

(۲) صحیح بخاری فضائل القرآن ۔ مسلم فی السلام.

خاوند مستحق ہو تو وہ اسے اپنی زکوٰۃ دے سکتی ہے۔ کیونکہ خاوند پر خرچ کرنا بیوی کی ذمے داری نہیں ہے۔ اگر بیوی اپنے خاوند کو زکوٰۃ دے تو اسے کسی اجنبی کو زکوٰۃ دینے سے زیادہ ثواب ملے گا''۔

☆ حضرت زینب ثقفیہ میں یہ خوبی وافر مقدار میں پائی جاتی تھی۔

خاص طور پر جب اس نے نبی کریم ﷺ سے سنا جب کہ آپ خواتین کو صدقہ وخیرات کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی ترغیب دلا رہے تھے' تو اس نے زیور پکڑا تاکہ اسے اللہ کی راہ میں خیرات کر دے۔

اس کے خاوند حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا یہ زیور لے کر کہاں جا رہی ہو؟۔

اس نے کہا: میں اللہ کی راہ میں صدقہ دے کر اللہ کا قرب حاصل کرنے جا رہی ہوں۔

انہوں نے فرمایا: مجھے اور میرے بچوں کو یہ زیور بطور صدقہ دے میں اس کا مستحق ہوں۔(۱)

صحیح بخاری میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت زینب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

''یا رسول اللہ ﷺ آپ نے صدقہ دینے کا حکم دیا' میرے پاس زیور ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ میں یہ زیور بطور صدقہ دے دوں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا خیال ہے کہ وہ اور اس کی اولاد اس صدقے کی زیادہ مستحق ہے' نبی کریم ﷺ نے یہ بات سن کر فرمایا: عبداللہ بن مسعودؓ سچ کہتا ہے تیرا خاوند اور اولاد تیرے صدقے کی زیادہ حق دار ہے بجائے اس کے کسی اور کو صدقہ دے انہیں کو دے دے''۔

ایک دوسری روایت میں حضرت عمرو بن حارث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

---

(۱) الحلیة ۲/۶۹.

کی بیوی حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اے خواتین کی جماعت صدقہ کیا کرو خواہ تم اپنے زیور سے ہی کیوں نہ کرو''۔

فرماتی ہیں:

''میں اپنے خاوند عبداللہ کے پاس گئی میں نے کہا آپ کا ہاتھ تنگ ہے۔ مالی طور پر آپ تہی دست ہیں''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صدقہ دینے کا حکم دے دیا ہے آپ جا کر مسئلہ پوچھیں اگر میری طرف سے آپ کو صدقہ دینا شرعاً جائز ہو تو میں آپ کو دے دوں ورنہ کسی اور کو دے دوں' عبداللہ نے مجھے کہا آپ خود ہی یہ مسئلہ پوچھ آئیں۔

میں گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر ایک انصاری عورت کھڑی تھی وہ بھی یہی مسئلہ پوچھنے کے لیے آئی ہوئی تھی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رعب و دبدبہ کی وجہ سے ہمیں اندر جانے کی جرات نہ ہو رہی تھی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ باہر آئے ہم نے ان سے کہا: آپ اندر جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائیں کہ دو عورتیں یہ دریافت کرنے آئی ہیں۔ کہ ان کی طرف سے اپنے خاوندوں اور اولاد کو صدقہ دینا جائز ہے۔ اور دیکھنا آپ کو یہ نہ بتانا کہ ہم کون ہیں۔ حضرت بلال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔ اور آپ سے مسئلہ دریافت کیا! آپ نے فرمایا: وہ دونوں عورتیں کون ہیں؟

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا ایک انصاری عورت ہے اور دوسری زینب ہے۔

آپ نے پوچھا کون سی زینب حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو دوہرا اجر ملے گا۔ (۱)

---

(۱) رواہ البخاری فی الزکاۃ باب الزکاۃ علی الاقارب۔ مسلم الزکاۃ باب فضل النفقۃ' الاستیعاب ۴/۳۱۰ و ۳۱۱' اسد الغابہ ۵/۴۷۰ و ۴۷۱' الاصابہ ۴/۳۱۳۔

ایک صدقے کا اور دوسرا قربت داری کا۔ حضرت زینبؓ واپس آئی نبی کریم ﷺ سے مسئلہ دریافت کر کے اس کی آنکھوں کو ٹھنڈک محسوس ہوئی کہ اسے اپنے خاوند کو صدقے دینے سے دوگنا اجر زیادہ ملے گا۔

آخری ایام:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے واقعات سے پتہ چلتا ہے۔ کہ حضرت زینب ثقفیہ رضی اللہ عنہا خلفائے راشدین کے دور میں آخری ایام تک زندہ رہیں۔

اس پر اس کے خاوند حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی وصیت دلالت کرتی ہے۔
آیئے اس وصیت کا ہم بھی مطالعہ کرتے ہیں۔ انہوں نے یہ وصیت کی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسمّٰی عبداللہ بن مسعودؓ وصیت کرتا ہے کہ اگر مجھے اس بیماری میں کوئی حادثہ پیش آ گیا تو یہ وصیت زبیر بن عوام اور اس کے بیٹے عبداللہ بن زبیر کے سپرد کر دی جائے۔ انہیں اس وصیت کے مطابق اختیارات استعمال کرنے اور فیصلہ صادر کرنے کا پورا حق حاصل ہوگا۔
ایک بات یہ پیش نظر رکھی جائے کہ میری بیٹیوں کی شادی ان دونوں کے علم میں لائے بغیر نہ کی جائے۔ اور نہ ہی اس کی بیوی زینب ثقفیہ کو شادی کرنے سے روکا جائے''۔(۱)

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ۳۲ ہجری کو فوت ہوئے اور اس کی بیوی زینب اپنے خاوند کی وفات کے بعد عرصہ دراز تک زندہ رہیں۔

☆ یہ کریم الخصائل عظیم المرتبت صحابیہؓ کی سیرت کی چند خوشگوار جھلکیاں تھیں، یہ ایک مؤمن بیوی کا مثالی کردار تھا جو خواتین کے لیے ایک عمدہ نمونہ تھیں یہ ان

---

(۱) الطبقات ۱۵۹/۳۔

صحابیات کی جماعت میں ایک عمدہ مثال تھیں جو آخرت کو ترجیح دے کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے میں کامیاب ہوئیں۔

اللہ ان سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

حضرت زینب بنت ابی معاویہ رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

١۔ طبقات ابن سعد	١٥٩/٣
٢۔ الاستيعاب	٣١١/٤
٣۔ حلية الاولياء	٢/ ٦٩‘٧٠
٤۔ اسد الغابة	٥/ ٥٧٠‘٥٧١
٥۔ صحيح بخارى	باب الزكاة على الاقارب
٦۔ صحيح مسلم	باب فضل النفقة على الاقربين و الزوج و الاولاد
٧۔ الاصابة	٣١٣/٤



۱۰

اسماء بنت یزید الانصاریہ رضی اللہ عنہا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اے اسماء واپس جاؤ اور اپنے پیچھے آنے والی خواتین کو یہ بتا دو: کہ اگر تم اپنے خاوند کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آ ؤ گی' ان کی خوشنودی کو پیش نظر رکھو گی اور ان کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلو گی' تو ان فضائل میں برابر ہو جاؤ گی جو مردوں کے لیے بیان کیے گئے ہیں''۔

خواتین کی پیام رساں

حضرت اسماء بنت یزید بن السکن الانصاریہ الاشہلیہ[1] نے فصاحت و بلاغت اور فن خطابت میں شہرت حاصل کی۔ شجاعت بہادری کا وافر حصہ اس کے نصیب میں آیا جس کی بنا پر تمام مجاہد خواتین میں سرفہرست شمار ہونے لگیں۔ یہ عظیم خاتون عبادت اور احادیث کی روایت کے میدان میں عظیم الشان مقام پر فائز ہوئیں۔

☆ اس انصاری صحابیہ کا تعلق قبیلہ اوس کی شاخ بنو عبدالاشہل سے تھا۔ یہ حضرت سعد بن معاذ کا خاندان تھا۔ اس کی کنیت ام سلمہ تھی، اور بعض کا خیال ہے کہ اس کی کنیت ام عامر تھی۔ یہ بیعت کی سعادت حاصل کرنے والی ایک مجاہد خاتون تھی۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا خواتین کی جانب سے رسول اقدس ﷺ کی خدمت میں پیغام رسانی کا فریضہ سرانجام دیتی تھیں۔ یہ عقل مند اور دین دار خواتین میں سے تھیں۔ اسے خطیبۃ النساء کہا جاتا تھا، وہ ایک روز نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ میں اپنے پیچھے بہت سی خواتین کو چھوڑ کر آئی ہوں۔ ہر ایک کی زبان پر یہی بات ہے جو میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتی ہوں سب خواتین میری رائے سے متفق ہیں۔ اور وہ بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مردوں اور عورتوں کی طرف یکساں طور پر نبی بنا کر بھیجا ہے۔ ہم آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی اتباع کی ہم عورتیں پردہ دار گھروں میں پابند مردوں کی خدمت گذار اور بچوں کی دیکھ بھال میں مصروف رہتی ہیں۔ مرد حضرات جمعہ جماعت، جنازوں میں شرکت اور

---

(۱) الاستیعاب ۴/۲۳۳، سیر اعلام النبلاء ۲/۲۹۶، الاصابہ ۴/۲۲۰.

جہاد میں حصہ لے کر فضائل سے اپنی جھولیاں بھر لیتے ہیں۔ جب وہ جہاد کے لیے نکلتے ہیں تو ہم ان کے مال کی حفاظت کرتی ہیں۔ اور ان کی اولاد کو پالتی ہیں۔ یا رسول اللہ ﷺ کیا اجر و ثواب میں ہم بھی ان کی حصہ دار ہوتی ہیں۔

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کی طرف دیکھتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ کیا تم نے خاتون کی بات سنی' دینی لحاظ سے اس نے کتنا ہی اچھا سوال کیا۔

سب نے بیک زباں ہو کر کہا: یا رسول اللہ ﷺ ہمیں یہ اندازہ نہ تھا کہ کوئی خاتون اس قسم کا عمدہ سوال بھی کر سکتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس خاتون سے کہا: اے اسماء جاؤ خواتین کو یہ پیغام دے دو کہ تم میں سے ہر ایک کا اپنے خاوند کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا اور اس کی خوش نودی کو پیش نظر رکھنا اور اس کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلنا تمہیں ان فضائل کے برابر لا کھڑا کرے گا جن کا تذکرہ مردوں کے لیے بیان کیا گیا ہے۔

حضرت اسماء لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہتی ہوئی۔ اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان سے شاداں و فرحاں واپس ہوئی۔ [1]

☆ مناسب لگتا ہے کہ یہ تذکرہ بھی ہو جائے کہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کا خاوند ابو سعید انصاری تھا' اس کا نام سعید بن عمارہ تھا' [2] اس کی والدہ ام سعد بن حزیم بن مسعود الاشبلیہ تھی۔

جہاد کے میدانوں میں:

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے نامور مجاہد خواتین کے زمرے میں روشن کارنامے چھوڑے بھلا ان سے ایسے کارنامے سرزد کیوں نہ ہوتے وہ تو ایسے خاندان سے تھی جس

---

(۱) الاستیعاب ۴/ ۲۳۳' اسد الغابہ ۵/ ۳۹۸' السیرۃ الحلبیہ ۱/ ۱۴۹۔

(۲) الاصابہ ۴/ ۸۹۔

نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے دفاع کے لیے وقف کر رکھا تھا۔

☆ غزوہ احد میں ایک کٹھن گھڑی آئی' دشمن نے رسول اللہ ﷺ کو گھیرے میں لے رکھا تھا۔ اتنے میں انصار کی ایک جماعت آگے بڑھی' ان میں خاندان السکن کے افراد بھی تھے انہوں نے محبوب نبی کریم ﷺ کا دفاع اپنی جان ہتھیلی پہ رکھتے ہوئے کیا کہ عام طور پر اس انداز میں دفاع کرنے والا مغلوب نہیں ہوتا۔

ان لمحات میں محبت' بہادری' جرأت' شجاعت اور قربانی کے ایسے ایسے عجیب وغریب واقعات سامنے آئے کہ دیکھنے والا حیرت زدہ ہو جائے۔

☆ مسلم شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے مروی ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ غزوۂ احد میں سات انصاری اور دو قریشیوں کے ساتھ الگ تھلگ رہ گئے جب وہ آپؐ کے قریب آئے تو آپ نے ارشاد فرمایا۔

''تم میں سے جو بھی دشمن کو ہم سے دور ہٹائے گا اس کے لیے جنت ہے۔ یا یہ فرمایا کہ وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا''۔

یہ کلمات سن کر انصار میں سے ایک شخص دشمن کی طرف آگے بڑھا۔ اور ان سے لڑتا ہوا جام شہادت نوش کر گیا۔ پھر وہ آپ کے قریب آئے تو آپ نے پھر یہی ارشاد فرمایا۔

☆ تم میں سے جو بھی دشمن کو ہم سے دور ہٹائے گا اس کے لیے جنت ہے یا یہ فرمایا کہ وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا۔

تو انصار میں سے ایک شخص آگے بڑھا وہ لڑتا ہوا جام شہادت نوش کر گیا۔

اسی طرح ساتوں انصاری جام شہادت نوش کر گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے یہ دل دوز منظر دیکھ کر ارشاد فرمایا:

''ہمارے صحابہؓ نے ہمارے ساتھ کس اخلاص کا ثبوت فراہم کیا ہے''۔[1]

---

(۱) صحیح مسلم ۱۸۷/۵ باب غزوہ احد۔

ان سات شہداء میں سب سے آخر میں شہید ہونے والے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے بھائی عمارہ بن یزید بن السکن تھے۔ انہیں ایک گہرا زخم لگا جس سے وہ گر گئے چند لمحوں کے بعد لشکر اسلام کی ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آگے بڑھی اور انہوں نے مشرکین کو حضرت عمارہ سے دور ہٹا دیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے میرے قریب لاؤ اسے اٹھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں لٹا دیا گیا اس نے اپنا رخسار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں پر رکھ دیا اسی حالت میں اس کی روح قفص عنصری سے پرواز کر گئی۔

☆ معرکہ احد میں ہی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے والد یزید بن السکن بیٹا عامر اور چچا زیاد بن السکن شہید ہوئے۔

☆ لیکن خاندان کے افراد کی شہادت سے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے جذبہ جہاد میں مزید اضافہ ہوا۔ اس نے بعض جنگوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شرکت کی سعادت حاصل کی۔

یہ بیعت رضوان میں حاضر ہوئی اور اس دن درخت کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ فتح مکہ اور غزوۂ خیبر میں شریک ہوئی۔ تمام راوی مؤرخین اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا جنگ یرموک میں شریک ہوئیں اور شہادت کا بلند درجہ پایا اور اس نے اس معرکے میں خیمے کے بانس سے نو افراد کو واصل جہنم کیا۔ (۱)

انصار کی خواتین میں وہ عظیم خاتون ہیں جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر سب سے پہلے بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی ان کے ہمراہ حضرت سعد بن معاذ کی والدہ کبشہ بنت رافع بھی تھی (۲) اور دیگر خواتین بھی اس

---

(۱) مجمع الزوائد ۹/۲۶۰' سیر اعلام النبلاء ۲/۲۹۷' دراسحابہ ص ۵۴۶'
الاصابہ ۴/۲۲۹۔

(۲) الطبقات ۸/۱۲

موقع پر موجود تھیں ان سب سے پہلے بیعت کرنے کی سعادت حاصل کرنا ان کے لیے باعث فخر ہے۔

محدثه ' فقیهة ' راویه:

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا حدیث نبوی کی حافظ تھیں۔ آستانہ نبوت میں عرصہ دراز تک رہنے کا موقع میسر آیا حدیث رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جو الفاظ کان میں پڑتے انہیں زبانی یاد کر لیتیں۔ مزید برآں علم کے ساتھ انہیں بہت زیادہ شغف تھا۔ اور دینی مسائل دریافت کرنے کے لیے سوالات بہت زیادہ کیا کرتی تھیں' خاص طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مسائل دریافت کرنے کے سلسلے بڑی جرأت اور حوصلے کا مظاہرہ کیا کرتی تھیں یہی وجہ ہے انصاری خواتین میں اسے سب زیادہ حدیث روایت کرنے کا شرف حاصل ہے اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ۸۱' احادیث روایت کیں۔[1]

☆ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے جلیل القدر تابعین کی جماعت نے حدیث روایت کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ اور ان سے سنن اربعہ' یعنی ابوداؤد' نسائی' ترمذی اور ابن ماجہ میں بھی احادیث مروی ہیں۔

☆ امام بخاری نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے حوالے سے ایک روایت اپنی کتاب ادب المفرد میں بیان کی ہے۔

☆ ابن عساکرؒ نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے روایت کرنے کی عمدگی کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ہے۔

''کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت عمدہ احادیث بیان کی ہیں''۔

امام ذہبیؒ فرماتے ہیں:

''کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے تمام احادیث براہ راست نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے

---

(۱) دلیل الفالحین لطرق ریاض الصالحین ۲۷/۴.

بیان کی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بڑی عالمہ فاضلہ زاہدہ خاتون تھیں''۔

ابونعیم اصفہانی کہتے ہیں:

''کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ایسے تمام معاملات سے پہلو تہی اختیار کرنے والی خاتون تھیں جو انسان کے لیے غرور اور فتنوں کا باعث بنتے ہیں''۔

مرویات اسماء رضی اللہ عنہا:

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے جو احادیث مروی ہیں۔ وہ تفسیر' اسباب نزول' احکام شمائل' مغازی' سیرت اور فضائل پر مشتمل ہیں۔

☆ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سورہ مائدہ کے نزول کے بارے میں بیان کرتی ہیں۔ کہ جب سورہ مائدہ نازل ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی عضباء پر سوار تھے' اور میں نے اس کی نکیل پکڑی ہوئی تھی۔ جب ساری سورہ مائدہ نازل ہو چکی اونٹنی کے اگلے بازو شدید دباؤ کی وجہ سے لڑکھڑا رہے تھے۔ (۱)

☆ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا قمیص کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قمیص پہننا پسند فرماتے۔ اور آپ کی قمیص کی آستین ہاتھ کے گٹ تک ہوتی تھی۔

☆ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی مرویات سیرت اور فقہ کے ضمن میں بھی آئی ہیں۔

ابن ماجہ میں حضرت اسماءؓ کے حوالے سے یہ روایت مذکور ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم توفی و درعہ مرھونة عند یھودی بطعام.

''کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی دراں حالیکہ آپ کی درع اناج کے بدلے ایک یہودی کے پاس گروی تھی''۔ (۲)

ابونعیم اصفہانی اپنی کتاب الحلیة میں رقم طراز ہیں۔

---

(۱) تفسیر ابن کثیر ۲/۲ ' البدایہ والنہایہ ۲۲/۳ .

(۲) سنن ابن ماجہ ۲۴۳۸' الترمذی ۱۷۶۵ .

"کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے دو دینار چھوڑے گویا اس نے دو داغ چھوڑے"۔[1]

☆ اس بات کا تذکرہ بھی آپ کے لیے مفید ہوگا کہ سب سے پہلے طلاق یافتہ عورتوں کی عدت کا بیان بھی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے حق میں ہوا۔

☆ تاریخی کتابوں میں انصار کی جود وسخا اور ایثار وقربانی کے حیرت انگیز اور دلنشین واقعات منقول ہیں۔

اسی طرح ابن عساکر نے اپنی تاریخ کی کتاب میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے کھانے میں حیرت انگیز برکت پڑنے کا دلچسپ واقعہ اسی کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ نے ہماری مسجد میں مغرب کی نماز ادا کی میں اپنے گھر گئی شوربا جس میں گوشت کی بوٹیاں بھی تھیں اور چپاتیاں اٹھا لائی۔ اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کھانا تناول فرمائیں۔

آپ نے اپنے صحابہؓ سے فرمایا:

بسم اللہ پڑھو اور کھاؤ۔

آپ نے اور جو ساتھی آپ کے ہمراہ آئے تھے اور گھر والوں نے مل کر کھانا کھایا مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں نے دیکھا کہ نہ شوربے میں کوئی کمی آئی اور نہ ہی چپاتیوں میں۔ کھانے والے تقریباً چالیس آدمی تھے' پھر آپ نے میرے پاس پڑے ہوئے مشکیزے سے پانی پیا۔ میں نے وہ مشکیزہ لپیٹ کر اپنے پاس سنبھال کر رکھ لیا اس سے

---

(۱) الحلیہ ۲/۷۷.

شفا کی غرض سے بیمار پانی پیتے اور حصول برکت کے لیے پانی نوش جان کیا جاتا۔[1]

سفر آخرت:

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت اسماء رضی اللہ عنہا شام تشریف لے گئیں۔ اور وہاں معرکہ یرموک میں شریک ہوئیں، اور حیرت انگیز جنگی کارنامہ سرانجام دیا جسے تاریخ اسلام میں ایک سنہری باب کی حیثیت حاصل ہے۔ کہ اس نے اپنے خیمے کی چوب سے دشمن کے نو افراد موت کے گھاٹ اتار دیے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے دمشق میں رہائش اختیار کر لی، اور علم حدیث کی خدمت کو رہائش اختیار کر لی، اور علم حدیث کی خدمت کو اپنا شعار بنا لیا، علامہ ابن عساکر اپنی تاریخ کی کتاب میں ابوزرعہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں۔ کہ شام میں حضرت یعنی ام سلمہؓ اسماء بنت یزید بن السکن نے شام میں احادیث رسول بیان کرنے کی سعادت حاصل کی۔

☆ علامہ ذہبی لکھتے ہیں کہ ام سلمہ اسماء بنت یزیدؓ بن السکن یزید بن معاویہ کے دور حکومت تک زندہ رہیں۔[2]

علامہ ذہبی دوسری جگہ رقمطراز ہیں کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا دمشق میں رہائش پذیر ہوئیں۔ اور باب الصغیر پر واقع قبرستان میں دفن ہوئیں۔

علامہ ابن کثیر بھی اس موقف کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت اسماءؓ کی شہادت ۶۹ ہجری میں ہوئی۔ اس نے بیعت کا اعزاز حاصل کیا اور جنگ یرموک میں نو رومیوں کو قتل کرنے کا کارنامہ سرانجام دیا۔

---

(۱) تاریخ دمشق ص ۳۹، تراجم النساء

(۲) یزید بن معاویہؒ نے ربیع الاول ۶۴ ہجری میں وفات پائی۔

دمشق میں رہائش اختیار کی اور باب الصغیر میں دفن ہوئیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے عبدالملک بن مروان کے دور خلافت میں وفات پائی۔(۱)

ہم نے جلیل القدر، عظیم المرتبت، خطیبۃ النساء خواتین کی نمائندہ پیام رساں حضرت اسماء بنت یزید بن السکن کا دلچسپ اور دلپذیر تذکرہ کرنے کی سعادت حاصل کی اللہ ان سے راضی ہو اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔

الحمدلله رب العالمين.

حضرت اسماء بنت یزید بن السکن رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

۱۔ الاستیعاب	٤/٢٣٣
٢۔ سیر اعلام النبلاء	٢/٢٩٦
٣۔ الاصابة	٤/٢٢٩
٤۔ اسدالغابة	٥/٣٩٨ و ٣٩٩
٥۔ السیرة الحلبیة	١/١٤٩
٦۔ صحیح مسلم	٥/١٨٧
٧۔ مجمع الزوائد	٩/٢٦٠
٨۔ درالسحابة	٥٤٦

(۱) عبدالملک بن مروان نے ۸٦ ہجری میں وفات پائی۔

٩ـ الطبقات	١٢/٨
١٠ـ دليل الفالحين	٢٧/٤
١١ـ طبقات الحفاظ'	صفحه ٢٥٢'٢٥٣
١٢ـ البداية و النهاية	٢٢/٣
١٣ـ حلية الاولياء	٧٧/٢
١٤ـ تهذيب الاسماء و اللغات	٣٠٩/١
١٥ـ الاعلام	١٦٥/٤



۱۱

حضرت امیمہ بنت خلف رضی اللہ عنہا

مومنہ، مہاجرہ اور شہید کی بیوی ایک
صابرہ وشاکرہ خاتون۔

حضرت امیمۃ بنت خلف رضی اللہ عنہا

☆ جس دن مکہ معظّمہ میں اسلام کی دلفزا ہوا کے جھونکے چلنے لگے' یہ خبر عام ہوئی کہ حضرت محمد ﷺ دنیا و آخرت کی بہتری کی طرف لوگوں کو دعوت دے رہے ہیں۔

حضرت امیمہ بنت خلف بن اسعد الخزاعیۃ (1) ان خواتین میں سے تھی جن کے صاف شفاف دل کے ساتھ ایمان کی دلفزا کرن ٹکرائی اور گھر کر گئی۔

جب اس کے خاوند خالد بن سعید بن عاص نے اپنے ایمان لانے اور رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرنے کی اطلاع اسے دی تو وہ صدق دل سے مسلمان ہوگئی امیمہ رضی اللہ عنہا اور اس کے خاوند کے اسلام قبول کرنے کی داستان ایسی دلچسپ و دلآویز ہے۔

کہ سن کر کان لذت محسوس کرتے ہیں۔ اور صاف وشفاف دلوں میں اشتیاق کا جذبہ فزوں تر ہو جاتا ہے۔ اس نے ایک روز خواب میں دیکھا کہ اسے بھڑکتی ہوئی آگ کے گڑھے کے کنارے میں کھڑا کیا گیا ہے۔ پیچھے سے اس کا باپ دھکا دے کر اسے گڑھے میں پھینک دینا چاہتا ہے' اچانک خالد کی نظر رسول اللہ ﷺ پر پڑھی کہ آپ اسے پکڑ کر کھینچتے ہوئے دور لے جا رہے ہیں۔

جب صبح ہوئی خالد نے کہا بخدا یہ کوئی معنی خیز خواب ہے۔ وہ جلدی سے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ وہ خوابوں کی تعبیر خوب اچھی طرح جانتے تھے' انہیں اپنا خواب بتایا' صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سن کر کہا: یہ خواب آپ کے حق میں بہت بہتر ہے۔ آپ رسول اللہ ﷺ کی اتباع کر لیں اسلام قبول کرتے ہوئے اتباع رسول

---

(1) الاستیعاب ٤/٢٣٤' الاصابه ٤/٢٣٤.

کا طریقہ اپنانے سے آپ کو فائدہ یہ ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ آپ کو کمر سے پکڑ کر آگ کے گڑھے یعنی جہنم میں گرنے سے بچالیں گے تیرا باپ اس میں جا گرے گا۔ خالد اسی وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور حلقہ بگوش اسلام ہوگیا۔(۱)

خالدؓ نے اسلام قبول کرنے کے بارے میں اپنی بیوی امیمہ کو بتایا تو وہ بھی اسی وقت ایمان کے بابرکت میدان میں قدم رکھتے ہوئے کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہونے کے لیے تیار ہوگئی۔

یہ دونوں میاں بیوی جب سے مسلمان ہوئے ان پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹنے لگے۔ خالد اسلام قبول کرنے میں اپنے بھائیوں سے سبقت لے گئے۔(۲) اس کا باپ سعید بن عاص بڑا غضب ناک ہوا' اپنے بیٹے خالد کو اذیت ناک سزا دینے لگا۔ اسے گالی گلوچ دینے اور مارنے پیٹنے لگا۔ اور اس کے بھائیوں سے کہا: خبردار کوئی اس سے بات نہ کرے۔ کوئی اس سے میل ملاپ نہ کرے بلکہ اس کا اور اس کی بیوی امیمہ کا کھانا پانی بند کر دیا' اور اسے کہا کمینے یہاں سے چلے جاؤ میری آنکھوں سے دور ہو جاؤ تیرے لیے اس گھر میں اب کوئی گنجائش نہیں۔

خالد نے کہا: اگر آپ مجھے کھانے کے لیے کچھ نہ دیں گے تو میرا اللہ مجھے زندہ رہنے کے لیے رزق دے گا۔(۳)

باپ نے اسے گھر سے نکال دیا۔ اور اپنے بیٹوں سے کہا جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ خبردار اگر کسی نے اس سے بات کی تو میں اس کی خوب خبر لوں گا۔

لیکن اللہ کی تدبیر غالب آئی تھوڑے ہی عرصے بعد اس کے تینوں بھائی'

---

(۱) الطبقات ٤/٩٤' الاستیعاب ١/٤٠١' الاصابه ١/٤٠٦' قدرے تصرف سے۔

(۲) الاستیعاب ١/٤٠١

(۳) الاستیعاب ١/٤٠٢' اسدالغابه ٢/٨٣' السیرة الحلبیه ١/٤٥٤.

ابان' عمرو' اور حکم ایمان لے آئے انہوں نے اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا۔ اور اللہ کے دین کی نصرت کے لیے کمر بستہ ہو گئے۔

صاحب اولاد مهاجرة:

امیمہ رضی اللہ عنہا نے تکالیف برداشت کرنے میں قریش اور اپنے سسر یعنی دونوں جانب سے اپنے خاوند کے شانہ بشانہ چلی' اور درد ناک تکالیف کو ایثار و قربانی کے جذبے کی روشنی میں خندہ پیشانی سے برداشت کیا' اور محرومیوں پر نہ ختم ہونے والے زاد ایمان سے غلبہ پایا' خالد اپنے باپ کی اذیتوں کے اندیشے سے مکہ کے ہی کسی گوشے میں روپوش ہو گئے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سرزمین حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا تو خالد اور اس کی بیوی امیمہ رضی اللہ عنہا ہجرت کرنے والوں میں سر فہرست رہے۔ اور وہاں رہائش کے دوران امیمہ رضی اللہ عنہا نے ایک بیٹے اور ایک بیٹی کو جنم دیا بیٹے کا نام سعید اور بیٹی کا نام امۃ رکھا جو اپنی کنیت ام خالد بنت خالد[1] سے مشہور و معروف ہوئی عہد نبوت میں ان دونوں بچوں نے بڑا نام پایا۔

خوشگوار ملاقات:

حضرت امیمہ رضی اللہ عنہا سرزمین حبشہ میں اپنے خاوند اور اولاد کے ساتھ چند سال رہی' یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حبشہ کے حکمران نجاشی کی طرف عمرو بن امیہ ضمری کو سفیر بنا کر بھیجا۔ اس نے تمام مہاجرین کو دو کشتیوں میں سوار کیا اور مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب تمام مہاجرین وہاں پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حال میں ملاقات ہوئی کہ آپ ابھی فتح خیبر سے فارغ ہوئے ہی تھے' یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان اہل ایمان کے درمیان جو عرصہ دراز سے غریب الوطن تھے ایک خوشگوار ملاقات تھی انہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا ایک عرصے سے بہت اشتیاق تھا۔

---

(۱) اس کا تذکرہ اس کتاب میں موجود ہے۔

☆ حضرت امیمہ رضی اللہ عنہا مدینہ منورہ میں رہائش پذیر ہوئیں۔ پے در پے اسلامی فتوحات ہونے لگیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب وفات پائی آپ ان دونوں میاں بیوی سے دلی طور پر خوش تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خاوند خالد کو یمن کا گورنر مقرر کر دیا تھا۔

متقی شہید کی بیوی:

جب مسلمان سرزمین شام میں رومی فوج سے جنگ کرنے کے لیے روانہ ہوئے۔ تو حضرت خالدؓ نے اپنی بیوی امیمہ کو الوداع کہا۔ اور مجاہدین کی صف میں شامل ہوگئے۔ جنگی نقطہ نگاہ سے اس کا ایسا موقف سامنے آیا جو اس کی ذاتی عظمت اور تقوے پر دلالت کرتا تھا۔

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کس جرنیل کی قیادت میں جنگ کرنا پسند کروگے۔ عمرو بن عاص جو آپ کا چچازاد بھائی ہے یا شرحبیل بن حسنہ کی قیادت میں۔

حضرت خالدؓ نے کہا عمرو بن عاص رشتہ داری کی وجہ سے مجھے محبوب ہے اور شرحبیل بن حسنہ مجھے دینی لحاظ سے محبوب ہے۔ لہٰذا میں رشتہ داری پر دین داری کو ترجیح دیتے ہوئے شرحبیل کی قیادت میں جنگ کرنا پسند کروں گا۔ (۱)

واہ سبحان اللہ

☆ سرزمین شام میں مرج الصفر کے معرکے میں۔ حضرت خالد بن سعید بن عاص نے جام شہادت نوش کرتے ہوئے سرفرازی حاصل کی۔

جب اس کے شہید ہونے کی خبر اس کی مومن اور صابر بیوی امیمہ کو ملی تو اس نے اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر وثواب کو اپنے پیش نظر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا کو اپنی رضا بنالیا اور جب اس نے شہادت کے بعد پیش آنے والی اپنے شہید خاوند کی کرامت کے بارے میں سنا تو اس کے دل کو سکون حاصل ہوا۔ ہوا یہ کہ جس

(۱) الطبقات ٤/٩٧.

شخص نے جنگ کے دوران خالد کو قتل کیا تھا وہ عجیب وغریب منظر دیکھ کر مسلمان ہو گیا۔

اس نے پوچھا یہ شخص کون ہے؟ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ جب یہ جام شہادت نوش کرتے ہوئے زمین پر گرا تو اس کے جسم سے روشنی نکلی اور آسمان کی طرف پرواز کر گئی۔(۱)

☆ اس کے بعد تاریخ خاموش دیکھائی دیتی ہے اس جلیل القدر صحابیہ امیمہ بنت خلف کی زندگی کے آخری ایام سے متعلق ہمیں کچھ نہیں بتاتی۔ لیکن ہمیں تاریخ کے اوراق سے یہ ضرور معلوم ہوا کہ وہ ایک مومن' صابر اور امور خیر میں سبقت لے جانے والی اور ہر گھڑی اللہ کے کلمے کو بلند کرنے والی اور اپنے خاوند کی معاون ایک عظیم المرتبت خاتون تھی۔ عورتوں کے لیے اس جیسی مثالی خاتون کے نقش قدم پر چلنے کی سعادت حاصل کرنا مبارک ہو۔

اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی اور وہ جنت الفردوس میں حاشیہ نشین ہوئی۔

حضرت امیمہ بنت خلف رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

۱۔ الاستیعاب ٤/٢٣٤

۲۔ الاصابة ١/٤٠٦

۳۔ الطبقات ٤/٩٤

٤۔ اسد الغابه ٢/٨٣

٥۔ السیرة الحلبیة ١/٤٥٤

٦۔ تهذیب الاسماء و اللغات ١/٢٢٢

۷۔ سیر اعلام النبلاء ١/٢٦٠

۸۔ تاریخ الاسلام ذهبی ٣/٩٢

---

(۱) سیر اعلام النبلاء ١/٢٦٠' تاریخ اسلام ذهبی ٣/٩٢.

۱۲

حواء بنت یزید بن سنان رضی اللہ عنہا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے ابو یزید مجھے یہ پتہ چلا ہے کہ جب سے تیری بیوی نے تیرے دین کو خیر باد کہہ کر دین اسلام قبول کیا ہے، تم اس سے اچھا سلوک نہیں کرتے، اللہ سے ڈرو اس کا خیال رکھو اسے کوئی تکلیف نہ دینا۔ (فرمان نبویؐ)

جس نے پہلے بیعت کی

ام عامر الاشہلیة رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

کہ ایک روز میں، لیلیٰ بنت خطیم اور حواء بنت یزیدؓ مغرب اور عشاء کے مابین اپنی چادریں اوڑھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ میں نے سلام عرض کیا تو آپ نے مجھ سے پوچھا کس خاندان سے ہو؟۔

میں نے بتا دیا۔ پھر میری دونوں سہیلیوں سے ان کے خاندان کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بھی بتا دیا آپ نے ہمیں خوش آمدید کہا اور یہ دریافت فرمایا کس مقصد سے آئی ہو؟

ہم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ کو سچا نبی مانتی ہیں ہم گواہی دیتی ہیں کہ جو شریعت لے کر آپ آئے ہیں وہ برحق ہے۔ ہم اسلام کے نام پر آپ کی بیعت کرنے کے لیے حاضر ہوئی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''میں اس اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے تمہیں اسلام کی طرف راہنمائی فرمائی پھر فرمایا میں نے تمہاری بیعت قبول کی۔''

☆ ام عامر کہا کرتی تھیں کہ مجھے سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔(۱)

☆ اب ہم ایسی خاتون سے ملتے ہیں جسے بیعت کرنے کے حوالے سے سبقت

(۱) الطبقات لابن سعد ۱۲/۸.

حاصل ہوئی اور وہ ہیں حضرت حواء بنت یزید بن سنان اشہلیۃ انصاریہ رضی اللہ عنہا۔ (۱) اس کی والدہ جلیل القدر صحابی حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ تھی۔ اس لحاظ سے وہ حضرت حواء کے خالو تھے۔ اور اس کا بھائی رافع بن یزید ایک جلیل القدر صحابی تھا۔ جسے بدری ہونے کا شرف حاصل تھا۔

☆ حضرت حواء کو بہت پہلے مدینہ منورہ میں اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل ہوا اور اس نے اسلام کو بہت خوب گلے لگایا۔

یہ ان خوش نصیب خواتین میں سے ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حد درجے احترام بجالانے کی سعادت حاصل کی۔

اس کا صبر و وفا:

حضرت حواء بنت یزید رضی اللہ عنہا ان خواتین میں سے ہیں' جنہوں نے اسلام کی راہ میں بہت اذیتیں برداشت کیں۔ حواء قیس بن حطیم اوسی کی بیوی تھیں جو زمانہ جاہلیت میں مشہور و معروف شاعر تھا اس خاتون نے اسلام قبول کر لیا جب کہ اس کا خاوند بدستور حالت شرک میں رہا۔

☆ قیس کے دو بیٹے تھے دونوں صحابی تھے۔ یزید تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ احد میں شریک ہوا اور اسے بارہ زخم لگے۔ اس روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام جاسر رکھا۔ یہ غزوہ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی تلوار سے دشمن پر کاری وار کر رہا تھا اور آپ مسلسل یہ فرما رہے تھے جاسر آگے بڑھو جاسر اب ذرا پیچھے کی طرف ہٹو' یہ تمام جنگوں میں شریک ہوئے اور جنگ جسر میں جام شہادت نوش کیا۔ (۲)

---

(۱) الطبقات ۸/۳۲۳' الاصابہ ۴/۲۶۸.

(۲) اسد الغابہ ۵/۱۱۹.

☆ اور قیس کے دوسرے بیٹے ثابت کے بارے میں علامہ ابن عبدالبر نے اپنی کتاب الاستیعاب میں صحابہ کرامؓ کے زمرے میں ذکر کیا ہے۔ یہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں فوت ہوئے۔

☆ قیس اپنی بیوی کو ہر طرح سے اذیت دیا کرتا تھا۔ جو کچھ مدینہ منورہ میں ہو رہا تھا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوشیدہ نہ تھا ہر طرح کی خبر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جایا کرتی تھی۔

☆ قیس کے اپنی بیوی حواء کو اذیت دینے کی اطلاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہو چکی تھی۔ وفات سے پہلے قیس کی ملاقات مجاز میلے کے موقع پر مکہ معظمہ میں رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی آپ نے اسے دین اسلام قبول کرنے کی دعوت دی' قیس نے کہا: آپ کی دعوت بہت اچھی ہے جس کی طرف آپ مجھے دعوت دیتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ بہت عمدہ پیغام ہے۔ لیکن اوس اور خزرج کی باہمی چپقلش نے مجھے بری طرح الجھا رکھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام قبول کرنے کے لیے بڑا اصرار کرتے ہوئے اسے کنیت سے پکارتے ہوئے کہا:

اے ابو یزید میں تجھے اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں۔

قیس نے وہی پہلا جواب دہرا دیا۔ (۱)

☆ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنی بیوی حواء کو اذیت دینے سے منع کرتے ہوئے یہ کہا:

"اے ابو یزید مجھے یہ پتہ چلا ہے کہ جب سے تیری بیوی نے تیرے دین کو چھوڑ کر دین اسلام قبول کیا ہے تم اس سے اچھا سلوک نہیں کرتے اللہ سے ڈرو۔ اس کا خیال رکھو اور اسے کوئی تکلیف نہ دینا"۔

قیس نے بدستور حالت شرک میں رہنے کے باوجود اپنا وعدہ پورا کیا' اس کے بعد اپنی بیوی کو کوئی تکلیف نہ دی۔

---

(۱) الطبقات ۸/۳۲۳ و ۳۲۴.

وصیت اور وفا:

ابن سلامؒ اپنی کتاب (طبقات فحول الشعراء) میں قیس کا اپنی بیوی کو اذیت دینے اور رسول اللہ ﷺ کی اس کے بارے میں وصیت اور اس کے ایمان لانے کی گواہی اور اس کے خاوند کی جانب سے وعدے کا ایفاء بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ قیس بن خطیم اپنے شرک پر بدستور قائم رہا اس کی بیوی مسلمان ہوگئی جس کا نام حواء تھا۔ وہ اسے اسلام پر عمل پیرا ہونے سے روکتا تھا اور اس کا تمسخر اڑاتا جب وہ نماز کے دوران سجدے میں جاتی تو یہ اسے سر کے بل الٹا دیا کرتا' ہجرت سے پہلے رسول اللہ ﷺ مکہ معظمہ رہائش پذیر تھے مدینہ منورہ میں مقیم انصار کے حالات دریافت کیا کرتے آپ کو حواء کے اسلام قبول کرنے اور اپنے خاوند قیس کی جانب سے اذیت سہنے کے بارے میں بتایا گیا۔ جب حج کا موسم آیا نبی اکرم ﷺ اس کے ٹھکانے پر پہنچے اس نے آپ کو دیکھتے ہی مرحبا کہا اور تعظیم بجالایا نبی کریم ﷺ نے فرمایا تیری بیوی نے اسلام قبول کرلیا ہے اور تم اسے تکلیف دیتے ہو میں چاہتا ہوں کہ تم آئندہ ایسا نہ کرنا۔

اس نے کہا اے ابوالقاسم بالکل درست آئندہ میں اسے کوئی تکلیف نہ دوں گا۔ میرے دل میں آپ کی عزت ہے۔ میں کوئی ایسی حرکت نہ کروں گا جو آپ کو ناپسند ہو۔

☆ جب وہ مدینے پہنچا تو اس نے اپنی بیوی سے کہا آپ کے نبیؐ مجھے ملے تھے۔ انہوں نے تیرے بارے میں مجھے کہا کہ میں آئندہ تجھے کچھ نہ کہوں میں نے ان سے وعدہ کرلیا لہٰذا اب تجھے چھٹی ہے۔ میں تجھے کچھ نہیں کہوں گا۔[1]

دلائل النبوہ بیہقی[2] میں مذکور ہے۔ کہ مدینے پہنچ کر قیس نے اپنی بیوی سے

---

(۱) طبقات فحول الشعراء ۱/۱۹۲ و ۱۹۳.

(۲) دلائل النبوة البيهقي ۲/۴۵٦.

کہا۔ اب تم اپنے دین پر عمل پیرا ہونے میں آزاد ہو۔ اللہ کی قسم میں تجھے کیا بتاؤں تمہارے نبی ﷺ تو بہت ہی حسین وجمیل تھے۔ واہ ان کے حسن و جمال کے کیا کہنے۔ اتنا حسین چہرہ اور اتنا حسین بدن میں نے اس سے پہلے کبھی دیکھا ہی نہیں۔

اس دن سے حوا کھل کر اسلامی احکام پر عمل کرنے لگیں قیس اسے کچھ نہ کہتا' اس کے احباب اسے کہتے:

ارے ابو یزید تیری بیوی دین محمد ﷺ کی پیروکار بن گئی ہے۔ اور تو اسے کچھ کہتا ہی نہیں۔

وہ جواب میں یہ کہتا کہ میں نے محمد ﷺ سے اسے کچھ نہ کہنے کا وعدہ کر رکھا ہے میں اس کی خلاف ورزی نہیں کرنا چاہتا۔

☆ رسول اللہ ﷺ کو جب یہ پتہ چلا کہ قیس نے وعدہ وفا کیا ہے۔ میرے ساتھ وعدہ کرنے کے بعد اپنی بیوی کو کوئی تکلیف نہیں دی تو آپ نے ارشاد فرمایا:
"بڑی اور خوبصورت آنکھوں والے نے وعدہ وفا کیا"۔ (۱)

☆ اب حواء ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہنے لگی۔ اس کے خاوند کی طرف سے اب کوئی روک ٹوک یا تکلیف نہ تھی۔ جب رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے انصار کی خواتین میں سب سے پہلے بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا۔

☆ حواء نے بیعت کا حق ادا کیا اللہ تعالیٰ سے کیے گئے وعدوں کو صدق دل سے نباہا۔ اور مدینہ منورہ میں صحابہ کرامؓ کی خواتین سے مل کر نیکی کا چلن عام کیا۔ اللہ تعالیٰ نے یزید اور ثابت کی صورت میں دو بیٹوں سے نوازا اور وہ دونوں مدرسہ نبوت کے تربیت یافتہ شہسوار تھے۔

---

(۱) اسد الغابہ ٥/٤٣١.

☆ تاریخی کتابیں حضرت حواء بنت یزید کی بقیہ زندگی کے بارے میں خاموش ہیں۔ ان کی زندگی کے آخری ایام کے بارے میں کچھ نہیں بتاتیں۔ اور نہ ہی ان کی وفات کے بارے میں پتہ چلتا ہے اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اسلام قبول کرنے میں سبقت لے جانے والوں میں سے کر دیا۔ اس نے اپنی زندگی میں ایک مثالی مومنہ اور صابرہ خاتون کا کردار ادا کیا۔

دنیا بھر کی خواتین کو اس کے نقش قدم پر چلنا چاہیے۔

حضرت حواء بنت یزید بن سنان کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کیجئے۔

١ ـ الطبقات لابن سعد	١٢/٨
٢ ـ الاصابة	٢٦٨/٤
٣ ـ اسد الغابة	١١٩/٥
٤ ـ طبقات فحول الشعراء	١٩٢/١، ١٩٣
٥ ـ دلائل النبوة	٤٥٦/٢



۱۳

ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اسے کیا ہوا؟ اس کی عمر دراز ہو! (فرمان نبویؐ)

اُم قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم مخلصین کی وہ جماعت تھی جنہیں اللہ تعالیٰ نے اسلام کی پیام رسانی' اپنے دین کی نصرت' اور اپنے کلمے کو بلند کرنے کے لیے منتخب فرمایا: یہ عظیم الشان منصوبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی سرانجام دیا اور جلیل القدر صحابیات نے بھی۔ وہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال واقوال کی اقتداء کرتے تھے' ان کے فضائل خیر و برکت کی برکھا برساتے اور ان کے اوصاف پوری دنیا پر نور کی کرنیں بکھیرتے۔ اور ان کے اعمال کا معاشرتی زندگی کے مختلف شعبوں پر ایسا گہرا اور انمٹ اثر پڑتا کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔

☆ آیئے اب ہم ایک ایسی عظیم خاتون کا تذکرہ کرتے ہیں جس کا تعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس پاکیزہ قافلے سے تھا۔ ام قیس بنت محصن بن حرثان الاسدیہ رضی اللہ عنہا (1) مشہور و معروف صحابی حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ تھی۔

☆ ام قیس رضی اللہ عنہا ان عظیم المرتبت خواتین میں سے ہیں جو بڑی جلدی حلقہ بگوش اسلام ہوگئیں اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرنے میں کوئی دیر نہ لگائی' اس نے اپنی قوم بنو اسد کے ساتھ پہلے ہی مراحل میں اسلام قبول کرلیا تھا۔ اور اس نے ان قدسی نفوس لوگوں کے شانہ بشانہ قریش کی طرف سے ڈھائے گئے مظالم کو برداشت کیا جن کے دل اللہ و رسول کی محبت سے آباد تھے۔

☆ جب ایذاء رسانی میں مشرک حد سے تجاوز کر گئے تو اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو

---

(۱) الطبقات ۸/۲۴۲' الاستیعاب ۴/۴۶۲' تهذیب التهذیب ۱۲/۴۷۶.

ہجرت کی اجازت دے دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو مدینہ منورہ ہجرت کر جانے کا حکم صادر کرتے ہوئے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہارے بھائی اور گھر بنا دیئے جہاں تم امن کے ساتھ زندگی بسر کر سکتے ہو۔ صحابہ کرامؓ سفر ہجرت پر گروہ در گروہ روانہ ہوئے۔ حضرت ام قیس بھی اپنی قوم کے ساتھ اللہ و رسول کی رضا کی خاطر سفر ہجرت پر روانہ ہوئی۔

☆ محمد بن اسحاق نے اپنی سیرت کے موضوع پر مشتمل کتاب میں ام قیس اور اس کی قوم کی ہجرت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

کہ بنو غنم بن دودان اہل اسلام کے تمام مرد و زن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر ہجرت پر روانہ ہوئے۔ انہوں نے مکہ میں اپنے گھروں کو تالے لگا دیئے۔ ان کے مردوں میں عبداللہ بن جحش، اس کا بھائی ابو احمد عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہم تھے اور خواتین میں جحش کی بیٹیاں زینب، حمنہ اور ام حبیب کے علاوہ ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہن تھیں۔ (1)

ابو احمد بن جحش نے جو کہ شاعر بھی تھے اپنے قصیدے میں اپنی قوم کی ہجرت کا تذکرہ بڑے ہی عمدہ پیرائے میں بیان کیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں:

دَعَوتُ بنی غَنمٍ لَحقْنِ دِمَآءِ هِم
وَ لِلْحَقِّ لَما لَاحَ للنّاسِ ملحبُ
اَجَابُوا بحمدِاللّٰهِ لما دَعَاءَ هُم
الی الحَقِّ دَاعٍ وَ النّجاحِ فَاَوْعَبُوا
وَ رِعُنَا الی قَولِ النَّبیِّ مُحَمَّدٍ
فَطَابَ وُلَاةُ الحَقِّ مِنّا وَ طُيِّبُوا

---

(1) السیرۃ النبویہ ۱/۴۷۲.

☆ میں نے بنو غنم کو ان کے خون اور حق کی حفاظت کے لیے پکارا جب کہ لوگوں کے لیے راستہ واضح ہو چکا تھا۔

☆ جب انہیں کسی پکارنے والے نے حق اور کامیابی کی طرف بلایا تو بحمداللہ وہ لبیک کہتے ہوئے ان کی طرف بڑھے۔

☆ ہم نبی اکرم حضرت محمد ﷺ کے فرمان کی طرف پلٹے تو حق کے حمایتی ہم سے خوش ہوئے اور انہیں بھی آسودہ حال کر دیا گیا۔

رعایت اور اهتمام:

آل محصن پر رسول اللہ ﷺ کی نظر خاص تھی۔ عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ پر جو نگاہ کرم ڈالی وہ اس سے پہلے کسی اور کے نصیب میں نہ آئی۔

ہوا یہ کہ جب نبی کریم ﷺ نے یہ بشارت سنائی کہ ستر ہزار خوش نصیب افراد ایسے ہوں گے جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔

حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں شامل کر دے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا' آپ ان میں شامل ہیں۔ ایک اور شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے حق میں بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان لوگوں میں شامل کر دے۔

آپ نے ارشاد فرمایا: عکاشہ آپ سے سبقت لے گئے ہیں۔

☆ ام محصن مقام و مرتبے کے لحاظ سے اپنے بھائی سے کسی طرح کم نہ تھیں۔ ایک دفعہ اس کے چھوٹے بچے نے رسول اللہ ﷺ کی گود میں پیشاب کر دیا تو آپ نے اس کے ساتھ بہت نرم رویہ اپنایا۔

ام قیس بیان کرتی ہیں:

''کہ ایک روز میں اپنا چھوٹا بچہ جو ابھی کھانا نہیں کھاتا تھا لے کر رسول

اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ نے بچہ پکڑ کر اپنی گود میں بٹھالیا تو اس نے پیشاب کر دیا آپ نے کپڑے پر پانی چھڑکا اور اسے دھویا نہیں"۔(1)

اس انداز میں نبی کریم ﷺ نے عورتوں کی حکیمانہ انداز میں یہ راہنمائی کی کہ وہ اپنے ننھے بچوں سے نرم رویہ اپنائیں اور پاکیزہ رہنے کا اہتمام کریں۔

ام قیس اور طب نبوی:

اسلام میں مسلمان کی صحت کو بڑی اہمیت دی گئی ہے۔ اس لحاظ سے کہ انسان کے لیے ایمان و یقین کی نعمت کے بعد صحت سب سے بڑی نعمت ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ صحابہ کرامؓ کو مہلک بیماریوں سے دور رہنے اور اپنا روحانی و جسمانی علاج کرانے کی ترغیب دیتے رہتے تھے' تاکہ پورا انسانی جسم صحت مند رہے۔

یاد رہے کہ طب نبوی سے مراد وہ طریقہ علاج ہے جو نبی کریم ﷺ نے اختیار کیا یا اپنے صحابہؓ کو اختیار کرنے کا حکم دیا۔ اور آپ کے مبارک زمانے میں لوگ اس طریق علاج کو اپنانے کے عادی ہو گئے۔

☆ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام قیس کو اپنے بچے کی حفظان صحت کے لیے ایک درست عمدہ اور آسان طریقہ علاج اپنانے کی تلقین کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: کہ عود ھندی کا استعمال کریں اس میں بڑے فائدے ہیں۔ حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا طب نبوی کا یہ نسخہ بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں۔

میں ایک روز اپنے بیٹے کو لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس کے حلق میں تکلیف تھی میں حلق کی گھنڈی کو انگلی کے ذریعے اوپر اٹھانے کی کوشش کر رہی تھی۔ آپ نے یہ منظر دیکھ کر ارشاد فرمایا آپ نے اپنے بچوں کو کیوں مصیبت میں مبتلا کر رکھا ہے۔ تم ان کے علاج کے لیے عود ہندی استعمال کرو۔ اس میں سات

---

(۱) الطبقات ۸/۲۴۲ و ۲۴۳' اسد الغابہ ۵/۶۰۹.

فائدے ہیں اس کے استعمال سے حلق کی بیماری اور سل کی بیماری ختم ہو جاتی ہے۔ (۱)

حدیث روایت کرنے والی:

عورتوں کا علم میں دلچسپی لینا اور حدیث کی روایت کرنا کوئی تعجب اور حیرت کی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کو علم حاصل کرنے کے لیے ہی تو وحی نازل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنی عبادت کے اعتبار سے علم سب سے زیادہ محبوب ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہؓ کو علم حاصل کرنے کی بہت زیادہ ترغیب دیا کرتے تھے۔

ام قیس رضی اللہ عنہا حصول علم کی طرف متوجہ ہوئی۔ علم حدیث کو خوب ازبر کیا' ۲۴ احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ جن میں سے ۱۲ احادیث پر بخاری اور مسلم کا اتفاق ہے۔ صحابہؓ کی جماعت نے ان سے احادیث روایت کیں۔ صحابہ کرامؓ میں سے وابصۃ بن معبد' عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود' ام قیس کے غلام ابوالحسن اور حمنہ بنت شجاع کے غلام نافع کی ہمشیرہ عمرۃ نے ام قیس سے احادیث روایت کیں ام قیسؓ سے ایک یہ حدیث مروی ہے:

قالت سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَلَيْكُمْ بِهٰذَا الْعود الهِندى فَاِنَّ فِيْهِ سَبْعَةَ اَشْفِيَة. امراض. يُسعَطُ بِهٖ مِنَ الْعُذْرَةِ وَ يُلَدُّ بِهٖ مِنْ ذَاتِ الجنبِ. (۲)

''کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے ہیں' عود ہندی کو استعمال کرو اس میں سات بیماریوں کے لیے شفا ہے۔ اس کے استعمال سے حلق کی تکلیف اور سل کی بیماری ختم ہو جاتی ہے''۔

---

(۱) التاج الجامع لِلاصول ۲۰۵/۳.

(۲) التاج الجامع للأصول ۲۰۴/۳' سنن ابن ماجه ۳۴۶۸. الفاظ کے اختلاف سے۔

اس کی عمر دراز ہو:

حسن عمل کے ہوتے ہوئے درازی عمر خیر و بھلائی کی کنجی ہے اور رضائے الٰہی کی منزل تک پہنچنے کا راستہ ہے۔

جلیل القدر صحابیہ حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا ان صحابیات میں سے ہیں۔ جنہیں لمبی عمر نصیب ہوئی۔ اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول ہوئی۔ آپ نے ایک موقع پر اس کی درازی عمر کے لیے دعا کی تھی۔ سنن نسائی میں ام قیس کا غلام اس کے حوالے سے بیان کرتا ہے۔

فرماتی ہیں کہ میرا بیٹا فوت ہو گیا میں بہت گھبرائی میں نے میت کو غسل دینے والے شخص سے کہا: میرے بیٹے کو ٹھنڈے پانی سے غسل نہ دینا یہ اس کے لیے زہر قاتل ہو گا۔

عکاشہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جا کر اطلاع دی۔ آپ مسکرائے اور ارشاد فرمایا: اسے کیا ہوا اس کی عمر دراز ہو۔

راوی کہتا ہے، ہمارے علم میں نہیں کہ کسی کو اس سے زیادہ عمر ملی ہو۔[1]

☆ حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا نے ایسی طویل اور سعادت کی زندگی بسر کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء کی برکت سے عنایات الٰہیہ ہمیشہ سایہ فگن رہیں۔ اس نے اپنی طویل زندگی کے دوران رضائے الٰہی کے حصول کے لیے ہر ممکن کوشش کی۔

☆ حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا ان نامور خواتین اسلام میں سے تھیں جن کے ذکر سے تاریخ اسلام کے اوراق مزین ہیں اور ان کے اعمال کے فضائل سے تاریخ کے صفحات اٹے پڑے ہیں اور ان کا کردار دیگر خواتین کے لیے اسوہ حسنہ اور مشعل راہ ہے۔

---

(۱) رواہ النسائی فی ابواب غسل المیت. تھذیب الاسماء واللغات للنووی ۱/۳۶.وغیرہ.

حضرت ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

١۔ طبقات ابن سعد	٢٤٢/٨
٢۔ الاستيعاب	٤٦٢/٤
٣۔ تهذيب التهذيب	٤٧٦/١٢
٤۔ السيرة النبوية	٤٧٢/١
٥۔ اسد الغابة	٦٠٩/٥
٦۔ تهذيب الاسماء و اللغات	١٤٢/٢
٧۔ تاريخ اسلام ذهبي	٥٠/٣
٨۔ الاصابة	٤٦٣/٤



۱۴

حبیبہ بنت سہل انصاریہ رضی اللہ عنہا

جب اس نے اپنے خاوند سے علیحدگی کا ارادہ کر لیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا:

کیا تم اس کا باغیچہ اسے واپس کر دو گی؟

اس نے کہا ہاں

اس نے باغیچہ اسے واپس کر دیا تو آپ نے دونوں کے درمیان علیحدگی کرا دی۔

یہ تاریخ اسلام کا پہلا خلع ہے۔

صبح نو

نور اسلام ضوء فگن ہوا' تو اس نے خواتین کے لیے ایک نئی روشن فضا آشکار کردی زندگی کے ایک ایسے اسلوب سے آشنا کیا جو پہلے کی نسبت بالکل مختلف تھا جس نے عورت کے مرتبے کو منوایا اور اسے اس کے مناسب حال مقام پر لا کھڑا کیا۔

☆ یہ درست ہے کہ زمانہ جاہلیت میں بعض خواتین کو کچھ ان کی اپنی محنت کی بنا پر اور کچھ موروثی لحاظ برتری حاصل ہوئی۔ اور انہیں جزوی حقوق میسر آئے لیکن ظلم و بربریت اور معاشرتی زندگی کے نظام کی خرابی نے عورت کے بقیہ تمام حقوق کو سلب کرلیا' اور اسے گھریلو سامان کے درجے پہ لا کھڑا کیا' لیکن جب اسلام کے اصول راسخ ہوئے اور ان کو عملاً نافذ کردیا گیا۔ تو عورت ایمان کی پختگی کے بل بوتے پر خوشحال ہوگئی۔ اور اسے وہ تمام حقوق میسر آئے جن کے زیر سایہ وہ عزت' وقار اور سکون کی زندگی بسر کرنے لگی۔

☆ اب ہم اس صحابیہؓ کا تذکرہ کرنے لگے ہیں جس کا تعلق ان خوش نصیب خواتین میں سے تھا جن کی اسلام نے مدد کی' انہیں عزت بخشی اور انہیں ان کے جملہ حقوق دلائے۔

امام نووی نے ان کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔

کہ اسی کا نام حبیبہ بنت سہل الانصاریہ ہے۔ اس کی والدہ کا نام عمرۃ بنت مسعود بن قیس النجاریۃ الانصاریۃ ہے۔[1] مدینہ منورہ میں جب اسلام کی پو پھوٹی اسی

---

(۱) تہذیب الاسماء واللغات ۲/۳۳۷' اسدالغابہ ۵/۴۲۳' تہذیب التہذیب ۱۲/۴۰۸.

وقت حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کر لی تھی، اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کا شرف حاصل کیا۔ اس کی ہمشیرہ کا نام رغیبۃ بنت سہل تھا۔ [1]

اس نے بھی اسلام قبول کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کرنے کی سعادت حاصل کر لی تھی۔

شادی:

علامہ ابن سعدؒ نے یحییٰ بن سعید کے حوالے سے روایت کیا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حبیبہ بنت سہل سے شادی کرنے کا ارادہ کر لیا تھا لیکن پھر آپ نے اپنا ارادہ ترک کر دیا۔ [2]

☆ یہ واقعہ اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے احساسات کا احترام کیا تھا۔ تاکہ مہاجرین و انصار کے باہمی تعلقات میں کوئی رخنہ پیدا نہ ہو۔

☆ حبیبہ بنت سہل کی شادی ایک جلیل القدر کریم الصفات خطیب رسولؐ صحابی ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوئی۔

☆ خانگی حالات سے ظاہر ہوتا ہے، کہ میاں بیوی کے باہمی تعلقات ٹھیک نہ رہے جس کی بنا پر ان کے لیے خوشگوار زندگی بسر کرنا ممکن نہ تھا۔ قرآن کریم اور حدیث شریف میں ایسے واضح احکام آئے جس سے باہمی چپقلش ختم ہوئی اور ان دونوں کے راستے الگ کر کے انہیں آسودہ زندگی گذارنے کے قابل بنا دیا۔

کیا تم اس کا باغیچہ واپس کر دو گی:

اسلام میں ازدواجی زندگی کا یہ ایک سنہری اصول ہے۔

---

(۱) الاصابہ ۲۹۵/۴.

(۲) الطبقات ۴۲۵/۸، تہذیب الاسماء واللغات ۳۳۷/۲.

﴿فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ﴾ (البقرہ : ۲۲۹)

''یا معروف طریقے سے عورت کو روک لیا جائے۔ یا بھلے طریقے سے اسے رخصت کر دیا جائے''۔

اگر خیر و بھلائی ختم ہو جائے' دل میں نفرت سرایت کر جائے گذارہ کرنا مشکل ہو جائے۔ میاں بیوی کے درمیان باہمی مفاہمت ختم ہو جائے خواہ یہ صورت حال خاوند کی طرف سے ہو بیوی کی طرف سے ہو یا دونوں کی جانب سے تو پھر زندگی میں ایسی تلخیاں پیدا ہو جاتی ہیں کہ خیر و برکت یکسر ختم ہو جاتی ہے۔ ازدواجی زندگی تو سکون' رحمت' محبت حسن معاشرت اور دونوں میاں بیوی کی جانب سے حقوق کی ادائیگی کی بنیاد پر ہی خوشگوار انداز میں گذاری جاسکتی ہے۔

☆ بعض اوقات مرد اپنی بیوی سے نفرت کرنے لگتا ہے یا بیوی اپنے شوہر سے نفرت کرنے لگتی ہے اس حالت میں اسلام انہیں صبر و تحمل کی تلقین کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّ يَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا﴾ (النساء : ۱۹)

''ان کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی بسر کرو اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں تو ہو سکتا ہے۔ کہ ایک چیز تمہیں پسند نہ ہو مگر اللہ نے اسی میں بہت کچھ بھلائی رکھ دی ہو''۔

☆ صحیح حدیث میں مذکور ہے' کہ کوئی مومن اپنی مومن بیوی سے نفرت نہ کرے اگر اسے اس کی ایک عادت ناپسند ہے' تو کوئی دوسری عادت پسند آ جائے گی۔

☆ لیکن کبھی کبھار یوں بھی ہوتا ہے کہ بغض بہت بڑھ جاتا ہے' اختلافات شدت اختیار کر لیتے ہیں۔ علاج مشکل ہو جاتا ہے۔ صبر کا پیمانہ لبریز ہو جاتا ہے' ازدواجی زندگی جہنم بن جاتی ہے۔ تو ایسی صورت حال میں اسلام نے حتمی ملاپ

کی اجازت دی ہے کیونکہ اس کے علاوہ اب کوئی چارہ کار باقی نہیں رہتا۔

اگر نفرت مرد کی طرف سے ہو تو اس کے اختیار میں طلاق دینا ہے۔ اور اگر نفرت بیوی کی طرف سے ہو اسلام نے اس کے لیے خلع کے ذریعے گلو خلاصی کی اجازت دے رکھی ہے۔ اس شرط پر کہ جو اس نے خاوند سے مہر حاصل کیا تھا۔ وہ اسے واپس کر دے۔

یہ واقعہ حبیبہ اور اس کے خاوند ثابت بن قیس کے درمیان وقوع پذیر ہوا۔ کیونکہ ان دونوں کے باہمی تعلقات اس حد تک کشیدہ ہو چکے تھے کہ نباہ کرنا دشوار ہو گیا تھا۔ حبیبۃ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اپنے خاوند کی شکایت کرنے لگی، عرض کرنے لگی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ثابت کے اخلاق اور دین میں کوئی عیب نہیں نکالتی۔ اور نہ ہی میں اسلام میں کفر کو پسند کرتی ہوں، اور نہ ہی میں بدستور بغض اور کینے کو اپنے سینے میں بسانا چاہتی ہوں آپ ہمارے درمیان فیصلہ کر دیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تو اس کا باغیچہ واپس کر دو گی۔

اس نے عرض کی ہاں میں اس کے لیے تیار ہوں۔ اس نے باغیچہ اپنے خاوند کو واپس کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں میں تفریق کر دی یہ تاریخ اسلام کا پہلا خلع تھا۔(۱)

☆ اس طرح حبیبۃ بنت سہل رضی اللہ عنہا نے اسلام کی حدود میں رہتے ہوئے، اپنے لیے آزادی حاصل کر لی۔ اسلام نے مسلمان عورت کو گھر کا ستون اور عام زندگی گذارنے کے لیے مرد کا معاون قرار دیا ہے۔ لہٰذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصاف کے تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ وہ باغ اس کے حوالے کر دے جو اس نے شادی کے موقع پر اسے مہر کے طور پر دیا تھا۔ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

---

(۱) رواہ البخاری و ابوداؤد، و ابن ماجہ، والنسائی کتاب الطلاق۔ الطبقات ۸/۴۴۵۔

﴿فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَا فِیْمَا افْتَدَتْ بِهٖ﴾ (البقرہ : ۲۲۹)

"ایسی صورت میں اگر تمہیں یہ خوف ہو کہ وہ دونوں حدود الٰہی پر قائم نہیں رہیں گے تو ان دونوں کے مابین یہ معاملہ ہو جائے تو مضائقہ نہیں کہ عورت اپنے شوہر کو کچھ معاوضہ دے کر علیحدگی اختیار کر لے"۔

بعدازاں عدت گذارنے کے بعد حبیبہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے ساتھ شادی کر لی۔

حبیبة اور روایت حدیث:

حبیبۃ رضی اللہ عنہا کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر آنا جانا تھا اور وہ اکثر و بیشتر ازواج مطہرات کی زیارت کرنے کی سعادت حاصل کیا کرتی تھیں۔ اس طرح اسے حدیث شریف سننے اور اسے روایت کرنے کی فضیلت حاصل ہوئی۔ اس سے اہل مدینہ نے حدیث روایت کی۔ اور اس سے یحیٰی بن سعید انصاری نے عمرة بنت عبدالرحمٰن کے حوالے سے حدیث بیان کی[1] اس کی مرویات میں سے ایک یہ ہے جسے جلیل القدر تابعی محمد بن سیرینؒ نے ذکر کیا فرماتے ہیں کہ مجھے حبیبۃ بنت سہل رضی اللہ عنہا نے بتایا' کہ وہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں تھی' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے بیٹھے اور یہ ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ مُسْلِمَیْنِ یموت لَهُمْ ثلاثة اطفال لم یبلغوا الحنث اِلَّا جیئ بِهِمْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ حَتّٰی یوقفو علی باب الجنة فیقال لهم ادخلوا الجنة فیقولون حتی یدخل ابوانا.

ابن سیرین کہتے ہیں کہ مجھے یہ معلوم نہیں کہ آپ نے دو بچوں کے بارے میں فرمایا یا تین کے بارے میں:

---

(۱) الاستیعاب ۲۲۶/۴ 'تہذیب التہذیب ۴۰۸/۱۲.

فیقال ادخلوا انتم و آباؤ کم.

''انہیں کہا جائے گا تم اور تمہارے ماں باپ جنت میں داخل ہو جاؤ''۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک خاتون سے کہا' سنا؟

اس نے کہا ہاں: (۱)

یہ حبیبہ بنت سہل رضی اللہ عنہا ہیں جن کی سیرت کے میدان میں ہم نے چند خوشگوار لمحات گذارے۔ تاریخی واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے پورا دور خلافت دیکھا اور کچھ عرصہ بعد میں بھی زندہ رہیں۔ لیکن ان کی تاریخ وفات کے بارے میں حتمی معلومات نہ مل سکیں۔

اللہ تعالیٰ حبیبۃ بنت سہل رضی اللہ عنہا سے راضی ہوا اور اسے جنت الفردوس میں ان لوگوں کے ساتھ جگہ عطا کی جو اللہ سے محبت کرتے ہیں اور اللہ ان سے محبت کرتا ہے۔

حضرت حبیبۃ بنت سہل الانصاریہ رضی اللہ عنہا کی زندگی کے مفصل حالات معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

۱۔ تهذيب الاسماء و اللغات	٢/٣٣٧
۲۔ اسد الغابة	٥/٤٢٣
۳۔ تهذيب التهذيب	١٢/٤٠٨
٤۔ الاصابة	٤/٢٩٥
٥۔ الطبقات	٨/٤٤٥
٦۔ زاد المعاد	٥/١٨٩
٧۔ سير اعلام النبلاء	١/٣٨٩۔٤٠٢
٨۔ الاستيعاب	٤/٢٢٦
٩۔ العبر	١/١٠٣ و ١٠٤

(۱) الطبقات ٨/٤٤٦' الاصابه ٤/٢٦٢.

۱۵

اروی بنت کُرَیز رضی اللہ عنہا

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

الٰہی میری ماں پر رحم فرما۔

الٰہی میری ماں کو بخش دے۔

مسلمان ومومن خواتین

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''ام عثمانؓ، ام طلحہؓ، ام عمارؓ، ام ابی بکرؓ، ام زبیرؓ اور ام عبدالرحمان بن عوفؓ نے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی''۔(۱)

☆ ان مومن اور فاضل خواتین میں سے اب ہم حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت اروٰی بنت کریز بن ربیعہ العبشیہ رضی اللہ عنہا تذکرہ کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

☆ اس کی والدہ ام حکیم البیضاء بنت عبدالمطلب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھی۔ اس کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد عبداللہ بن عبدالمطلب کی جڑواں بہن تھی۔ بہرحال اس میں تو کسی کو بھی کوئی اختلاف نہیں کہ یہ عبدالمطلب کے بیٹوں عبداللہ' ابوطالب اور زبیر کی حقیقی بہن تھی۔(۲)

☆ منبع جود وسخا خلیفہ راشد عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بارے میں تو ہم سب جانتے ہیں۔ لیکن جس گود میں اس نے پرورش پائی۔ جس مدرسے میں تربیت حاصل کی اور فضائل وشمائل کا اکتساب کیا اس کے بارے میں بہت کم معلومات ہیں۔ زیادہ تر لوگ تفصیلات سے آگاہ نہیں ہیں۔ ان کی والدہ ماجدہ اروٰی تھیں اب ہم اللہ کے حکم سے حسب استطاعت ان کے بارے میں معلومات آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

---

(۱) اسدالغابہ ۵/۳۹۱.

(۲) الاستیعاب ٤/۲۲۲.

بابرکت نومولود:

ام حکیم البیضاء بنت عبدالمطلب کریز بن ربیعہ کی بیوی تھی جس نے عامر' اروی' طلحہ' اور ام طلحہ کو جنم دیا۔

ام حکیم بیان کرتی ہیں کہ جب اس نے اپنی بیٹی اروی کو جنم دیا کچھ دیر پہلے اس نے خواب دیکھا کوئی کہنے والا یہ کہہ رہا تھا۔

ایک عظیم سردار' پختہ عزائم والا' بردبار' خوب رو اپنا دفاع کرنے والا شاعر۔ جود وسخا کا دھنی اور معزز فرد ام حکیم کے پیٹ میں ہے۔

☆ اروی نے عثمانؓ بن عفان کو جنم دیا وہ واقعی بردبار اور عظیم المرتبت سردار تھا۔ مقسم خوب رو کو کہتے ہیں۔ اور یہ عبداللہ بن عمرو بن عثمان تھے یہ اپنے زمانے کے سب سے زیادہ خوبصورت تھے اسے اس کے انتہائی حسن و جمال کی وجہ سے مطرف کہا جاتا تھا۔ اور دفاع کرنے والا شاعر' ولید بن عقبہ بن ابی معیط تھا۔

☆ جب اروی جواں ہوئی تو اس کے ساتھ عفان بن ابی العاص نے شادی کی جس سے حضرت عثمانؓ اور آمنہ پیدا ہوئے۔ عفان کی وفات کے بعد عقبہ بن ابی معیط نے اس سے شادی کی جس سے ولید' عمارۃ' خالد' ام کلثوم' ام حکیم اور ہندا پیدا ہوئے۔ (۱)

☆ تاریخی واقعات سے پتہ چلتا ہے۔ کہ اروی جود وسخا اور مہمان نوازی کے حوالے سے بہت مشہور و معروف تھی۔

☆ حافظ ابن حجر نے الاصابۃ میں مرزبانی کے حوالے سے معجم الشعراء کے ضمن میں ذکر کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں عفعال بن قیس بن عاصم التیمی المنقری مکہ معظمہ آیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاں مہمان ٹھہرا اور جاتے وقت یہ اشعار کہے۔

---

(۱) الاصابہ ۲۲۲/٤.

خَلِّفْ عَلى اروىٰ سَلامًا فَإنَّمَا
جِزاءُ الثوى ان يُعِفَّ و يَحْمَدا

سَلامًا آتى من و امِق غير عاشق
اَرادَ رحيلًا مـا اَعفَّ و امـجدا

اروی کے لیے سلام چھوڑ جاؤ اس کے ہاں ٹھہرنے کا بدلا یہ ہے کہ اس کی پاکدامنی بیان کرے اور تعریف کرے۔

یہ سلام ایک قدردان کی طرف سے ہے نہ کہ کسی عاشق کی طرف سے جس نے کوچ کا ارادہ کیا کس قدر وہ پاکدامن اور بزرگ تر تھا۔

مطلع نور اور اسلام اروی:

جب اسلام کی صبح طلوع ہوئی۔ آغاز میں ہی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرلیا۔ والدہ کو اس کے اسلام قبول کرنے کا پتہ چل گیا لیکن اس کے دل کو اس کا اسلام قبول کرنا ناگوار نہ گذرا۔ بلکہ اس کا دل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دین حنیف کی نصرت کے لیے مائل ہوا۔ اس نے ایسا جرأت مندانہ موقف اختیار کیا کہ تاریخ دنگ رہ گئی۔

ابن اثیر رقم طراز ہیں کہ عقبہ بن ابی معیط نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شکایت اس کی والدہ کو کی' کہ تیرا بیٹا عثمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرتا ہے۔ اسے اپنے بیٹے کا یہ کردار ناگوار نہ گذرا۔ بلکہ شکایت سن کر اس نے یہ کہا بھلا ہم سے زیادہ ان کے قریب کون ہے؟ ہمارے مال اور ہماری جانیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان۔

اس والہانہ محبت' اور خوش آئند ایثار کی وجہ سے اروی کے دل میں اسلام قبول کرنے کا شوق پیدا ہوا جس طرح اس کے بیٹے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دل میں شوق پیدا ہوا تھا۔ بالآخر اس نے اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا اس نے اپنی بیٹی ام کلثوم بنت عقبہ (۱) کے ساتھ مدینہ منورہ ہجرت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک

(۱) ام کلثوم بنت عقبہ کی سیرت اسی کتاب "صحابیات طیبات" میں موجود ہے۔

پر بیعت کی' ان کے اسلام لانے سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بہت زیادہ خوش ہوئے۔

جہان خواتین میں نادر مرتبہ:

اروی رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیات رضی اللہ عنہن میں بڑا بلند مقام و مرتبہ ملا' ہر طرف سے برکات اس کے دامن میں سمٹنے لگیں۔ اسے قابل رشک عزت و تکریم میسر آئی یہ فضل و شرف ان کے لیے بہت کافی تھا کہ وہ ذوالنورین جیسے عظیم صحابی کی ماں تھی جو ذوالہجرتین تھا اور اسے دو قبلوں کی طرف نماز پڑھنے کی سعادت حاصل تھی۔ اور وہ دو پاکیزہ و طاہرہ بیٹیوں کا شوہر تھا اس طرح کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بیٹیوں رقیہ رضی اللہ عنہا اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے شادی کی تھی۔ تاریخ انسانیت میں حضرت عثمان کے علاوہ کوئی اور ایسا شخص دیکھائی نہیں دیتا جسے نبی کی دو بیٹیوں سے شادی کرنے کا اعزاز حاصل ہوا ہو۔

حضرت اروی کو دنیا بھر میں اعلیٰ ارفع اور معزز دو بہنوں کی خوش دامن بننے کا اعزاز حاصل ہوا۔ یہ عظمت اور یہ شرف کیا کم ہے

یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے۔ اسے عطا کر دیتا ہے۔

الٰہی میری ماں کو بخش دے:

مکی اور مدنی دور کے تمام حادثات کی حضرت اروی بنت کریز رضی اللہ عنہا چشم دید گواہ ہیں اس نے طویل عمر پائی سر کے بال سفید ہو گئے۔ ہڈیاں کمزور ہو گئیں۔ اور اس نے اپنے بیٹے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں وفات پائی۔

علامہ محمد بن سعد نے عبداللہ بن حنظلہ بن راہب کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔

فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کے جنازے میں شریک ہوئے۔ ہم نے اسے جنت البقیع میں دفن کیا۔ واپس لوٹے لوگوں نے مسجد میں نماز پڑھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اکیلے مسجد میں نماز پڑھی میں نے بھی ان کے پہلو میں نماز ادا کی میں نے سنا وہ سجدے میں یہ دعا کر رہے تھے۔

''الٰہی میری ماں پر رحم فرما' الٰہی میری ماں کو بخش دے''۔
اور یہ واقعہ ان کی خلافت میں پیش آیا۔(۱)

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ جب حضرت اروی فوت ہوئیں تو اس کی عمر نوے سال تھی۔ اس کا فرزند ارجمند اس کی قبر پر کھڑا ہو کر دعا کیا کرتا تھا۔

اس طرح جلیل القدر صحابیہ حضرت اروی رضی اللہ عنہا آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کے سرور کے ساتھ اپنے رب کی طرف کوچ کر گئی۔ اس کے بیٹے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اس کے حق میں دعا کی وجہ سے اس کا عمل ان شاء اللہ منقطع نہیں ہوگا۔ اور اس کا تذکرہ قیامت تک ماحول کو معطر کرتا رہے گا۔ کسی نے کیا خوب کہا۔

وَ إِذَا الْكَرِيمِ مَضَى وَ وَلّٰى عَمْرَهٗ
كَفَلَ الثَّنَآءُ لَهٗ بِعُمْرٍ ثَانٍ

جب شریف انسان چلا جاتا ہے اور اپنی عمر سے پیٹھ پھیر لیتا ہے۔ تو اس کی تعریف اس کی دوسری عمر کی ضامن بن جاتی ہے۔

حضرت اروی بنت کریز رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

۱۔ اسد الغابة	۳۹۱/۵
۲۔ الاصابة	۲۲۲/٤
۳۔ المنمق فی اخبار قریش	صفحہ ۳۳۵
٤۔ تهذیب التهذیب	۱٤۲/۱۱
٥۔ الطبقات	۲۲۹/۸



(۱) الطبقات ۲۲۹/۸.

۱۶

اُم عطیہ الانصاریۃ رضی اللہ عنہا

ایک مومنہ، مجاہدہ جو خواتین کی بیعت کے وقت حاضر ہوئی جو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے پیار کرنے والی تھی اور جسے حدیث نبوی کی راوی ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

فضل وشرف کے میدان میں

☆ ہماری آج کی مہمان عالم، فاضل صحابیات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر جنگوں میں حصہ لینے والی غازی صحابیات میں سے ہیں۔

☆ یہ ان خواتین میں سے ہے جنہوں نے جہاد، روایت حدیث فقہ وعلم اور بہترین کارناموں کی بدولت تاریخ پر گہرے اثرات مرتب کیے۔

☆ ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا اپنی کنیت سے مشہور ہوئی۔

اس کا نام نسیبۃ بنت حارث الانصاریۃ رضی اللہ عنہا تھا[1] یہ نامور صحابیات رضی اللہ عنہن میں سے تھی۔

☆ القاموس المحیط میں مذکور ہے چار صحابیات کا نام نسیبۃ تھا۔ دو کونون کے فتح کے ساتھ پکارا جاتا تھا۔ ان میں سے ایک نسیبۃ بنت کعب تھی جس کی کنیت ام عمارہ تھی۔ اور دوسری کا نام نسیبۃ بنت سماک تھا۔ اور دو کونون کے ضمے کے ساتھ پکارا جاتا تھا، ان میں سے ایک نسیبۃ بنت نیار اور دوسری نسیبۃ بنت الحارث تھی اور اس کی کنیت ام عطیہ تھی اور اسی بہادر خاتون کا تذکرہ آج ہمارا موضوع ہے۔

نسیبۃ لغت میں شریف الطبع اور مشہور و معروف حسب ونسب والی خاتون کو کہتے ہیں۔

جملہ صحابیات میں صرف یہی ایک خاتون ہے جس کا نام نسیبۃ اور کنیت ام عطیہ ہے۔

☆ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے انصاری خواتین کے ہمراہ پہلے ہی مرحلے میں اسلام قبول کر لیا تھا۔ اور انصاری خواتین کے ہمراہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی۔

اب ہم اس مشہور و معروف بیعت کا تذکرہ کرتے ہیں۔

---

(۱) اسدالغابہ ۵/۶۰۳، تہذیب الاسماء واللغات ۲/۳۶۴، تہذیب التہذیب ۱۲/۴۵۵.

ام عطیہ اور خواتین کی بیعت:

جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو مردوں نے اسلام قبول کرتے ہوئے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی اس موقع پر خواتین نے بھی حاضر ہو کر کہا: یا رسول اللہ ﷺ مردوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے۔ ہم بھی بیعت کرنے کا شرف حاصل کرنا چاہتی ہیں۔ آپ نے ان سے بیعت لے لی آپ نے خواتین کی بیعت پر خاص کر یہ اعتراف کرایا' کہ کوئی خاتون اپنے کسی عزیز کی وفات پر نوحہ نہ کرے گی' نہ اپنا چہرہ پیٹے گی' نہ اپنا گریبان پھاڑے گی' نہ واویلا کرے گی' نہ اپنے بال کھلارے گی' نہ بے ہودہ گوئی کریں گی۔ رسول اللہ ﷺ ہر ایک خاتون سے انہی باتوں پر بیعت لیا کرتے تھے۔

☆ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بھی ان خواتین میں سے تھی جو بیعت کے لیے حاضر ہوئی تھیں۔ وہ بیعت کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے۔ انصاری خواتین ایک گھر میں جمع ہوئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو بھیجا انہوں نے دروازے پر کھڑے ہو کر سلام کیا' سب خواتین نے سلام کا جواب دیا۔ انہوں نے فرمایا: معزز خواتین میں رسول اللہ ﷺ کا قاصد بن کر حاضر ہوا ہوں۔

ہم نے جواباً کہا: ہم رسول اللہ ﷺ اور آپ کے قاصد کو خوش آمدید کہتی ہیں۔ پھر انہوں نے کہا' ان شرائط پر آپ سب خواتین رسول اللہ ﷺ کی بیعت کریں گی۔

☆ نہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گی۔

☆ تم چوری نہیں کرو گی۔

☆ تم زنا کا ارتکاب نہیں کرو گی۔

☆ تم اپنے بچوں کو قتل نہیں کرو گی۔
☆ تم کسی پر بہتان تراشی نہیں کرو گی۔
☆ تم معروف کاموں میں نافرمانی نہیں کرو گی۔

ہم نے بیک زبان ہو کر کہا بالکل ٹھیک۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دروازے کے باہر سے ہی اپنا ہاتھ پھیلایا اور خواتین نے دروازے کے اندر ہی اپنے ہاتھ پھیلا دیئے۔ حضرت عمرؓ نے کہا:

الٰہی گواہ رہنا۔

ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ان سے بہتان کے بارے میں اور معروف کاموں میں معصیت کے بارے میں پوچھا انہوں نے جواب دیا اس سے مراد میت پر نوحہ کرنا ہے۔[1]

☆ خواتین کی یہ بیعت تمام مومن عورتوں کی گردن کا طوق بن گئی۔ اب اس کا اطلاق دنیا بھر کی تمام مسلمان خواتین پر ہوتا ہے۔

یہ اعمال ان کے دین کے ارکان اور ایمان کے ستون بن گئے۔ ان اعمال کو وفاداری کے ساتھ سرانجام دینا خواتین کے لیے خوبی کا باعث ہوگا۔ اس سے ان کے دل کو تسلی' راحت اور سکون میسر آئے گا۔ اور ان کے دل ٹھنڈے ہوں گے' اور خاص طور پر جب انہیں یہ پتہ چل جائے گا۔ وفا اور صبر کا صلہ ایسی جنت کی صورت میں ملے گا۔ جس کی وسعت ارض و سما کے برابر ہوگی۔

اب اس سے زیادہ بھی کوئی انعام کسی کو مل سکتا ہے؟

ام عطیۃ کے جہاد کے درخشاں پہلو:

میدان جنگ میں تلواروں کے سائے تلے حضرت ام عطیہ غازی لشکر کے ہمراہ

(۱) حیاۃ الصحابہ ۱/ ۳۷۱ و ۳۷۲.

رواں دواں ہے مجاہدین کو پانی پلاتی ہے۔ ان کے زخموں کا علاج کرتی ہے۔ خون بند کرنے کے لیے مرہم پٹی کرتی ہے۔ ان کے لیے کھانا تیار کرتی ہے۔

☆ صحیح حدیث میں مذکور ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حضرت ام سلیم اور دیگر انصاری خواتین جنگ میں حصہ لیتیں مجاہدین کو پانی پلاتیں اور زخمیوں کا علاج کرتیں۔(۱)

☆ علاج معالجے اور مجاہدین کو کھانا پانی پہنچانے کی خاطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین سے خدمت لینے کی اجازت دی ہے۔ حتی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے چند غزاوت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ شریک ہو کر یہ خدمات سر انجام دینے کا فریضہ ادا کیا جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے غزوۂ احد اور غزوۂ بنی مصطلق میں شرکت کی اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا غزوۂ خیبر اور فتح مکہ میں شریک ہوئیں۔

☆ حضرت ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اکثر و بیشتر جنگوں میں شریک ہوئیں۔ مسلم شریف میں مذکور ہے حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا اپنے بارے میں بیان کرتی ہیں۔ کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سات جنگوں میں شرکت کی۔ میں ان کے لیے کھانا تیار کرتی' زخمیوں کا علاج کرتی اور بیماروں کی تیمارداری کرتی۔ غزوہ خیبر میں(۲) حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا ان بیس خواتین میں شامل تھی۔ جنہوں نے جہاد کا ثواب حاصل کرنے کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا۔

وہ اپنے مقام پر پہنچ گیا:

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ بہت اچھے تعلقات

---

(۱) رواہ مسلم و ابوداؤد والترمذی.

(۲) المغازی ۲/۶۷۵' الطبقات ۸/٤٥٦' السیرۃ النبویہ ۲/۳٤۲.

تھے۔ خصوصاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تو بہت ہی خوشگوار روابط تھے۔ یہ نبی کریم ﷺ کی رضا حاصل کرنے کے لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تحائف دیا کرتی تھیں۔

ایک روز رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہؓ کے پاس تشریف لائے اور پوچھا کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟

عائشہؓ نے کہا صرف ام عطیہ کی طرف سے آیا ہوا بکری کا وہ گوشت ہے جو اسے بطور صدقہ دیا گیا تھا' رسول اللہ نے فرمایا' وہ اپنے مقام پر پہنچ گیا۔[1]

☆ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بڑی ذہین و فطین تھی۔ اسے خوب اچھی طرح معلوم تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نبی کریم ﷺ کے ہاں کیا مرتبہ و مقام ہے۔ اور آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو کس قدر چاہتے ہیں۔ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہ تھی سب صحابہ کرامؓ خوب اچھی طرح جانتے تھے' یہی وجہ ہے کہ جس دن نبی کریم ﷺ کے رہنے کی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ہوتی تو صحابہ کرامؓ آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں زیادہ تحائف پیش کیا کرتے تھے۔

دختران نبی کے ساتھ:

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کے روابط رسول اللہ ﷺ کی بیٹیوں کے ساتھ کیسے تھے؟ ذرا ملاحظہ فرمائیں۔

☆ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کی بیٹی حضرت زینب کو غسل دیا جب کہ وہ ۸ ہجری کے آغاز میں فوت ہوئیں۔

فرماتی ہیں جب زینب رضی اللہ عنہا دختر رسول اللہ ﷺ فوت ہوئیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس کے جسم کو طاق مرتبہ یعنی تین یا پانچ دفعہ دھونا۔ اور آخری دفعہ پانی میں کافور کی آمیزش کر لینا جب تم غسل دے لو تو مجھے بتانا۔ جب ہم نے اس کی میت کو

---

(۱) اصابہ ٤/٤٥٥.

غسل دے دیا تو آپ ﷺ نے ہمیں اپنا تہبند دیا اور فرمایا' یہ اس پر لپیٹ دو۔ (۱)

☆ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے اس سے پہلے نبی کریم ﷺ کی بیٹی ام کلثوم کو بھی غسل دیا تھا۔ (۲)

حضرت ام عطیہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اجر وثواب کی نیت سے غسل دیا کرتی تھیں۔

فقیہہ' حافظہ:

جب انصاری خواتین کا حفظ کے حوالے سے ذکر کیا جاتا ہے تو ام عطیہ رضی اللہ عنہا ان خواتین میں شمار کی جاتی ہیں۔ جنہوں نے خوب اچھا نام پایا۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے چالیس احادیث روایت کرنے کا اعزاز حاصل کیا' جن میں سے چھ پر بخاری اور مسلم کا اتفاق ہے۔ ایک ایک حدیث میں دونوں منفرد ہیں۔

☆ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے مروی احادیث سنن اربعہ میں مذکور ہیں۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حدیث روایت کی اور اس طرح جلیل القدر تابعین میں سے حفصہ بنت سیرین' اس کے بھائی محمد بن سیرین عبدالملک بن عمیر' علی بن اقمر شراحیل اور بعض دیگر تابعین نے حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے حدیث روایت کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ (۳)

☆ علامہ ذہبی کہتے ہیں کہ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فقیہ صحابہؓ میں سے تھی۔ وہ فرماتی ہیں کہ ہمیں جنازے میں شریک ہونے سے منع کر دیا گیا لیکن اس سلسلے میں ہم پر زیادہ زور نہیں دیا گیا۔

---

(۱) رواه الستة. مؤطا مالك في الجنائز.

(۲) سنن ابن ماجه ۱٤۵۸' تاریخ الطبری ۲/۱۹۲' الاصابه ٤/٤٦٦.

(۳) سیر اعلام النبلاء ۲/۳۱۸' تهذیب التهذیب ۲/٤۵۵.

☆ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی احادیث حدیث کی چھ کتابوں میں بکھری ہوئی ہیں۔ اس کی مرویات میں سے بخاری مسلم میں ایک یہ روایت منقول ہے۔

لَا تَحِدُّ الْمَرْءَةُ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثَةٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَ عَشْرًا وَ لَا تَلْبِسُ مَصْبُوْغًا اِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ وَ لَا تَكْتَحِلُ وَ لَا تَمَسُّ طِيْبًا اِلَّا اِذَا طَهُرَتْ نُبْذَةً مِنْ قِسْطٍ اَوْ اَظْفَارٍ

ام عطیة الوداع:

ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا اہل بصرہ سے شمار کی جاتی تھیں۔ جلیل القدر تابعیہ حضرت حفصہ بنت سیرین بیان کرتی ہیں۔ کہ حضرت ام عطیہ بصرہ تشریف لائیں اور وہ بنو حلف کے محل میں فروکش ہوئیں۔

☆ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے مدینہ منورہ کو چھوڑ دیا تھا اور اپنی عمر کے آخری ایام میں بصرہ میں رہائش اختیار کر لی تھی۔ اور وہاں تمام صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ میں اسے عزت' احترام اور تکریم کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی اس کی بہت تکریم کیا کرتے تھے۔ (۱)

☆ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فقیہہ' فہم حدیث اور روایت حدیث کے حوالے سے بہت مشہور و معروف تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کے غسل کے بارے میں ان کی شہادت اور روایت کو مضبوط خیال کیا جاتا ہے۔ غسل میت کے حوالے سے ان سے مروی حدیث کو اصل حیثیت حاصل ہے۔ جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے کہ صحاح میں روایت ہے بصرہ میں مقیم صحابہ کرامؓ کی جماعت اور تابعینؒ عظامؒ ان کے پاس آتے اور غسل میت کے بارے میں ان سے دریافت کرتے۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برتنوں کے دھونے کے بارے میں حضرت ام عطیہ سے مشہور مروی حدیث صحیح بخاری میں مذکور ہے۔

(۱) الطبقات ۸/۴۵۶' الاصابہ ۴/۴۵۵.

مشہور تابعی محمد بن سیرین اور علماء وفقہاء ان سے مسائل دریافت کیا کرتے تھے۔(۱)

☆ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے ۷۰ ہجری(۲) تک اپنی زندگی جہاد علم' روایت حدیث' فقہ اور خیر و بھلائی کے کاموں میں بسر کی۔

☆ حضرت ام عطیہ الانصاریہؓ سے اللہ راضی ہوا اس کی دعاؤں کو شرف قبول بخشا اور اسے نعمتوں بھری جنتوں میں داخل کیا۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

۱۔ اسد الغابة	٥/٦٠٣
۲۔ تهذيب الاسماء و اللغات	٢/٣٦٤
۳۔ تهذيب التهذيب	١٢/٤٥٥
٤۔ حياة الصحابة	١/٣٧١'٣٧٢
٥۔ التاج الجامع لِلاصول	٤/٣٤٤
٦۔ الطبقات	٨/٤٥٥
٧۔ المغازى	٢/٦٨٥
٨۔ الطبقات	٨/٤٥٦
٩۔ السيرة النبوية	٢/٣٤٢
١٠۔ السيرة الحلبية	٢/٧٧٠
١١۔ الاصابة	٤/٤٥٥
١٢۔ تاريخ اسلام ذهبى	٢/٥٢٠
١٣۔ سير اعلام النبلاء	٢/٣١٨

(۱) الاصابه ٤/٤٥٥.

(۲) سير اعلام النبلاء ٢/٣١٨.

۱۷

حضرت امیمۃ بنت صبیح رضی اللہ عنہا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''الٰہی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کو ہدایت نصیب فرما۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الٰہی اپنے بندے یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اپنا محبوب بنا لے اور اس کی والدہ کو اپنے مومن بندوں کی نگاہوں میں محترم بنا دے۔ اور مومنوں کی محبت ان کے دلوں میں ڈال دے''۔

سید الحفاظ کی والدہ

کریم الصفات صحابیہ کے آنگن میں ہم چند خوشگوار لمحات گذارتے ہیں۔ اس صحابیہؓ نے ایک حیرت انگیز حافظے والے شخص کو جنم دیا' بلکہ اس کا انوکھا حافظہ معجزات نبوت میں سے ہے۔

☆ کیا آپ جانتے ہیں۔ کہ یہ بیدار مغز اور عجیب وغریب حافظہ رکھنے والا شخص کون ہے۔ یہ امام' فقیہہ' مجتہد اور حافظ' رسول اللہ ﷺ کا صحابی ابو ہریرہؓ دوسی یمانی ہے صحابہ کرامؓ میں اسے سید الحفاظ ہونے کا شرف حاصل ہے۔

یہ تمام صحابہ کرامؓ میں نبی کریم ﷺ سے کثیر تعداد میں حدیث روایت کرنے کے لحاظ سے سب سے بڑھ کر تھے ان سے مروی احادیث کی تعداد پانچ ہزار تین سو چہتر ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اپنے زمانے میں سب سے زیادہ احادیث حفظ کرنے اور روایت کرنے کا شرف حاصل ہے۔(۱)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یتیمی کی حالت میں پرورش پائی۔ جب باپ فوت ہوا اس وقت ابھی یہ بچے ہی تھے' یہ اپنی والدہ کی گود میں پروان چڑھے۔ جس کی سیرت بیان کرنے کی اب ہم سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اس کا نام امیمہ بنت صبیح بن حارث تھا۔(۲) جو اپنی کنیت ام ابی ھریرۃ سے مشہور و معروف ہوئی۔

☆ خواتین اسلام میں اس خاتون کو بہت شہرت ملی۔ اور اس دن سے تو اس کی

---

(۱) تهذيب الاسماء واللغات ٢/ ٢٧٠' البدايه والنهايه ٨/ ١١٠.

(۲) الاصابه ٤/ ٢٣٥.

شہرت کو چار چاند لگ گئے جب اس نے رسول اللہ ﷺ کی دعا کی برکت سے اسلام قبول کرلیا۔

الٰہی ابوھریرہ کی والدہ کو ھدایت عطا کر دیے:

باوثوق تاریخی حوالے اس بات کی طرف غمازی کرتے ہیں کہ ابوہریرہؓ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ۷ ہجری کو اس وقت حاضر ہوئے جب آپ فتح خیبر سے فارغ ہوئے ہی تھے۔

اس نے دلی رغبت اور شوق سے اسلام قبول کرلیا۔ اور اس نے اللہ کا شکر ادا کیا جس نے تاریکیوں سے نور کی طرف نکالا۔ اور پتھروں اور بتوں کی پوجا پاٹ سے ایک اللہ غالب کی عبادت کی طرف راہنمائی کی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے شعور واحساسات کا تذکرہ کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں۔ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دوران سفر میں نے یہ کہا۔

یا لیلة من طولها و عنائها

علی انها من دارة الکفر نجت

اے رات تو اپنی طوالت اور مشقت کے باوجود کفر کے گھر سے نجات پا گئی۔

فرماتے ہیں کہ میرا ایک غلام بھاگ گیا تھا جب میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر آپ کی بیعت کرنے کی سعادت حاصل کرلی تو اچانک وہ بھی سامنے آ گیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''اے ابوہریرہؓ یہ تیرا غلام ہے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے آزاد ہے۔(۱)

☆ جب سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت

---

(۱) رواہ البخاری فی العتق، و احمد ۲/۲۸٦، الحلیہ ۱/۳۷۹، الطبقات ٤/۳۲٦.

کی، وہ آپ کے ساتھ رہنے لگے سفر و حضر میں کبھی آپ سے جدا نہ ہوئے رسول اللہ ﷺ سے حدیث سن کر اسے یاد کرنے کا ان کو بہت شوق تھا۔

☆ جب سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تھا ان کے سامنے ایک بڑی مشکل درپیش تھی جس سے اس کی نیند جاتی رہی، یہ ان کی زندگی کی سب سے بڑی مصیبت تھی اور وہ مصیبت یا مشکل یہ تھی کہ اس کی والدہ نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا اور وہ اس وقت مؤمنات کے جھنڈے تلے آنے سے گریزاں تھی، وہ ایک عرصے تک شرک پر قائم رہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اس کے اسلام قبول کرنے کی شدید خواہش تھی۔ لیکن وہ جب بھی اسے اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتے تو وہ غیظ و غضب میں اس کو ڈانٹ ڈپٹ پلاتی ہوئی اسلام قبول کرنے سے صاف انکار کر دیتی۔

وہ اسی پر اکتفا نہ کرتی بلکہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں ایسی باتیں کرتی جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر ناگوار گذرتیں۔ لیکن وہ اس کے اسلام قبول کرنے کے بارے میں پر امید تھے، ایک روز وہ حبیب کبریاء رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے حزن و ملال اور غم و اندوہ کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنی والدہ کے اسلام قبول نہ کرنے کا شکوہ کرنے لگے۔

جس کے نتیجے میں ان کے نصیب میں ایک ایسی دعا آئی جس سے اس کی آنکھوں کو ٹھنڈک اور دل کو سرور حاصل ہوا اب ہم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کے اسلام قبول کرنے کی داستان ذرا غور سے سنتے ہیں۔

امام مسلم نے ابو کثیر یزید بن عبدالرحمان اور اس نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ فرماتے ہیں:

''میں اپنی ماں کو جب کہ وہ شرک میں مبتلا تھی۔ دعوت دیا کرتا تھا، ایک روز میں نے اسے دعوت دی تو اس نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کچھ ایسی

باتیں کیں جو مجھے بہت ناگوار گذریں' میں روتا ہوا رسول اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں اپنی والدہ کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتا ہوں وہ انکار کر دیتی ہے۔ میں نے آج پھر اسے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی تو اس نے آپ کے بارے میں ایسی باتیں کیں جو مجھے ناگوار گذریں' اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ میری والدہ کو ہدایت نصیب فرما دے' رسول اللہ ﷺ نے دعا کی:

''الٰہی! ابو ہریرہ کی والدہ کو ہدایت عطا کر دے''۔

میں نبی کریم ﷺ کی دعا کی خوشخبری دینے کے لیے روانہ ہوا جب میں گھر کے دروازے پر پہنچا۔ تو اندر سے دروازہ بند تھا۔ جب میری والدہ نے میرے قدموں کی آہٹ سنی' تو اس نے مجھے آواز دیتے ہوئے کہا:

''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ذرا ٹھہرو' میں نے پانی کی چھنچھناہٹ سنی۔

☆ کہتے ہیں کہ والدہ نے غسل کیا' کپڑے زیب تن کیے اور جلدی سے اپنا دوپٹہ لیا اور دروازہ کھول دیا اور کہا: اے ابو ہریرہؓ سنو:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ.

''میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اور گواہی دیتی ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں''۔

☆ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آیا تو خوشی سے رو رہا تھا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو قبول کر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میری والدہ کو ہدایت نصیب فرما دی ہے۔ آپ نے یہ سن کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی۔ (۱)

---

(۱) صحیح مسلم ۷/۱۶۵ و ۱۶۶' البدایہ والنہایہ ۸/۱۰۸' اسدالغابہ ۵/۶۲۵' سیراعلام النبلاء ۲/۵۹۳' الاصابہ ۴/۲۰۴

اہل ایمان کے دو پسندیدہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اپنی والدہ کے مسلمان ہونے پر آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں اور سارا غم جاتا رہا۔ ماں کے ایمان لانے سے اس کا دل خوش ہو گیا۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مزید درخواست کی کہ میرے اور میری والدہ کے حق میں یہ دعا کریں کہ ہم دونوں اہل ایمان کی نظر میں پسندیدہ شخصیت متصور ہوں۔ اس سلسلے میں بخاری شریف میں مذکور ہے کہ ابو ہریرہؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کی نظر میں ہمیں اور ہماری نظر میں انہیں پسندیدہ بنا دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں یہ دعا کی:

اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ عُبَيْدَكَ هٰذَا يعنى ابا هريرة و اُمَّهُ الى عِبَادِكَ الْمُؤْمنين و حَبِّبْ اِلَيْهِمُ المومنين.

''الٰہی تو اپنے اس بندے یعنی ابو ہریرہ اور اس کی والدہ کو اپنے مومن بندوں کا پسندیدہ بنا دے اور مومنوں کو ان کا پسندیدہ بنا دے''۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ اس دعا کا یہ اثر ہوا۔ کہ جو مومن بھی میرے اور میری والدہ کے بارے میں سنتا یا ہمیں دیکھتا تو ہم سے بہت زیادہ چاہت پیار اور محبت کا سلوک کرتا۔ (۱)

☆ یہ حدیث شریف بھی دلائل النبوۃ میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تمام لوگوں کے محبوب نظر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ان کو شہرت کی بلندیوں پر پہنچا دیا ان سے مروی یہ حدیث جس میں امام کے خطبہ کے دوران خاموش رہنے کا ذکر ہے۔ جو تمام احادیث کی کتابوں میں مذکور ہے۔ لوگوں کے دلوں میں حضرت

---

(۱) دلائل النبوۃ ۲/۲۵٤' تاریخ اسلام ذہبی ٤/۲۵۱.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی محبت یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کا فضل و کرم ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اسے اپنے فضل و کرم سے نوازتا ہے۔ اللہ بڑے فضل والا ہے۔

کسی نے کیا خوب کہا۔

وَ اِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ یَوْمًا عَبْدَهٗ

اَلْقٰی عَلَیْهِ مُحَبَّةً لِلنَّاسِ

جب اپنے کسی بندے سے محبت کرتا ہے۔ تو لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت ڈال دیتا ہے۔

ابن امیمۃ

حضرت امیمۃ رضی اللہ عنہا کا ان کے بیٹے کے دل میں بہت احترام تھا۔ بیٹا تمام احوال و افعال کی نسبت اپنی والدہ کی طرف کرنے میں فخر محسوس کرتا تھا۔ بیٹا اپنی والدہ کا بہت احترام کیا کرتا تھا اور اس کی خدمت بجالانے میں کوئی کسر باقی نہ اٹھا رکھتا۔ وہ اکثر کہا کرتا تھا' اگر حج جہاد اور ماں کی خدمت کا فریضہ پیش نظر نہ ہوتا تو میں غلامی کی حالت میں مرنا پسند کرتا۔

☆ حضرت ابو ہریرہؓ کے اپنی ماں پر فخر کرنے کی وجوہات میں سے ایک یہ بھی ہے جسے محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کیا ہے:

کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک روز اسے اپنے پاس بلایا تاکہ اسے کسی علاقے کا گورنر مقرر کر دیں لیکن انہوں نے گورنر بننے سے انکار کر دیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا حکومتی ذمے داری کو ناپسند کرتے ہو۔ حالانکہ اس کا مطالبہ اس شخص نے کیا تھا جو آپ سے کہیں بہتر تھا؟

پوچھا وہ کون؟

حضرت عمرؓ نے فرمایا حضرت یوسف علیہ السلام۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یوسف علیہ السلام خود بھی نبی تھے اور نبی بن نبی کے بیٹے تھے۔ اور میں ابو ہریرہ بن امیمۃ ہوں۔

میں تین اور دو چیزوں سے ڈرتا ہوں حضرت عمرؓ نے فرمایا آپ سیدھا پانچ کیوں نہیں کہہ دیتے۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا: مجھے ڈر لگتا ہے کہ میں کوئی بات بغیر علم کے کہوں' کوئی فیصلہ بغیر بردباری سے کروں' یا میری پیٹھ پر مارا جائے۔ یا میرا مال چھین لیا جائے اور یا میری عزت کو گالی کا نشانہ بنایا جائے۔(۱)

اس کا جود و سخا:

جود و سخا کے حوالے سے حضرت امیمہ رضی اللہ عنہا بڑی مشہور و معروف تھیں' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی والدہ کے کھانے سے مہمانوں کی تواضع کیا کرتے تھے حمید بن مالک بن خثیم روایت کرتے ہیں۔

فرماتے ہیں کہ میں وادی عقیق میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ کہ کچھ لوگ ان سے ملنے آئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: امی جان کے پاس جاؤ' انہیں کہنا کہ آپ کا بیٹا سلام عرض کرتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ ہمیں کچھ کھانے کے لیے عنایت فرمائیں۔ راوی کہتا ہے کہ اماں جان نے پلیٹ میں تین ٹکیاں اور کچھ نمک اور زیتون رکھ دیا رکھ کر میرے سر پر رکھ دیا' میں کھانے کا یہ سامان لے کر ان کے پاس آیا۔ اور ان کے سامنے رکھ دیا۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے اللہ اکبر کہتے ہوئے یہ دعائیہ کلمات کہے:

الحمدلله الذی اشبعنا من الخبز.

شکر ہے اس اللہ کا جس نے روٹی سے ہمارا پیٹ بھر دیا۔

اب اس کے بعد کھجور اور پانی چلے گا۔(۲)

---

(۱) اسد الغابہ ٥/٤٠٥' البدایہ والنہایہ ٨/١١٤ و ١١٥' سیر اعلام النبلاء ١/٦١٢' الاصابہ ٤/٢٠٧.

(۲) سیر اعلام النبلاء ٢/٦١٠.

☆ اس طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ جود و کرم کی برتری میں سبقت لے گئی۔ اور اس عمدہ ترجیحی خوبیوں کی بنا پر نامور خاتون ہونے کا اعزاز حاصل کرلیا۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کے بارے میں جو تاریخی معلومات ہم تک پہنچی ہیں ان سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اس نے بڑی لمبی عمر گذاری خلافت راشدہ کا پورا دور اس کی نگاہوں کے سامنے گذرا۔ لیکن ہم اس کی تاریخ وفات بتانے سے قاصر ہیں البتہ یہ بات واضح ہے کہ اس کی وفات مدینہ منورہ میں ہوئی۔

☆ ہم اس عظیم المرتبت خاتون کو الوداع کہتے ہوئے اس دعا کا تذکرہ کرنا اپنے لیے سعادت کا باعث سمجھتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماں اور بیٹے کے حق میں مشترکہ طور پر کی تھی۔ آپ بھی میرے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کو دہرائیں:

اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ عُبَیْدَکَ ھٰذَا وَ اُمَّہٗ اِلٰی عِبَادِکَ الْمُؤْمِنِین وَ حَبِّبْ اِلَیْھِم المومنینَ۔

"الٰہی تو اپنے اس بندے اور اس کی والدہ کو اپنے مومن بندوں کی نظر میں محبوب بنا دے اور مومنوں کو ان کی نظر میں محبوب بنا دے"۔

الٰہی گواہ رہنا ہم دونوں سے محبت کرتے ہیں اور ان سے بھی محبت کرتے ہیں جو ان دونوں سے محبت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں سے راضی ہوا اور ان دونوں کو خوش کر دیا۔ اور اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہؓ سے راضی ہوا۔

الحمدللہ رب العالمین۔

حضرت امیمۃ بنت فصیح رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

١۔ تهذيب الاسماء و اللغات	٢٧٠/٢
٢۔ البداية و النهاية	١١٠/٨
٣۔ الاصابة	٢٣٥/٤
٤۔ الحلية	٣٧٩/١
٥۔ الطبقات	٣٢٦/٤
٦۔ صفة الصفوة	٦١٦/١
٧۔ سير اعلام النبلاء	٥٩٣/٢
٨۔ تاريخ اسلام	٣٥١/٤
٩۔ اسد الغابة	٤٠٥/٥



۱۸

اسماء بنت عمرو الانصاریۃ رضی اللہ عنہا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اور ایک دوسری خاتون کے بارے میں ارشاد فرمایا:

''میں نے ان دونوں کی بیعت انہی اصولوں پر لی جن پر تمہاری بیعت لی البتہ میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا''۔

دو تاریخی عورتیں

جب بھی بیعت عقبہ کا تذکرہ کیا جاتا ہے تو ذہن فوراً ان کی طرف پلٹتا ہے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر ہر سرخ و سیاہ دشمن کے ساتھ نبرد آزما ہونے اور حق کی مدد کرنے کی بنیاد پر بیعت کی۔

مؤرخین کے کہنے کے مطابق یہ تہتر افراد تھے جن میں دو عورتیں تھیں اور باقی سب مرد تھے' تاریخ کے حافظے نے دونوں کے نام اور کنیت کو یاد رکھا ہے۔ اور وہ دو عورتیں یہ تھیں:

۱۔ نسیبۃ بنت کعب بن عوف' ام عمارہ الانصاریہ رضی اللہ عنہا

۲۔ اسماء بنت عمرو بن عدی' ام منیع الانصاریہ رضی اللہ عنہا (۱)

☆ اب ہماری گفتگو کا موضوع اسماء ام منیع السلمیہ کے حالات زندگی بیان کرنا ہوگا جو انصاری خواتین میں ایک بلند مرتبہ اور صاحب رائے خاتون تھی۔ بہت سے لوگ اس خاتون کی سیرت سے نا آشنا ہیں۔ لیکن ہم ان کی سیرت کے بعض پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں۔ تاکہ ان کی زندگی کے یہ درخشاں پہلو ہم جان سکیں۔

☆ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفیر حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے مدینہ منورہ تشریف آوری پر ابھی اسلام کی صبح طلوع ہوئی ہی تھی کہ ام منیع نے اپنے خاوند کے ہمراہ اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کرلی تھی۔

---

(۱) الاستیعاب (۲۳۳/۴) اسد الغابہ (۶۲۲/۵)

☆ ام منیع اپنے خاوند کے ہمراہ موسم حج میں مکے کی طرف روانہ ہوئی۔ وہ اس وقت حالت حمل میں تھی اس کے دل میں مکہ معظمہ پہنچ کر نبی کریم ﷺ کی زیارت کرنے کا شوق فزوں تر تھا۔ جو اسے حمل کی تکالیف پر بھی غالب محسوس ہوتا تھا۔ ہوا یہ کہ بیعت عقبہ کی رات اس نے اپنے بیٹے شباب بن خدیج کو جنم دیا۔[1]

بیعت عقبہ کی رات:

ام منیع کی مدینہ منورہ میں کوئی زیادہ لمبی چوڑی شہرت نہیں تھی۔ اس کے نام کو تو بیعت عقبہ کی شب چار چاند لگے رسول اقدس ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کے کارنامے سے اس کا نام خواتین میں سرفہرست آ گیا۔

☆ حج کی ادائیگی کے بعد اس مبارک رات میں رسول اللہ ﷺ نے مکے سے منیٰ کی طرف جانے والے راستے کے ایک پہاڑی درے میں انصار سے خفیہ ملاقات کا اہتمام کیا رات کی تاریکی میں انصار وہاں پہنچ گئے رسول اللہ ﷺ بھی وہاں تشریف لے گئے۔

کعب بن مالک بیان کرتے ہیں کہ ہمارا وفد ۷۳ مردوں اور دو عورتوں پر مشتمل تھا۔ ان میں سے ایک ام عمار نسیبہ بنت کعب رضی اللہ عنہا تھی جس کا تعلق قبیلہ بنو حازن بن نجار سے تھا اور دوسری ام منیع اسماء بنت عمرو تھی جس کا تعلق قبیلہ بنو سلمہ سے تھا، ہم ایک درے میں اکٹھے ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کا انتظار کرنے لگے۔

☆ رسول اللہ ﷺ اس پہاڑی مقام پر انصار سے ملے آپ کے ہمراہ آپ کے چچا عباس بن عبدالمطلب تھے۔ وہ اس وقت اپنی قوم کے دین پر قائم تھے ابھی وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ مجلس میں سبھی افراد خاموش تھے عباس بن عبدالمطلب نے انصار کے کندھوں پر پڑنے والی ذمہ داریوں کا احساس دلاتے ہوئے گفتگو

---

(۱) انساب الاشراف (۱/ ۲۴۹، ۲۵۰)

کا آغاز کیا۔ اور کہا جیسا کہ تم جانتے ہو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے ہیں ہم نے اپنی قوم کے ان افراد سے ان کی حفاظت کر رکھی ہے جو ان کے سخت مخالف ہیں اس اعتبار سے یہ اپنے شہر میں باعزت اور محفوظ ہیں۔ اب وہ آپ کی طرف مائل دیکھائی دیتے ہیں اور آپ کے ساتھ مل جانا چاہتے ہیں اگر تم ان کے مخالفین سے ٹکر لے سکتے ہو۔ ان کے دفاع کا پوری وفاداری کے ساتھ حوصلہ رکھتے ہو۔ تو چشم ماروشن دل ماشاد بڑی خوشی سے انہیں اپنے ہاں آنے کی دعوت دو لیکن اگر تم نے ان کو وہاں لے جا کر بے یار و مددگار چھوڑنا ہے انہیں کسی کے سپرد کرنا ہے۔ تو ابھی سے انہیں چھوڑ دو انہیں یہیں رہنے دو یہ اپنی قوم اور شہر میں باعزت اور محفوظ ہیں۔

انصار بولے جو آپ نے فرمایا ہم نے سن لیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب آپ وہ فیصلہ صادر فرمائیں جو آپ کو دلی طور پر پسند ہو اور جس کا آپ کو آپ کے رب نے حکم دیا ہو۔ (۱)

میں نے ان دونوں سے بیعت لے لی:

جب عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے انصار سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے پختہ عہد لے لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان سے عہد لیا تو گفتگو فرمائی قرآن حکیم کی تلاوت کی اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی۔ اسلام قبول کرنے کی ترغیب دلائی' پھر آپ نے ارشاد فرمایا:

ابا یعکم علی ان تمنعونی مما تمنعون منه نساء کم و ابناء کم.

''میں تم سے اس بنیاد پر بیعت لیتا ہوں کہ تم میرا اسی طرح دفاع کرو گے جس طرح اپنی عورتوں اور بیٹوں کا دفاع کرتے ہو''۔

---

(۱) السیرة النبویه (۱/۴۲۱-۴۲۲)

☆ براء بن معرور نے اس رات اس جگہ کو مقام محمود جانتے ہوئے اور رسول اللہ ﷺ پر بھرپور اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے آپ کا مبارک ہاتھ پکڑا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم اس ذات کی قسم کھاتے ہوئے جس نے آپ کو برحق نبی بنا کر بھیجا ہے۔ آپ کی صدق دل سے بیعت کرتے ہیں۔ بخدا ہم آپ کی اس طرح حفاظت کریں گے جس طرح ہم اپنے اہل خانہ کی حفاظت کرتے ہیں۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ ہماری بیعت کو قبول فرمایئے' ہم جنگجو مسلح لوگ ہیں۔ جنگوں میں حصہ لینا باپ دادا سے ہمیں ورثہ میں ملا ہے۔ پھر انہوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور آپ سے یہ وعدہ لیا کہ آپ ہمیں چھوڑ کر واپس اپنی قوم کی طرف نہیں آئیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے آپ سے وعدہ کیا اور اس کا ایفاء کیا آپ تو بہترین وفا کرنے والے ہیں۔

آپ نے ارشاد فرمایا:

انا منکم و انتم منی احارب من حاربتم و اسالم من سالمتم.

''میں تمہارا ہوں تم میرے ہو میری ان سے لڑائی جن سے تمہاری لڑائی اور میری ان سے صلح جن سے تمہاری صلح''۔ (۱)

مردوں نے بھی آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور عورتوں نے بھی لیکن ان دو صحابی عورتوں نے کس طرح بیعت کی آیئے دیکھتے ہیں۔

☆ ام عمارہ نسیبۃ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے بیعت کی تفصیلات بیان کرتی ہیں۔

بیعت عقبہ کے موقع پر مردوں نے تو رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں میں اپنے ہاتھ دے کر بیعت کا اعزاز کیا۔ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ

---

(۲) السیرۃ النبویہ (۱/۴۲۲) السیرۃ الحلبیہ (۲/۱۷۲)

پکڑے ہوئے تھے۔ جب کہ میں اور ام منیع رضی اللہ عنہا باقی رہ گئیں میرے خاوند غزیۃ بن عمرو نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دو خواتین بھی ہمارے ساتھ آپ کی بیعت کرنے کی غرض سے آئی ہیں۔

رسول اللہ نے فرمایا: جن نکات پر میں نے تمہاری بیعت کی انہیں نکات پر ان عورتوں کی بیعت بھی قبول کی البتہ میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔ (۱)

ام منیع اور غزوۂ خیبر:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے عہد لیا کہ جس طرح اپنی عزتوں کا دفاع کرتے ہیں اسی طرح آپ کا دفاع کریں گے۔ اور آپ نے ان سے یہ اقرار کیا کہ جب حالات سازگار ہو جائیں گے، فتح حاصل ہو جائے گی تو آپ انصار کو چھوڑ کر اپنی قوم کی طرف نہیں جائیں گے انصار کے مرد و زن نے اس عہد کو پوری وفاداری سے نبھایا۔ ام منیع نے بھی اپنے خاوند اور قوم کے شانہ بشانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیے گئے عہد کا ایفاء کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حدیبیہ کی طرف روانہ ہوئے تو یہ خاتون آپ کے ساتھ تھیں۔ (۲) اسی طرح غزوہ خیبر میں بھی شریک ہوئیں اس غزوے میں بیس خواتین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھیں، ان میں صفیہ بنت عبدالمطلب، ام سلیم، ام عطیہ الانصاریہ رضی اللہ عنہن (۳) بھی تھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان خواتین کو مال غنیمت سے حصہ دیا۔ اس موقع پر ام منیع رضی اللہ عنہا (۴) نے بھی اپنا حصہ وصول کیا۔

☆ حضرت ام منیع رضی اللہ عنہا نے بیعت کی خوب حفاظت کی اللہ و رسول سے کیے گئے

---

(۱) الطبقات (۸/۱۱) الاصابہ (۴/۲۷۷) اس کی اصل صحیح مسلم میں ہے۔

(۲) المغازی (۲/۵۷۲)

(۳) السیرۃ الحلبیہ (۲/۷۷۰)

(۴) الطبقات (۸/۴۰۸)

وعدے کو دل و جان سے پورا کیا۔

☆ غزوہ خیبر کے بعد اس عظیم المرتبت خاتون کے حالات زندگی کس طرح گذرے تاریخ اس بارے میں خاموش دکھائی دیتی ہے۔ حضرت ام منیع رضی اللہ عنہا کے زندگی کے آخری ایام کی تفصیلات ہمارے علم میں نہیں آ سکیں۔ البتہ یہ بات برحق ہے۔ کہ یہ بیعت کرنے والے سعادت مندوں کے ساتھ جنت الفردوس میں جا بسیں۔

• اللہ ان سے راضی اور یہ اپنے اللہ سے راضی۔

اسماء بنت عمرو الانصاریہ رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

١۔ الاستيعاب	٢٣٣/٤
٢۔ اسد الغابة	٦٢٢/٥
٣۔ انساب الاشراف	٢٥٠'٢٤٩/١
٤۔ السيرة النبوية	٤٢٢'٤٢١/١
٥۔ الاصابة	١٤٩'١٤٨/١
٦۔ السيرة الحلبية	١٧٦/٢
٧۔ الطبقات	١١/٨
٨۔ المغازى	٥٧٤/٢
٩۔ تهذيب الاسماء و اللغات	١٠٣/٣



۱۹

ام خالد بنت خالد رضی اللہ عنہا

رسول اللہ ﷺ کے پاس چھوٹے سائز والا کالے رنگ کا پھولدار اونی ریشمی کپڑا لایا گیا آپ ﷺ نے فرمایا:

تمہاری نظر میں کون مستحق ہے کہ میں اسے یہ کپڑا پہنا دوں۔

لوگ خاموش رہے آپ ﷺ نے فرمایا:

ام خالد کو میرے پاس لاؤ اسے لایا گیا۔ آپ ﷺ نے اسے پہننے کے لیے وہ کپڑا عطا کیا اور فرمایا:

اسے خوب پہنو اور مزید کی امید رکھو۔

کریم الصفات نومولود

آج جس عظیم المرتبت' کریم الصفات قریشی' اموی اور مکی خاتون کا تذکرہ کرنے لگیں ہیں اس کا نام امۃ ہے کیا تم اس نام کو جانتے ہو؟

☆ یہ ام خالد بنت خالد بن سعید بن العاص ہے'[1] اس کا نام امۃ ہے لیکن اپنی کنیت ام خالد سے مشہور و معروف ہوئی۔ آیئے اس کے روشن تابندہ و پائندہ واقعات سے روشناس ہوں۔

☆ اس کا باپ ایک جلیل القدر صحابی اور دائرہ اسلام میں داخل ہونے میں سبقت لے جانے والا تھا۔ اس کا نام خالد بن سعید بن عاص تھا۔ پہلے اس نے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور پھر مدینے کی طرف' اور وہ ایک خدا ترس' تقویٰ شعار اور شہادت کے مرتبے پر فائز ہونے والا تھا۔

☆ اس کی والدہ ایک جلیل القدر صحابیہ امیمۃ بنت خلف الخزاعیۃ تھی اسے صحابیات میں بلند مرتبہ حاصل تھا۔ اور وہ اسلام میں سبقت لے جانے والی خواتین میں سے تھی۔

☆ اس کے چچا عمرو بن سعید بن عاص دو ہجرتوں کا اعزاز حاصل کرنے والے تھے اس نے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور پھر مدینے کی طرف وہ بھی اسلام میں سبقت لے جانے والوں میں سے تھے۔ اس نے جنگ یرموک میں شہادت پائی۔

☆ اس کا بھائی خالد بن سعید بھی ایک معزز صحابی تھا۔

☆ اس کا خاوند ایک سردار' جرنیل' حواری رسولؐ جنت کی بشارت پانے والا مشہور و معروف صحابی زبیر بن عوام تھا۔

---

(۱) اسد الغابہ (۵/۴۰۱) سیر اعلام النبلاء (۳/۴۷۰) تہذیب التہذیب (۱۲/۴۰۰)

☆ اس کی خوش دامن رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا تھی۔

☆ ام خالد سرزمین حبشہ میں پیدا ہوئی۔ اسلامی ماحول میں آنکھ کھولی اور مومن و مہاجر ماں باپ کی آنکھوں کے سامنے پروان چڑھی۔

☆ ام خالد نے بچپن سے ہی اللہ تعالیٰ اور رسول اقدس ﷺ کی محبت کے ماحول میں پرورش پائی۔

اس کے والدین اکثر و بیشتر اس کے سامنے نبی کریم ﷺ کی وہ قدر و منزلت بیان کیا کرتے تھے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب قرآن حکیم میں بیان کی۔ جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے:

﴿بالمومنین رؤف رحیم﴾ (التوبة : ۱۲۸)

''مومنوں کے ساتھ شفقت اور رحم دلی سے پیش آنے والے''۔

الوداع اور ملاقات:

ام خالد بیان کرتی ہیں کہ اس نے تقریباً دس سال کا عرصہ حبشے میں گذارا۔ پھر دو کشتیوں پر سوار مہاجرین کے ہمراہ مدینہ منورہ تشریف لائیں۔ سرزمین حبشہ سے الوداع ہوتے وقت نجاشی نے مسلمانوں سے کہا کہ میرا نبی کریم ﷺ کو سلام کہنا ام خالد اس منظر کا تذکرہ کچھ اس انداز میں فرماتی ہیں:

جس دن ہم دو کشتی والوں کے ہمراہ سوئے مدینہ روانہ ہونے لگے تو میں نے حبشے کے حکمران نجاشی کو یہ کہتے ہوئے سنا۔

کہ تم سب رسول اللہ ﷺ سے میرا اسلام کہنا!

ام خالد فرماتی ہیں کہ میں بھی ان خواتین میں شامل تھی جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں نجاشی کا سلام پیش کیا تھا۔[1]

---

(۱) الطبقات (۸/۲۳٤) سیر اعلام النبلاء (۳/٤۷۱) الاصابه (٤/۲۳۲)

☆ مہاجرین کی آمد اور نبی کریم ﷺ کے ساتھ ملاقات ۷ ہجری کو خیبر میں ہوئی تھی۔ آپ نے انہیں بھی غنائم میں سے حصہ دیا تھا' پھر یہ سب رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔

☆ ام خالد رضی اللہ عنہا نے مدینہ منورہ میں رہتے ہوئے صحابیاتؓ میں بلند مقام حاصل کیا اور ایسے تمام کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جن کی اسلام نے عورت کو اجازت دی تھی۔

ام خالد کو میرے پاس لاؤ:

ام خالد کو رسول اللہ ﷺ کے ہاں بڑا بلند اور قابل رشک مقام حاصل تھا۔ آپ اس کے ساتھ بڑی شفقت سے پیش آتے اور اس کے والدین کے مقام و مرتبہ اور سبقت اسلام کی خوبی و امتیاز کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے۔ اس لیے خاص طور پر انہیں تحائف عنایت کیا کرتے تھے۔

ام خالدؓ بیان کرتی ہیں:

رسول اللہ ﷺ کے پاس چھوٹے سائز اور کالے رنگ کا پھولدار اونی ریشمی کپڑا لایا گیا۔ آپ نے فرمایا:

تمہاری نظر میں کون مستحق ہے جسے یہ کپڑا پہنا دوں۔

فرماتی ہیں کہ قوم خاموش رہی۔

آپ نے فرمایا ام خالد کو میرے پاس لاؤ۔

مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا۔ آپ نے وہ کپڑا مجھے پہننے کے لیے عطا کرتے ہوئے فرمایا:

اسے خوب پہنو اور مزید کی امید رکھو۔

آپ نے یہ جملہ دو یا تین مرتبہ دھرایا۔

آپ نے کپڑے کے زرد اور سرخ پھولوں کو دیکھتے ہوئے فرمایا: اے ام

خالد بہت خوب بہت عمدہ کپڑا ہے۔ (۱)

حبشہ کی زبان میں لفظ السنا اچھا اور عمدہ کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے۔

علامہ السہیلی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ام خالدؓ حبشی زبان جانتی تھی اس لیے کہ وہ حبشہ میں پیدا ہوئی تھی۔

☆ ام خالد نے زندگی بھر نبوی تحفے کو محفوظ رکھا اور اس پر خوشی اور فخر کا اظہار کرتی رہیں۔ اور جو خواتین زیارت کے لیے آتیں انہیں دیکھاتی کہ یہ دیکھو میرے پاس میرے آقا کا تحفہ ہے۔

ام خالد کا حسن اخلاق:

ام خالد رضی اللہ عنہا کے حالات و واقعات سے پتہ چلتا ہے' کہ وہ ولادت سے وفات تک حسن اخلاق کا پیکر رہی۔ انہیں خوبیوں کی وجہ سے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے اس سے شادی کی جس سے عمرو اور خالد پیدا ہوئے۔

اس کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اسے حدیث رسولؐ روایت کرنے کا شرف حاصل تھا۔

اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سات احادیث روایت کیں' جس میں سے دو احادیث بخاری شریف میں مروی ہیں اور باقی ابوداؤد اور نسائی میں مذکور ہیں۔

☆ حضرت ام خالد رضی اللہ عنہا سے سعید بن عمرو اور عقبہ کے دونوں بیٹوں موسیٰ اور ابراہیم نے حدیث روایت کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ اور ان کے علاوہ چند دیگر راویوں نے بھی حدیث روایت کی۔

ام خالد رضی اللہ عنہا کی مرویات میں سے ایک یہ حدیث بھی ہے جسے بخاری نے کتاب الجنائز میں موسیٰ بن عقبہ کے حوالے سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں

---

(۱) البخاری فی اللباس' و فی الجهاد' و فی الادب' الطبقات (۲۳٤/۸)

نے ام خالد سے سنا وہ کہتی ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ عذاب قبر سے پناہ مانگتے تھے۔

ام خالد اور سنھری واقعات:

ام خالد رضی اللہ عنہا کی طرف سے حالات و واقعات اور سیرت نبوی کے حوالے سے مفید معلومات بہم پہنچانے کے سلسلے میں جدو جہد بڑی قابل قدر ہے۔

انہوں نے طلوع اسلام کے موقع پر پیش آنے والے غزوات اور اہم ترین تاریخی واقعات بیان کرنے میں اپنا بھر پور کردار ادا کیا۔

ام خالد رضی اللہ عنہا نے حبشے کے مہاجرین اور باشندوں کے بارے میں بڑی قیمتی معلومات تاریخی کتابوں کو مہیا کی ہیں۔ اپنے والد محترم کے بارے میں فرماتی ہیں۔ میرے ابا جان کا اسلام قبول کرنے کے حوالے سے پانچواں نمبر ہے۔ انہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور وہاں دس سال سے کچھ اوپر رہائش پذیر رہے۔ میں وہیں پیدا ہوئی۔ (۱)

اس نے اپنے والد محترم کا امتیاز بیان کرتے ہوئے کہا: کہ میرے ابا جان نے سب سے پہلے بسم اللہ الرحمان الرحیم کے الفاظ تحریر کیے۔

☆ حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کے دلفریب ایمانی تیر نما خیالات جو اس کی دختر ام خالد رضی اللہ عنہا کے ترکش میں تھے۔ ان کے بارے میں بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے میرے ابا جان ایک رات سوئے ہوئے تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ مکہ میں اتنا گھپ اندھیرہ چھایا ہوا ہے کہ کوئی اپنی ہتھیلی بھی نہیں دیکھ سکتا۔ اسی دوران بئر زمزم سے ایک روشنی نکلتی ہے۔ اور آسمان کی طرف بلند ہوتی ہے۔ جس سے بیت اللہ کی

---

(۱) تہذیب التہذیب (۲۰۰/۱۲)

فضا روشن ہو جاتی ہے۔ اور پھر پوری وادی مکہ جگمگا اٹھتی ہے۔ پھر وہ روشنی مدینے کا رخ کرتی ہے۔ جس سے مدینہ چمک اٹھتا ہے یہاں تک کہ میں نخلستان مدینہ میں واضح طور پر کھجوروں کو دیکھتا ہوں پھر میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے اپنے بھائی عمرو بن سعید کو خواب بتائی۔ وہ بڑا دانشمند تھا۔ اس نے کہا بھائی جان' یہ واقعہ بنو عبدالمطلب میں پیش آئے گا کیا آپ نے یہ روشنی ان کے آباؤ اجداد کے کنوئیں سے نکلتے ہوئے نہیں دیکھی ہے۔

پھر خالدؓ نے رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے بعد آپ کی خدمت میں اپنی یہ خواب پیش کی۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا: خالد بخدا وہ روشنی میں ہی ہوں۔ میں اللہ کا رسول ہوں۔ پھر آپ نے اس کے سامنے اپنی بعثت کا مقصد بیان کیا تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا۔ (۱)

☆ حضرت ام خالد رضی اللہ عنہا اپنے چچا عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ کے پرکشش حالات زندگی بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

''سرزمین حبشہ میں ہمارے پاس میرے چچا عمرو بن سعید تشریف لائے۔ میرے ابا جان دو سال سے وہاں حبشہ میں مقیم تھے۔ اور وہ اس وقت تک مقیم رہے جب تک مہاجرین حبشہ دو کشتیوں پر سوار ہو کر سوئے مدینہ روانہ نہیں ہوئے تھے۔ سب مہاجرین ۷ ہجری کو خیبر میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عمرو بن سعیدؓ فتح مکہ' غزوۂ حنین' غزوۂ طائف اور تبوک میں شریک ہوئے''۔

جب مسلمان شام کی طرف روانہ ہوئے۔ تو یہ بھی ان میں شامل تھے انہوں نے جنگ اجنادین میں جام شہادت نوش کیا۔ (۲)

---

(۱) سیر اعلام النبلاء (۲/ ۲٦۰) تاریخ اسلام (۳/ ۹۱) الاصابہ (۱/ ٤۰٦)

(۲) الطبقات (٤/ ۱۰۱)

قبول ہونے والی دعا:

ام خالد رضی اللہ عنہا کی زندگی میں رسول اللہ ﷺ کی دعا کے بڑے خوشگوار اثرات مرتب ہوئے۔ جب کہ آپ نے اس کے حق میں یہ دعا کی تھی:

''یہ کپڑا خوب پہنو اور مزید کی امید رکھو''۔

اس دعا میں لمبی عمر پانے کی طرف ایک لطیف اشارہ پایا جاتا ہے۔

اس کے حق میں نبی کریم ﷺ کی یہ دعا قبول ہوئی' امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جتنی عمر اس کو ملی کسی اور خاتون کے نصیب میں نہ آئی۔ (۱)

علامہ ذہبی فرماتے ہیں میرے خیال میں تمام صحابیات کے اس دنیائے فانی سے کوچ کر جانے کے بعد یہ فوت ہوئیں۔ یہ صحابی رسول سہل بن سعد کے دورِ حیات تک زندہ رہیں۔(۲) سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے بارے میں مؤرخین کا متفقہ فیصلہ ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے وہ صحابی ہیں جو تمام صحابہؓ کے بعد فوت ہوئے۔

ایک دوسری جگہ امام ذہبی کہتے ہیں۔ کہ ام خالد رضی اللہ عنہا تقریباً ۹۰ ہجری تک زندہ رہیں۔

☆ ں طرح حضرت ام خالد رضی اللہ عنہا نے بڑی لمبی عمر پائی اور زندگی بھر رسول اللہ ﷺ کا عطا کردہ قیمتی تحفہ گلے میں لگائے رکھا اور اسے ہمیشہ یاد کرتی رہیں۔ یہاں تک کہ اپنے رب سے جا ملیں۔

اللہ ام خالد بنت خالد سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی اللہ نے اسے دائمی نعمتوں والی جنتوں میں سبز رنگ کے ریشمی لباس پہنا دیئے۔

سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

---

(۱) تہذیب التہذیب (۱۲/۴۰۰)

(۲) سہل بن سعد نے ۹۱ ہجری میں وفات پائی۔

حضرت ام خالد بنت خالد رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

١۔ اسد الغابة ٥/٤٠١

٢۔ سير اعلام النبلاء ٣/٤٧٠

٣۔ تهذيب التهذيب ١٢/٤٠٠

٤۔ الطبقات ٨/٢٣٤

٥۔ الاصابة ٤/٢٣٢

٦۔ تاريخ اسلام ٣/٩١

٧۔ تهذيب الاسماء و اللغات ١/٢٣٨

٨۔ الاعلام زركلي ٣/٢١٠



۲۰

الصعبۃ بنت الحضرمی رضی اللہ عنہا

ابوسفیان کی بیوی اور طلحہ بن عبیداللہ کی والدہ۔ جب خلیفۃ المسلمین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کرلیا گیا تو اس نے اپنے بیٹے طلحہ سے کہا: عثمان رضی اللہ عنہ کا بڑا سخت محاصرہ کیا گیا ہے۔ آپ بات کریں اور اس محاصرے کو توڑنے کی جدوجہد کریں۔

حضرموت سے مکہ تک

کیا تم اس قریشی تمیمی نوجوان کو جانتے ہو جو ان خوش نصیبوں میں سے ایک ہے جنہیں جنت کی بشارت دی گئی۔ جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا:

من أراد ان ينظر الى شهيد يمشي على رجليه فينظر الى طلحة بن عبيدالله.

''جو یہ چاہتا ہے کہ ایک ایسے شہید کو دیکھے جو زمین پر چلتا پھرتا ہے تو وہ طلحہ بن عبیداللہ کو دیکھ لے''۔

☆ اب ہم حضرت طلحہ کی والدہ ماجدہ الصعبة بنت الحضرمی (1) کی سیرت سے بیان کرتے ہیں۔ ان کی حیات طیبہ کا تعارف حاصل کرنے سے پہلے۔ ہم ایک نگاہ اس کے خاندان اور والد کے نام پر ڈالتے ہیں۔

☆ حضرمی حضرموت کی طرف نسبت ہے اور یہ یمن کا مشہور و معروف شہر ہے۔ الحضرمی سے مراد عبداللہ بن عماد ہے (2) جو حضرموت سے نقل مکانی کر کے مکہ معظمہ میں آ کر آباد ہو گیا تھا۔

☆ مکہ معظمہ میں یہ بنو امیہ کی زیر کفالت آئے۔ وہاں ابوسفیان کے والد حرب بن امیہ کے حلیف بنے' عبداللہ الحضرمی کے تین بیٹے تھے۔ ایک العلاء بن الحضرمی

---

(۱) اسد الغابه (٤٨٩/٥) الاصابه (٣٣٧/٤)

(۲) تهذيب الاسماء و اللغات (٢٥٢/١)

یہ مشہور و معروف صحابی ہوئے۔ دوسرے عامر بن الحضرمی' یہ جنگ بدر میں حالت کفر میں قتل ہوا۔ عمرو بن الحضرمی یہ مشرکین کے پہلے مقتول ٹھہرے۔ اور اس کا مال سب سے پہلے مسلمانوں کو بطور غنیمت ملا۔ اس کا قتل معرکہ بدر بپا ہونے کے اسباب سے ایک بنیادی سبب ٹھہرا۔ ہماری آج کی مہمان ان کی ہمشیرہ الصعبۃ بنت الحضرمی ہے جو ام طلحہ رضی اللہ عنہا کے نام سے مشہور و معروف ہیں۔

الصعبة اور ابو سفیان:

الصعبۃ ابوسفیان کے حبالہ عقد میں آئی جب کہ ہند بنت عتبہ اس کی سوکن تھی الصعبۃ حسین و جمیل تھی۔ اسی لیے ابوسفیان کی بیوی ہند حسد کے مارے ابوسفیان کو مجبور کرنے لگی کہ وہ اسے طلاق دے دے۔ وہ اس کے لیے کوشاں رہی یہاں تک کہ اس نے اسے طلاق دے کر علیحدہ کر دیا۔ الصعبۃ کے حالات زندگی سے یہ اشارہ ملتا ہے۔ کہ ابوسفیان کو اسے علیحدہ کرنے پر بڑی شرمندگی تھی۔ وہ اپنے غم کا اظہار ان اشعار میں کرتا ہے۔

انی و صعبة فیما یری
بعید ان و الود و د قریب
فان لم یکن نسب ثاقب
فعند الفتاة جمال و طیب
فیا للقصی الا فاعجبوا
فللوبر صار الغزالُ الرَّبیب

میں اور صعبہ دیکھنے میں دور ہیں۔
لیکن محبت ہمیں ایک دوسرے کے قریب رکھے ہوئے ہے۔
اگر چہ خاندان کوئی زیادہ مشہور نہیں۔
البتہ دوشیزہ کے پاس حسن و جمال اور خوشبو تو ہے۔

ہائے دوری خبر دار تم اس بات پہ تعجب کرو۔

ایک پالتو ہرن بلی کی مانند ہو جاتا ہے۔

طلاق کے بعد عبید اللہ بن عثمان التیمی نے الصعبۃ سے شادی کی جس سے طلحہ اور اس کے بھائی پیدا ہوئے۔[1]

طلحہ کے سبب اسے شہرت کے چار چاند لگ گئے اور عالی مقام صحابیات میں اس کا شمار ہونے لگا۔

ظلمات سے نور کی طرف:

طلحہ کو دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے حوالے سے سبقت حاصل ہے۔ اور یہ لشکر اسلام کے ابتدائی سپاہیوں میں سے ہیں۔ جب کہ اس کی والدہ کو اسلام کے پہلے قافلے میں شریک ہونے کا شرف حاصل نہ ہو سکا۔ اس نے کئی سال بت پرستی اور شرک کی تاریکی میں گذار دیئے۔ وہ اپنے بیٹے کو اس نور سے ہٹا کر پھر ظلمت کدۂ شرک میں لانے کے لیے ہر ممکن ذریعہ استعمال کرتی رہی۔ لیکن وہ اپنے اس منصوبے میں کامیاب نہ ہو سکی۔

☆ حضرت طلحہ اور اہل ایمان کی جماعت حق و ہدایت کے متلاشی تھے۔ اور اللہ تعالیٰ پر ایمان مطلق کے قائل تھے۔ اس عظیم مقصد کے راستے میں وہ پہاڑوں کی طرح ثابت قدم رہے۔

☆ صعبۃ اپنے بیٹے پر ڈھائے جانے والے ظلم و ستم اور اذیت ناک سزا کو ثابت قدمی سے جھیلتے ہوئے دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئی۔ شاید ابتداء میں ماں کی ممتا میں کوئی جنبش پیدا نہ ہو سکی۔ کیونکہ وہ اسے ہمیشہ ڈانٹ پلاتی' سخت لہجے سے بات کرتی اور غضب آلود گفتگو کرتی' امام بخاری نے اپنی تاریخ کی کتاب میں

---

(۱) عیون الاخبار (۴/۱۰۱) الروض الانف (۳/۲۹) اسد الغابہ (۴/۷)

مسعود بن حراش کے حوالے سے یہ روایت بیان کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم صفا مروہ کے درمیان طواف کر رہے تھے بہت سے لوگ ایک نوجوان کے پیچھے پڑے ہوئے تھے جس کے ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے تھے۔

میں نے کہا یہ نوجوان کون ہے؟

لوگوں نے بتایا یہ طلحہ بن عبید اللہ ہے جو بے دین ہو چکا ہے اور اس کے پیچھے ایک خاتون غصے سے اسے گالیاں دے رہی تھی۔

میں نے پوچھا یہ خاتون کون ہے؟

لوگوں نے بتایا یہ الصعبة بنت الحضرمی اس کی ماں ہے۔(۱)

☆ الصعبة بنت الحضرمی کی زندگی اس صورت پر برقرار نہ رہی' بلکہ اس کے دل میں ایمان کا بیج اُگ آیا۔ اس کے اعضاء میں ہدایت اترنے لگی۔ وہ حق کی طرف مائل ہوئی۔ خیر و بھلائی کو اس نے قبول کر لیا۔ اور مومنات کی صفوں میں مل گئی۔ اور اس نے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا۔ جب مدینے کی طرف ہجرت کا آغاز ہوا اس نے بھی اللہ کی راہ میں مہاجر بن کر روانہ ہونے کو ترجیح دی۔ اور اس کا نام مہاجرات کی فہرست میں لکھ دیا گیا۔

ایمان کی نعمت:

متعدد سیرت نگاروں نے یہ تذکرہ کیا ہے کہ ام طلحہ الصعبة رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کر لیا۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

''کہ اس نے اسلام قبول کیا اور ہجرت اختیار کی''۔(۲)

☆ الصعبة رضی اللہ عنہا کا مدینے کی طرف ہجرت کرنا اور سایہ ایمان میں آنا اس کے لیے

(۱) الاصابہ (۳/ ۳۹۰)

(۲) تہذیب الاسماء و اللغات (۱/ ۳۵۲)

نہایت عمدہ، اعلیٰ اور بہتر ثابت ہوا۔ مومن اس کے اسلام قبول کرنے سے بہت خوش ہوئے۔ ان سب سے زیادہ خوشی اس کے نیک دل بیٹے حضرت طلحہ کو ہوئی۔

☆ مدینہ منورہ میں رہائش کے دوران حضرت الصعبۃ رضی اللہ عنہا نے بہت سے حالات و واقعات کا مشاہدہ کیا۔ اور اپنے بیٹے کے عسکری کارنامے سن کر شاد کام ہوئی خاص طور پر جب اسے نبی کریم ﷺ کی جانب سے غزوہ احد میں "طلحۃ الخیر" غزوہ ذات العشیرہ میں طلحۃ الفیاض اور غزوہ حنین میں طلحۃ الجود' کا خطاب ملا تو اس کی خوشی قابل دید تھی' کیونکہ نبی کریم ﷺ کی طرف سے طلحہ رضی اللہ عنہ کو یہ تمغات اس کی حسن کارکردگی کا اعتراف کرتے ہوئے دیئے گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب وفات پائی تو آپ طلحہ اور ام طلحہ سے راضی تھے۔

خلفائے راشدین کے زیر سایہ:

حضرت الصعبۃ رضی اللہ عنہا نے خلافت راشدہ کے دور میں اپنی زندگی بسر کی وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہتیں اور اپنے فرائض پوری ذمہ داری سے سرانجام دیتیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ان کا بڑا اثر ورسوخ تھا' جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا گھیراؤ تنگ کر دیا گیا حالات نازک صورت حال اختیار کر گئے۔

امام بخاری نے اپنی کتاب "التاریخ الصغیر" میں عبداللہ بن رافع اور وہ اپنی والدہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں۔

وہ فرماتی ہیں:

"حضرت الصعبۃ رضی اللہ عنہا گھر سے نکلی میں نے اسے سنا وہ اپنے بیٹے سے کہہ رہی تھی۔ عثمان کا گھیرا تنگ کر دیا گیا ہے۔ آپ بات کریں اور آپ اس کا دفاع کریں"۔(۱)

ابن اثیر کی ایک روایت ہے کہ آپ اس معاملے میں بات کریں تا کہ محاصرہ کرنے

(۱) الاصابہ (۴/۳۷۷)

والوں کو وہاں سے ہٹایا جائے۔[1]

☆ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ اپنی والدہ کے بڑے فرمان بردار تھے علی بن زید سے مروی بیان اس کی نیک دلی اور فرماں برداری پر دلالت کرتا ہے۔

ایک بدوی حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اس کی رحمدل اور شفیق ماں کا واسطہ دے کر اس نے مدد کا سوال کیا حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے آپ سے پہلے کسی نے مجھ سے میری والدہ کا واسطہ دے کر نہیں مانگا میرے پاس زمین کا رقبہ ہے جس کی قیمت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تین لاکھ لگا دی ہے۔ اگر تم پسند کرو تو اسے اپنے قبضے میں لے لو اگر تم چاہو تو میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بیچ دوں اور اس کی قیمت تجھے دے دوں۔

بدوی نے کہا مجھے تو رقم چاہیے۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے وہ زمین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بیچ دی اور رقم اسے دے دی۔[2] حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی تعریف میں کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

عَلَيْكَ رضا الرحمان يَا طَلْحَةَ النَّدىَ

وَ لَا زَلْتَ بَيْنَ الاكرمين إِمَامًا

اے سخی طلحہؓ تم رحمان کی خوشنودی کو لازم پکڑو۔

اور تم ہمیشہ معزز لوگوں کے امام ہو۔

تاریخی حوالے کی کتابیں حضرت الصعبۃ بنت الحضرمی رضی اللہ عنہا کی وفات کے بارے میں خاموش دکھائی دیتی ہیں۔ لیکن حالات و واقعات کی روشنی میں ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں۔ کہ یہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں زندہ رہیں۔

☆ حضرت ام طلحہ الصعبیۃ رضی اللہ عنہا کو الوداع کہتے ہوئے ہم اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھتے ہیں۔

---

(١) اسد الغابہ (٤٧٩/٥)

(٢) الریاض النضرہ (٢٦٢/٤)

﴿اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ ۝ عَلَی الْاَرَآئِکِ یَنْظُرُوْنَ ۝ تَعْرِفُ فِیْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِیْمِ ۝ یُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِیْقٍ مَّخْتُوْمٍ ۝ خِتٰمُهٗ مِسْکٌ وَّ فِیْ ذٰلِکَ فَلْیَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ﴾

(سورہ المطففین : ۲۲/۲۶)

''بے شک نیک لوگ بڑے مزے میں ہوں گے۔ اونچی مسندوں پر بیٹھے نظارے کر رہے ہوں گے۔ ان کے چہروں پر تم خوشحالی کی رونق محسوس کرو گے۔ ان کو نفیس ترین سر بند شراب پلائی جائے گی۔ جس پر مشک کی مہر لگی ہو گی جو لوگ دوسروں پر بازی لے جانا چاہتے ہوں۔ وہ اس چیز کو حاصل کرنے میں بازی لے جانے کی کوشش کریں''۔

حضرت ام طلحہ الصعبة بنت الحضرمی رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

۱۔ اسد الغابة	٤٨٩/٥
۲۔ الاصابة	٣٣٧/٤
۳۔ تهذیب الاسماء واللغات	٢٥٢/١
٤۔ شذرات الذهب	١٧٥/١
٥۔ عیون الاخبار	١٠١/٤
٦۔ الروض الانف	٢٩/٣
٧۔ الاستیعاب	١٤٧/٣
٨۔ اسد الغابة	٧/٤
٩۔ منح المدح	صفحه ٣١٧
١٠۔ الریاض النضرة	٢٤٥/٤
١١۔ صفة الصفوة	٣٣٦/١

۲۱

الربیع بنت معوذ الانصاریہ رضی اللہ عنہا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے الربیع رضی اللہ عنہا کو زیور یا سونا پکڑایا اور فرمایا:

''اسے پہن لو''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ اس کے ہاں تشریف لے گئے اور فرمایا:

''وضوء کے لیے پانی انڈیلو''۔

پاکیزہ باپ کی پاکیزہ بیٹی

الربیع بنت معوذ بن عفراء الانصاریہ النجاریہ بنو عدی بن نجار[1] قبیلے سے تھی۔ اسے صحابیہ ہونے اور نبی کریم ﷺ سے حدیث روایت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ یہ بڑے اعلیٰ' ارفع' عمدہ خاندان کی چشم و چراغ تھی۔ جس دن سے اس نے اسلام قبول کیا بلند اخلاقی میں مشہور و معروف ہوئیں۔

☆ اس کا باپ بیعت عقبہ اور غزوۂ بدر میں شریک ہوا۔ اور اس نے اپنے چچا سے مل کر فرعون امت ابوجہل کو قتل کیا رسول اللہ ﷺ کی یہ دعا ان کے نصیب میں آئی' آپ نے ان کے حق میں یہ دعا کی:

رحم اللہ ابنی عفراء اشترکا فی قتل فرعون ھذہ الامۃ.[2]

''اللہ عفراء کے دونوں بیٹوں پر رحم کرے جنہوں نے اس امت کے فرعون کو قتل کرنے میں مشترکہ حصہ لیا''۔

☆ اس کی دادی عفراء بنت عبید' کریم الصفات صحابیہ تھی۔ مسلم خواتین کی تاریخ میں اس کو بڑا قابل رشک مقام حاصل ہوا۔

☆ اس کی ہمشیرہ فریعۃ بنت معوذ رضی اللہ عنہا ایک ایسی جلیل القدر صحابیہ تھی جس کی دعاؤں کو قبولیت کا شرف حاصل تھا۔

---

(۱) اسد الغابہ (۵/۴۵۱) تہذیب الاسماء و اللغات (۲/۳۴۳) سیر اعلام النبلاء (۳/۱۹۷)

(۲) انساب الاشراف (۱/۲۹۹) السیرۃ النبویہ دحلان (۱/۳۸۹)

☆ الربیع نے نبی کریم ﷺ کے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لانے سے پہلے ہی اسلام قبول کر لیا تھا۔ اس وقت یہ ابھی نو عمر تھی' جب آپ مدینہ منورہ میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر فروکش ہوئے بنو نجار کی بچیاں خوشی خوشی اشعار پڑھتے آپ کے استقبال کے لیے باہر نکلیں' ان کی زبان پہ یہ ترانہ تھا۔

نَحْنُ جَوارٍ مِن بنی النَّجار

یا حبذا محمدٌ من جارٍ

نبی کریم ﷺ نے بچیوں سے پوچھا کیا تم دل کی گہرائیوں سے مجھے اچھا سمجھتی ہو۔

انہوں نے کہا جی ہاں!

آپ نے فرمایا: اللہ جانتا ہے میں بھی دلی طور پر تمہیں اچھا سمجھتا ہوں۔ کون جانتا ہے؟ ہوسکتا ہے کہ یہ الربیع بھی اس دن خیر مقدمی کلمات کہنے والی بچیوں میں شامل ہو۔

زیارت مبارکہ اور ارشاد نبوی:

☆ نبی کریم ﷺ بڑے ہی نرم دل شفقت کرنے والے تھے' اپنے گردونواح لوگوں سے محبت کرتے اور ان کے لیے یہ محبت اور دلی تعلق پوری زندگی پر محیط ہوتا اگرچہ ان کی عمر اور مقام میں کمی بیشی ہوتی۔

☆ اس میں کوئی شک نہیں کہ انصار اور ان کی اولاد کو بڑی محبت اور عزت کی نگاہ سے دیکھتے اور ان کا ہر طرح سے خیال رکھتے۔

ہماری آج کی مہمان حضرت الربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا ان صحابیات میں سے ایک ہیں جنہیں نبی کریم ﷺ کی نگاہ کرم میسر آئی۔ نبی کریم ﷺ اس کی شادی کے دن صبح کے وقت اس کے گھر تشریف لائے۔ اور یہ واقعہ غزوۂ بدر کے بعد کا ہے۔ اور اس موقع پر نبی کریم ﷺ نے وہاں موجود تمام خواتین کو دنیا و آخرت کی بہتری کے

بارے میں راہنما اصول بیان فرمائے۔

☆ ترمذی میں خالد بن ذکوان الربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے روایت کرتے ہیں' وہ فرماتی ہیں:

''میری شادی کے دن صبح کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے' اور چارپائی پر بیٹھ گئے اور بچیاں خوشی سے دف بجا رہی تھیں اور میدان بدر میں میرے شہید آباؤ اجداد کے کارنامے بیان کر رہی تھیں۔ ان بچیوں میں سے ایک نے کہا۔

''و فینا نبی یعلم ما فی غد''

''ہم میں ایک نبی ہے جو کل کی باتیں جانتا ہے''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچی سے کہا۔ یہ بات نہ کہو البتہ تم وہی کہو جو اس سے پہلے کہتی تھیں۔[1]

☆ میرا دل چاہتا ہے کہ یہاں ایک اہم نکتے کی طرف اشارہ کروں' اور وہ یہ ہے۔ کہ بچیاں جنگ بدر میں شہید ہونے والے عفراء خاندان کے افراد کی شرافت اور شجاعت جیسی خوبیوں کا تذکرہ کر رہی تھیں۔ الربیع کا والد معوذ اور اس کا چچا عوف جنگ بدر میں شہید ہوئے۔

جب ایک بچی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں علم غیب کا تذکرہ کیا۔ تو آپ نے اسے ایسا کہنے سے روک دیا۔ اور اس کی درست راہنمائی فرمائی۔ کیونکہ غیب کا علم اللہ تعالیٰ کا وصف ہے۔ آپ نے بچی کو حکم دیا کہ شہداء کے محاسن اور ان کے فضائل بیان کرے۔

☆ ہم شہداء کا تذکرہ کرتے رہیں گے۔ اس مقام پر حضرت الربیع کی فضیلت کا تذکرہ

---

(۱) الترمذی (۱۰۹۰) اسد الغابہ (۵/۴۵۳) تھذیب الاسماء و اللغات (۲/۳۴۳)

کیے بغیر نہیں رہ سکتے جسے اپنے باپ کے اس کارنامے پر بڑا فخر تھا۔ جو ابو جہل کے قتل میں شریک ہوئے' جب کہ ابو جہل کی ماں نے اسے ایک بڑا چیلنج کیا۔

کہتے ہیں کہ الربیع نے ابی جہل کی ماں اسماء بنت مخرمة سے خوشبو لی' اس نے اس کے خاندان کے بارے میں پوچھا تو الربیع نے بتا دیا۔ اسماء نے کہا اچھا تو اس کی بیٹی ہے جس نے اپنے آقا کو یعنی ابو جہل کو قتل کر دیا تھا' یہ سن کر الربیع نے اسے چیلنج کرتے ہوئے کہا' سنو میں اس کی بیٹی ہوں جس نے اپنے غلام کو قتل کیا۔ اس نے کہا بخدا میں تیرے ہاتھ کوئی چیز فروخت نہیں کروں گی۔ یہ سن کر الربیع نے غصے کی حالت میں کہا: میرے لیے حرام ہے کہ تیرے عطر کا ایک قطرہ بھی خریدوں مجھے تیرے عطر سے بدبو آنے لگی ہے۔[۱]

اس کا مقام و مرتبہ:

☆ موسیٰ بن ہارون الجمال کہتے ہیں کہ الربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیہ تھی اس کا بہت بلند مرتبہ ہے۔[۲]

☆ علامہ ذہبیؒ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا شادی کے دن اس کے گھر آنا اور چارپائی پر بیٹھنا اس کے لیے بڑی سعادت کی بات ہے۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات اس کے ہاں تشریف لا کر کھانا کھاتے اس کا تحفہ قبول کرتے' اس کی عزت کرتے۔

اس حوالے سے بھی ایک دلچسپ قصہ بیان کیا جاتا ہے۔ اس معزز خاتون کے بارے میں روایت ہے۔ کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک لکڑی کی پلیٹ میں تر کھجوریں اور دوسری پلیٹ میں انگور لائی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے زیور یا سونا پکڑایا اور

---

(۱) المغازی (۱/۸۹) الاستیعاب (۴/۳۰۲) سیر اعلام النبلاء (۳/۱۹۹)

(۲) الاستیعاب (۴/۳۰۲)

فرمایا اسے پہن لو اس طرح رسول اللہ ﷺ نے حضرت الربیع کو ایسے شرف و کرم سے نوازا جس میں جود و سخا کی آمیزش تھی۔

☆ حضرت الربیع کی کتاب زندگی کے روشن صفحات میں نبی کریم ﷺ کی اس سے ایک اور ملاقات کے حالات پڑھتے ہیں' اس ملاقات میں رسول اللہ ﷺ اس کے گھر وضو کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ میرے لیے پانی انڈیلو' الربیع رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کے وضو کے اوصاف بیان کرنے والی صحابیہ ہیں۔ ابن ماجہ نے ان کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے۔

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم توضا ثلاثا ثلاثا.

''رسول اللہ ﷺ وضو کے دوران ہر عضو تین تین مرتبہ دھوتے''۔ (۱)

انسانی محبت کے باب میں نبی کریم ﷺ سب سے بڑھ کر دوسروں کے ساتھ عزت سے پیش آنے والے تھے۔ آپ شہداء اور ان کی اولاد کو بڑی شفقت سے ملتے' گاہے بگاہے انہیں دیکھنے کے لیے ان کے گھر تشریف لے جاتے' یہ معمول زندگی بھر رہا۔

غازیۃ مجاھدہ خاتون:

حضرت الربیع نے جہاد کے اس سفر کو جاری و ساری رکھنے کا دلی طور پر فیصلہ کیا جسے اس کے باپ نے جنگ بدر میں شروع کیا تھا۔ وہ غزوات میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوتی تاکہ وہ اجر و ثواب حاصل کیا جائے جو اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کے لیے تیار کیا تھا۔

علامہ ابن کثیر اس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ عظیم خاتون رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ غزوات میں شریک ہو کر زخمیوں کا علاج معالجہ کرتی اور انہیں پانی پلاتی۔

☆ بخاری شریف میں اس کے حوالے سے مروی ہے۔ فرماتی ہیں:

---

(۱) سنن ابن ماجہ (۴۱۸)

''کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ہمراہ غزوات میں شریک ہوتیں۔ مجاہدین کو پانی پلاتیں اور زخمیوں اور مقتولین کو مدینہ منورہ پہنچاتیں''۔ (۱)

☆ جہاد کی مبارک گھڑیوں میں ان کی زندگی میں وہ مبارک لمحات بھی آئے ہیں۔ جن میں حضرت الربیع سعادت کے بلند مقام پہ دیکھائی دیتی ہیں۔ جب کہ اس نے درخت کے نیچے بیعت رضوان کرنے کا اعزاز حاصل کیا' اللہ تعالیٰ نے بیعت رضوان میں حصہ لینے والوں کے دلوں میں صداقت اور ایمان کی روشنی کو جان لیا تھا اور ان پر اللہ تعالیٰ نے سکینت نازل فرمائی۔ اور اللہ ان سے اور ان کی بیعت سے راضی ہوگیا۔ اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے جہنم سے نجات کی بشارت پائی' آپ نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا:

لا یدخل النار احد ممن بایع تحت الشجرة.

''جس نے درخت کے نیچے بیعت کی ان میں سے کوئی بھی جہنم میں داخل نہیں ہوگا''۔ (۲)

جہاد سے روایت اور حفظ حدیث کی طرف:

حضرت الربیع رضی اللہ عنہا محض انہی خواتین میں سے نہیں تھی جنہوں نے صرف جہاد میں حصہ لیا۔ بلکہ یہ وہ خاتون تھی جسے علم کے ساتھ بہت محبت تھی۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بار بار جایا کرتی تھیں۔ اور ان سے اس نے علمی خوشہ چینی کی اور حدیث رسول اللہ ﷺ کو روایت کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ سے ۲۱ احادیث روایت کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔

☆ بخاری اور مسلم میں اس کی مرویات مذکور ہیں۔ ایک حدیث پر دونوں کا اتفاق

---

(۱) رواہ مسلم (۲۴۹۶) الطبقات (۲/۱۰۰ و ۱۰۱)

(۲) الطبقات (۸/۴۴۷) ذاد المعاد (۵/۱۹۷)

ہے۔صحابہؓ کی جماعت نے ان سے احادیث روایت کیں۔

صحابہؓ اور تابعینؒ ان سے حدیث حاصل کرنے کے لیے آتے تھے۔حضرت عبداللہ بن عباسؓ رضی اللہ عنہما اس کے پاس آئے اور رسول اللہ ﷺ کے وضو کے بارے میں دریافت کیا' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس کے پاس آئے اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے اس فیصلے کے بارے میں پوچھا جب اس عظیم خاتون نے اپنے شوہر سے خلع کا مطالبہ کیا تھا۔

☆ اسی طرح کبار تابعین کی کثیر تعداد نے اس سے حدیث ر یت کرنے کا اعزاز حاصل کیا' اور اس سلسلے میں خالد بن ذکوان' سلیمان بن یسار' ابوعبیدہ بن عمار بن یاسر اور دیگر راویوں نے روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔

☆ مسلم شریف میں اس سے ایک روایت منقول ہے۔فرماتی ہیں: کہ

''رسول اللہ ﷺ نے عاشوراء کی صبح کو مدینہ منورہ کے اردگرد انصار کی بستیوں میں پیغام بھیجا۔کہ جس نے روزہ رکھا وہ اپنا روزہ پورا کرلے اور جس نے سحری کھا کر روزہ نہیں رکھا وہ بھی اپنا باقی دن روزے کی حالت میں گذارے۔اس کے بعد ہم خود بھی روزہ رکھتے اور اپنے چھوٹے بچوں کو بھی روزہ رکھواتے۔ہم مسجد جاتے ان کے لیے اون کے کھلونے بناتے جب ان بچوں میں سے کوئی کھانے کے لیے روتا تو ہم انہیں کھلونوں سے بہلاتے اور انہیں کھانا افطار کے وقت ہی دیتے''۔[1]

اس کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کی توصیف:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ کے شمائل' اوصاف اور خلق عظیم کو بیان کرنے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے میں کوشاں رہتے۔حضرت ابوبکر صدیق

---

(۱) صحیح مسلم (۳/۱۵۲). الفاظ کی کمی بیشی ہے۔

رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ چاند کی مانند گول تھا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے تو پکار اٹھتے۔

امین مصطفٰی بالخیر یدعو

کضوء البدر زایلہ الظلام

حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم چودھویں کے چاند کی مانند خیر و بھلائی کی طرف دعوت دیتے ہیں لیکن چاند کی روشنی کو تو تاریکی زائل کر دیا کرتی ہے۔

☆ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے تو یہ شعر پڑھتے۔

لَوْ کُنْتَ مِنْ شَیءٍ سِوَی بَشَرٍ

کُنْتَ المنور لَیْلَةَ الْبدرِ (۱)

اگر آپ انسان کے علاوہ کچھ اور ہوتے۔ تو چودھویں رات کو روشن کرنے والے ہوتے۔

☆ کریم الصفات صحابیہ الربیع رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف بیان کرنے میں کمال کر دیا۔

ابوعبیدۃ بن محمد بن عمار بن یاسر روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے الربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا سے کہا' مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف بتائیں۔ تو اس نے کہا:

یَا بُنَیَّ لَوْ رَاَیْتَهٗ لَرَئَیْتَ الشَّمْسَ طالعةً.

''میرے بیٹے اگر آپ انہیں دیکھیں تو تجھے ایسا دکھائی دے گا۔ جیسے سورج چمک رہا ہے''۔ (۲)

---

(۱) السیرۃ النبیوہ دحلان (۱۹۷/۳)

(۲) دلائل النبوۃ للبیھقی (۲۰۰/۱) اسد الغابہ (۴۵۲/۵)

☆ حضرت الربیع رضی اللہ عنہا سے سیرت نبوی اور آغاز اسلام میں پیش آنے والے واقعات اور بعض ایسے شرعی احکام کی تفصیلات معلوم کرنے کے لیے رجوع کیا جاتا تھا جو اس نے نبی کریم ﷺ سے سن کر زبانی یاد کر لیئے تھے۔

☆ تاریخی کتابوں میں ان کی وفات کے بارے میں درج ہے کہ یہ ۳۷ ہجری کو فوت ہوئیں۔[1] اور اس نے خواتین کی دنیا میں بڑے روشن آثار چھوڑے جو رہتی دنیا تک روشنی پھیلاتے رہیں گے۔

اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

حضرت الربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا کے مفصل حالاتِ زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

١ـ اسد الغابة	٥/٤٥١
٢ـ تهذيب الاسماء و اللغات	٢/٣٤٣
٣ـ سير اعلام النبلاء	٣/١٩٨
٤ـ انساب الاشراف	١/٢٩٩
٥ـ السيرة النبوية لدحلان	١/٣٨٩
٦ـ الاستيعاب	٤/٣٧٥
٧ـ التاج الجامع لِلاصول	٤/٣٤٤
٨ـ صفة الصفوة	٢/٧١
٩ـ الطبقات	٢/١٠٠
١٠ـ الاعلام	٤/١٠٨
١١ـ دلائل النبوة بيهقي	١/٢٠٠
١٢ـ البداية و النهاية	٧/٣٢٤

(البدايہ و النہايہ (٣٢٤/٧)

۲۲

الشفاء بنت عبداللہ العدویہ رضی اللہ عنہا

الشفاء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے۔ میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم اسے چنبل کا دم کیوں نہیں سکھلا دیتیں۔ جس طرح تو نے اسے لکھنا سکھلا دیا۔

الشفاء اور طب

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایسی تعلیمات وحی کے ذریعے نازل کیں جو قرآنی آیات میں مذکور ہیں اور وہ تعلیمات لوگوں کی جسمانی، ذہنی اور قلبی اصلاح کی ضامن ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ارشادات بیان فرمائے۔ جو قرآن حکیم کی آیات کریمہ کی وضاحت کرتے ہیں۔ اور آپ نے بعض اعمال ایسے سرانجام دیئے جن کا تعلق جسمانی صحت کے ساتھ ہے۔

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشادات میں صحت و عافیت کی فضیلت کو واضح فرمایا۔

جیسا کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

سلوا اللّٰہ العافیۃ فانہ ما اوتی احد بعد یقین خیرا من معافاۃ۔ (۱)

''عافیت مانگو ایمان و یقین کے بعد عافیت سے بہتر کسی کو کوئی چیز نہیں دی جاتی''۔

آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

ماسئل اللہ شیئا احب الیہ من العافیۃ۔ (۲)

''اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرنا سب سے محبوب ہے''۔

ایک بدوی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میں نماز کے بعد اللہ سے کیا مانگوں

---

(۱) رواہ النسائی فی عمل الیوم و اللیلۃ (۸۷۹) الترمذی (۳۵۵۸) احمد (۸/۱)

(۲) الترمذی (۳۵۴۸) فی الدعوات۔

تو آپ نے فرمایا:

سل الله العافية.(۱)

تم اللہ سے عافیت مانگو۔

☆ بہت سے مسلمان اطباء اور طبیبات جنہوں نے فن طب میں شہرت پائی ان میں سے حارث بن کلدۃ ثقفی' اس کا فرزند نضر بن حارث' ابو رمثۃ تمیمی کا فرزند' شمردل بن قباب' ضماد بن ثعلبۃ اور خواتین میں سے الشفاء بنت عبداللہ القرشیہ۔ رفیدۃ اسلمیۃ اور ام عطیہ الانصاریہ قابل ذکر ہیں۔

☆ اب ہم ایک ایسی باکمال صحابیہؓ کا تذکرہ کرنے لگے ہیں جو ان صحابیات میں سے تھی جنہوں نے طب کے میدان میں اور خاص طور پر روحانی طب کے حوالے سے مہارت حاصل کی۔ اس صحابیہ نے دم کے حوالے سے شہرت پائی۔

یہ عظیم خاتون الشفاء بنت عبداللہ بن عبد شمس القرشیۃ العدویۃ ہیں(۲) جس کی کنیت ام سلیمان ہے۔ یہ ابوحثمۃ بن حذیفۃ بن غانم العدوی کی بیوی تھی۔ اس نے سلیمان بن ابی حثمہ کو جنم دیا۔ سلیمان بڑا دیندار عالم فاضل تھا۔ اسلامی شخصیات میں اسے بہت بڑا مقام حاصل ہوا۔(۳)

طب نبوی کی اجازت:

الشفاء رضی اللہ عنہا ایک جلیل القدر صحابیہ تھی۔ جو فضل و شرف' عقل و دانش کے حوالے سے مشہور و معروف ہوئی۔ بہت پہلے اس نے دیگر خواتین کے ساتھ مل کر اسلام قبول کرلیا تھا۔ اس خاتونؓ کے لیے سعادت کے اسباب لکھ دیئے گئے تھے۔

---

(۱) رواه الترمذی (۳۵۲۷) قال هذا حديث حسن

(۲) الاستيعاب (۳۳۲/٤) اسد الغابه (٤٨٦/٥) الاصابه (۳۳۳/٤)

(۳) الطبقات (۲٦٨/٨)

اسے ایمان قبول کرنے کے حوالے سے سبقت لے جانے کا فضل وشرف حاصل ہوا۔ جس طرح کہ اسے ہجرت میں سبقت لے جانے میں کامیابی وکامرانی حاصل ہوئی۔ یہ ان خواتین میں سے ہے جنہوں نے پہلے ہجرت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اس نے دیگر خواتین کے ساتھ مل کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔

☆ حضرت الشفاء رضی اللہ عنہا ان قریشی خواتین میں سے ایک تھی جو لکھنا پڑھنا جانتی تھیں۔ اور وہ تعداد میں بہت کم تھیں۔ اس سبب سے وہ اپنی قوم میں شہرت کے بام عروج پر پہنچ گئیں۔ لکھنے پڑھنے کی صلاحیت نے اسے علم طب اور علم دم کے اسرار و رموز سے آگاہ ہونے میں راہنمائی کی اور اس دور میں ان دونوں علوم سے متعلق بعض معارف سے آشنا کیا۔

☆ جب اسلام نے اپنا نور پھیلایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بخار' نظر اور چنبل کی بیماری کے علاج کے لیے دم کرنے کی اجازت دے دی۔

الشفاء رضی اللہ عنہا زمانہ جاہلیت میں بھی دم کیا کرتی تھی۔ جب اس نے اسلام قبول کرلیا' نور اسلام سے آراستہ ہوئی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنے عمل کو جاری رکھنے کی اجازت طلب کی۔

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت الشفاء رضی اللہ عنہا زمانہ جاہلیت میں چنبل کا دم کیا کرتی تھی۔ جب وہ ہجرت کرکے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچی بیعت کا شرف تو اس نے مکے میں ہی حاصل کرلیا تھا۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں زمانہ جاہلیت میں چنبل کا دم کیا کرتی تھی' میں وہ آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتی ہوں۔ پھر اس نے دم کے یہ الفاظ سناتے ہوئے کہا:

بِسْمِ اللّٰهِ صَلَّتْ حَتّٰى تَعُوْدُ مِنْ اَفْوَاهِهَا وَ لَا تُضُرُّ اَحَدٌ اللهم اكشف الباس رب الناس.

وہ سات مرتبہ عود پر یہ الفاظ پڑھ کر دم کرتی۔ پھر وہ عود کسی صاف ستھرے

پتھر پر رگڑتی اور اس میں سرکہ ملاتی' اور اس کا پھوڑے پھنسی پر لیپ کر دیتی۔[1]

نبی کریم ﷺ سے اجازت پا کر حضرت الشفاء رضی اللہ عنہا نے اپنے اس عمل کو جاری رکھا۔ اور وہ دیگر خواتین کو بھی اس عمل کی تعلیم دیتی۔

اس کا مقام و مرتبہ اور فضیلت:

حضرت الشفاء رضی اللہ عنہا کو صحابیات کی دنیا میں بہت بلند مقام حاصل ہوا اور اسے رسول اللہ ﷺ کے ہاں ایمانی صلاحیتوں کی وجہ سے خاصی اہمیت حاصل تھی۔

سوانح نگار[۲] اس کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''حضرت الشفاء رضی اللہ عنہا نے ہجرت سے پہلے ہی اسلام قبول کر لیا تھا۔ یہ ان خواتین میں سے تھیں جنہوں نے پہلے مرحلے میں ہجرت کی سعادت حاصل کی''۔

نبی کریم ﷺ کی بیعت کی حضرت الشفاء رضی اللہ عنہا دانشمند اور عالم فاضل خواتین میں سے تھی۔ رسول اللہ ﷺ اس کے ہاں تشریف لاتے اور دوپہر کو آرام فرماتے۔ اس نے آپ کے لیے بستر اور تہبند تیار کیا تھا جس کو سوتے وقت آپ استعمال کرتے۔ بعد میں یہ دونوں چیزیں اس کے بیٹے کے پاس رہیں۔ یہاں تک کہ اس سے مروان بن حکم نے لے لیں۔

☆ الشفاء رضی اللہ عنہا کا امہات المومنین کے ہاں بڑا مقام و مرتبہ تھا۔ یہ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیشتر اوقات آتیں اور انہیں لکھنا سکھلاتیں۔ نبی کریم ﷺ نے اسے حکم دیا کہ وہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو پھوڑے کا دم اور لکھنا سکھلائے۔

ابو داؤد رحمہ اللہ نے الشفاء رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے۔ فرماتی ہیں:

دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و انا عند حفصة

---

(۱) الاستیعاب (۳۳۲/٤) الاصابه (۳۳۳/٤)

(۲) زاد المعاد (۱۸٤/٤) الاستیعاب (۳۳۳/٤)

فقال لی الاتعلمین ھذہ رقیة النملة کما علمتیھا الکتابة۔ (۱)

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت الشفاء رضی اللہ عنہا کی عزت کرتے اور ان کے ساتھ صلہ رحمی سے پیش آتے۔ آپ نے اس کے لیے مدینہ منورہ میں ایک گھر بنا دیا جس میں وہ اپنے بیٹے سلیمان بن ابی حثمہ کے ساتھ رہائش پذیر ہوئی۔

فاروق اعظم کے ساتھ:

حضرت الشفاء رضی اللہ عنہا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک بڑی قابل قدر خاتون تھی۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے پر اتفاق کرتے تھے۔ وہ اس کی رائے کو مقدم جانتے اسے ترجیح دیتے اور خوش رکھتے۔ اور بسا اوقات مارکیٹ کے معاملات اس کے سپرد کر دیتے۔ (۲)

☆ حضرت الشفاء رضی اللہ عنہا کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بڑے خوشگوار واقعات پیش آئے' جو اس کے مقام و مرتبہ پر دلالت کرتے ہیں۔ جن سے یہ پتہ چلتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس خاتون کا بڑا احترام و اکرام کرتے تھے۔ جن واقعات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم کیا کرتے تھے۔ باوثوق تاریخی حوالے سے یہ معلومات ملتی ہیں۔ فرماتی ہیں:

> کہ ایک روز حضرت عمرؓ بن خطاب رضی اللہ عنہ نے الشفاء بنت عبداللہ العدویہ کی طرف پیغام بھیجا کہ میرے پاس تشریف لائیں۔ فرماتی ہیں کہ میں ان کے پاس حاضر ہوئی۔ وہاں دروازے پر عاتکہ بنت اسید بن ابی العاص رضی اللہ عنہا کو میں نے موجود پایا۔ ہم دونوں اندر گئیں۔ اور کچھ دیر آپ سے باتیں کیں' آپ نے ایک کپڑا منگوایا اور اسے دیا اور دوسرا کپڑا منگوایا جو مجھے دیا۔

---

(۱) سنن ابوداؤد (۳۸۸۷)

(۲) جمھرۃ انساب العرب (۱/ ۱۵۰)

فرماتی ہیں کہ میں نے کہا اے عمرؓ! میں نے اس خاتون سے پہلے اسلام قبول کیا' میں تیرے چچا کی بیٹی ہوں۔ آپ نے مجھے پیغام بھیج کر بلایا اور یہ خود ہی آپ کے پاس آئی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے اس کے ساتھ یہ حسن سلوک محض آپ کی وجہ سے کیا لیکن جب آپ دونوں ایک ساتھ تشریف لائیں مجھے یاد آ گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریب تھی۔ (۱)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جانب سے یہ حکیمانہ برتاؤ حضرت الشفاء کے لیے رکاوٹ نہ بنا کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فضل وشرف کی برملا تعریف نہ کرے۔

ایک روز اس نے چند نوجوان دیکھے جو دبے پاؤں چل رہے تھے۔ اور آہستہ آہستہ گفتگو کر رہے تھے۔

اس نے کہا یہ کیا ہے؟

لوگوں نے بتایا یہ عبادت گذار صوفی منش لوگ ہیں۔

کہنے لگیں اللہ کی قسم حضرت عمر رضی اللہ عنہ بلند آواز میں گفتگو فرماتے تیز رفتاری کے ساتھ چلتے جب کسی کو سزا دیتے تو وہ تلملا اٹھتا۔ (۲)

اللہ کی قسم وہ حقیقی عبادت گذار اور اللہ لوک تھے۔

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت الشفاء رضی اللہ عنہا کے حالات معلوم کرتے رہتے تھے' وہ ان کے خاوند اور بیٹے کے حالات پوچھتے رہتے۔ بوقت ضرورت ان سب کی بہتر طریق سے راہنمائی کرتے حضرت الشفاء رضی اللہ عنہا اپنے بارے میں بات کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

---

(۱) الاستیعاب (٤/٣٥٨) الاصابه (٤/٣٤٦)

(۲) الطبقات (٣/٢٩٠) تاریخ طبری (٢/٥٧١ و ٥٧٢)

''کہ ایک روز حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ میرے گھر تشریف لائے انہوں نے دیکھا کہ میرے پاس دو شخص سوئے ہوئے تھے۔ ایک میرا خاوند تھا اور دوسرا میرا بیٹا۔ فرمایا: کیا بات ہے یہ دونوں ہمارے ساتھ نماز میں حاضر نہیں ہوئے۔ میں نے کہا امیر المومنین ان دونوں نے لوگوں کے ساتھ مل کر نماز پڑھی یہ واقعہ رمضان میں پیش آیا تھا اور پھر رات بھر نوافل ادا کرتے رہے اور دونوں نے صبح کی نماز پڑھی اور سو گئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مجھے تو صبح کی نماز باجماعت ادا کرنا اس سے زیادہ اچھا لگتا ہے کہ ساری رات نوافل ادا کرتا رہوں اور صبح کی جماعت ہاتھ سے نکل جائے۔[۱]

یہ انداز فکر سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فقہی استعداد پر دلالت کرتی ہے۔ اور اس سے یہ لطیف اشارہ بھی ملتا ہے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر اعتماد کرتے تھے۔ اور باجماعت نماز ادا کرنے کو ترجیح دیتے تھے۔

الشفاء اور حدیث نبوی:

جلیل القدر صحابیہ حضرت الشفاء رضی اللہ عنہا کی خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ بھی تھی، کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔

حضرت الشفاء رضی اللہ عنہا سے ان کے بیٹے سلیمان اور آگے سلیمان کے دو بیٹوں ابوبکر اور عثمان نے حدیث روایت کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ اسی طرح اس کے غلام ابو اسحاق اور ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حدیث بیان کی۔[۲]

---

(۱) حیاۃ الصحابۃ (۳/۵۸۴)

(۲) الاستیعاب (۴/۳۳۳) الاصابہ (۴/۳۳۳) تهذیب التهذیب (۱۲/۴۴۸)

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل اعمال کے بارے میں دریافت کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ پر ایمان' اس کی راہ میں جہاد اور مقبول حج۔ یہ افضل اعمال ہیں''۔ (۱)

حضرت الشفاء رضی اللہ عنہا نے پوری زندگی علم' عمل' زہد' تقویٰ اور عبادت میں مصروف رہتے ہوئے گذار دی یہاں تک کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت ۲۰ ہجری کو اپنے رب سے جاملیں۔

اللہ حضرت الشفاء رضی اللہ عنہا پر راضی ہو جس نے اپنی عمدہ سیرت سے ہمارے دلوں کو خوش کر دیا' ہم اس کی معطر سیرت کو سلام پیش کرتے ہوئے اسے الوداع کہتے ہیں۔

اور یہ دعا کرتے ہیں۔

اللھم اکشف الباس رب الناس.

اے لوگوں کے رب میرے اللہ بیماری کو ختم کر دے اللہ ہی کے لیے سب تعریف ہے ابتداء میں بھی اور آخر میں بھی۔

الحمدللہ اولا و آخرا

حضرت الشفاء بنت عبداللہ العدویہ رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

۱۔ الاستیعاب ۳۳۲/٤

۲۔ اسد الغابة ٤٨٦/٥

---

(۱) اسد الغابہ (٤٨٧/٥) الاصابہ (٣٣٣/٤)

٣۔ الاصابة	٣٣٣/٤
٤۔ تهذيب التهذيب	٤٢٨/١٢
٥۔ الطبقات	٢٦٨/٨
٦۔زاد المعاد	١٨٣/٤ و ١٨٥
٧۔ جمهرة انساب العرب	١٥٠/١
٨۔ تاريخ الطبرى	٥٧١/٢، ٥٧٢
٩۔ حياة الصحابة	٥٨٤/٣



۲۳

خولۃ بنت حکیم رضی اللہ عنہا

اس نے نبی علیہ السلام کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیا آپؐ کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نسبت کی۔ حدیث شریف کی راویہ ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔ اسے قرآن کی نص "وَامْرَاَۃً مُّؤْمِنَۃً" کے مطابق مومن خاتون ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

نیک عورت

خولہ بنت حکیم بن امیہ السلمیہ حضرت عثمان بن مظعون کی رضی اللہ عنہ کی بیوی تھی اس کی کنیت ام شریک تھی۔ (۱)

☆ اس کا خاوند حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ سردار مہاجرین اور اللہ کے ان نیک دل اولیاء میں سے تھا جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں وفات پائی اور آپ نے اُن کی نماز جنازہ پڑھی۔ اور جسے سب سے پہلے جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

☆ خولہ بنت حکیم نے مسلمانوں کی اس جماعت کے ساتھ مل کر اسلام قبول کر لیا تھا جنہوں نے ابتدائی مرحلے میں ہی اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کر لی تھی جب کہ ابھی اسلام کی آواز ان کے کانوں میں پڑی ہی تھی اس طرح اسے اسلام قبول کرنے میں سبقت لے جانے والی خواتین کی فہرست میں شامل ہو کر کامیاب و کامران ہونے کا اعزاز حاصل ہوا تھا۔

☆ جب سے حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے اسلام کی معرفت حاصل کی اور ایمان کی مٹھاس سے لطف اندوز ہوئی۔ تو نور حق سے اس کی بصیرت میں روشنی کی کرن اتر آئی۔

اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیہ ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بجالاتی آپ کے بعض کاموں کی نگرانی کرتی اس طرح اس نے فضل و

---

(۱) الطبقات (۸/۱۵۸) الاستیعاب (۴/۲۸۱) اسد الغابہ (۵/۴۴۴) الاصابہ (۴/۲۸۳).

شرف اور فلاح وکامیابی کا بیشتر حصہ اپنے دامن میں سمیٹ لیا تھا۔

علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ یہ بڑی نیک اور فاضل خاتون تھی۔

حمیدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول نقل کیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں۔

"زعمت المرء ة الصالحة خولة بنت حكيم رضی اللہ عنہا امرء ة عثمان بن مظعون". (۱)

''عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی بیوی خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا ایک نیک صالح اور سیادت وقیادت کے مرتبے پر فائز خاتون تھی''۔

حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا کے حق میں نیکی کی شہادت ایک بڑی خوش آئند شہادت ہے۔

خدمت نبی کا اهتمام:

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کی سیرت کے حیرت انگیز واقعات میں سے ایک یہ ہے۔ کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض کام سرانجام دینے میں اس قدر اہتمام کرتی کہ آپ کا دل خوش ہو جاتا' خاص طور پر آپ کی زوجہ مبارکہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی خدمت بڑے اہتمام سے کرتی کیونکہ حضرت خولہ اس کے مقام ومرتبہ فضل وشرف اور نیکی وخوش دلی سے بہت زیادہ متاثر تھی۔

☆ جب حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا وفات پا گئیں تو خولہ رضی اللہ عنہا نے یہ منظر دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بڑے غمگین ہیں۔ اس کی جدائی کا آپ کے دل پر بڑا ہی شدید تاثر ہے۔ اس موقعے پر اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بچھڑنے پر آپ بہت غمگین دکھائی دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ہاں! وہ بچوں

---

(۱) الاصابہ (۲۸۳/٤)

کی والدہ اور گھر کی مالکہ تھی۔

☆ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کو عورتوں کے معاملات میں بڑی بصیرت حاصل تھی۔ اس نے جب یہ دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی رفیقہ حیات کی وفات سے بہت زیادہ غم اور تنہائی محسوس کر رہے ہیں۔ تو وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور پر وقار انداز میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اگر پسند فرمائیں تو میں آپ کے نکاح کا اہتمام کروں۔

آپ نے فرمایا:

''تم خواتین اس معاملے میں بہتر کردار ادا کر سکتی ہو۔''(۱)

اس نے سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا اور عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے شادی کا اہتمام کیا۔

لیکن یہ شادی کیسے تکمیل پذیر ہوئی آیئے آئندہ سطور میں اس کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

مبارک شادی:

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی حضرت سودہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کرنے کا جو اہتمام اور انتظام و انصرام کیا تاریخی مصادر میں اس کا تذکرہ بڑے باوثوق ذرائع سے ملتا ہے۔ اس سلسلے کی تمام روایات یوں لب کشائی کرتی ہیں۔

☆ جب ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی۔ تو حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی۔ اور عرض گذار ہوئی۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ شادی نہیں کریں گے؟ فرمایا کس سے؟

اس نے کہا آپ چاہیں تو کنواری دوشیزہ سے اور اگر چاہیں تو بیوہ سے۔

---

(۱) الطبقات (۵۷/۸)

فرمایا کنواری کون ہے اور بیوہ کون؟

عرض کی آپ کے محبوب ساتھی حضرت ابوبکر کی بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا اور بیوہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا ہے۔

وہ آپ پر ایمان لے آئی ہے اور آپ کی اتباع کو اس نے حرز جان بنالیا ہے۔

آپ نے فرمایا ٹھیک ہے جاؤ اور ان سے بات کرو اور میرا تذکرہ کرو۔

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہوئی۔ اس کی بیوی ام رومان سے کہا: مبارک ہو اے ام رومان اللہ تعالیٰ نے تمہارے گھر خیر و برکت بھیج دی ہے۔

اس نے کہا وہ کیسے؟۔

میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کا آپ کو پیغام دوں۔

اس نے کہا انتظار کریں ابوبکر آنے والے ہی ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ تو میں نے ان سے یہ تذکرہ کیا تو انہوں نے کہا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کریں کہ تشریف لے آئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شادی آپ سے کر دی۔ حضرت خولہ اپنی مہم کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

کہ پھر میں سودہ بنت زمعہ کے پاس گئی اس سے کہا مبارک ہو اللہ نے آپ کے ہاں خیر و برکت بھیج دی۔

اس نے کہا وہ کیسے؟

میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ تمہاری شادی آپ سے کر دوں۔ اس نے کہا مجھے پسند ہے۔ آپ میرے ابا جان سے

بات کر لیں۔ اس کا والد بہت بوڑھا تھا۔ اس نے موافقت کرتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے کہیں کہ تشریف لے آئیں۔

خولہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے تو آپ سے اس کا نکاح کر دیا۔(۱)

امہات المومنینؓ کے ساتھ:

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس اکثر آیا جایا کرتی تھیں۔ اور وہ بھی اس کی عزت کرتیں اور اس کے حال احوال دریافت کیا کرتیں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ وہ ازواج مطہراتؓ کے پاس آئی اس کی پراگندہ حالت تھی انہوں نے کہا کیا بات یہ کیسی حالت بنا رکھی ہے۔ تیرا خاوند خاندان قریش میں سے سب سے زیادہ مال دار ہے۔

اس نے کہا: اس کا ہمیں کیا فائدہ وہ رات کو عبادت میں مصروف رہتا ہے۔ اور دن کو روزے دار ہوتا ہے۔

جب نبی کریم ﷺ گھر تشریف لائے۔ بیویوں نے آپ سے یہ تذکرہ کیا' اور صورت حال سے آگاہ کیا۔ آپ نے اس سے مل کر کہا' اے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کیا میرا نمونہ تمہارے لیے کافی نہیں۔ اس نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان کیا ہوا؟

آپ ﷺ نے فرمایا: تم رات بھر عبادت کرتے ہو اور دن کو روزہ رکھتے ہو!۔

عرض کی ہاں یا رسول اللہ ﷺ یہ تو میں کرتا ہوں۔

آپ نے فرمایا: ایسے نہ کیا کرو' تیری آنکھوں کا تجھ پر حق ہے۔ تیرے جسم کا

---

(۱) تاریخ طبری (۲/ ۲۱۱) دلائل النبوۃ للبیہقی (۲/ ۲۱۱) انساب الاشراف (۱/ ۴۰۸) البدایہ و النہایہ (۲/ ۱۳۰) احمد (۶/ ۲۱۰) الاصابہ (۴/ ۳۴۹)

تجھ پر حق ہے اور تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے۔ نماز بھی پڑھو نیند بھی لو' روزہ بھی رکھو اور افطار بھی کرو۔ راوی بیان کرتا ہے۔

اس کے بعد وہ ازواج مطہرات کے پاس بڑے ہی خوبصورت پیرائے میں آئی یوں دکھائی دے رہی تھی جیسے کوئی دلہن ہو۔ (۱)

فصاحت و بلاغت:

اس جلیل القدر صحابیہ رضی اللہ عنہا کی فصاحت' بلاغت' ادب اور نازک احساسات بڑے ہی تعجب خیز اور حیرت انگیز ہیں۔ جب اس کا خاوند فوت ہوا تو اس نے دلوں کو پگھلا دینے والے اشعار پر مشتمل ایسا مرثیہ کہا۔ کہ سن کر حیرت گم ہو جائے۔

کہتی ہیں ۔

یا عینُ جوُدِی بدمع غیر ممنون
علَی رزیة عثمانَ بن مظعون

علی امريٍ بَاتَ فی رضوان خَالقِهٖ
طوبیٰ له من فقید الشخص مدفون

طاب البقیع له سکنیٰ و غرقده
و اشرقت ارضُه من بعد تفتینِ

و اورث القلب حزنا لا انقطاع له
حتی الممات فما ترقاله شونی

☆ اے آنکھ نہ ختم ہونے والے آنسوؤں کی سخاوت کر عثمان بن مظعون کی مصیبت پر۔

☆ ایسے شخص پر آنسوؤں کی سخاوت کر جس نے اپنے خالق کی رضا میں

(۱) الطبقات (۳/۳۹۵) سیر اعلام النبلاء (۱/۱۵۷ و ۱۵۸)

رات بسر کی۔ ایسے مدفون شخص کی جدائی اسے مبارک ہو۔

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کی حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے ساتھ شادی سے السائب اور عبدالرحمان پیدا ہوئے۔ اوران دونوں نے اسلام کے قلعے کی تعمیر میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔

فضائل:

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا میں بہت سی خوبیاں ایک ساتھ جمع ہوگئی تھیں۔ جن کی بنا پر اسے خواتین میں بلند مقام حاصل ہوگیا تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اور حدیث شریف کی روایت کو اس نے اپنا شعار بنالیا تھا۔ ان سے ۱۵ احادیث مروی ہیں۔ اوران سے مروی احادیث مسلم' ترمذی اور ابن ماجہ میں مذکور ہیں۔ حضرت سعد بن ابی وقاص' حضرت سعید بن المسیب نے بھی حضرت خولہ سے احادیث روایت کیں۔

☆ اس نے جہاد کے میدان میں بھی قابل قدر کارنامے سرانجام دیئے۔ یہ غزوۂ طائف میں شریک ہوئیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر اللہ تعالیٰ طائف میں آپ کو فتح نصیب فرمادے تو آپ مجھے بادیۃ بنت غیلان یا فارعۃ بنت عقیل کا زیور عطا کریں۔ یہ دونوں بنو ثقیف قبیلے کی تمام خواتین سے زیادہ اور عمدہ زیور پہننے والی تھیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا:

لَمْ یُؤْذَنْ لَنَا حَتّٰی الاٰنَ فِیْهِمْ وَ مَا أظُنُّ اَنْ نَفْتَحَهَا الاٰن.

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے اس کا تذکرہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کیا تو وہ یہ بات سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دریافت کیا۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ بات آپ نے خولہ سے کی ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں میں نے یہ بات کی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تو کیا میں لشکر کو یہاں سے کوچ کر

جانے کی اجازت دے دوں۔

فرمایا ہاں کیوں نہیں۔

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہاں سے کوچ کر جانے کی اجازت مرحمت فرمادی۔[1]

مومن خاتون:

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا ان خواتین میں سے تھیں۔ جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اپنے آپ کو ہبہ کرنے کی پیش کش کی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

فرماتی ہیں:

خولہ بنت حکیم وہ خاتون ہے جس نے اپنی ذات کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہبہ کیا تھا۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے بیان سے اس واقعے کی مزید تائید ہوتی ہے۔ فرماتے ہیں:

کہ ہم یہ بات کیا کرتے تھے۔ کہ حضرت خولہ بنت حکیم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہبہ کرنے کی پیش کش کی تھی اور وہ بڑی صالح خاتون تھی۔

اس میدان میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ فرمان پیش نظر رہے۔

فرماتے ہیں:

کہ جن خواتین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنی ذات کو ہبہ کرنے کی پیش کش کی آپ نے کسی کی پیش کش کو بھی قبول نہیں کیا۔[2] حالانکہ

---

(۱) السیرۃ النبویۃ (۲/۴۸۴) المغازی (۳/۹۳۵) اسد الغابہ (۵/۴۴۲ و ۴۴۵) الاصابہ (۴/۲۸۴) السیرۃ الحلبیہ (۳/۸۱ و ۸۲)

(۲) تفسیر قرطبی و تفسیر ابن کثیر تفسیر سورہ احزاب آیت (۵۰ و ۵۱)

آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت تھی اور یہ آپ کی خصوصیت تھی لیکن آپ کی چاہت پر اسے موقوف رکھا گیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

﴿اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا﴾ (الاحزاب : ٥٠)

''اگر نبی اس سے نکاح کرنا چاہے''۔

☆ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کے لیے یہ بات قابل فخر ہے کہ قرآن حکیم میں اسے مومنہ کہہ کر پکارا گیا جیسے کہ سورۂ احزاب میں ان کے حق میں :

﴿وَ امْرَءَةً مُّؤْمِنَةً﴾

کے الفاظ آئے ہیں یہ کتنا بڑا نام ہے اور کتنی بڑی عزت ہے۔

☆ حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا کی کنیت ام شریک تھی۔ اسے جلیل القدر صحابیہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔

اس نے دنیا سے پہلو تہی اور آخرت سے قرب کی سعادت حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا کو اپنے دامن میں سمیٹ لیا۔ اور نامور خاتون ہونے کا اعزاز پایا۔ اور یہ ان خواتین میں سے ہوئیں جو فضائل میں ایک نمونہ تھیں۔

اللہ زمین اور اہل زمین کا وارث ہے۔

حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

١ ـ طبقات ابن سعد	١٥٨/٨
٢ ـ الاستيعاب	٢٨١/٤
٣ ـ اسد الغابة	٢٤٤/٥
٤ ـ الاصابة	٢٨٣/٤
٥ ـ تهذيب التهذيب	٤١٥/١٢

٦۔ تاریخ الطبری	٢/٢١١
٧۔ انساب الاشراف	١/٤٠٨
٨۔ البدایة و النهایة	٢/١٣٠
٩۔ تاریخ اسلام	١/٢٨٠، ٢٨١
١٠۔ سیر اعلام النبلاء	١/١٥٧، ١٥٨
١١۔ السیرة النبویة	٢/٤٨٤
١٢۔ المغازی	٣/٩٣٥
١٣۔ دلائل النبوة بیهقی	٥/١٨
١٤۔ السیرة الحلبیة	٣/٨١، ٨٢



۲۴

امیمۃ بنت رقیقۃ رضی اللہ عنہا

نبی کریم ﷺ کی زوجہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ کی بیٹی' فاطمۃ الزہراء کی خالہ کی بیٹی۔ ایک مؤمن اور صابر خاتون جو خواتین کی بیعت میں شامل ہوئی اور جسے حدیث کی روایت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔

ماں کی طرف

اس قریشی خاندان کی صحابیہؓ کے حالات زندگی سے معلوم ہوتا ہے۔ جمہور محدثین اور سوانح نگاروں نے اسے والدہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ اس کی والدہ کا نام رقیقۃ تھا اور یہ امیمۃ بنت رقیقۃ کے نام سے مشہور ہوئی۔

آیئے ہم اس کے درست حسب ونسب کے بارے میں واقفیت حاصل کرتے ہیں۔

امیمۃ بنت رقیقۃ' رقیقۃ اسم تصغیر ہے۔ یہ اس کی والدہ کا نام ہے۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ تھی۔ (۱)

☆ والد کی طرف سے اس کا نسب نامہ یہ ہے۔ امیمۃ بنت عبداللہ بن بجاد یہ بنو تمیم بن مرہ (۲) میں سے تھے' اس طرح یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قوم میں سے تھی۔

☆ ابن ابی خیثمۃ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

کہ امیمۃ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا کو محدثین نے والدہ کی طرف منسوب کیا ہے۔

☆ حضرت امیمۃ دختر رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی خالہ کی بیٹی تھی۔

صابرۃ خاتون:

مکہ معظمہ میں نورِ اسلام طلوع ہوتے ہی امیمۃ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ اور یہ ابتدائی مرحلے میں اسلام قبول کرنے والی جماعت میں شامل ہوئی۔ ایمان لاتے ہی اس نے مشرکین کی طرف سے اذیتوں کا سامنا کیا' جو بھی اسلام قبول کرتا

---

(۱) الاستیعاب (۲۳٤/٤)

(۲) السمط الثمین (ص ۲۰۹)

سنگ دل کافر اس سے ظالمانہ سلوک کرنے لگتے' ان میں سے بعض تو ناقابل برداشت تکالیف کا سامنا کرتے ہوئے ان کے ہاتھوں موت کا شکار ہو جاتے۔ اور بعض مصائب کا صبر و تحمل سے سامنا کرتے ان کے پیش نظر اجر و ثواب کا حصول ہوتا۔

☆ حضرت امیمۃ رضی اللہ عنہا نے صبر و تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے کامیابی و کامرانی حاصل کی مومنوں کو غلبہ حاصل ہوا۔ حضرت امیمۃ رضی اللہ عنہا نے مشہور و معروف بیعت میں حصہ لینے کا اعزاز حاصل کر لیا۔

مبارک بیعت:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے روایت نقل کی۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے بتایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجر مومنات کا قرآن حکیم کی اس آیۃ کریم کی روشنی میں امتحان لیا کرتے تھے۔ ارشاد الٰہی ہے:

﴿يَآ اَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّ لَا يَسْرِقْنَ وَ لَا يَزْنِيْنَ وَ لَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَ لَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَ لَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾

(الممتحنة : ۱۲)

''اے نبی! جب تمہارے پاس مومن عورتیں بیعت کرنے کے لیے آئیں اور اس بات کا عہد کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں گی۔ چوری نہ کریں گی' زنا نہ کریں گی۔ اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گی۔ اپنے ہاتھ پاؤں کے آگے کوئی بہتان گھڑ کر نہ لائیں گی۔ اور کسی امر معروف میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی تو ان سے بیعت لے لو اور ان کے حق میں دعائے مغفرت کرو: یقیناً اللہ درگزر فرمانے والا اور رحم کرنے والا ہے''۔

جو مومن خاتون ان شرائط کا اقرار کر لیتی تو آپ اسے اپنی زبان مبارک سے فرماتے

میں نے تیری بیعت لے لی۔ بخدا آپ نے بیعت لیتے وقت کبھی بھی کسی خاتون سے ہاتھ نہیں ملایا' اس موقع پر صرف اپنی زبان سے یہ فرماتے' کہ میں نے تیری بیعت قبول کر لی۔(۱)

☆ حضرت امیمۃ رضی اللہ عنہا نے اپنی بیعت کے بارے میں جو روایت کی تاریخ کے حافظے میں محفوظ ہے۔

فرماتی ہیں:

کہ میں بیعت کی سعادت حاصل کرنے والی خواتین کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ کی بیعت کے لیے حاضر ہوئی ہیں۔ اور ہم یہ اقرار کرتی ہیں۔ کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی۔

ہم چوری نہیں کریں گی۔

ہم زنا نہیں کریں گی۔

ہم اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی۔

ہم کوئی بہتان نہیں باندھیں گی۔

اور نہ ہی کسی معروف میں آپ کی نافرمانی کریں گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسب استطاعت اور حسب طاقت۔

ہم نے عرض کی اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر ہم سے بھی زیادہ شفیق اور رحم دل ہیں۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ کے دست مبارک پر بیعت کرنا چاہتی ہیں۔

آپ نے ارشاد فرمایا میں عورتوں کے ساتھ مصافحہ نہیں کرتا۔ میری ایک

---

(۱) رواہ البخاری فی صحیحه' و ابن ماجه (۲۸۷۵)

عورت سے بات سو عورتوں کے لیے کافی ہے۔

☆ اب ہم بیعت سے جہاد کی طرف آتے ہیں۔ جہاد میں بھی آپ نے بھرپور حصہ لیا' ابن عساکر' اپنی تاریخ کی کتاب میں رقمطراز ہیں' کہ حضرت امیمة رضی اللہ عنہا نے جنگ موتہ میں حصہ لیا' بعد ازاں مدینہ منورہ میں زندگی بسر کی یہاں تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیائے فانی سے کوچ کیا' اس غمناک تاریخی موقعے پر آپ وہاں موجود تھیں۔

امیمة اور احادیث مصطفی:

ابن ابی شیبہؒ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے ابا جان کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ وہ فرمایا کرتے تھے۔

بنو تیم میں سے جن لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت کی ان میں امیمة بنت رقیقة رضی اللہ عنہا بھی تھی۔

☆ خلیفہ بن خیاط کہتے ہیں:

خواتین کی بیعت کے سلسلے میں محمد بن منکدر نے حضرت امیمة رضی اللہ عنہا سے حدیث روایت کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔(۱)

☆ حضرت امیمة رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ازواج مطہراتؓ سے آٹھ احادیث روایت کیں ان سب میں مشہور و معروف بیعت والی حدیث ہے۔

☆ حضرت امیمة رضی اللہ عنہا سے محمد بن منکدر اور اس کی بیٹی حکیمة بنت امیمة نے حدیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔

حضرت امیمة رضی اللہ عنہا کا خاوند حبیب بن کعب بن عمر الثقفی تھا۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ حضرت امیمة رضی اللہ عنہا اپنے خاوند کے ہمراہ وطن سے دور چلی گئی تھیں اور وہاں یہ

---

(۱) طبقات خلیفہ (۲/۸٦۷) ترجمہ رقم (۳۲۵٤)

صاحب اولاد بھی ہوئیں۔

امیمۃ اور امیر معاویہؓ:

حضرت امیمۃ رضی اللہ عنہا نے خلافت راشدہ میں زندگی بسر کی۔ اور مشرق و مغرب میں حاصل ہونے والی فتوحات میں حصہ لیا۔

جب دارالخلافہ شام منتقل ہو گیا۔ حضرت امیمۃ رضی اللہ عنہا دمشق منتقل ہو گئیں۔ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے ایک بہترین گھر بنا دیا تھا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب دمشق میں وفات پائی تو یہ وہاں موجود تھی۔ ابن عساکر رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ کہ حضرت امیمۃ رضی اللہ عنہا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی اس بیماری میں عیادت کے لیے گئی۔ جس میں وہ فوت ہوئے انہوں نے کہا اے بنت رقیقہ میرے لیے دعا کریں اس نے کپڑا پکڑ کر کہا:

الا ابکیہ الا ابکیہ

الا کل الفتی فیہ

ہاں میں اس پر روتی ہوں بھئی روتی ہوں۔

ہر نوجوان نے موت کے منہ میں جانا ہے۔

پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی دونوں بیٹیوں سے کہا میرا پہلو بدلو تو ہند اور رملۃ نے ان کا پہلو بدلا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا تم معاملات کو اچھی طرح سمجھنے والے کا پہلو بدلاتی ہو۔ اگر کل اسے آگ کے حملے سے بچا لیا گیا تو سب خیر پھر فرمایا:

لا یبعدن ربیعۃ بن مکدم

و سقی الغوادی قبرہ بذنوب

اللہ ربیع بن مکدم کو اپنی رحمت سے دور نہ کرے۔

صبح کی بارش اس کی قبر کو ڈولوں سے سیراب کرے۔

بادی النظر میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ رقیقہ رضی اللہ عنہا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد اپنی وفات تک دمشق میں رہائش پذیر رہیں۔

اللہ امیمۃ سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی' اور اسے سدا بہار جنت الفردوس میں جگہ عطا کی۔

حضرت امیمۃ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

١ـ الاستيعاب	٤/٢٣٤
٢ـ السمط الثمين	صفحه ٢٠٩
٣ـ تاريخ دمشق تراجم النساء	صفحه ٥٢
٤ـ الاصابة	٤/٢٣٤
٥ـ الاعلام	٧/١١٢



۲۵

الربیع بنت النضر الانصاریہ رضی اللہ عنہا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے ام حارثہ وہ جنت میں روپوش ہے۔ تیرا بیٹا اعلیٰ درجے کی جنت یعنی فردوس میں جا پہنچا''۔

مومنین کے ہمراہ

انصار کی وہ معزز خاتون جس کی سیرت سے ایمان کی صداقت' صبر کی عظمت' اور اللہ غالب کی رضاء کے لیے اخلاص جیسی خوبیوں کی تعلیم حاصل کی جاتی ہے۔ ایمان کے ساتھ اس کی محبت اور لگن کو حیرت انگیز حد تک فوقیت حاصل تھی۔

☆ الربیع بنت النضر بن ضمضم الانصاریۃ الخزرجیۃ النجاریۃ مشہور و معروف صحابی انس بن نضر رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ تھی۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی پھوپھی تھی۔

☆ الربیع کی شادی سراقہ بن حارث النجاری سے ہوئی جس سے حارثہ پیدا ہوئے۔ اس کی کنیت ام عمیر تھی' الربیع ایک صحابیہ کی ہمشیرہ تھی۔ جس کا نام ام حکیم بنت النضر تھا۔ ام حکیم نے اسلام قبول کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی۔[1]

☆ جب نورِ اسلام نے اپنی ضوء فشانی کی ام حارثہ بھی اپنی ایمانی بہار سے سرفراز ہوئی۔ اور اسلام میں سبقت لے جانے والی خواتین کے قافلے میں شامل ہوگئی۔ اس کے فضائل اور اللہ تعالی کے عطا کردہ خوشگوار کمالات ایمانی مواقف میں جگمگانے لگے۔

تاریخ میں اس کے کارنامے مدون ہوگئے۔ تاکہ ان لوگوں کے لئے زادِ راہ اور روشنی کا کام دیں جو اس کے منہج پر چلنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور اس کے ایمان و صداقت کو اپنے لیے نمونہ بنانا چاہتے ہیں۔

---

(۱) الطبقات لابن سعد (۸/۴۲۴) تہذیب الاسماء و اللغات (۲/۲۴۴) الاصابہ (۴/۲۹۴) الربیع نام کی دو صحابیہ ہیں: الربیع بنت النضر' الربیع بنت معوذ

عمدہ تربیت:

الربیع رضی اللہ عنہا ان خواتین میں سے تھی۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے شرف بخشا اور ان پر اپنا خصوصی کرم کیا۔ انہیں اچھا مقام دیا اس نے اپنے بیٹے اور بیٹی کی عمدہ تربیت کی۔ اپنے بیٹے حارثہ کو اس نہج پر تیار کیا کہ وہ لشکر اسلام میں شامل ہو۔ اس میں خوبیوں کا بیج بویا جن میں سے سرفہرست نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور اللہ کی راہ میں شہادت کا شوق تھا۔

☆ اس کا بیٹا حارثہ بن سراقہ ان نوجوانوں میں سے تھا جن کے دلوں کو ایمان نے آباد کر دیا تھا۔ اور اللہ کی راہ میں شہادت کے شوق نے اسے ہر دوسری چیز سے بے نیاز کر دیا تھا۔ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا:

حارثہ آج صبح کیسے گذری؟

اس نے عرض کی میں نے آج صبح ایک سچے مومن کی صورت میں گذاری۔

آپ نے فرمایا:

غور کرو تم کیا کہتے ہو۔ ہر بات کی ایک حقیقت ہوا کرتی ہے۔

اس نے کہا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا دل دنیا سے اچاٹ ہو گیا ہے۔ میں رات کو جاگتا ہوں اور دن کو پیاسا رہتا ہوں۔

میرے رب کا عرش مجھے واضح دیکھائی دیتا ہے۔ گویا میں اہل جنت کو بچشم سر دیکھتا ہوں کہ وہ ایک دوسرے سے ملاقات کر رہے ہیں۔ اور اہل جہنم کو دیکھتا ہوں۔ کہ وہ آہ و بکا کر رہے ہیں۔

آپ نے فرمایا:

تجھے بصیرت مل گئی عبد رہنے پر ہی اکتفا کیجئے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے تیرے دل میں ایمان کا بیج بو دیا ہے۔ حارثہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے

لیے شہادت کی دعا کیجئے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس کے حق میں شہادت کی دعا کی۔(۱)

☆ غزوہ بدر بپا ہوا۔ حارثہ اپنی والدہ کی دعائیں لے کر روانہ ہوا جب معرکہ شروع ہوا تو وہ شہادت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ کی خبر حقیقت کا روپ دھار گئی۔

حارثہ کے حق میں آپ کی دعا قبول ہو گئی۔ ابن اسحاق رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ معرکہ بدر میں سب سے پہلے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا غلام مھجع شہید ہوا اس پر ایک تیر پھینکا گیا جس نے اسے قتل کر دیا اس کے بعد ایک گمنام تیر حارثہ بن سراقہ پر پھینکا گیا جو اس کے گلے میں لگا اور اس نے اسے قتل کر دیا۔

اے ام حارثہ وہ روپوش ہے:

ام حارثہ اور اس کی بیٹی کو حارثہ کے شہید ہونے کی خبر مدینہ منورہ میں پہنچی۔ تو اس کی والدہ نے کہا اللہ کی قسم میں اس وقت تک نہیں روؤں گی جب تک رسول اللہ ﷺ مدینے تشریف نہیں لے آتے اور میں آپ سے دریافت نہ کر لوں' اگر میرا بیٹا جنت میں ہے تو اس کے لیے نہیں روؤں گی۔ بلکہ میں صبر کروں گی اور اجر و ثواب کی نیت رکھوں گی۔

اور اگر وہ خدانا خواستہ جہنم میں ہے تو پھر میں جی بھر کر آنسو بہاؤں گی۔

☆ نبی کریم ﷺ بدر سے کامیاب ہو کر مدینہ تشریف لائے یہ آپ کے پاس آئی جیسا کہ بخاری شریف میں مذکور ہے۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ حارثہ کے بارے میں مجھے کچھ نہیں بتائیں گے۔ اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کروں اور اگر اس کے علاوہ کچھ ہے تو جی بھر کر روؤں اور پیٹوں جگر کو میں۔

---

(۱) السیرۃ الحلبیہ (۲/۴۰۵)

آپ نے ارشاد فرمایا اے ام حارثہ وہ جنت میں روپوش ہے۔ اور تیرا بیٹا اعلیٰ درجے کی جنت یعنی فردوس میں ہے۔(۱)

ام حارثہ رضی اللہ عنہا ہنستی مسکراتی ہوئی واپس آئی۔ اس کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے۔

اے حارثہ! تجھے مبارک ہو۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا ایک برتن منگوایا۔ اس میں اپنا ہاتھ ڈالا کلی کی پھر وہ پانی ام حارثہ کو پکڑایا۔ اس نے وہ پانی خود بھی پیا اور اپنی بیٹی کو بھی پلایا۔ پھر ان دونوں کو یہ حکم دیا کہ بقیہ پانی سے اپنے گریبانوں پر چھینٹے ماریں۔

ان دونوں نے ایسے ہی کیا اور پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے واپس آ گئیں۔ مدینہ منورہ میں یہ دونوں عورتیں سب سے زیادہ خوش اور مطمئن تھیں: اس لیے کہ انہیں اس بات کا علم ہو گیا تھا کہ ان کا عزیز اچھے ٹھکانے پر پہنچ گیا ہے۔ ان دونوں کو حسن صبر اور قوت ایمان مبارک ہو۔ تمام خواتین کو ام حارثہ کے نقش قدم پر چلنا چاہیے۔

کیا الربیع کے اگلے دانت توڑ دئیے جائیں گے:

ام حارثہ الربیع اور ایک انصاری لڑکی کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا۔ الربیع نے اس لڑکی کا دانت توڑ دیا۔ اس کے گھر والوں نے قصاص کا مطالبہ کیا' الربیع کے گھر والوں نے معافی مانگی انہوں نے معافی دینے سے انکار کیا' وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ نے قصاص کا حکم دے دیا۔

اس کا بھائی انس بن نضر رضی اللہ عنہ کھڑا ہوا اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا الربیع کے دانت توڑ دیئے جائیں گے۔ نہیں نہیں اس اللہ کی قسم جس نے آپ کو برحق نبی بنا کر بھیجا ہے۔ اس کے دانت نہیں توڑے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے قوم کے

---

(۱) رواہ البخاری (۶/۲۶) فی الجہاد فی المغازی و فی الرقاق

دلوں میں رحم ڈال دیا اور انہوں نے معاف کر دیا۔ انہوں نے انکار کے بعد درگزر کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ مِنْ عباداللہ من لو اقسم علی اللہ لَابرہ منھم انس بن النضر.

''اللہ کے بندوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں اگر وہ اللہ پہ قسم ڈال دے تو اللہ ان کی قسم کی لاج رکھ لے ان میں سے ایک انس بن نضر رضی اللہ عنہ بھی ہیں''۔ (۱)

یہ قصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک الربیع کے مقام و مرتبہ کو واضح کرتا ہے۔

شہید کی ہمشیرہ:

حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں حاضر نہ ہو سکے' اس بات کا انہیں دلی صدمہ ہوا۔ فرماتے ہیں۔ اسلام کا پہلا معرکہ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شریک ہوئے میں اس سے غیر حاضر رہا' اگر اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد پیش آنے والے معرکے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ بشانہ مجھے حاضری کا موقع دیا تو اللہ تعالیٰ دیکھ لیں گے۔ کہ میں کیا کارنامہ سرانجام دیتا ہوں۔

☆ جس کا انہوں نے ارادہ کیا تھا وہ ہو کر رہا۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہتے ہیں۔ وہ جنگ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوا۔ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سامنے آئے انس بن نضر نے اس سے کہا۔ اے ابو عمرو یہ سعد کی کنیت تھی۔ کیا یہ عجب گھڑی ہے میں احد پہاڑ کی اوٹ میں جنت کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں۔

یہ کہتے ہوئے دشمن سے لڑنے لگے یہاں تک جام شہادت نوش کر گئے ان کے جسم میں

---

(۱) اسد الغابہ (۵/۴۵۲) الاصابہ (۴/۲۹۴) السیرۃ الحلبیہ (۵۲۷) اس کی اصل بخاری و مسلم میں ہے۔ البخاری (۵/۲۲۴) مسلم (۵/۱۰۵ و ۱۰۶)

اسی سے زائد تلوار' تیر اور نیزوں کے زخم تھے۔ اس کی بہن ربیع بنت نضر نے کہا میں نے اپنے بھائی کی لاش کو اس کی انگلیوں کے پوروں سے پہچانا۔

اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَ مَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا﴾ (الاحزاب : ۲۳)

مفسرین کا بیان ہے کہ یہ آیت حضرت انس بن نضر اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔[۱]

☆ ام حارثہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر و ثواب کی نیت کی اور اللہ تعالیٰ سے امید رکھی کہ اسے جنت میں اس کے بیٹے کا رفیق بنا دے۔

☆ حضرت ام حارثہ رضی اللہ عنہا نے اپنی پوری زندگی میں خیر و برکت کا سفر جاری رکھا' یہ صبر و وفا میں مثالی خاتون ثابت ہوئی۔

ام حارثہ رضی اللہ عنہا کو الوداع کہنے سے پہلے ہم یہ کہنا چاہتے ہیں۔ یہ کیا خوب بات ہے کہ ام حارثہ رضی اللہ عنہا ان خواتین میں تھیں جنہوں نے حدیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ اس سے اس کے بھتیجے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حدیث روایت کی۔ آخر میں ہم یہ کہیں گے۔

اللہ تعالیٰ ام حارثہ حضرت الربیع پر راضی ہو۔ اور اسے اس کے بیٹے کے ہمراہ جنت الفردوس میں جگہ عطا کرے۔

اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

حضرت الربیع بنت النضر الانصاریہ رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے

---

(۱) احمد' مسلم' ترمذی' نسائی' تفسیر ابن کثیر و تفسیر قرطبی' مذکورہ بالا آیت کے زیر تحت' الاستعاب (۱/۴۳ و ۴۲) الحلیہ (۱/۱۲۱) الاصابہ (۴/۲۹۴)

لیے درجہ ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

١ ـ الطبقات لابن سعد ٨/٤٢٤

٢ ـ تهذيب الاسماء و اللغات ٢/٢٤٤

٣ ـ الاصابة ٤/٢٤٩

٤ ـ السيرة الحلبية ٢/٤٠٥

٥ ـ اسد الغابة ٤/٤٢٤

٦ ـ تهذيب الاسماء و اللغات ٢/١١٧

٧ ـ الاستيعاب ١/٤٣،٤٤

٨ ـ الحلية ١/١٢١



۲۶

عفراء بنت عبید الانصاریہ رضی اللہ عنہا

سات مردوں کی ماں جو جنگ بدر میں شریک ہوئے اور ان میں سے تین اس معرکے میں شہید ہوئے۔

خاندانی کشادگی میں

ہماری تہذیب کی بہت سی خواتین نے بڑی شہرت پائی وہ زندگی میں بھی نامور کہلائیں اور مرنے کے بعد بھی ان کا نام زندہ رہا۔ صحابہ کرامؓ کی جماعت میں کئی شخصیات ایسی پائی جاتی ہیں۔ جن کے نام کی نسبت والد کی بجائے والدہ کی طرف ہے۔ مثلاً بشیر بن عقربۃ' بلال بن حمامۃ سہل بن البیضاء' سہیل بن البیضاء' اور شرحبیل بن حسنہ۔

بعض شعراء نے نبی کریم ﷺ کی مدح سرائی کرتے ہوئے آپ کی نسبت والدہ ماجدہ کی طرف کی: جیسا کہ درجہ ذیل اشعار سے پتہ چلتا ہے۔

صَلَّی الالٰـهُ عَلَی ابن آمنَةَ الَّتِی
جَـاءَ تْ بِـهِ سبـط البـنـانِ کریمًا
قُلْ لِلَّـذِیْـنَ رَجَـوْا شَفَـاعَةَ اَحمَدِ
صَلُّـوا عَلیـهِ وَ سَـلِّمُوا تَسْلِیْمًا

معبودِ حقیقی درود بھیجے آمنہ کے فرزند پر۔
جسے اس نے فیاض و کریم جنم دیا۔
جو لوگ احمد مجتبیٰ ﷺ کی شفاعت کے امیدوار ہیں۔
ان سے کہہ دیں کہ اس پر درود و سلام بھیجو۔

اب ہم اس عظیم المرتبت صحابیہ کا تذکرہ کرنے لگے ہیں جس کے بیٹے اس کی طرف منسوب ہوئے۔

اور وہ ہے عفراء بنت عبید اللہ بن ثعلبہ النجاریۃ الانصاریۃ یہ حارث کے بیٹوں

معاذ' معوذ اور عوف کی والدہ تھی' یہ بنو عفراء کے نام سے پکارے جاتے تھے' اور یہ سب انصاری تھے۔[1]

اس کی زندگی اور اولاد:

☆ واقعات سے پتہ چلتا ہے۔ کہ اس کے خاوند نے اسے طلاق دے دی تھی اور یہ مکہ آ گئی۔ اور اس نے بکیر بن عبد یا لیل لیثی سے شادی کر لی۔ اور اس سے چار بیٹے عاقل' خالد' ایاس اور عامر رضی اللہ عنہم پیدا ہوئے اور یہ سب مہاجرین میں سے ہیں۔

ان چاروں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر پہلے ہی مرحلے میں بیعت کی جب کہ آپ دارِ ارقم میں تشریف فرما تھے۔

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ بکیر کے بیٹے ہجرت کے لیے روانہ ہوئے تو ان کے مردوں اور عورتوں سے سب کچھ لے لیا گیا اور ان کے گھروں کو تالے لگا دیئے گئے۔ وہ مدینہ منورہ میں رفاعۃ بن عبدالمنذر کے ہاں مہمان ٹھہرے۔[2]

ابن عفراء بیعت عقبہ میں:

بعض تاریخی حوالے کی کتابوں میں یہ اشارہ ملتا ہے۔ کہ یہ خاتون مدینہ منورہ میں دوبارہ واپس آئی۔ اور ظہور اسلام سے پہلے یہ یہاں رہائش پذیر رہی۔ ۱۱ نبوی کو حج کے موقع پر دعوت اسلامیہ کے عمدہ بیج بہت جلد تناور درخت کی صورت اختیار کر گئے۔ اور آگے چل کر مسلمان ان درختوں کے گہرے سائے میں امن وسکون سے بیٹھنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ کے راستے میں واقع پہاڑی درے میں تشریف لائے تو وہاں یثرب کے جوانوں سے ملاقات ہوئی۔ ان میں سے عوف بن عفراء تھے وہ سب مسلمان ہو گئے۔

---

(۱) الطبقات (۸/۴۴۳) الاصابہ (۴/۳۵۳)

(۲) سیر اعلام النبلاء (۱/۱۸۵)

سات بیٹوں کی والدہ:

ابن حجر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ عفراء کی ایک خصوصیت ہے جو کسی دوسری خاتون میں دیکھائی نہیں دیتی۔ اس کی پہلی شادی حارث بن رفاعہ سے ہوئی۔ اور دوسری بکیر اللیثی سے اس سے چار بیٹے پیدا ہوئے۔ ایاس' عاقل' خالد اور عامر یہ سب جنگ بدر میں شریک ہوئے اور ان کے ماں کی طرف سے بھائی حارث کے بیٹے معاذ' معوذ رضی اللہ عنہما اور عوف رضی اللہ عنہ بھی جنگ بدر میں حاضر ہوئے اس سے معلوم ہوا کہ اس صحابی خاتون کے سات بیٹے تھے اور سبھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جنگ بدر میں شریک ہوئے۔ (۱)

☆ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ عفراء کے چاروں بیٹے جو بنی بکیر سے تھے ان کو انصار پر ترجیح دیتے تھے۔ وہ فرمایا کرتے تھے۔ ان کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ بدر میں چار بھائی ایک ساتھ شریک نہیں ہوئے۔ یہ ان کے لیے واقعی باعث فخر ہے۔

و فی ذالک فلیتنافس المتنافسون.

عفراء کے بیٹے جنگ بدر میں:

یہ ایک خوش آئند واقعہ ہے کہ عفراء کے ساتوں بیٹوں نے غزوۂ بدر میں بہت عمدہ کردار ادا کیا۔ معرکے کے آغاز میں عفراء کے بیٹے معاذ معوذ اور عوف آگے بڑھے اور دعوت مبازرت دی' مشرکین نے انکار کر دیا عوف بن عفراء نے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ رب العزت اپنے بندے کے کس کارنامے سے ہنستے ہیں۔

آپ نے یہ ارشاد فرمایا:

---

(۱) الاصابہ (۳۵۳/۴)

غَمْسُهُ يَدَهُ فِي الْعَدُوِّ حَاسِرًا.

بغیر درع پہنے دشمن کی صفوں میں گھس جانا۔(۱)

☆ حضرت عوف رضی اللہ عنہ نے درع اتار کر پھینک دی پھر تلوار پکڑی اور بغیر درع کے معرکے میں کود گئے۔ اسے کوئی پرواہ نہ تھی کہ وہ موت پر غالب آ جائیں گے یا موت اس پر غلبہ پالے گی۔ معرکہ آرائی میں داد شجاعت دیتے ہوئے جام شہادت نوش کر کے اللہ تعالیٰ سے جا ملے۔

☆ اس کے دونوں حقیقی بھائیوں نے مل کر ابوجہل بن ہشام کو قتل کیا۔

صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا' ہمارے لیے کون دیکھے گا۔ کہ ابوجہل نے کیا کیا؟ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ گئے اس نے دیکھا کہ عفراء کے دو بیٹوں نے اسے تلوار کے وار سے ٹھنڈا کر دیا ہے۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے اس کی داڑھی پکڑ کر کہا' ارے تو ابوجہل ہے؟۔ اس نے کہا! کہ تم نے کبھی مجھ سے بھی بڑے آدمی کو قتل کیا ہے۔

کاش کہ مجھے کسان کے علاوہ کسی شخص نے قتل کیا ہوتا۔(۲)

☆ علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ(۳) بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عفراء کے دونوں بیٹوں کی لاشوں کے پاس کھڑے ہوئے اور یہ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ عفراء کے دونوں بیٹوں پر اپنی رحمت کی برکھا برسائے' ان دونوں نے مل کر اس امت کے فرعون یعنی کفر کے سردار کو قتل کیا۔ آپ سے یہ بات دریافت کی گئی۔ ابوجہل کے قتل میں ان دونوں کا ساتھ کس نے دیا۔ فرمایا فرشتے اور عبداللہ بن مسعودؓ اس کے

---

(۱) تاریخ طبری (۳۳/۲)

(۲) صحیح مسلم (۱۸۴/۵) و التاج الجامع للاصول (۴۱۱/۴)

(۳) تاریخ الاسلام (۹۷/۲) السیرۃ النبویہ لأحمد زینی دحلان (۳۸۹/۱)

قتل میں شریک ہوئے۔

☆ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ عفراء کے تین بیٹے عاقل عوف اور معوذ میدان بدر میں شہید ہوئے۔

اس کا پاکیزہ اور عمدہ موقف:

حضرت عفراء رضی اللہ عنہا کے حیرت انگیز موقف سے ان کی پختہ ایمانی کا پتہ چلتا ہے۔ یہ امر واقعہ ہے کہ جب اس کے دو بیٹے عوف رضی اللہ عنہ اور معوذ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اور معاذ باقی بچا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور یہ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا البیلا بچہ تو بچ گیا اسے اللہ کی راہ میں شہادت نہ ملی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں۔

دراصل وہ دلی طور پر یہ چاہتی تھی کہ اس کے سارے بچے شہادت کا شرف حاصل کرتے۔

اس طرح عفراء نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے بارے میں ایک عمدہ گواہی حاصل کر لی۔

☆ عفراء کا ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے ہاں بڑا بلند مقام و مرتبہ تھا۔ طبری رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے۔ کہ ام المومنین حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا دلاسہ دے کر آل عفراء کے غم واندوہ کو ہلکا کیا کرتی تھی' اور خاص طور پر عفراء کے دونوں بیٹے عوف رضی اللہ عنہ اور معوذ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد تو وہ اور زیادہ آل عفراء کا خیال رکھتیں۔ (۱)

☆ صحابیات کی تاریخ میں اس خاتون کا طرز عمل انوکھا رہا پختہ ایمانی نے اسے اپنے بچے اللہ کی راہ میں قربان کرنے پر انگیخت کیا جس سے تاریخ میں اس کا نام زندۂ جاوید ہو گیا۔

---

(۱) تاریخ الطبری (۲/۳۹)

اگر تاریخ اس کی ولادت اور وفات سے غافل ہے تو وہ اس کے ایسے کاموں سے تو غافل نہیں جو کانوں میں رس گھولتے اور ماحول میں خوشبو بکھیرتے ہیں۔

اللہ عفراء اور اس کے بچوں سے راضی ہوا۔ اور اسے صدیقین، شہداء اور صالحین کی بہترین رفاقت کا اعزاز بخشتے ہوئے اپنی رحمت کے سرور آفریں ٹھکانے میں جگہ عطا کی۔

حضرت عفراء بنت عبید الانصاریہ رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

١۔ الطبقات	٤٤٣/٨
٢۔ الاصابة	٣٥٣/٤
٣۔ سير اعلام النبلاء	١٨٥/١
٤۔ البداية و النهاية	٣٢٥ ' ٣١٦/٣
٥۔ تاريخ الطبرى	٣٣/٢
٦۔ التاج الجامع للاصول	٤١١/٤
٧۔ تاريخ اسلام	٩٧/٢



۲۷

دُرّۃ بنت ابی لہب رضی اللہ عنہا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا:

''جو تجھ سے ناراض ہو اللہ اس پر ناراض ہو''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میں اور تم ایک ہی خاندان سے ہیں''۔

برملا تنبیہ کرنے والے

ام القریٰ مکہ میں اسلام کی دعوت پھیلنے لگی' بڑے جگرے والوں پر وہ اثر انداز ہونے لگی۔ جلدی ہی وہ اندھی جاہلیت کو پرے پھینکنے لگے۔ اور اس ایمان کی طرف تیزی سے قدم بڑھانے لگے جس نے ان کے دلوں کو روشن کر دیا تھا۔ اور ان میں سے انسانیت کے راہنما پیدا کیے۔

نئے دین کی خبریں قریش کے پاس آنے لگیں لیکن شروع میں انہوں نے اس کو کوئی اہمیت نہ دی۔

☆ تین سال تک دعوت کا کام خفیہ انداز میں ہوتا رہا' پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت جبریل علیہ السلام آئے۔ اور آپ کو کھلے عام دعوت کا کام کرنے کا مکلّف ٹھہراتے ہوئے کہا آپ بلاشبہ برملا تنبیہ کرنے والے ہیں۔

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ﴾ (الشعراء : ٢١٤)

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کوہِ صفا پر چڑھے اور آواز دینے لگے۔

اے بنی فہر' اے بنی عدی' آواز سن کر سب جمع ہو گئے۔

جو گھر سے باہر نکلنے کی استطاعت نہیں رکھتا تھا۔ اس نے اپنا نمائندہ بھیج دیا کہ وہ دیکھ آئے کہ معاملہ کیا ہے۔ ابولہب اور قریش وہاں پہنچ گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اریتم لو اخبرتکم ان خیلا بالوادی ترید ان تغیر علیکم اکنتم مُصَدِّقِیَّ.

"تمہارا کیا خیال ہے اگر میں تمہیں یہ بتاؤں کہ وادی میں ایک لشکر تم پر حملہ آور ہونے والا ہے کیا تم میری بات کو سچ مانو گے۔ سب نے کہا: ہم نے آپ کو کبھی جھوٹ بولتے دیکھا نہیں آپ نے فرمایا: میں تمہیں شدید عذاب سے آگاہ کرنے والا ہوں"۔

ابولہب نے کہا تیرا ستیا ناس کیا تو نے اس لیے ہمیں یہاں جمع کیا تھا۔ خوامخواہ ہمارا دن ضائع کر دیا۔(۱)

☆ رسول اللہ ﷺ کے چچا کی بیٹی جلیل القدر صحابیہ درۃ بنت ابی لہب بن عبدالمطلب کی سیرت جاننے سے پہلے ہم اللہ و رسول کے دشمن اس کے والد کے چند واقعات جاننے کی آپ کو دعوت دیتے ہیں۔

ابولہب کے واقعات:

ابولہب رسول اللہ ﷺ کا چچا تھا۔ اس کا نام عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب بن ہاشم القرشی تھا۔ یہ اپنے بھتیجے حضرت محمد ﷺ کے ساتھ بغض رکھتا اور انہیں بہت زیادہ اذیت دیا کرتا تھا۔ اکثر و بیشتر وہ اس میں اور اس کے دین میں نقائص نکالتا۔ حسن و جمال اور چمک دار چہرے کی وجہ سے اس کی کنیت ابولہب تھی اللہ تعالیٰ نے ان کا رخ ابوالنور یا ابوالضیاء کہنے سے پھیر رکھا تھا کیونکہ ان الفاظ میں مدح کا پہلو بھی پایا جاتا ہے۔ البتہ لہب میں صرف ناپسندیدہ اور مکروہ پہلو ہی ہے۔ چونکہ لہب آگ کے شعلے کو کہتے ہیں۔ اور پھر اس سے یہ اشارہ بھی ملتا ہے۔ کہ اس کا ٹھکانا بھی آگ میں ہوگا۔(۲)

☆ ابولہب رسول اللہ ﷺ کو اذیت پہنچانے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کرتا تھا۔ اور نہ ہی کوئی موقعہ اپنے ہاتھ سے جانے دیتا تھا۔

---

(۱) اخرجہ الشیخان البخاری ومسلم. تفسیر قرطبی وتفسیر ابن کثیر تفسیر سورۃ لھب

(۲) تفسیر القرطبی (۲۰/۲۳۸)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ابوالزناد کے حوالے سے روایت کرتے ہیں۔
ابوالزناد کہتے ہیں کہ مجھے بنو دیل کے ایک شخص جس کا نام ربیعہ بن عباد تھا۔
جو زمانہ جاہلیت میں تھا پھر اس نے اسلام قبول کر لیا بتایا: وہ کہتا ہے۔
کہ میں نے زمانہ جاہلیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ذوالمجاز منڈی میں دیکھا
آپ یہ کہہ رہے ہیں۔

يَآ اَيُّهَا النَّاسُ قُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْا.

''لوگو لا الہ الا اللہ کہو کامیاب ہو جاؤ گے''۔

لوگ اس کے اردگرد جمع تھے۔ ایک خوب روحیلہ ساز' چالاک شخص جس نے سر پہ بالوں کی دو چوٹیاں بنا رکھی تھیں مسلسل یہ بات کہہ رہا تھا۔ لوگو یہ بے دین ہے جھوٹا ہے۔ اس کی بات نہ ماننا اور وہ آپ کے پیچھے پیچھے چلتا' میں نے پوچھا یہ شخص کون ہے۔ لوگوں نے بتایا ان کا چچا ابولہب ہے۔[1]

☆ ابولہب نے اسی پہ اکتفا نہیں کیا' بلکہ اس کے خیال میں یہ تھا کہ قیامت کے دن اس کا مال اسے چھڑا لے گا۔ روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کو ایمان کی طرف دعوت دی تو ابولہب نے کہا اگر میرا بھتیجا جو کچھ کہتا ہے وہ سچ ہے تو میں قیامت کے دن اپنا مال اور اولاد فدیہ میں دے کر اپنی جان عذاب سے چھڑا لوں گا۔ ابولہب اس حقیقت کو بھول گیا۔ کہ قیامت کا دن ایسا ہوگا۔

﴿يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ' اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ﴾

(الشعراء ۸۸ : ۸۹)

☆ ابولہب کی بیوی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء دینے میں اپنے خاوند سے کم نہ تھی۔ اس کا نام اروی بنت حرب بن امیہ تھا یہ ابوسفیان کی بہن تھی اس کی کنیت ام جمیل تھی۔

---

(1) تفسیر ابن کثیر (سورۃ المسد)

یہ کفر' انکار اور عناد میں اپنے خاوند کی مددگار تھی۔

☆ یہ رسول اللہ ﷺ کے راستے میں کانٹے رکھ دیا کرتی تھی۔ آپ کی دشمنی میں اپنا مال بے دریغ خرچ کرتی' اللہ نے اس کا نام' حَمّالة الحطب رکھا۔

☆ ابولہب اور اس کی بیوی نے نبی کریم ﷺ کو اسلام کے راستے میں روکنے اور آپ کو چیلنج دینے کی بنا پر دائمی شقاوت اپنے گلے لگالی' اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی مذمت میں سورہ المسد نازل فرمائی' اور اس میں ان دونوں کی بدبختی کا تذکرہ کیا اور ان کی بے ایمانی کو طشت از بام کیا اور یہ دونوں عذاب اور وعید کے مستحق ٹھہرائے گئے۔ عذاب ان کو مل کے رہے گا۔

ابو لہب کا انجام:

ابولہب کی موت کے بارے میں تاریخی حوالے کی کتابوں میں مذکور ہے' کہ وہ غزوۂ بدر کے بعد فوت ہوا۔ وہ مسلمانوں کی کامیابی سے بہت دل گرفتہ ہوا۔ اللہ نے اسے طاعون کی بیماری میں مبتلا کر دیا جس سے وہ مر گیا۔ تین دن اسے دفن نہ کیا گیا جس کی وجہ سے اس کے جسم میں بدبو پیدا ہوگئی پھر اس کے بیٹے نے دور سے اس پر پانی انڈیل کر اسے غسل دیا اسے خطرہ تھا کہ طاعون کی بیماری کہیں اس کو نہ لگ جائے قریش اس سے اسی طرح بچتے تھے جس طرح طاعون سے بچتے ہیں۔ پھر وہ اسے اٹھا کر مکہ کی بالائی جانب لے گئے۔ اور ایک دیوار کے ساتھ اس کے لاشے کو رکھ کر اوپر پتھر چن دیئے۔

☆ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی مضبوط گرفت میں لیا۔ خطرناک قابل نفرت بیماریاں اس پر حملہ آور ہوئیں۔ اسے ایک ایسی بیماری نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ جو لا علاج ہوتی ہے۔ وہ انسان کی جان نہیں چھوڑتی۔ اس کا بیٹا اس سے نفرت کرنے لگا دوست اس سے دور بھاگنے لگے۔ گھر والے اس سے کنارہ کشی کرنے لگے۔ یہ سلوک تو اس کے ساتھ دنیا کی زندگی میں ہوا۔ اور آخرت کا

عذاب تو اس سے کہیں سخت اور نہ ختم ہونے والا ہوگا۔

اللہ مردے سے زندہ کو نکالتا ہے:

اس تاریک اور خوفناک فضا میں درہ بنت ابی لہب رضی اللہ عنہا نے پرورش پائی۔ وہ یہ دردناک واقعات دیکھتی تھی لیکن اس کی عقل و دانش اس سب کچھ کا انکار کرتی جو اس کا والد ابولہب کرتا جسے اس کے وافر مال' بڑے خزانے اور جمع شدہ پونجی نے کچھ فائدہ نہ دیا۔

☆ ان سب پابندیوں کے باوجود اسلام نے اس کے صاف دل کی طرف راستہ بنا لیا' اسلام کی آواز اس کے کانوں میں پڑی' وہ مکہ معظّمہ میں مسلمان ہوگئی۔[1] اللہ تعالیٰ نے اسے شرک کی تاریکیوں سے اسلام کے نور کی طرف نکالا' وہی تو ہے جو مردے سے زندہ کو نکالتا ہے۔

☆ درۃ رضی اللہ عنہا مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر گئی اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے سعادت اور توفیق لکھ دی۔ اس نے مہاجرات کا اجر و ثواب پایا اس طرح مسلمان خاتون کی تاریخ میں وہ بڑے بلند مقام پر فائز ہوئی۔ اس نے ان حالات کا چیلنج قبول کیا جس نے اسے اپنے گھیرے میں لے رکھا تھا۔

☆ درۃ کی شادی حارث بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب سے ہوئی۔ جس سے عقبہ' ولید اور ابومسلم پیدا ہوئے۔ اس کا خاوند جنگ بدر میں حالت شرک میں قتل ہوا۔ اس کے بعد دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے اس سے شادی کی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں اس کا مقام و مرتبہ:

مدینہ منورہ میں حضرت درۃ رضی اللہ عنہا نے صحابیات میں اپنا ایک مقام و مرتبہ بنا لیا تھا لیکن بعض خواتین اسے شک کی نظروں سے دیکھتی تھیں۔ جس سے یہ دل گرفتہ ہو

---

(۱) الاعلام (۳۳۸/۲)

جاتی۔ ان خواتین کا یہ خیال تھا کہ یہ اللہ کے دشمن ابولہب کی بیٹی ہے۔ لیکن نبی کریم ﷺ نے یہ ارشاد فرما کر فضا کو صاف کر دیا۔

آپ نے یہ ربانی پیغام سنایا:

﴿لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ○ وَ اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی ○ وَ اَنَّ سَعْیَهٗ سَوْفَ یُرٰی ثُمَّ یُجْزٰهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰی﴾

تاریخی حوالے کی کتابوں میں ملتے جلتے اسالیب کی صورت میں یہ واقعہ بیان کیا ہے۔

کہ درۃ بنت ابی لہب ہجرت کر کے مدینے پہنچی۔ رافع بن معلیٰ انصاری زرقی رضی اللہ عنہ کے گھر قیام کیا بنی زریق کی عورتوں نے اس سے کہا: کیا تو اس ابولہب کی بیٹی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ ○ مَا اَغْنٰی عَنْهُ مَالُهٗ وَ مَا كَسَبَ﴾

کہنے لگیں تیری ہجرت تجھے کیا فائدہ دے گی درہ نے نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر شکایت لگائی کہ عورتیں یہ کچھ کہتی ہیں وہ بہت دل گرفتہ تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے اسے تسلی دی اور فرمایا بیٹھ جاؤ۔ پھر آپ نے لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھائی۔ اور منبر پر بیٹھ کر یہ ارشاد فرمایا:

ایها الناسُ مالی اوذی فِیْ اَهْلِیْ؟ فوالله اِن شفاعتی تنال قرابتی حَتّٰی ان صدا و حکمًا لتنا لها یوم القیامة.

لوگو کیا بات ہے مجھے میرے خاندان کے حوالے سے تکلیف دی جاتی ہے۔ اللہ کی قسم میری شفاعت میرے قرابت داروں کو پہنچے گی' یہاں تک صدا اور حکم قبیلے قیامت کے دن میری شفاعت کے مستحق ہوں گے۔ (۱)

---

(۱) اسد الغابہ (۵/۴۵۰) الاصابہ (۴ ۲۹۰ و ۲۹۱) درالسحابہ الشوکانی (ص ۵۴۲)

☆ ایک دوسری روایت حضرت درہ کے مقام و مرتبہ کو اجاگر کرتی ہے کہ اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اَغْضَبَ اللّٰهُ مَنْ اَغْضَبَكِ.

جو تجھ سے ناراض ہو اللہ اس سے ناراض ہو۔(۱)

توجہ سے ہے:

حضرت درہ رضی اللہ عنہا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سے زیادہ دور نہیں رہتی تھی۔ وہ اکثر و بیشتر ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کے لیے آتی۔ اور اس کے علم و فقہ سے استفادہ کرتی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی بجا آوری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی سبقت لے جاتی۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک ملاقات اس کے نصیب میں ایک ایسی سرفرازی آئی، جس کی خاص طور پر نسبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تھی۔

درہ رضی اللہ عنہا اس سرفرازی کا واقعہ بیان کرتی ہیں۔

فرماتی ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھی تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا پانی لاؤ۔ میں اور حضرت عائشہ آفتابہ پکڑنے کے لیے جلدی سے آگے بڑھیں لیکن میں نے آگے بڑھ کر آفتابہ پہلے پکڑ لیا۔ آپ نے وضوء کیا اور میری طرف دیکھتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میں اور آپ دونوں ایک ہی خاندان سے ہیں۔(۲)

محدثہ اور شاعرہ:

درہ رضی اللہ عنہا ایک شاعرہ قریشی خاتون تھی اور اس کا تعلق ان خواتین سے تھا

(۱) درالسحابہ (ص ۵٤۲)

(۲) درالسحابہ (ص ۵٤۳) (رواہ احمد)

جنہوں نے حدیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ اس نے نبی کریم ﷺ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے تین احادیث کو روایت کیا۔ اس کی مرویات میں سے ایک یہ روایت بھی ہے۔ فرماتی ہیں نبی کریم ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے۔ تو ایک شخص نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ لوگوں میں کون سا شخص سب سے بہتر ہے۔

☆ آپ نے ارشاد فرمایا:

لوگوں میں سب سے بہتر وہ شخص ہے۔ جو سب سے زیادہ عالم' سب سے زیادہ متقی' سب سے بڑھ کر نیکی کا حکم دینے والا' برائی سے روکنے والا اور سب سے بڑھ کر صلہ رحمی کرنے والا ہو۔(۱)

اور اس سے یہ حدیث بھی مروی ہے۔

فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لا یوذی حیی بمیت.(۲)

☆ درہ رضی اللہ عنہا جس طرح روایت حدیث اور حفظ حدیث میں ممتاز تھی اسی طرح عمدہ اشعار کہنے میں بھی اسے عبور حاصل تھا۔

جنگ فجار کے بارے میں یہ اشعار کہے۔

لَا قَــوا غـدَاةَ الـرّوع ضَـمزَرَةً
فیهـــا السَّـنَـوَّرُ مِـن بـنـی فـهـر

مَـلـمُـومَـةً خـرسـآءُ تَـحسَبُهَـا
لـمـا بَـدَتْ مَـوجًـا مـن الـبحـر

---

(۱) احمد (۶/۴۳۲) الاستیعاب (۴/۲۹۱)
اسد الغابہ (۵/۴۵۰) الاصابہ (۴/۲۹۱)

(۲) الاستیعاب (۴/۲۹۱) الاصابہ (۴/۲۹۱)

وَ الجُردُ کَالعقبان کَاسِرَۃ

تَھوِی امام کتائب خُضرٍ

منھا ذُعافُ المَوتِ اَبرَدُہٗ

یَغلِی بِھِم و احرّۃٌ یجری

قَومٌ لو اَنَّ الصخر صالدھم

صَلُبُوا وَ لان عرامسُ الصخرِ

☆ درہ رضی اللہ عنہا اپنے مقام و مرتبے کی حفاظت کرتی رہی نبی کریم ﷺ جب فوت ہوئے تو آپ اس سے راضی تھے۔ ۲۰ ہجری تک یہ زندہ رہیں۔ اس نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں وفات پائی۔ اس نے تاریخ میں بڑے خوشگوار اثرات مرتب کیے۔

اللہ تعالیٰ درہ رضی اللہ عنہا سے راضی ہوا اور وہ اپنے اللہ پر راضی ہوئی۔

ہم اسے الوداع کہتے ہوئے' کتنا اچھا محسوس کرتے ہیں کہ یہ بات بیان کریں۔ کہ حبیب مصطفی ﷺ نے اس کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا:

اَنَا مِنکَ وَ اَنتَ مِنِّی.

میں اور تو دونوں ایک خاندان سے ہیں۔

درہ بنت ابی لہب رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

١۔ الاستیعاب ٤/٢٩٠

٢۔ سیر اعلام النبلاء ٢/٢٧٥

٣۔ اسد الغابة ٥/٤٤٩

٤ ـ تفسیر القرطبی	٢٠/٢٣٨
٥ ـ الاعلام	٢/٣٣٨
٦ ـ الاصابة	٤/٢٩٠'٢٩١
٧ ـ درالسحابة	٥٤٢
٨ ـ حیاة الصحابة	١/٥٥٤
٩ ـ شاعرات العرب	صفحه ١٢٠



۲۸

النَّوَّار بنت مالک الانصاریہ رضی اللہ عنہا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بیٹے کے حق میں کہا:

"اللہ تعالیٰ تیرے اور تیری والدہ کے لیے برکت عطا کرے"۔ (فرمانِ نبوی ﷺ)

فضائل کا میدان

جب نبی کریم ﷺ کی مدینہ منورہ میں آمد کا منظر ہماری آنکھوں کے سامنے سے گذرتا ہے۔ تو اس کے ساتھ ہی انصار کے مرد و زن کے جود و کرم کی نوازشات کی جھلک دیکھائی دینے لگتی ہے۔

انصاری خواتین نے جس حسن سخاوت و ضیافت کا انداز اپنایا وہ نہایت ہی خوش کن تھا۔ وہ فضائل کے میدان میں ایک دوسری سے آگے نکل جانے کی کوشش کرتیں۔

اس طرز عمل سے ان کا مقصد اللہ تعالیٰ اور رسول مقبول ﷺ کی خوشنودی حاصل کرنا تھا۔

☆ آج ہم جس صحابیہ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ کرنے لگے ہیں۔ اس کا تعلق انصار سے ہے اور وہ عالم فاضل خواتین میں سے ہے۔ وہ بڑی سلیم الفطرت تھی اور جود و سخا کی خوگر اپنا مال اور اولاد اللہ کی راہ میں بے دریغ پیش کرنے میں خوشی محسوس کرتی۔

☆ اس صحابیہ کی سخاوت اس کے پختہ ایمان کی ایک نشانی تھی اور ایثار و قربانی کی ایک ایسی سچی تصویر تھی۔ جس کی تعریف اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ان الفاظ سے کی۔

﴿وَ يُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانُوْا بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ (الحشر : ۹)

اس اعتبار سے وہ اپنے اور بیٹے کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ کی دعائے برکت کی مستحق ٹھہری۔ آپ نے ان کے حق میں یہ دعا کی:

بَارَكَ اللّٰهُ فِيكَ وَ فِيْ اُمِّكَ.

اللہ تیرے اور تیری والدہ کے لیے برکت عطا کرے۔

النوار بنت مالک بن صرمۃ النجاریۃ الانصاریہ[1] ایک عظیم المرتبت اور نجیب الفطرت خاتون تھی۔

شریف بیٹے کی شریف ماں:

النوار کی شادی ثابت بن الضحاک الخزرجی سے ہوئی۔ جس سے مشہور و معروف صحابی زید بن ثابت پیدا ہوئے۔ پھر اس کا بھائی یزید پیدا ہوا۔ اس کا خاوند ہجرت سے پانچ سال پہلے جنگ بعاث میں قتل کر دیا گیا۔

اس وقت زید کی عمر صرف چھ سال تھی' پھر اس کی شادی عمار بن حزم بن زید النجاری الانصاری رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔

☆ النوار بڑی دانشمند خاتون تھی یہ درست رائے اور مشورہ دینے کے حوالے سے مشہور و معروف تھی وہ ان چین کے رکھ دینی والی لڑائیوں کو بہت ناپسند کرتی تھی جن کی لپیٹ میں اوس اور خزرج اور اس کا خاوند ثابت بن ضحاک ان کی لپیٹ میں آیا۔ یہ بھی اپنی زندگی کے دن یونہی گذار دیتی اگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے مدینے کو بچا نہ لیتا' اللہ تعالیٰ نے اہل مدینہ پر اسلام کی وجہ سے احسان فرمایا وہ اس طرح کہ ایک کامیاب سفیر اسلام حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مدینے کے بڑے بڑے لوگ مسلمان ہو گئے۔ اور ان میں النوار بنت مالک الانصاریہ بھی تھی۔ جو قرآنی آیات کو زبانی یاد کر کے سکون قلب محسوس کرتی۔ اور اپنے بیٹے کو آیات قرانی کی تعلیم دیتی' جسے آگے چل کر بہت بڑے امام' شیخ القراء' علم میراث کا ماہر مفتی مدینہ اور کاتب وحی ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ یہ بڑے ذہین و فطین تھے۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینے تشریف لائے تو زید بن ثابت نے اسلام قبول

---

(۱) الطبقات (۸/۴۱۹) اسد الغابہ (۵/۵۵۷)

کیا اس وقت اس کی عمر گیارہ سال تھی۔

نبی کریم ﷺ نے اسے یہودیوں کی تحریر سیکھنے کا حکم دیا تاکہ ان کے خطوط پڑھ سکے۔ آپ نے اس موقعے پر یہ ارشاد فرمایا:

فَاِنِّیْ لَا آمنهم.

''کہ میں ان سے مطمئن نہیں ہوں''۔

اس نے ان کی تحریر میں مہارت پیدا کر لی۔

رسول اللہ ﷺ نے جب ان کو خطوط ارسال کرنا ہوتے تو زید بن ثابت کو لکھنے کے لیے حکم دیتے۔

النوار اور پہلا تحفہ:

رسول اللہ ﷺ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے ہاں مہمان ٹھہرے۔ وہاں رہائش اختیار کی یہاں تک مسجد اور حجرے بنا لیے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس کھانے کے تحائف آنے لگے۔

نبی کریم ﷺ جب وہاں فروکش ہوئے تو سب سے پہلے پیالے میں کھانے کا تحفہ جو پیش کیا گیا وہ النوار بنت مالک کی طرف سے تھا اور یہ پیالہ اس کا فرزند ارجمند زید بن ثابت لے کر آیا تھا۔ سیدنا زید رضی اللہ عنہ اپنی والدہ کے تحفے کا تذکرہ کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں۔ ابو ایوب انصاری کے گھر جو پہلا تحفہ آیا وہ پیالہ تھا جو میری والدہ نے دے کر آپ کی خدمت میں بھیجا تھا' اس میں گھی اور دودھ میں روٹی بھگوئی ہوئی تھی۔ میں نے وہ پیالہ آپ کے سامنے لا کر رکھ دیا۔ اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ پیالہ میری والدہ نے بھیجا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

بارک الله فیک و فی امک.

اللہ تعالیٰ تیرے اور تیری والدہ کے لیے برکت عطا کرے۔

آپ نے صحابہ کو بلایا اور سب نے مل کر کھایا۔(۱)

☆ پھر اس کے بعد سعد بن عبادہ کی طرف سے پیالہ آیا جس میں ثرید اور گوشت کا شوربہ تھا۔

پھر بنونجار باری باری کھانا پیش کرتے رہے۔ یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہا جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف فرما رہے۔ ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر تین ساتھی کھانا لے کر آئے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اور اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے روزانہ کھانا آتا۔ لیکن اس روز جلیل القدر صحابیہ حضرت النوار بنت مالک رضی اللہ عنہا کھانا بھیجنے میں سبقت لے گئی۔

النوار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مؤذن:

حضرت النوار رضی اللہ عنہا کا گھر مسجد نبویؐ کے اردگرد بنے ہوئے تمام گھروں سے اونچا تھا' سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اس گھر کی چھت پر نماز کی اذان دینے کے لیے چڑھتے۔

ابن سعد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی والدہ النوار رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

''مسجد کے اردگرد پائے جانے والے گھروں میں میرا گھر سب سے اونچا تھا''۔

بلال رضی اللہ عنہ میرے گھر کی چھت پر اذان دیتے یہ سلسلہ شروع سے لے کر مسجد نبوی بننے تک جاری رہا اس کے بعد وہ مسجد نبوی کی چھت پر چڑھ کر اذان دیتے' مسجد کی چھت پر اس مقصد کے لئے ایک چبوترہ سا بنا دیا گیا تھا۔(۲)

☆ اس طرح حضرت النوار رضی اللہ عنہا کو یہ شرف حاصل ہوا کہ اس کا گھر پہلا مینارہ بنا

---

(۱) السيرة الحلبيه (۲/۲۷۷)

(۲) الطبقات (۸/۴۲۰)

جس پر نماز کے لیے اذان کی صورت میں ذکر الٰہی کا اعلان کیا جاتا رہا۔

سبحان اللہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت کے ثمرات:

☆ انصار کی خواتین میں النوار بنت مالک رضی اللہ عنہا کو بڑا بلند مقام و مرتبہ نصیب ہوا اس طرح کہ اس کے بیٹے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلفائے راشدین اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاں بڑا بلند مقام حاصل تھا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کا وصف بیان کرتے ہوئے کہا' کہ زید بڑا عقل مند ساتھی ہے۔ پھر آپ نے اسے قرآن جمع کرنے کی ذمے داری سونپی اور اس نے اس کام کو بڑے احسن انداز سے سرانجام دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے کام مین برکت عطا فرمائی جس طرح کہ اس سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے اور اس کی والدہ کے حق میں برکت کی دعا کی۔

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت نے النوار رضی اللہ عنہا کے دل میں حدیث شریف کی محبت اور لگن پیدا کر دی' اسے حدیث کی راویہ بننے کا شرف حاصل ہوا۔ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ اس سے ام سعد بن اسعد بن زرارۃ رضی اللہ عنہا نے حدیث روایت کی۔ (1)

☆ سوانح نگار بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت النوار نے اپنے بیٹے کی زندگی میں وفات پائی۔ اور اس نے اپنی والدہ کی نماز جنازہ پڑھائی ۴۵ ہجری میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے وفات پائی۔ اور حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے مرثیہ میں یہ شعر کہا:

فَمَنْ لِلْقُوَا فِي بَعْدَ حسان و ابنه

وَ مَنْ للمثانی بعد زید بن ثابتٍ

(۱) الاستیعاب (۴۰۳/۴) اسد الغابہ (۵۵۷/۵)

اللہ تعالیٰ النوار بنت مالک اور اس کے بیٹے زید پہ راضی ہوا۔

حضرت النوار رضی اللہ عنہا کو الوداع کہنے سے پہلے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان دہرانا اپنے لیے سعادت سمجھتے ہیں۔

بَارَکَ اللّٰہُ فِیکَ وَ فِیْ اُمِّکَ.

اللہ تیرے اور تیری والدہ کے لیے برکت عطا کرے۔

حضرت النوار بنت مالک رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

١ ـ الطبقات ٨/٤١٩

٢ ـ اسد الغابة ٥/٥٥٧

٣ ـ السيرة الحلبية ٢/٢٧٧

٤ ـ الاستيعاب ٤/٤٠٣



۲۹

فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا

جب اس کے خاوند نے اسے طلاق دے دی تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے کہا:

اس پر اب تیرے نان ونفقہ کی ذمے داری نہیں ہے۔

اور اسے یہ حکم دیا کہ وہ عدت گذارے۔

دانشمند اور شریف خاتون

یہ جلیل القدر صحابیہ رضی اللہ عنہا صحابہ کرامؓ کی ان خواتین میں سے ہے جو ذہانت اور حفظ کے اعتبار سے ضرب المثل بنیں۔

☆ یہ حدیث روایت کرنے والی خواتین میں سے وہ ایک تھی۔ جس سے سنن اخذ کی گئیں۔ کتنی ایسی احادیث ہیں جنہیں ایک خاتون نے روایت کیا اور انہیں آئمہ حدیث نے ہاتھوں ہاتھ لیا۔

صحابہ کرامؓ اور فقہائے حدیث نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ الفریعۃ بنت مالک سے مروی اس حدیث کو اخذ کیا۔ کہ جس میں یہ ذکر ہے کہ جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے وہ اپنے خاوند کے گھر عدت گذارے۔

اب ہم ایک صحابیہ کا بیان کرنے لگے ہیں۔ جس کا قصہ نبوی حکمت پر مشتمل ہے۔ اور وہ مسلم خواتین کے لیے راہنما ہے۔

☆ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ذکر کیا ہے۔ کہ فاطمۃ بنت قیس بن خالد الاکبر بن وہب القرشیۃ الفہر یہ ضحاک بن قیس کی ہمشیرہ تھی۔ (۱)

☆ حضرت فاطمہ کو اسلام قبول کرنے اور ہجرت اختیار کرنے میں سبقت لے جانے کا شرف حاصل ہوا۔ وہ بڑی عقلمند اور صاحب جمال و کمال خاتون تھی۔ اور اسے صحابہ کرام کی خواتین میں بڑا بلند مقام و مرتبہ حاصل تھا۔

☆ اس کے بارے میں زبیر بن بکار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ یہ بڑی دانشمند اور شریف

---

(۱) اسد الغابہ (۵/۵۲۶)

خاتون تھی۔

☆ فاطمہ بنت قیس کی دو بہنیں مسلمان ہوئیں۔ ایک کا نام حزمۃ قیس اور دوسری کا نام خیرۃ بنت قیس تھا۔

فاطمۃ اور نبی کریم ﷺ کی نصیحت:

ذاتی کمالات کے ساتھ ساتھ اسے یہ انفرادیت بھی حاصل ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اسے ابوحفص عمرو بن حفص بن مغیرہ المخزومی سے طلاق مل جانے کے بعد اپنے محبوب ابن محبوب صحابی اسامہ بن زید کی زوجیت کے لیے راضی کیا۔ فاطمۃ نے قطعی طلاق یافتہ رہائش اور نان ونفقہ سے متعلق حدیث روایت کی ہے۔ (1)

☆ ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ابوسلمۃ بن عبدالرحمان سے اور اس نے فاطمۃ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی کہ ابوعمرو بن حفص نے اسے طلاق قطعی دے دی جب کہ وہ گھر سے غیر حاضر تھا۔ اور اس نے اس کو جو دے کر اپنا نمائندہ بھیجا جس سے وہ ناراض ہوئی۔ اس نے کہا تیری اب کوئی ذمے داری مجھ پر نہیں۔

وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی آپ سے اس صورت حال کا تذکرہ کیا۔

آپ نے ارشاد فرمایا:

لیس لک علیه نفقة.

اس کے ذمے اب تیرا نان ونفقہ نہیں۔

اور اسے یہ حکم دیا کہ ام شریک کے گھر عدت گذارے۔

پھر آپ نے یہ ارشاد فرمایا:

اِنَّ تِلْکَ امرأۃِ یَغْشَاھَا اصحابی اعتَدِّی فِیْ بَیْتِ ابْنِ اُمِّ مکتُومٍ فَاِنَّهٗ رَجُلٌ اَعْمٰی تَضَعِیْنَ ثیابکَ فَاِذَا حَلَلْتِ فَآذنِینِی.

---

(1) اس کو صحاح ستہ میں سے بخاری کے علاوہ سب نے روایت کیا ہے۔

کہتی ہیں کہ جب میں نے عدت گذار لی تو آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی معاویہ بن ابی سفیان اور ابوجہم نے مجھے شادی کا پیغام بھیجا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابوجہم بڑا غصیلا ہے ہر وقت لاٹھی اس کے کندھے پر ہوتی ہے۔ اور معاویہ بن ابی سفیان کی مالی حالت کمزور ہے۔ آپ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے شادی کر لیں۔ کہتی ہیں کہ میں نے اسے ناپسند کیا۔

پھر اس نے اسامہ بن زیدؓ سے نکاح کر لیا اللہ تعالیٰ نے بہت برکت عطا فرمائی اور اس پر رشک کرنے لگی۔ (۱)

☆ اس طرح فاطمہ کو دو فضیلتیں میسر آئیں۔ ایک فضیلت یہ کہ نبی کریم ﷺ نے اس کے لیے اچھے خاوند کا انتخاب کیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿و الطیبات للطیبین و الطیبون للطیبات﴾ (النور : ٢٦)

☆ اور دوسری یہ فضیلت کہ نبی کریم ﷺ کا کفو کے اعتبار سے فیصلہ دین کے لحاظ کیا گیا۔ کہ کفو میں اصل اور کمال کا تعین دین کے لحاظ سے ہو گا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حضرت اسامۃ رضی اللہ عنہ سے شادی اس دینی قاعدے کی بنیادی مثال ہے اور رسول اللہ ﷺ کے عمل سے یہ بات واضح ہوئی کہ اگر کوئی مسلمان کسی معاملے میں کسی دوسرے مسلمان سے مشورہ کرے تو وہ اسے پورے اخلاص اور ہمدردی سے مشورہ دے۔

☆ درحقیقت فاطمۃ بنت قیس کی محبوب رسول اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے ساتھ شادی قابل رشک تھی اور اس مبارک شادی کے نتیجے میں زیدؔ جبیر اور عائشہ پیدا ہوئے۔ (۲) ان کو محبوب رسول کے بیٹے کہہ کر پکارا جاتا تھا۔ یہ نام ان کے لیے کتنا عزت کا نام تھا۔

---

(۱) ابوداؤد (۲۲۸٤) الطبقات (۸/۲۷۳)

(۲) الطبقات (٤/۷۲)

فاطمۃ اور نبی کریم ﷺ کا گھر:

فاطمۃ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کے گھر کے قریب رہائش پذیر تھی۔ آپ ہی کے صاف شفاف علمی چشمے سے سیراب ہوئی' پے درپے واقعات ظہور پذیر ہوتے رہے۔ جب رسول اللہ ﷺ اپنی زندگی کی آخری بیماری میں مبتلا ہوئے تو اس کا خاوند شام کی طرف روانہ ہونے والے لشکر کا امیر تھا۔ رسول اللہ ﷺ بیماری کی حالت میں یہ فرمانے لگے۔

اَنْفِذُوْا جَیْشَ اُسامۃ' اَنْفِذُوْا جَیْشَ اُسَامَۃَ.

لشکر اسامہ روانہ ہوا اور جرف بستی تک پہنچا تو حضرت فاطمہؓ نے پیغام بھیجا جلدی نہ کریں رسول اللہ ﷺ زیادہ بیمار ہیں ابھی اس کا خاوند اسامہ وہاں سے چلنے نہ پایا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی روح قفص عنصری سے پرواز کر گئی۔ (۱)

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیائے فانی سے کوچ کر گئے اور آپ فاطمۃ اور اس کے خاوند سے راضی تھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا خلفائے راشدین کے دور میں زندہ رہیں۔ لوگ اس کے فضل وشرف اور مقام ومرتبے کو جانتے تھے اس خاتون کے بڑے مناقب ہیں۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے قتل کے وقت اسی کے گھر مجلس شوریٰ کا اجلاس ہوا تھا۔ جس میں اصحاب شوریٰ نے بڑے مدلل خطابات کیے۔ (۲)

فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ذہانت اور حفظ:

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا عالم فاضل اور فقیہہ صحابیات میں سے تھی۔ اور یہ حدیث روایت کرنے والی صحابیات میں سے تھی حفظ کے اعتبار سے اسے اللہ تعالیٰ نے بڑا

---

(۱) الطبقات (۶۷/۴) تاریخ اسلام ذھبی (۱۹/۳)

(۲) الاستیعاب (۳۷۱/۴) البدایہ و النھایہ (۱۵۰/۷) تھذیب التھذیب (۴۴۴/۱۲)

عجیب وغریب ملکہ عطا کیا تھا۔

جب ہم اس کے حافظے کا اندازہ لگانا چاہتے ہیں۔ تو دجال کے بارے میں وہ طویل حدیث جس میں اس کے خروج کی تفصیلات ملاحظہ کرتے ہیں۔ یعنی حدیث جساسہ ہماری نظر سے گذرتی ہے جس کو رسول اللہ ﷺ نے منبر پر بیان کیا فاطمہؓ نے سنتے ہی اسے زبانی یاد کر لیا؛ اور پھر جس طرح یہ حدیث سنی تھی اسی طرح جلیل القدر تابعی عامر بن شرحبیل کو سنا دی جو الشعبی کے نام سے مشہور ہے۔ اور وہ کبار اور ثقہ تابعین میں سے تھے۔

☆ حضرت فاطمہؓ نے نبی کریم ﷺ سے ۳۴ احادیث روایت کیں۔ جن میں سے ایک حدیث متفق علیہ ہے اور تین احادیث مسلم شریف میں ہیں اور اس کی مرویات تمام کتب حدیث میں مزکور ہیں۔ اس سے کبار تابعینؒ کی جماعت نے حدیث روایت کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔

جن میں سے شعبی سعید بن مسیّب' سلیمان بن یسار اور ابراہیم النخعی قابل ذکر ہیں۔(1)

☆ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے خلفائے راشدین کا تمام دور دیکھا اور یہ ۵۰ ہجری کے بعد تک زندہ رہیں اور امیر معاویہ بن ابی سفیانؓ کے دور خلافت میں وفات پائی۔

☆ ہم نے ذی وقار صحابیہ کی سیرت کے گلشن سے مہکے ہوئے پھول چن لیے۔ اس نے زندگی بھر اللہ تعالیٰ اور رسول مقبول ﷺ کی رضا کو ترجیح دی اس نے سعادت کی زندگی اور قابل رشک موت پائی۔

اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی

---

(۱) سیر اعلام النبلاء (۲/۳۱۹) تهذیب التهذیب (۱۲/۴۴۴) الاستیعاب (۴/۳۷۱)

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

١ـ اسد الغابة	٥/٥٢٦
٢ـ الطبقات	٤/٧٢
٣ـ تاريخ اسلام ذهبی	٣/١٩
٤ـ الاستيعاب	٤/٣٧١
٥ـ البداية و النهاية	٧/١٥٠
٦ـ تهذيب الاسماء و اللغات	٢/٣٥٣
٧ـ تهذيب التهذيب	١٢/٤٤٤
٨ـ التاج الجامع للاصول	٥/٣٤٥
٩ـ دلائل النبوه بيهقی	٥/٤١٦
١٠ـ سير اعلام النبلاء	٢/٣١٩



۳۰

سلمیٰ بنت عمیس رضی اللہ عنہا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمیٰ اور اس کی بہنوں کے بارے میں فرمایا یہ مؤمن بہنیں ہیں۔

تمام بہنیں مؤمن ہیں

عورت میں ذکاوت حس، دوراندیشی اور قوت خیال مردوں سے کہیں زیادہ ہوتا ہے۔ جب وہ کبھی کوئی خبر سنتی ہے، یا کوئی یاد اس کے پردہ خیال پر رقصاں ہوتی ہے۔ یا وہ کوئی عجیب وغریب منظر دیکھتی ہے تو اس کے دل کی گہرائی میں اثر پذیر ہوتی جس کا اظہار اس کے چہرے اور آنکھوں سے ہونے لگتا ہے۔

☆ یہ تمام تر خوبیاں اس جلیل القدر صحابیہ میں پائی جاتی تھیں۔ ایمان اس کے صاف شفاف دل سے ٹکرایا تو دل میں وہ جاگزیں ہوگیا۔ اس کا ایمان ہر قسم کے شبہ سے بالاتر ہوا۔ اس نے اپنی ان بہنوں کا ساتھ دیا جنھوں نے اللہ تعالیٰ کا نام اپنے کانوں سے سنا اور اپنی آنکھوں سے دیکھا اس کے بعد انہوں نے سوچا تو اللہ کے بارے میں کوئی عمل کیا تو اس کی رضا کے لیے انہوں نے کوئی قدم ایسا نہیں اٹھایا جو اللہ کی ناراضگی کا باعث ہو۔

☆ ان روشن علامات کی بنا پر ان کے نصیب میں ایمان کی مہر بند مشروب کی گواہی آئی۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ان الفاظ میں منظر عام پر آئی۔ ان کے بارے میں آپ نے فرمایا:

الاخوات مومنات. یہ سب بہنیں مومن ہیں۔[1]

☆ یہ مومن بہنیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا، حضرت عباس بن عبدالمطلب کی بیوی ام الفضل بنت الحارث حضرت جعفر کی

---

(۱) الاستیعاب (۴/ ۳۲۰) در السحابہ (ص ۵۴۵)

بیوی حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا اور سلمیٰ بنت عمیس بن معد الخثعمیة ہیں۔(1)

آخر الذکر کی سیرت ان صفحات میں ہم قلم بند کر رہے ہیں۔

حضرت سلمیٰ اپنی ہمشیرہ حضرت اسماءؓ کے ہمراہ بہت پہلے مسلمان ہو گئی تھی۔ ان دونوں نے اس مبارک دوڑ میں سبقت کا اعزاز حاصل کر لیا تھا۔

سلمیٰ اور مکی واقعات:

حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بڑا قریبی تعلق تھا۔ یہ آپ کے چچا اور رضاعی بھائی حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کی بیوی تھی۔ سلمیٰؓ کے ہاں عمارہ بنت حمزہ نے جنم لیا۔

حضرت سلمیٰ نے مکہ معظّمہ میں دعوت اسلامیہ کے پھیلاؤ کے حوالے سے پیش آنے والے واقعات کا بچشم خود مطالعہ کیا' اللہ کی راہ میں مسلمانوں کو پیش آنے والے مصائب دیکھے اپنی بہن اسماء اور اس کے خاوند جعفر بن ابی طالب کو مومنوں کی جماعت کے ساتھ حبشے کی طرف ہجرت کرتے دیکھا۔

☆ علاوہ ازیں مکے میں ایک واقعہ پیش آیا جس سے قریش بلبلا اٹھے یہ واقعہ حضرت اسماء کے خاوند حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا تھا' جس کے بارے میں ابن اسحاق کہتے ہیں: جب حضرت حمزہ مسلمان ہوئے قریش سمجھ گئے کہ رسول اللہ کو عزت اور غلبہ حاصل ہو گیا ہے۔

حمزہ رضی اللہ عنہ ان کی حفاظت کرے گا۔ اور مسلمان ان تکالیف سے محفوظ ہو جائیں گے جو انہیں ان سے پہنچتی تھیں۔ اس سلسلے میں حضرت حمزہ یہ اشعار کہتے:

فـلا و الـلـه نسـلـمـه لـقـوم

و لـمـا نـقـض فيهم بـالسيوف

---

(1) الطبقات (٨/٢٨٥) الاستیعاب (٤/٣١٩) اسد الغابه (٥/٥٧٩)

و نترك منهم قتلى بقاع

عليها الطير كالورد العكوف

صبر کرنے والی اور ثواب کی نیت رکھنے والی:

☆ مدینہ منورہ کی طرف مہاجرین کے قافلے رواں دواں ہوئے حضرت سلمٰیؓ اور حضرت حمزہؓ بھی مہاجرین کے ساتھ ہوئے۔

☆ غزوۂ بدر بپا ہوا تو حضرت حمزہؓ نے خوب دادِ شجاعت دیکھائی۔ غزوہ احد میں شریک ہوئے۔ اور وہ روزہ رکھے ہوئے تھے۔ اس دن وہ نبی کریم ﷺ کے سامنے دو تلواریں ہاتھ میں پکڑے میدان میں وارد ہوئے اور وہ یہ کہہ رہے تھے۔ میں اللہ کا شیر ہوں۔ لیکن تقدیر نے اسے آ لیا اور جام شہادت نوش کر گئے۔ اور وہ لسانِ حال سے یہ کہہ رہے تھے۔

﴿وَ عَجِلْتُ اِلَیْکَ رَبِّ لِتَرْضٰی﴾ (طٰهٰ : ٨٤)

انہیں احد پہاڑ کے پاس ہی دفن کر دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ بہت غمگین ہوئے۔

☆ اس کی بیوی سلمٰی رضی اللہ عنہا بہت غمگین ہوئی لیکن اس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے صبر کیا۔

☆ عدت کے بعد اس کے ساتھ ایک صحابی شداد بن الهاد اللیثی نے شادی کر لی' اس سے عبداللہ بن شداد پیدا ہوئے' اس کا یہ بیٹا فقیہ' محدث اور عالم فاضل ہوا۔ وہ ماں کی جانب سے حمزہ کی بیٹی کا بھائی تھا۔ وہ ام الفضل کی جانب سے عباس بن عبدالمطلب کے بیٹے کی خالہ کا بیٹا تھا' اور وہ خالد بن ولید کی خالہ کا بیٹا تھا' اسی طرح وہ محمد بن ابی بکر کی خالہ کا بیٹا تھا۔ اور اسی طرح وہ جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے تمام بچوں کی خالہ کا فرزند ارجمند تھا۔[1]

---

(١) الطبقات (٨/٢٨٢) المعارف ابن قتيبه (ص ٢٨٢) الاصابه (٣/٦٠)

سلمٰی اور اس کی بیٹی عمارۃ:

جب رسول اللہ ﷺ نے ۷ ہجری ذی القعدہ کو عمرۃ القضاء ادا کیا۔ آپ مکہ سے روانہ ہوئے آپ کے پیچھے حضرت حمزہ کی بیٹی عمارہ لگ گئی' اس نے آواز دی چچا جان حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے پکڑا اور حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے کہا' اسے پکڑیں انہوں نے اسے پکڑ لیا۔ اس کے بارے میں حضرت علی زید بن حارثہ اور جعفر بن ابی طالب میں جھگڑا بپا ہو گیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اسے میں گود لوں گا کیونکہ یہ میرے چچا کی بیٹی ہے۔

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میری بیوی ہے۔ یعنی اسماء بنت عمیس لہٰذا میرا حق بنتا ہے۔ کہ اسے میں گود لوں۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا یہ میرے بھائی کی بیٹی ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے جب مہاجرین کے درمیان مواخات قائم کی تھی تو مجھے اور حمزہ رضی اللہ عنہ کو دینی بھائی قرار دیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے خالہ کے حق میں فیصلہ دیا اور فرمایا خالہ ماں کی جگہ ہوتی ہے۔(1)

عمارہ مدینہ منورہ میں اپنے ابا جان شیر خدا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کے بارے میں پوچھنے لگی' حسان بن ثابت کو جب یہ خبر ملی تو اس نے یہ اشعار کہے۔

تسالی عن قَرمٍ هجانٍ سَمَيذَعٌ

لدى النَّاسِ مغوار الصباح جسورُ

فـقـلـت لهـا اِن الشهـاده راحةٌ

و رضـوانُ رب يـا امـام غـفـورُ

---

(۱) الطبقات (۸/۱۶۰) دلائل النبوة للبيهقی (۴/۳۳۷ و ۳۳۸) تاریخ اسلام ذہبی (۲/۴۶۶)

دَعَاہ اِلٰہُ الخلقِ ذو العرش دعوۃ

اِلٰی جَنَّۃٍ فیھا رضا و سرورُ

عمارۃ اپنی خالہ اسماء کی گود میں پلی پڑی عمارۃ کی ایک شان یہ بھی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اس کا تذکرہ کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا یہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔

☆ رسول اللہ ﷺ نے اس کی شادی سلمۃ بن ابی سلمہ سے کر دی شادی کے وقت رسول اللہ ﷺ نے اس سے کہا کیا تو مسلمہ کو بہتر بدلہ دے گی۔

سلمہ وہ شخصیت ہے جس کی وساطت سے رسول اللہ ﷺ کی شادی اس کی والدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ہوئی۔ (۱)

☆ اس واقعے سے رسول اللہ ﷺ کا اپنے چچا کی بیوی حضرت سلمٰی بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے اکرام کا پتہ چلتا ہے۔ اور ساتھ ہی اس کی بیٹی عمارہ رضی اللہ عنہا کی دیکھ بھال کا پتہ چلتا ہے۔ نیز سلمہ بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما سے وفاداری کا مظاہرہ بھی سامنے آتا ہے۔

☆ یہ صابرہ شاکرہ صحابیہ حضرت سلمٰی بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے بارے میں چند معلومات ہیں۔ لیکن تاریخ ہمیں اس کی وفات کے بارے میں کچھ بتانے سے قاصر ہے۔ لیکن اس کی مؤمن بہنوں کے بارے میں تاریخ ہمیں یاد دلاتی رہتی ہے۔ طویل زمانہ بیت جانے سے ان کے تذکرے میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔

اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

---

(۱) الطبقات (۸/۱۶۰) المغازی (۲/۷۳۹) دلائل النبوۃ للبیھقی (۴/۳۴۰) الاصابہ (۴/۲۳۰) السیرۃ الحلبیہ (۲/۷۸۵)

حضرت سلمیٰ بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

١ـ الاستيعاب	٣٢٠/٤
٢ـ درالسحابة	صفحه ٥٤٥
٣ـ الطبقات	٢٨٥/٨
٤ـ الاستيعاب	٣١٩/٤
٥ـ اسد الغابة	٥٧٩/٥
٦ـ الروض الانف	٥٠/٢
٧ـ المعارف ابن قتيبه	صفحه ٢٨٢
٨ـ الاصابة	٦٠/٣
٩ـ دلائل النبوة بيهقى	٣٤٠/٤
١٠ـ السيرة الحلبية	٧٨٥/٢



۳۱

سلمیٰ بنت صخر رضی اللہ عنہا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی والدہ، مومنہ، مہاجرہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرنے والی۔

شرفاء کی وادی میں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَ عَلٰی وَالِدَیَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰہُ وَ اَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْکَ وَ اِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ﴾ (الاحقاف : ۱۵)

''میرے پروردگار مجھے توفیق عطا فرما کہ میں تیری اس نعمت کا شکر کروں جو تو نے مجھ پر کی ہے اور میرے والدین پر کی ہے اور میں ایسا نیک عمل کر سکوں جس سے تو راضی ہو جائے اور میری اولاد کو صالح بنا دے میں توبہ کرتا ہوں اور میں مسلمان ہوں''۔

☆ ان صفحات میں ہم بنو تیم قبیلے کی ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا کا تعارف پیش کرتے ہیں۔

بنو تیم' نرم خوئی' ادب' حسن معاملہ' اور ایفائے عہد کے اعتبار سے بڑے مشہور و معروف تھے۔ اس قبیلے کی خواتین بھی جرأت مند بلند مرتبہ' اخلاص اور جود و کرم جیسی خوبیوں سے آراستہ تھیں۔ بنو تیم کی خواتین کے بارے میں یہ مشہور تھا:

اِنَّ بَنَاتَ تَیمٍ اَدَلُّ النساء و احظاھن عند زوج.

بنو تیم کی خواتین سب سے زیادہ دلیر اور خاوند کی نظروں میں معتبر ہوتی تھیں۔

☆ بنو تیم کی خواتین اور پھر ان میں سے میدان اسلام کی جانب سبقت لے جانے والی خواتین میں ایک ایسی خاتون دکھائی دیتی ہے۔ جو رسول اللہ ﷺ کی دعوت سے متاثر ہو کر ان قدسی نفوس عورتوں میں شامل ہو جاتی ہے۔ اور وہ ہے

ام الخیر سلمیٰ بنت صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ۔(۱)

☆ اس جلیل القدر صحابیہ میں خیر و برکت ہر طرف سے اکٹھی ہوگئی تھی اس کے لیے یہی فضل و شرف کافی ہے کہ وہ مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے رسول اللہ کے پہلے خلیفہ اور غار کے ساتھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی والدہ ہے۔

حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے خراج تحسین پیش کرتے ہوئے یہ کہا ہے۔

خیر البریة اتقاها و اعدلها
بعد النبی و اوفاها بما حملا
و الثانی التالی المحمود مشهده
و اول الناس منهم صدّق الرُّسلا

مخلوق میں بہتر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے زیادہ متقی اور منصف مزاج اور ساری امت میں شریعت کے سب سے زیادہ وفادار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوسرے نمبر پر قابل تعریف مقام کا حامل اور لوگوں میں سب سے پہلا جس نے رسولوں کی تصدیق کی۔

☆ یہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی دادی تھی اس کا خاوند عثمان تھا جس کی کنیت ابوقحافہ تھی جو فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوا۔

☆ کیا یہ خاتون بھلا سراپا برکت نہ تھی۔ یقیناً وہ ایسی ہی تھی کیا اس کے اسلام لانے کی خبر آپ تک پہنچی ہے؟

آیئے ہم ایک ساتھ اس کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

---

(۱) الاستیعاب (۴۲۹/۴) الاصابہ (۴۲۹/۴) جمهرة انساب العرب (۱۳۵/۱) المعارف (۱۶۸)

ام الخیر کا اسلام قبول کرنا:

ام الخیر رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ سے بہت زیادہ محبت واحترام کرنے والی خاتون تھی۔ وہ آپ کو اسی نظر سے دیکھتی جس نظر سے ایک تجربہ کار ماں اپنے بیٹے کو دیکھتی ہے۔

آپ اس کے بیٹے ابوبکر کے بچپن کے ساتھی تھے۔ لیکن اسلام نے ام الخیر کے دل کی طرف راستہ کیسے بنایا۔

☆ سوانح و سیرت نگار بیان کرتے ہیں کہ ام الخیر بہت پہلے دار ارقم میں ہی مسلمان ہوگئی تھی اور اس نے نبی کریم ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کر لی تھی۔[1] ام الخیر کے اسلام قبول کرنے کا دلچسپ قصہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ فرماتی ہیں:

☆ جب نبی کریم ﷺ کے صحابہؓ کی تعداد ۳۸ ہوگئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے مطالبہ کیا کہ اسلام کا سرعام اعلان کر دیا جائے آپ نے فرمایا' ابوبکر ابھی ہم تھوڑے ہیں۔

☆ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے مطالبہ کرتے یہاں تک کہ آپ نے آمادگی کا اظہار کر دیا۔ مسلمان مسجد میں بیٹھ گئے۔ حضرت ابوبکرؓ لوگوں کے سامنے خطیب بن کر کھڑے ہوئے رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے یہ ملت اسلامیہ کے پہلے خطیب ہیں جس نے لوگوں کو اللہ ورسول کی طرف دعوت دی۔

☆ مشرکین حضرت ابوبکرؓ اور مسلمانوں پر پل پڑے اور انہیں بہت زیادہ مارا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نیچے گرا کر بہت زیادہ مار ماری' فاسق و فاجر عتبہ بن ربیعہ آپ کے قریب آیا اور چہرے کے اپنے دونوں جوتوں سے چہرے پر ضربیں لگانے لگا۔ اور اس کا چہرے پر اتنا اثر ہوا کہ چہرے پر اتنا ورم پیدا ہوا

---

(۱) الریاض النضرہ (۱/۷۵) التاج الجامع للاصول (۳/۳۰۶)

کہ دیکھنے والے کو آپ کی ناک نہیں دیکھائی دیتی تھی۔

☆ قبیلہ بنو تیم کے لوگ دوڑتے ہوئے آئے مشرکین کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پیچھے ہٹایا' اور اسے ایک کپڑے میں اٹھا کر گھر لے گئے۔ انہیں اس کی موت میں کوئی شک نہ رہا' بنو تیم واپس آئے مسجد میں داخل ہوئے اور یہ کہا۔ بخدا اگر ابوبکر فوت ہو گیا تو ہم عتبہ بن ربیعہ کو قتل کر دیں گے۔ پھر وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے ابو قحافہ اور بنو تیم کے لوگ حضرت ابوبکرؓ سے باتیں کرنے لگے لیکن ان کو کوئی ہوش نہ تھی۔ شام کے وقت انہیں ہوش آئی تو پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟

☆ ام الخیر رضی اللہ عنہا بڑی خوف زدہ تھی اس نے کہا بخدا مجھے آپ کے ساتھی کا کوئی علم نہیں۔

آپ نے کہا اماں جان ام جمیل بنت خطاب [1] سے پوچھ کر آئیں اسے پتہ ہو گا۔ وہ گھر سے نکلی ام جمیل کے پاس آئی اور کہا کہ ابوبکر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دریافت کرتا ہے کہ ان کا کیا حال ہے۔

☆ ام جمیل نے دل میں خوف محسوس کیا کہ کہیں ام الخیر اس کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جاسوسی کے لیے نہ آئی ہو۔ اس نے کہا نہ میں ابوبکر کو جانتی ہوں۔ اور نہ ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جانتی ہوں۔ اگر تم پسند کرتی ہو تو میں آپ کے ساتھ آپ کے بیٹے کی خبر لینے کے لیے جا سکتی ہوں۔

ام الخیر نے کہا کہ ہاں چلئے۔

وہ اس کے ساتھ گئی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ بیمار پڑے ہیں۔ ام جمیل ان کے قریب ہوئی تو شفقت اور ہمدردی اس پر غالب آ گئی اور اس نے

---

(۱) ام جمیل فاطمہ بنت الخطاب کی سیرت اس کتاب میں پڑھیے۔

روتے ہوئے کہا۔ اللہ کی قسم لوگوں نے آپ کے ساتھ یہ سلوک کر کے اپنے فاسقانہ اور کافرانہ رویے کا اظہار کیا مجھے امید ہے کہ اللہ ان سے ضرور انتقام لے گا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کوئی زیادہ بات نہ کی صرف یہ پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے۔ ام جمیل نے اشارہ کیا کہ آپ کی والدہ ام الخیر رضی اللہ عنہا سن رہی ہے۔ ذرا احتیاط سے کام لیں بات کہیں بگڑ نہ جائے۔ فرمایا: ان کی طرف سے کوئی خطرہ نہیں۔ اس نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بالکل صحیح سالم ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دلی طور پر یہ چاہا کہ اپنی آنکھوں سے آپ کی زیارت کریں۔ پوچھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟

اس نے بتایا دار ارقم میں تشریف فرما ہیں۔

فرمانے لگے: میں اس وقت تک نہ کھانا کھاؤں گا اور نہ ہی پانی پیوں گا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ کرلوں۔

☆ ام الخیر نے اپنے بیٹے کی طرف شفقت بھری نگاہوں سے دیکھا ام جمیل نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے موقف کو بڑی اہمیت دی' دونوں نے انہیں دلاسہ دیا جب رات ڈھل گئی' لوگوں کی آمد و رفت ختم ہوئی۔ گلیاں پرسکون ہوگئیں تو دونوں نے سہارا دیا اور انہیں پکڑ کر گھر سے روانہ ہوئیں کیونکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نقاہت کی وجہ سے چل نہیں سکتے تھے' وہ اسی حالت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے چہرے کو بوسہ دیا' مسلمان بھی آپ کی طرف لپکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ منظر دیکھ کر بڑے رنجیدہ و غم دیدہ ہوئے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' باقی سب ٹھیک بس اس فاسق نے میرے چہرے پر کاری ضرب لگائی ہے۔ جس کی قدرے تکلیف ہے۔ یہ میری امی جان اپنے بیٹے پر بڑی مہربان ہیں۔ اور بابرکت ہیں۔ اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیں ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے جہنم

کی آگ سے بچا لے۔

رسول اللہ ﷺ نے اسے اسلام کی دعوت دی اور اس کے حق میں دعا کی تو اس نے اسلام قبول کر لیا۔ (۱)

سُبْحَانَ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ

☆ اس طرح ام الخیر کی زندگی کے نئے دور کا آغاز ہوتا ہے جب کہ وہ سبقت لے جانے والے اہل ایمان کے قافلے سے جا ملی' والدہ کے اسلام قبول کرتے ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوگئیں جب مکہ فتح ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے والد ابو قحافہ کی آنکھیں بھی کھول دیں۔ اور اسے بھی اسلام کی نعمت سے سرفراز فرمایا۔ اس کے بارے میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وہ شخصیت ہے کہ جس کے ماں اور باپ دونوں مسلمان ہوئے مہاجر صحابہ میں اس اعتبار سے اسے انفرادیت حاصل ہے۔ (۲)

نیک لوگوں کے قافلے میں:

جب مسلمانوں نے مکہ معظمہ میں سر عام اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کرنا شروع کیا تو مشرکوں نے اہل ایمان کو طرح طرح کی اذیتوں سے دوچار کرنا شروع کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر جانے کی اجازت دے دی۔ ام الخیر نے بھی مہاجرین کے ساتھ ہجرت اختیار کی تاکہ اللہ کی رضا میں زندگی تکمیل پذیر ہو۔ مدینہ منورہ میں اپنی نئی زندگی کی راہ پر گامزن ہوئی۔ تمام واقعات کو بچشم خود دیکھا نبی کریم ﷺ نے وفات پائی تو آپ ام الخیر سے خوش تھے اس

---

(۱) الریاض النضرہ (۱/۷۵ و ۷٦) البدایہ و النہایہ (۳/۲۹) اسد الغابہ (۵/۵۸۰) السیرۃ الحلبیہ (۱/٤۷۵ و ٤۷٦)

(۲) تہذیب الاسماء و اللغات (۲/۳۲۱)

نے نیک لوگوں کے ساتھ ہجرت اور بیعت کرنے کا اجر وثواب اپنے دامن میں سمیٹ لیا زبیر بن بکار اس کے بارے میں کہتے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی والدہ بیعت کا شرف حاصل کرنے والی خواتین میں تھیں۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کرنے کا اعزاز حاصل کیا تھا۔

آخری ایام:

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے جا ملے مسلمانوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر یہ کرم کیا کہ آپ کے والدین بیٹے اور پوتے سبھی مسلمان ہوئے۔

اور ان سب کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا یہ اعزاز صحابہ کرامؓ میں کسی اور کو میسر نہ آیا۔

☆ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو ان کے ماں باپ زندہ تھے۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی خلیفہ ایسا نہیں دیکھائی دیتا جس نے اپنے ماں باپ کو وارث کی حیثیت میں چھوڑا ہو۔

☆ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد ابوقحافہ پہلی شخصیت ہیں جو خلیفۃ المسلمین کا وارث بنے' لیکن انہوں نے اپنی وراثت جو چھٹے حصے پر مشتمل تھی تمام کی تمام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد کو دے دی۔(1)

☆ حضرت ام الخیر رضی اللہ عنہا اپنی مبارک زندگی کے سفر پر چلتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے جا ملیں' اپنے بیٹے کی وفات کے چند ماہ بعد ہی فوت ہوگئیں اور صالحین سے جا ملیں اس نے اپنے پیچھے بہت سی خوشگوار یادیں چھوڑیں۔

---

(۱) تهذيب الاسماء و اللغات (٢/ ٣٢١)

اس کی وفات تقریباً ۱۳ ہجری کو ہوئی۔ اللہ ام الخیر سے راضی ہوا اور اسے اپنی جنتوں میں آباد کیا اور مہر بند ایسا مشروب نوش جان کرنے کے لیے دیا جس پر کستوری کی مہر ثبت تھی۔

﴿وَفِيْ ذَالِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ﴾
اس میں رغبت کرنے والوں کو رغبت کرنی چاہیے۔

حضرت ام الخیر رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے مندرجہ ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

١ ـ الاستيعاب ٤/٤٢٩
٢ ـ الاصابة ٤/٤٢٩
٣ ـ جمهرة انساب العرب ١/١٣٥
٤ ـ المعارف لابن قتيبه صفحه ١٦٨
٥ ـ الرياض النضرة ١/٧٥
٦ ـ التاج الجامع للاصول ٣/٣٦٠
٧ ـ البداية و النهاية ٣/٢٩
٨ ـ اسد الغابة ٥/٥٨٠
٩ ـ السيرة الحلبية ١/٤٧٥
١٠ ـ تهذيب الاسماء و اللغات ٣/٣٢١



۳۲

لیلیٰ بنت ابی حثمہ رضی اللہ عنہا

ہجرت کے موقع پر ہودج میں بیٹھ کر مدینے میں داخل ہونے والی پہلی خاتون، جس نے دو قبلوں کی طرف رخ کر کے نماز ادا کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے گھر تشریف لاتے اور حالات سے آگاہی حاصل کرتے۔

نور کی جانب شوق

طویل زمانے سے کعبہ کے اردگرد بہت سے بت آویزاں تھے۔ قریش اور ان کے نواح میں بسنے والے لوگوں کے دلوں کا وہ محور و مرکز بن چکے تھے۔ لوگوں ان کی عبادت کرتے اور ان کا تقرب حاصل کرنے کے لیے ان کے نام کی قسمیں کھاتے لیکن اچھے خیالات اور روشن عقل و دانش رکھنے والی جماعت کے افراد ایسی چیزوں کو اپنا معبود بنانا حماقت خیال کرتے تھے جو نہ سن سکتی ہیں' نہ دیکھ سکتی ہیں۔ اور نہ ہی کسی کو کوئی فائدہ ہی پہنچا سکتی ہیں۔

☆ دن گزرتے گئے اور یہ دانشور لوگ اپنے موقف پر ڈٹے رہے۔ اور یہ جانتے تھے کہ یہ حق پر ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو رسالت کے لیے منتخب فرمالیا' تو انہوں نے ایمان لانے اور جو نبی کریم ﷺ دعوت توحید لے کر آئے تھے۔ اس کی تصدیق کرنے میں کوئی دیر نہ کی اور بتوں کو ترک کرنے میں بڑی جلدی کی۔

☆ ظہور اسلام کے ابتدائی ایام میں ہدایت اور دین حق کی طرف سبقت لے جانے والے مرد وزن کا قافلہ منظر عام پر آیا۔ اور اس نورانی قافلے میں لیلیٰ بنت ابی حثمہ بن حذیفہ القرشیۃ العدویۃ [1] جلیل القدر صحابی حضرت عامر بن ربیعہؓ کی بیوی بڑی نمایاں دیکھائی دیتی ہے۔

☆ اس کا خاوند سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے والد خطاب بن نفیل کا حلیف تھا۔ جب عامر اس کا

---

(۱) اسد الغابہ (۵/۵۴۱) و الاصابہ (۴/۳۷۸)

حلیف بنا تو اس نے اسے اپنا بیٹا بنا لیا اور اسے عامر بن خطاب ؓ(۱) کے نام سے پکارا جانے لگا۔ یہاں تک کہ قرآن کریم میں یہ حکم نازل ہوا۔

﴿اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآءِ هِمْ﴾ (الاحزاب : ۵)

انہیں ان کے باپوں کے نام سے پکارو۔

اس طرح عامر اپنے خاندان کی طرف پلٹے اور انہیں عامر بن ربیعہ کہا جانے لگا۔

☆ یہ دونوں میاں بیوی بہت پہلے مسلمان ہوئے ابھی رسول اللہ ﷺ دار ارقم میں تشریف فرما ہو کر اسلام کی دعوت دینے نہیں لگے تھے۔(۲)

☆ لیلیٰ نے عبداللہ بن عامر کو جنم دیا اور اسی کے نام پر اس کی کنیت ام عبداللہ مشہور و معروف ہوئی۔

لیلیٰ اللہ کا نور دیکھتی ہے:

اللہ پر ایمان لانے کا جلیل القدر صحابیہ لیلیٰ رضی اللہ عنہا کے دل پر بڑا گہرا اثر پڑتا ہے۔ جس سے اس کا دل صاف ہو گیا۔ اور وہ اللہ کا نور دیکھنے لگی۔

ایمان کی بشاشت جب انسان کے دل میں اترتی ہے تو اسے منور کر دیتی ہے۔ جس کی بنا پر صداقت اس کی زبان سے جاری ہو جاتی ہے۔

لیلیٰ رضی اللہ عنہا کی فراست حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کے ضمن میں حقیقت کا روپ دھار گئی۔ یہ ان لمحات کی بات ہے جن میں حضرت عمر کا اسلام قبول کرنا محال خیال کیا جاتا تھا اس کا خاوند حضرت عامر بن ربیعہ تو اس سلسلے میں بہت رنجیدہ و دلگیر رہتا تھا یہ خوش کن خبر سننے کی اسے کوئی توقع ہی نہ تھی۔ لیلیٰ بنت ابی حثمہ بیان کرتی ہیں۔

---

(۱) انساب الاشراف (۲۱۸/۱)

(۲) الطبقات (۳۸۶/۳)

بخدا ہم سرزمین حبشہ کی طرف کوچ کرنے لگے عامرؓ سفر کے لیے ضروری اشیاء لینے کے لیے گئے عمر بن خطابؓ میرے ہاں آئے ابھی وہ مشرک تھے اور ہمارے اسلام قبول کرنے کی وجہ سے تمام لوگوں سے بڑھ کر ہمارے ساتھ سخت رویہ اختیار کرتے تھے' ہمیں اس کی طرف سے بڑی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا وہ کھڑے کھڑے کہنے لگے ام عبداللہ کیا اب آپ لوگ یہاں سے چلے جائیں گے؟

میں نے کہا ہاں! بخدا اب ہم اللہ کی ایسی زمین میں جا کر بسیرا کریں گے جہاں ہم پر اللہ کی عبادت کرنے کی پاداش میں کوئی سزا نہیں دی جائے گی آپ لوگوں نے تو ہمیں اذیت دینے اور ستانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ اللہ نے ہمارے لیے ایک راستہ بنا دیا۔ خوف کی وجہ سے لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے باتیں کرنے کے چند لمحوں کے بعد دیکھا کہ عمر بن خطابؓ بڑے افسردہ دکھائی دے رہے ہیں۔ چہرے پر غم و اندوہ کے آثار نمایاں ہیں اور اپنی فراست کو بروئے کار لاتے ہوئے دیکھا تو اسے عمر بن خطاب کی آنکھوں میں شفقت اور نرمی کے آثار دکھائی دیئے۔ اس منظر کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس نے کہا۔ میں نے اس میں ایسی نرمی اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی' وہ واپس چلے گئے اور اسے ہماری روانگی نے غمزدہ کر دیا تھا اس نے ہم سے کوئی تعرض نہ کیا۔ ہمارے آگے کوئی رکاوٹ کھڑی نہ کی۔

☆ عمر بن خطاب وہاں سے چلے تو گئے لیکن حضرت لیلیٰ کے گھرانے کا بے بسی کے عالم میں اپنے گھر کو چھوڑ کر جانا اسے غمزدہ کر گیا۔ اور اس نے ان مساکین کی حالت زار کا دلخراش منظر دیکھ کر دل میں شفقت کے جذبات ابھارے یہ وہ مساکین کا قافلہ ہے جو عمر کی جانب سے پیش آنے والی اذیتوں کا تختہ مشق بنے ہوئے تھے۔

☆ حضرت لیلیٰ رضی اللہ عنہا اپنی بات کو آگے بڑھاتی ہوئی کہتی ہیں۔

تھوڑی دیر کے بعد میرا خاوند عامر بن ربیعہ ضرورت کی اشیاء لے کر آ گیا

میں نے اس سے عمر کی آمد اور اس کے نرم رویے کا تذکرہ کیا۔

میں نے کہا اے ابو عبداللہ کاش کہ آج تم عمر کے نرم رویے اور اس کی غمزدہ حالت کو دیکھ لیتے۔

اس نے کہا کیا تو اس کے مسلمان ہونے کی امیدیں لگائے بیٹھی ہے۔

میں نے کہا ہاں!

اس نے کہا: اللہ کی قسم خطاب کا گدھا تو مسلمان ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کا اسلام قبول کرنا میرے خیال میں ناممکن ہے۔ حضرت عامر نے اس کے مسلمان ہونے کے حوالے سے مایوسی کا اظہار اس لیے کیا کہ انہوں نے بارہا دفعہ مسلمانوں کے ساتھ سختی سے پیش آنے کا رویہ بچشم خود دیکھا تھا۔ (۱)

☆ حضرت لیلیٰ رضی اللہ عنہا کے دل نے سچا اندازہ لگا لیا تھا۔ ابھی تھوڑی مدت گذرنے نہ پائی تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حق کے سامنے جھک گئے چل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری دی اور اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا اس کی طبیعت کی سختی تو اس ہلکے اور باریک چھلکے کی مانند ثابت ہوئی۔ جس کے پیچھے رحمت کے چشمے چھپے ہوئے ہوں اور شفقت کا سمندر موجزن ہو۔

لیلیٰ اور ھجرت:

لیلیٰ اور اس کا خاوند عامر رضی اللہ عنہما اس پہلے قافلے میں شامل تھے جس نے حبشے کی طرف ہجرت کی اور وہ قافلہ ۱۲ مردوں اور چار عورتوں پر مشتمل تھا حضرت عثمان بن عفانؓ اس قافلے کے سردار تھے' یہ تاریخ اسلام کی پہلی ہجرت تھی۔ یہ بعثت نبوی کے پانچویں سال ماہ رجب میں ہجرت پر روانہ ہوئے۔

جب یہ سرزمین حبشہ پہنچے تو وہاں بہترین گھر میں فروکش ہوئے بہترین ہمسائے میسر آئے۔

---

(۱) السیرة النبویه (۳۴۲/۱ و ۳۴۳) اسد الغابه (۵۴۱/۵) الاصابه (۳۸۷/٤)

☆ یہ اللہ والے چند ماہ حبشہ میں رہے وہاں قریش کی اذیتوں سے بے خوف ہو کر اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے مکہ سے خلاف واقعہ انہیں خبریں موصول ہونے لگیں کہ قریش ایمان لے آئے ہیں۔ یہ خبر سن کر وہ ۵ نبوی کو ہی مکے کی جانب واپس ہوئے ابھی یہ مکے کے قریب پہنچے ہی تھے کہ انہیں صحیح معاملے کا پتا چلا کہ مکے میں تو وہی پہلے جیسی صورت حال ہے ان میں سے کچھ حبشے کی طرف واپس ہو گئے اور باقی دبے پاؤں مکے میں داخل ہو گئے حضرت لیلیٰ اور اس کا خاوند دوبارہ حبشے کی طرف واپس چلے گئے۔ پھر کچھ دیر بعد مکے آئے۔ اور چپکے سے مکہ شہر میں داخل ہوئے۔

☆ لیکن قریش کی جانب سے اہل ایمان کے لیے اذیت رسانی کا سلسلہ پہلے سے زیادہ ہو گیا۔

یہ صورت حال دیکھتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو مدینے کی طرف ہجرت کر جانے کا حکم دیا۔

حضرت لیلیٰ رضی اللہ عنہا مہاجرین کے پہلے قافلے میں تھیں۔

علامہ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ اس کے بارے میں فرماتے ہیں۔ حضرت لیلیٰ نے بہت پہلے اسلام قبول کیا رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ابتدائی مرحلے کی مہاجر خواتین میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کی' دو ہجرتیں کرنے کا اعزاز حاصل کیا پہلے حبشے کی طرف اور پھر مدینے کی طرف۔ ان کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ یہ وہ پہلی خاتون ہے جو ہودج میں بیٹھ کر سب سے پہلے مدینے میں داخل ہوئی۔ (۱)

☆ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں۔ (۲) کہ اس نے دو قبلوں کی طرف رخ کر کے نماز

---

(۱) الطبقات (۱/۲۲۶) انساب الاشراف (۱/۲۱۸) الاصابہ (۴/۳۸۷)

(۲) اسد الغابہ (۵/۵۴۱)

پڑھنے کا اعزاز حاصل کیا پہلے بیت المقدس کی طرف اور پھر کعبہ شریف کی طرف۔

سبحان اللہ

لیلیٰ اور نبوی تربیت:

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرامؓ کو دنیا و آخرت کی سعادت حاصل کرنے کی طرف توجہ دلایا کرتے تھے۔ اور انہیں ہر صورت صدق بیانی کی تلقین کیا کرتے تھے اور درست راستے پر چلنے کا حوصلہ دیا کرتے تھے۔

☆ اس جلیل القدر صحابیہ لیلیٰ رضی اللہ عنہا کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں بڑا مقام و مرتبہ تھا۔ آپ اس کے گھر تشریف لاتے اس کے حالات معلوم کرتے پھر اس کی درست راہنمائی کرتے اس کا بیٹا عبداللہ بن عامر بیان کرتا ہے۔

ایک روز مجھے میری اماں جان نے بلایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف فرما تھے۔ امی جان نے کہا بیٹا آؤ میں تجھے ایک چیز دوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا تم اس کو کیا دینا چاہتی ہو اس نے عرض کی میں اسے کھجور دینا چاہتی ہوں۔

آپ نے فرمایا: اگر تو اس کو نہ دیتی تو تیرا یہ جھوٹ لکھ دیا جاتا۔[1]

☆ عظیم المرتبت صحابیہ حضرت لیلیٰ رضی اللہ عنہا صحابیات کے درمیان اپنا دور گذارتے ہوئے دیگر خواتین کے لیے ایک مثالی نمونہ کی حیثیت اختیار کر جاتی ہیں۔

☆ تاریخ ہمیں اس صحابیہ کی وفات کے بارے میں کچھ نہیں بتاتی۔ لیکن یہ اپنی خوش نما معطر زندگی کے حوالے سے یاد آتی رہتی ہیں۔ اور اللہ کے نور سے پھوٹنے والی فراست ہمارے لیے مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

یہ اپنے اللہ سے راضی اور اللہ اس سے راضی۔

حضرت لیلیٰ بنت ابی حثمہ رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے

---

(۱) الاصابہ (۳۸۷/٤)

درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

١۔ اسد الغابة ٥٤١/٥

٢۔ الاصابة ٣٨٧/٤

٣۔ انساب الاشراف ٢٨٨/١

٤۔ الطبقات ٣٨٦/٣

٥۔ السيرة النبوية ٣٤٢/١

٦۔ تاريخ اسلام ذهبی ١٨١/١



۳۴

کبشہ بنت رافع الانصاریہ رضی اللہ عنہا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے ام سعد تم خود بھی خوش ہو جاؤ اور گھر والوں کو خوشخبری سنادو کہ ان کے تمام شہداء جنت میں اکٹھے ہو گئے ہیں اور اہل خانہ کے بارے میں ان کی شفارش کو قبول کر لیا گیا ہے۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

ام سعد کے علاوہ ہر رونے والی جھوٹی ہے۔

اس کے گھر سے نور چمکا

☆ کیا تمہیں وہ دن یاد ہے جس دن سعد بن معاذؓ نے مصعب بن عمیرؓ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تھا۔

☆ اس کے اسلام قبول کرنے کے ابتدائی لمحات سے ہی اللہ کی ہدایت نے اس کی روح اور دل کو روشن کر دیا تھا' اس کی زندگی کی تاریخ کا آغاز صاف شفاف چمکدار صفحے سے ہوا۔ جب اس نے اسلام قبول کیا تو اپنی قوم کے سامنے کھڑے ہو کر کہنے لگے۔ اے بنو عبدالاشہل تم میرے بارے میں کیا جانتے ہو کہ میں تم سے کیسے پیش آتا ہوں؟

سب نے بیک زباں ہو کر کہا۔ فضل و شرف کے لحاظ سے آپ ہمارے سردار اور پاک نفس راہنما ہیں۔ اس نے کہا: پھر آپ سے اب اس وقت تک بات کرنا حرام سمجھوں گا جب تک تم سب مرد و زن ایمان نہیں لے آتے۔

☆ بنو عبدالاشہل کے گھرانے کے ہر فرد نے اسلام قبول کر لیا ایمان لائے بغیر کوئی مرد و زن باقی نہ رہا۔

☆ اس گھڑی ایک جلیل القدر خاتون ظاہر ہوتی ہے جس نے نبی کریم ﷺ کے سفیر کو گھر پر دعوت دی۔ تاکہ وہ اسے ضیافت کرنے کا موقع دیں اور وہ اسلام کی دعوت بھی پیش کریں۔

☆ کیا تم جانتے ہو کہ وہ کون خاتون ہے جس کے گھر سے انوار اسلام پورے مدینے پر ضوء افگن ہوئے۔

☆ آج اسی بہادر خاتون کی سیرت کا بیان پیش نظر ہے۔ جس کا نام کبشہ بنت رافع

بن عبید الانصاریہ ہے۔ یہ سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ ہیں۔ کیا تم خواتین اسلام میں اس جلیل القدر صحابیہ کو جانتے ہو؟(۱)

☆ یہ بات درست ہے کہ اس کا نام مشہور و معروف خواتین کی فہرست میں ہمیں نہیں ملتا' لیکن یہ ان سے الگ بھی نہیں۔ یہ ان ابتدائی خواتین میں سے ہے۔ جو اپنے عظیم تر خیالات سے تاریخ پر اثر انداز ہوئیں۔ اور انہوں نے اپنے عظیم کارناموں سے دنیا کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔

☆ کبشہ رضی اللہ عنہا کی شادی معاذ بن النعمان الاشہلی سے ہوئی۔ اس سے سعد' عمرو' ایاس' اوس' عقرب اور ام حرام پیدا ہوئے' یہ سب معاذ بن النعمان کی اولاد تھے۔(۲)

اوائل کی فہرست میں:

☆ کبشہؓ نے جب سے اسلام قبول کیا' اس نے فضائل کے میدان میں اپنا نام سبقت لے جانے والوں کی فہرست میں درج کرایا۔ یہ خواتین کی بیعت کے حوالے سے انصاری خواتین کے لیے خیر کی کنجی تھی۔

ابن حجر رحمہ اللہ اس کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

کہ جن خواتین نے سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا وہ ام سعد بن معاذؓ یعنی کبشہ بنت رافع بن عبید' ام عامر بنت یزید بن السکن اور لیلیٰ بنت خطیم ہیں۔(۳)

☆ ام سعد کو اس وقت کتنی خوشی ہوئی ہوگی جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنتی ہوگی

---

(۱) الاستیعاب (٤/٣٨٣) تهذيب الاسماء و اللغات (١/٢١٤) الاصابه (٤/٣٨٣)

(۲) الطبقات (٨/٣٧٠)

(۳) الاصابه (٤/٢٥٤)

کہ آپ اس کے گھر اور انصار کے تمام گھروں کو خیر و برکت کا مرکز قرار دیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا انصار میں سے بنونجار کے گھر کے گھر، پھر بنوعبدالاشہل کے گھر، پھر بنو حارث بن الخزرج کے گھر پھر بنوساعدہ کے گھر بلکہ تمام انصار کے گھر خیر و برکت کے مرکز و محور ہیں۔ (۱)

اے ام سعد خوش ہو جا:

غزوۂ بدر بپا ہوتا ہے۔ معاذ رضی اللہ عنہ کے دونوں بیٹے سعد اور عمرو مجاہدین کی صف میں شامل ہوتے ہیں۔ یہ دونوں بڑی اچھی کارکردگی دکھلاتے ہیں۔ جنگ بدر میں سعد نے ایسا انداز اختیار کیا جس سے بہادری، جوان مردی خوفنا کی اور ایثار و قربانی جیسی خوبیاں کھل کر سامنے آئیں جس سے نبی کریم ﷺ کا چہرہ مبارک خوشی، سعادت اور رشک سے چمک اٹھا۔

☆ غزوۂ احد میں سعد اور عمرو اللہ کی راہ میں نکلنے والے مجاہدین کی پہلی صف میں شامل تھے۔ عمرو نے تو بنوعبدالاشہل کی جماعت کے ساتھ جام شہادت نوش کیا، یہ خبر مدینہ منورہ پہنچی تو خواتین رسول اللہ ﷺ کی سلامتی کو دیکھنے کے لیے باہر نکل آئیں۔ ام سعد بن معاذؓ دوڑتی ہوئی نبی کریم ﷺ کے پاس آئی آپ گھوڑے پر سوار تھے اور سعد آپ کے گھوڑے کی لگام پکڑے کھڑے تھے۔

سعد رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میری والدہ آئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خوش آمدید!

وہ قریب آئی غور سے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور عرض کی آپ کو صحیح سالم دیکھ کر مصیبت آسان ہوگئی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے بیٹے عمرو کی تعزیت کرتے ہوئے کہا۔ اے ام سعدؓ! خوش ہو جا اور اہل خانہ کو بھی خوشخبری دینا کہ ان کے سب شہداء

---

(۱) التاج الجامع للاصول (۳ / ۳۸۸) و ہ لشیخان و الترمذی)

جنت میں اکٹھے ہو گئے اور گھر والوں کے حق میں ان کی سفارش قبول کر لی گئی ہے۔

اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے دل خوش ہو گئے اب اس کے بعد بھلا ان کے غم میں کون روئے گا۔ پھر عرض کی یا رسول اللہ ﷺ جو پیچھے رہ گئے ہیں ان کے حق میں دعا کریں۔ آپ ﷺ نے ان کے حق میں یہ دعا کی:

اَللّٰهُمَّ اذهب حَزنَ قلوبهم و اجْبُرْ مُصيبتَهُمْ و احسن الخَلَفَ عَلَى من خُلفوُا.

"الٰہی ان کے غم دور کر دے ان کی مصیبت کو ختم کر دے اور پیچھے رہنے والوں کے حالات بہتر کر دے"۔ (۱)

☆ لیکن کیا ام سعدؓ نے اسی عطاء پر توقف کیا؟

اس کے بیٹے کی شہادت نے اسے مسلمانوں کو پیش آنے والی مشکلات میں شرکت کرنے سے نہیں روکا۔ بلکہ وہ انصار کی خواتین کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے گھر تشریف لے گئیں۔ وہ آپ کے چچا کے غم میں رو رہی تھیں جو جنگ احد میں شہید ہو گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب عورتوں کی آہ و بکا سنی تو آپ نے ان سے کہا: اللہ تم سے اور تمہاری اولاد سے راضی ہو گیا۔ پھر آپ نے انہیں اپنے گھروں کو چلے جانے کا اشارہ کیا۔

آپ نے اس موقعے پر یہ ارشاد فرمایا:

مُرُوْهُنَّ فَلْيَنْقَلِبْنَ يرجعن و لا يبكين على هالكٍ بعد اليوم. (۲)

"ان کو حکم دو کہ واپس چلی جائیں اور آج کے بعد جنگ میں کام آنے والے کسی شخص پر بھی نہ روئیں"۔

---

(۱) سيرة الحلبيه (۲ / ۵۴۵ و ۵۴۶)

(۲) ابن ماجه (۱۵۹۱)

☆ ام سعد اور بنو عبدالاشہل کی خواتین رسول اللہ ﷺ کا حکم مانتے ہوئے واپس اپنے گھروں کو چلی گئیں۔

☆ اس شاندار موقف کے بل بوتے پر حضرت ام سعد رضی اللہ عنہا نے کمال درجے کا صبر اور اللہ و رسول کی رضا کو ایک ساتھ اپنے دامن میں سمیٹ لیا اور نبی کریم ﷺ کی مقبول دعا اس کے نصیب میں آئی اس طرح اس نے کامیابی، رضائے الٰہی اور رحمت اپنی جھولی میں بھر لی۔

ام سعدؓ کے علاوہ:

ایسی مشکل گھڑی میں جس میں آنکھیں تاڑے لگ جاتی ہیں اور دل حلق تک آ پہنچتے ہیں۔ غزوہ خندق میں چیلنج کی صورت میں ام سعدؓ کے نصیب میں ایک ایسی صداقت پر مبنی گواہی آئی جس پر رسول اللہ ﷺ کی مہر ثبت تھی۔ اس کا بیٹا ایک چھوٹی سی درع پہنے ہوئے تھا جس سے اس کا بازو ننگا تھا۔ وہ بنو حارثہ کے قلعے کے سامنے سے گذرا اس قلعے میں عورتیں اور بچے تھے۔ اس قلعے میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور اس کی والدہ کبشہ رضی اللہ عنہا بھی تھی اس کی والدہ نے کہا بیٹے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا ملو تم نے بڑی دیر کر دی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں چاہتی ہوں کہ سعد لمبی درع پہنے۔ جو اس کے بازوؤں کو بھی ڈھانپ لے۔

ام سعدؓ نے کہا رہنے دیجئے اللہ جو بھی فیصلہ کرنا چاہے کر دے۔ اللہ نے اپنا فیصلہ کر دیا۔ ہوا یوں کہ ایک تیر اس کے بازو کو لگا جس سے بازو کی رگ کٹ گئی سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اس وقت تک مجھے موت نہ دے جب تک بنو قریظہ کو اپنے انجام تک پہنچتے دیکھ کر میری آنکھوں کو ٹھنڈک نہ مل جائے۔ جنہوں نے اپنا عہد توڑ دیا تھا۔ جنہوں نے اللہ، رسولؐ اور مسلمانوں سے خیانت کی۔ اس کا زخم پھول گیا اور اس میں شدید جلن ہونے لگی۔

☆ غزوۂ خندق کے بعد غزوہ بنو قریظہ بپا ہوا بنو قریظہ کا محاصرہ کر لیا گیا پھر وہ سعد

بن معاذؓ کے فیصلے کی شرط پر وہ قلعے سے نیچے اتر آئے' رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ کی ذمے داری حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو بنو قریظہ کے مطالبے پر دی تھی۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ دیا کہ بنو قریظہ کے مردوں کو قتل کر دیا جائے عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا جائے جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا فیصلہ نافذ کر دیا گیا تو ان کا زخم پھٹ گیا اور وہ جام شہادت نوش کر گئے۔ اس منظر کو دیکھ کر اس کی والدہ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ اور اپنے بیٹے سعدؓ کے فراق پر اسے آنسو بہانے بھی چاہئیں۔ جب اپنے بیٹے کے لاشے کو دیکھا تو غم سے نڈھال ہو کر یہ شعر کہے:

وَیلُ أُمِّ سَعدٍ سَعْدًا ... صرامةً وحدًّا

وسؤددًا وَمَجدا ... وفارسًا مُعدًّا

سدَّ ابه مسدًّا ... يَقُدُّها ماقدًّا (1)

ہائے ام سعد کا سعد کے لیے ہلکان ہونا۔

سعد درست رائے والا اور تیز تلوار والا تھا۔

جو سردار' معزز' شہسوار اور چوکس تھا۔

دشمن کے آگے بندھ باندھنے والا۔

سینہ تان کر کھڑا ہونے والا۔

اور دشمن کو چیر کر رکھ دینے والا۔

جب نبی اکرم ﷺ نے سنا تو یہ ارشاد فرمایا:

---

(1) البدایہ و النھایہ (٤/١٣٢) دلائل النبوۃ للبیھقی (٣/٤٢٠ و ٤٤١)

كُلُّ باكيةٍ تكذبُ الا ام سَعدٍ.

ام سعد کے سوا ہر رونے والی جھوٹی ہے۔

پھر اس کی طرف متوجہ ہو کر یہ کہا:

کیا آپ کے آنسو نہیں رکیں گے تیرا غم ختم نہیں ہوگا۔ تیرا بیٹا وہ پہلا شخص ہے جس سے خوش ہو کر اللہ تعالیٰ ہنسے اور اس کی خاطر عرش الٰہی کانپ گیا۔

حضرت سعدؓ کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اهتز عرش الرحمان عزوجل لموت سعد بن معاذ.

سعد بن معاذ کی موت پر عرش الٰہی کانپ اٹھا۔ (۱)

اسے بلاؤ:

حضرت سعد کی والدہ جنت البقیع میں لحد میں اپنے بیٹے کی لاش دیکھنے کے لیے آئی صحابہ کرامؓ نے اسے روکا نبی کریم ﷺ نے فرمایا اسے بلاؤ آنے دو اس نے لحد میں اتاری گئی اپنے بیٹے کی لاش کو دیکھا اس کے بعد اس پر اینٹیں چنی گئیں اور مٹی ڈالی گئی۔

اس نے کہا: بیٹا اللہ کے سپرد۔

رسول اللہ ﷺ نے وہاں قبر پر کھڑے ہی اس سے تعزیت کی پھر آپ ایک طرف بیٹھ گئے۔ مسلمان قبر پر مٹی ڈالنے لگے۔ اور اسے برابر کرنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ ایک طرف ہو کر بیٹھ گئے یہاں تک کہ اس کی قبر کو برابر کر دیا گیا۔ پھر قبر پر پانی چھڑکا گیا۔ پھر آپ نے کھڑے ہو کر دعا کی اور واپس تشریف لائے۔ (۲)

حضرت ام سعدؓ اپنے بیٹے کی موت کے غم میں روتے ہوئے یہ کہنے لگی۔

---

(۱) سیر اعلام النبلاء (۲۹۳/۱) تاریخ اسلام ذھبی (۳۲۷/۲)

(۲) المغازی (۵۲۹/۲)

لـعـل انسكاب الدمع يَعقُبُ راحةً

مـن الوجد اويشفي نجيَّ البلابل

شاید آنسوؤں کا بہنا باعث راحت ہو غم سے۔

یا وہ آنسو مصائب سے چھٹکارا دینے کا سبب بن جائیں۔

☆ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے اس دنیا سے چلے جانے کے بعد صحابہ کرامؓ کے دلوں میں ان کی یادیوں سرایت کر گئی۔ جس طرح خون انسان کی رگوں میں سرایت کئے ہوئے ہو۔ ہر موقع حضرت سعدؓ ان کی آنکھوں کے سامنے رہتے ابن ماجہ میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے مروی ہے۔

کہتے ہیں:

اُهْدِىَ لـرسـول الـلـه صلى الله عليه وسلم سرقَةٌ من حرير فَجَعَلَ الـقَـوْم يتـداولـونـهـا بَيْـنَهُمْ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اَتعْجَبُوْنَ من هذا.

فقالوا نعم يا رسول الله!

فـقال و الذى نفسى بيده لمناديل سعد بن معاذ فى الجنة خير من هذا.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ریشم کا ایک ٹکڑا بطور تحفہ پیش کیا گیا قوم اسے الٹا پلٹا کر دیکھنے لگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا تمہیں یہ بہت پسند آیا عرض کی جی ہاں' فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ جنت میں سعد بن معاذؓ کے رومال اس سے کہیں بہتر ہیں۔ (۱)

(۱) ابن ماجه (۱۵۷) الترمذى (۱۷۲۳) ومختصر صحيح مسلم (۱۷۰/۱) النسائی' احمد' درالسحابه (ص ۳۸۳)

اس کا روشن مؤقف:

حضرت ام سعد رضی اللہ عنہا اسلامی احداث سے پہلو تہی یا کنارہ کشی اختیار نہیں کرتی تھی۔ بلکہ جو کٹھن حالات اسلام اور مسلمانوں کو پیش آتے ان میں برابر کی شریک ہوتی۔

مدینہ منورہ میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر منافقوں اور بدقماشوں نے جو بہتان لگایا اور پھر اس کی خوب تشہیر کی اور اپنے اس جھوٹ پر خوب رنگ چڑھایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے مکر و فریب کو ان کے منہ پر دے مارا حضرت ام سعد رضی اللہ عنہا اس موقعے پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مدح سرائی کچھ اس انداز سے کرتی ہیں۔

تتقی اللہ فی المغیب علیہا
نعمۃ اللہ سرُّھا ما یریم
خیر ھدی النساء حالا و نفسًا
وأبا للعلا، نماھا کریم
للموالی اذرموھا بافك
أخذتھم مقامع و جحیم
لیت من کان قد قفاھا بسوء
فی حطام حتی یبول اللئیم[1]

☆ وہ بن دیکھے اللہ سے ڈرتی ہے۔ نعمت الٰہی کا راز وہی ہوتا ہے جس کا اللہ قصد کر لیتا ہے۔

☆ حال چال، بلند نسبی کے اعتبار سے وہ سب عورتوں سے بہتر ہے۔ اس کی پرورش ایک شریف انسان نے کی۔

☆ جن لوگوں نے اس پر بہتان باندھا ان پر ہتھوڑے برسیں گے اور وہ جہنم میں

---

(۱) مجمع الزوائد (۹/۲۳۵)

جائیں گے۔

☆ کاش کہ جس نے اس پر برائی کا الزام لگایا وہ ریزہ ریزہ کر دینے والی جہنم میں جائے اور وہ کمینہ اسی میں پگل جائے۔

☆ بعد ازاں حضرت ام سعد رضی اللہ عنہا نے دنیا و آخرت میں اچھا مقام پایا اس نے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے صبر جمیل کا مظاہرہ کیا اللہ اس سے راضی ہوا اور اسے بھی راضی کر دیا۔ جود وسخا کی خوگر خاتون کا یہ حق تھا جو اسے دیا گیا۔ صبر ووفا کے حوالے سے اسے بطور ضرب المثل بیان کیا جاتا تھا۔

اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

حضرت ام سعد کبشہ بنت رافع انصاریہ رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

١ ـ الاستيعاب	٤/٣٨٣
٢ ـ تهذيب الاسماء و اللغات	١/٢١٤
٣ ـ الاصابة	٤/٢٥٤
٤ ـ الطبقات	٨/٣٧٠
٥ ـ التاج الجامع للاصول	٣/٣٨٨
٦ ـ السيرة الحلبية	٢/٥٤٥
٧ ـ البداية و النهاية	٤/١٣٢
٨ ـ دلائل النبوة بيهقي	٣/٤٤٠
٩ ـ سير اعلام النبلاء	١/٣٩٣
١٠ ـ تاريخ الاسلام ذهبي	٢/٥٢٧
١١ ـ المغازى	٢/٥٢٩
١٢ ـ مجمع الزوائد	٩/٢٣٥

۳۴

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے تیرے ایک کمر بند کے بدلے جنت میں دو کمر بند بنا دیئے۔

اسلام اور عورت

☆ عورت کے لیے یہ کوئی نئی بات نہیں جسے اسلام نے کمال نفس، رفعت حیات، اور عظمت مقام و مرتبہ کی بلندیوں تک پہنچا دیا۔ کہ وہ قرآنی آیات کی نشر و اشاعت اور پیغام قران کو ہر سو پہنچانے میں مرد کی مضبوط معاون ثابت ہو۔

☆ صبح اسلام روشن ہوئی۔ عورت نورِ اسلام کی چمک میں دل، ایمان اور وجدان کی فیاضی کے ساتھ نمودار ہوئی۔ اس کے دونوں ہاتھ حق کو تھامے ہوئے تھے، اور جہاں تک فضل و شرف کا تعلق ہے۔ تو اس حوالے سے بھی اس نے خوب نام کمایا۔ عورت نے مردوں کو مردِ میدان بنانے اور علم کی نشر و اشاعت میں بھر پور کردار ادا کیا اور اس حوالے سے تاریخ میں بہت اچھا اثر چھوڑا۔ نیز نطق و بیاں اور شمشیر و سناں کے میدان میں بھی کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔

☆ اب ہم ایک عظیم المرتبت، جلیل القدر، خواتین میں بڑی شہرت رکھنے والی، خاتون کی سیرت بیان کرنے لگے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے ایمان کی نعمت اور اسلام میں سبقت لے جانے کی سعادت سے نوازا جو دل کی مضبوطی اور دفاع کے لحاظ سے قوی دلائل سے آراستہ تھی۔ اور وہ ایسے مشکل حالات میں جو انسان کے ارادے کو متزلزل کر دیتے ہیں اپنی دانشمندی سے راستہ بنانے میں کامیاب ہو جاتی۔ وہ اپنے افکار کی لگام اپنے ہاتھ میں رکھتی۔

☆ یہ خاتون اسماء بنت ابی بکر صدیق القرشیۃ التیمیۃ المکیہ المدنیہ تھی۔ جو عبداللہ بن زبیر کی والدہ، دو نطاق والی۔ زبیر بن عوام کی بیوی، ام المومنین حضرت عائشہ

رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ تھی۔اس کی والدہ کا نام قتیلہ بنت عبدالعزیٰ العامریہ تھا۔(۱)

☆ اسماء نے سبقت لے جانے والوں کے ہمراہ اسلام قبول کیا اس وقت ابھی صرف سترہ افراد مسلمان ہوئے تھے۔

☆ اسماءؓ اس کا والدؓ اس کا دادا‘ اور اس کا بیٹا عبداللہ بن زبیر چاروں صحابی تھے۔ اس کا خاوند زبیر بن عوام عشرہ مبشرہ میں سے تھا۔اس کی خوش دامن صفیہ بنت عبدالمطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی خواتین اسلام میں ایک مشہور ومعروف قریشی شاعرہ خاتون تھی اور ان تمام نسبتوں میں سے بڑھ کر یہ نسبت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بہنوئی تھے‘ یہ شرف اس کے لیے باعث فخر ہے۔

اسماء اور واقعاتِ ہجرت:

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا آغاز بہت بہتر‘ پاکیزہ اور عمدہ ہوا۔شاید ان کی شہرت دنیا کی تاریخ میں ہجرت کے دن محو پرواز ہوئی وہ ابھی نوعمر دوشیزہ تھی۔

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جلدی جلدی زادراہ لیے بغیر ہلکے پھلکے جبل ثور کی چوٹی پر واقع غار کی طرف چلے تاکہ معاملہ دشمنوں کی نگاہ میں مخفی رہے۔ آپ نے اعلیٰ مقصد کے حصول کی خاطر ادنی مقصد کو بالائے طاق رکھ دیا تھا۔ حضرت اسماءؓ ہر رات کھانا اور پانی لے کر وہاں غار ثور میں پہنچتی اور ساتھ ہی مکے کی تازہ ترین صورت حال سے آگاہ کرتی قریش کی باتوں اور حرکات و سکنات پر اس کی گہری نظر تھی۔

☆ یہ جرأت مند نوخیز و نوعمر بچی تین میل کا پہاڑی ڈراونا اور خطرناک راستہ بڑی احتیاط کے ساتھ پیدل طے کرتی۔اور یہ نوکدار پتھروں اور پر پیچ راستے پر سے

---

(۱) الطبقات (۸/۲۴۹) اسد الغابہ (۵/۳۹۲) سیر اعلام النبلاء (۲/۲۸۷) تاریخ دمشق (ص ۳)

گذرتی ہوئی پہاڑ کی چوٹی پر واقع غار میں جا پہنچتی۔ رسول اللہ ﷺ اور اپنے والد محترم کو کھانا اور مکے کی تازہ ترین خبریں بہم پہنچاتی۔

☆ اس دوشیزہ اسماءؓ کے ہم عمر بچے تو کھیل کود میں مصروف رہتے ہیں لیکن یہ اس کٹھن سفر پہ روانہ ہوتی جسے طے کرنے میں بڑے بڑے جری بہادر بھی عاجز رہ جاتے ہیں۔

بھلا یہ خاتون کون ہے؟ اس کا اتا پتا کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے کون سی طاقت اس میں بھر دی ہے؟ کون سا دل اس کے سینے کی پسلیوں میں پیوست کر دیا ہے؟۔ کون سے پختہ ارادے اس کے دل میں سرسراہٹ پیدا کرتے ہیں؟۔

☆ ہاں ہاں یہ بہادر اور ہونہار بچی اس خوفناک طویل راستے پر اکیلی ہی چلتی برابر تین میل کا راستہ روزانہ طے کرتی ہے' تیسری رات دونوں مہاجروں نے غار کو چھوڑنے اور انصار کی کچھار مدینہ منورہ جانے کا ارادہ کر لیا' یہ دوشیزہ پورے سفر کا زادراہ لے آئی تھی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے روانگی کا حکم دیا تو یہ زادراہ باندھنے کے لیے اٹھی لیکن اسے مشکیزے اور تھیلے کا منہ باندھنے کے لیے کوئی رسی نہ ملی تو اس نے اپنے کمر بند کو درمیان سے پھاڑ کر دو حصے کیا ایک سے تھیلا باندھ دیا اور دوسرے سے مشکیزے کا منہ باندھ دیا۔

اس دن سے اس کا لقب دو نطاقوں والی پڑھ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک نطاق کے بدلے اسے جنت میں دو نطاقوں کا مستحق ٹھہرایا رسول اللہ ﷺ نے اس کا یہ کارنامہ دیکھ کر ارشاد فرمایا:

قَدْ اَبْدَلَكِ اللّٰه بنطاقِك هٰذَا نطاقين في الجنة.

''اللہ نے تیرے ایک کمر بند کے بدلے جنت میں دو کمر بند بنا دیئے''۔[1]

---

(۱) دلائل النبوة للبيهقي (۲/۴۷۴) الطبقات (۸/۴۵۰) الاستيعاب (۴/۲۲۹) الحلية (۲/۵۵) سير اعلام النبلاء (۲/۲۸۹) الاعلام (۱/۳۰۵)

ابونعیم اصفہانی نے اس کی سیرت بیان کرتے ہوئے کیا خوب کہا:

اَلصَّادِقَةُ' الذَّاكِرَةُ' الصَّابِرَةُ' الشَّاكِرَةُ' اسماءُ بنت الصديقِ الشَّاقَّةُ نِطَاقَهَا لِمَعْصَمِ قُرْبَةِ النَّبِيِّ وَ عِلَاقِهَا.

سچ بولنے والی' ذکر الٰہی کی خوگر' صبر کرنے والی' شکر گزار اسماء بنت صدیق رضی اللہ عنہا جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشکیزے کے منہ کو اپنے کمر بند سے باندھا۔

روشن موقف:

اسماء رضی اللہ عنہا اگرچہ غار تک جانے کے راستے پر چلتے ہوئے لڑکھڑانے سے تو محفوظ رہی۔لیکن قریش کے بزرجمہروں کی جانب سے پیش آنے والی تکالیف سے وہ بچ نہ سکی البتہ یہ اپنے گھر میں محفوظ تھی۔

☆ ایک روز قریش کے بڑے بڑے جفادری جن میں ابوجہل بھی شامل تھا اس کے پاس آئے یہ سب صبح کے وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر کے دروازے پر آ کھڑے ہوئے تاکہ اس کے باپ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکیں۔ سب نے پوچھا ارے بچی تیرا باپ کہاں ہے؟ اس نے تجاہل عارفانہ کا انداز اپناتے ہوئے صاف انکار کر دیا اور کہا:

مجھے نہیں پتا کہ میرے ابو جان کہاں ہیں۔

انہوں نے اس کی طرف غور سے دیکھا اور اس کے ساتھ سختی سے پیش آئے یہاں تک کہ ایک کمینے' اوچھے' بد معاش اور خبیث دشمن ابوجہل نے اس بیچاری کے چہرے پر زوردار طمانچہ رسید کیا جس سے اس کے کان کی بالی اتر کر دور جا گری۔لیکن اس سے اس کے پختہ عزائم میں کوئی اضمحلال پیدا نہ ہوا اور نہ اس نے اپنا راز افشاء کیا بلکہ اس سے اس کے اللہ پر ایمان میں اور اس کے فیصلوں کو تسلیم کرنے کے حوالے میں اور زیادہ اضافہ ہوا۔کہ وہی علیم وخبیر ہے۔

☆ اب ہم آپ کے سامنے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا ایک ایسا روشن اور نمایاں پہلو اجاگر کرتے ہیں۔ جو ان کی کمال دانش مندی اور ایمانی صداقت پر دلالت کرتا ہے۔ ہم معزز قاری کے سامنے یہ عظیم تر موقف رکھتے ہیں۔ تا کہ وہ دیکھے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی بلند خیالی اور دوراندشی کا کیا عالم تھا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے ہمراہ تمام نقدی لے گئے وہ پانچ یا چھ ہزار درہم تھے' ہمارے پاس دادا جان ابو قحافہ تشریف لائے ان کی بینائی ختم ہو چکی تھی۔ اس نے کہا بخدا اس نے اپنے ساتھ ساتھ تمہیں مبتلائے مصیبت کر دیا ہے۔ اس نے کہا ابا جان یہ بات نہیں ہے۔ وہ تو ہمارے لیے بہت مال چھوڑ گئے ہیں۔ میں نے سنگریزے گھر کے اس گڑھے میں بھر دیئے جس میں ابا جان نقدی رکھا کرتے تھے اوپر کپڑا ڈال دیا پھر میں نے ان کا ہاتھ پکڑا کر کہا ابا جان آپ اس مال پر ہاتھ تو رکھ کر دیکھیں اس نے ہاتھ رکھا اور کہا۔ اگر وہ تمہارے لیے اتنا کچھ چھوڑ گئے ہیں۔ تو کوئی ہرج نہیں یہ اس نے بہت اچھا کیا یہ تمہارے لیے کافی ہو گا۔

اللہ کی قسم ابا جان ہمارے لیے کچھ بھی چھوڑ کر نہ گئے تھے میں تو دادا جان کو صرف تسلی دینا چاہتی تھی۔ (۱)

صالح اور صابر بیوی:

اسماء کی مکہ معظمہ میں حضرت زبیر بن عوامؓ کے ساتھ شادی ہوئی جب اس نے ہجرت کی تو وہ حالت حمل میں تھی ہجرت کے بعد مدینہ منورہ پہنچتے ہی اس نے عبداللہ کو جنم دیا۔ یہ ہجرت کے بعد مسلمانوں کے ہاں پیدا ہونے والا پہلا بچہ تھا۔ اسی

---

(۱) البدایہ والنہایہ (۱۷۷/۳)

طرح ان کے ہاں عروہ' المنذر' عاصم' مہاجر' خدیجہ' ام الحسن اور عائشہ بھی ہوئے۔ (۱)

☆ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا صابرہ' شاکرہ اور ایک مثالی خاتون تھی' یہ اپنے خاوند کی اس کے تمام کاموں میں مددگار بنتی۔ وہ کہتی ہیں۔

میں تمام کاموں میں زبیر کی مدد کرتی اور ہر طرح سے اس کی خدمت بجا لاتی' حتی کہ اس کی گھوڑی کو بھی سنبھالتی۔ اس کی دیکھ بھال کرتی۔ اسے چارہ ڈالتی اور ہر طرح سے اس کا خیال رکھتی۔

ان سے یہ مروی ہے:

کہ وہ گھوڑی کو چارہ ڈالتی' پانی پلاتی' ڈول سیتی' آٹا گوندتی اور تین میل دور واقع اس کی زمین سے گٹھلیاں اپنے سر پر اٹھا کر لاتی۔

☆ اس کے باوجود زبیر بن عوام اس پر سختی کرتے اور اس کے والد کے پاس آ کر اس کی شکایت کرتے۔

وہ فرماتے:

بیٹی صبر کرو' اگر کسی عورت کا خاوند نیک ہو اور وہ اسے چھوڑ کر فوت ہو جائے' اور وہ عورت کسی دوسرے سے شادی نہ کرے تو اللہ تعالیٰ ان دونوں کو جنت میں اکٹھا کر دے گا۔ (۲)

جود و کرم کی خوبیاں:

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا میں پائی جانے والی تمام خوبیوں میں سب سے زیادہ نمایاں خوبی جود و سخاوت کی تھی۔ جو اسے اپنے باپ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف سے ورثے

---

(۱) الطبقات (۸/۲۵۰) السمط الثمين (ص ۲۰۳) تهذيب الاسماء و اللغات (۳۲۹/۲)

(۲) السمط الثمين (ص ۲۰۴)

میں ملی تھی۔ ابوبکرؓ سے بڑھ کر سخی اس امت میں بھلا اور کون تھا؟

☆ اس کے ساتھ ساتھ نبی کریم ﷺ نے بھی اسے جود وسخا کا انداز اپنانے کی تلقین کی تھی۔ کہتی ہیں کہ:

ایک دن رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گذرے میں کوئی چیز شمار کر رہی تھی اور تول رہی تھی تو آپ نے ارشاد فرمایا:

یا اسماء لاتحصی فیحصی اللہ علیک.

''اے اسماء شمار نہ کرو ورنہ اللہ بھی تجھے شمار کر کے دے گا''۔

فرماتی ہیں کہ جب سے رسول اللہ ﷺ یہ ارشاد فرما کر میرے گھر سے نکلے میں نے آنے جانے والی چیزوں کو کبھی شمار نہیں کیا ابھی میرے پاس رزق باقی ہوتا اللہ تعالیٰ اور بھیج دیتے۔

☆ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی سخاوت بڑی عجیب وغریب تھی۔ جب یہ کسی بیماری میں ہوتیں تو اپنے تمام غلاموں کو آزاد کر دیا کرتی تھیں اپنی بیٹیوں کو سخاوت کے لیے انگیخت کرتی رہتیں یہ ان سے کہتیں میری بیٹیو! تم صدقہ دیتی رہا کرو زائد از ضرورت مال کا انتظار نہ کیا کرو۔ اگر تم نے اس کا انتظار کیا تو یہ تمہیں کبھی میسر نہیں آئے گا۔ اگر تم صدقہ دو گی تو تمہیں اس کا بدلہ ملے گا۔

☆ محمد بن منکدر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی سخاوت کی گواہی ان الفاظ میں دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

کانت اسماء بنت ابی بکر سخیة النفس.

اسماء بنت ابی بکر دل کی سخی تھیں۔

☆ تمام خواتین میں دو عورتیں سب سے زیادہ سخاوت کرنے والی تھیں۔

ایک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور دوسری حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اس کی گواہی حضرت اسماء کا بیٹا دیتا ہے۔ وہ کہتا ہے۔

کہ میں نے دو عورتوں سے بڑھ کر کسی کو سخاوت کرنے والا نہیں دیکھا ایک حضرت عائشہؓ اور دوسری حضرت اسماءؓ لیکن ان دونوں کی سخاوت کا انداز مختلف تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا چیزوں کو جمع کرتی رہتیں جب بہت سی چیزیں جمع ہو جاتیں تو پھر کسی مستحق کو دے دیتیں اور حضرت اسماء چیزوں کو جمع نہیں کرتی تھیں جو چیز میسر آئی اللہ کی راہ میں خرچ کر دی کل کے لیے کچھ بچا کے نہ رکھتی تھیں یہی وجہ ہے کہ اس کے ہاتھ میں کبھی کوئی چیز نہ ہوتی۔ [1]

کسی شاعر نے کیا خوب کیا ہے۔

و انی امرء لاتستقر دراھمی

علی الکف الا عابرات سبیل

میں ایک ایسا شخص ہوں کہ درہم میری ہتھیلی پر نہیں ٹھہرتے مگر آنکہ وہ مسافر کی طرح ہوتے ہیں۔

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عطیات مقرر کیے تو پہلے ہجرت کرنے والی خواتین کے لیے ایک ایک ہزار عطیہ مقرر کیا ان میں ام عبداللہ بن مسعودؓ اور اسماء بنت ابی بکرؓ اور چند دیگر خواتین بھی تھیں۔

یاد داشت سمجھ بوجھ اور علم:

☆ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ان خواتین میں سے ہیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ سے کثرت کے ساتھ روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ اس نے ۵۸ احادیث روایت کیں اور اس سے جلیل القدر صحابہؓ اور تابعینؒ نے روایت کیا۔ ان سے بعض مرویات ہماری نظروں سے گذری ہیں۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فقیہ اور عالم فاضل صحابیات میں سے تھی۔ اس کے علم اور فقہ کا انداز اس روایت سے ہوتا جو اس کے پوتے

---

(۱) تہذیب الاسماء و اللغات (۲/۳۳۰) سیر اعلام النبلاء (۲/۲۹۲)

عبداللہ بن عروہ بن زبیر سے مروی ہے۔ کہتے ہیں' کہ میں نے اپنی دادی حضرت اسماء سے کہا:

صحابہ کرامؓ جب قرآن سنتے تھے۔ تو ان کا کیا حال ہوتا تھا۔

فرمایا:

ان کی آنکھیں آنسو بہاتیں اوران کے جسم کانپنے لگتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا وصف بیان کیا ہے۔

میں نے کہا دادی جان یہاں کچھ لوگ ایسے ہیں ۔ جب ان میں سے کوئی قرآن سنتا ہے۔ تو غش کھا کر گر پڑتا ہے۔

یہ سن کر انہوں نے کہا:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ.

میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے حضور مردود شیطان سے ۔[1]

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے ان لوگوں کے طرزِ عمل کو معیوب سمجھا کہ یہ لوگ قرآن حکیم کو سمجھنے سے قاصر ہیں یہ فہم سلیم سے محروم ہیں اور قرآن کے ساتھ ان کا سلوک درست نہیں۔

☆ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ صحیح نہج پہ دل ملا ہوا تھا اس کی گواہی اس کا خاوند حضرت زبیرؓ دیتا ہے۔

فرماتے ہیں کہ ایک روز میں اسماء کے پاس آیا وہ نماز پڑھ رہی تھی ۔ اس نے اپنی نماز کا آغاز سورہ طور سے کیا تھا۔

میں گھر سے باہر گیا اس وقت وہ اس آیت پر پہنچی تھی۔

﴿فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَیْنَا وَوَقٰنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ﴾ (الطور: ۲۷)

---

(۱) تاریخ دمشق (ص ۲۰) تراجم النساء۔

اللہ نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں لو کے عذاب سے بچالیا۔

پس اللہ نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں جھلسا دینے والی ہوا کے عذاب سے بچایا۔ میں نے وہاں کھڑے ہو کر دیکھا کہ وہ اللہ سے پناہ مانگ رہی تھی۔ میں بازار چلا گیا۔ پھر واپس آیا تو وہ اسی آیت کو بار بار دہرا رہی تھی۔

﴿فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَ وَقٰنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ﴾ (الطور : ٢٧)

پس اللہ نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں جھلسا دینے والی ہوا کے عذاب سے بچایا۔

اور بدستور نماز پڑھ رہی تھی۔

☆ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی عالمانہ شان اور قرآن وسنت کو مضبوطی سے تھامنے کا اس سے پتہ چلتا ہے۔

ایک دن ہوا یوں کہ ایک دفعہ ان کی والدہ جو مشرکہ تھی تحائف لے کر آئی تو اس نے یہ کہا میں جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ دریافت نہ کرلوں یہ تحائف قبول نہیں کرسکتی۔

جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کردی۔

﴿لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَ لَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَ تُقْسِطُوْا اِلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ﴾ (الممتحنة : ٨)

”اللہ تمہیں اس بات سے نہیں روکتا کہ تم ان لوگوں کے ساتھ نیکی اور انصاف کا برتاؤ کرو جنہوں نے دین کے معاملے میں تم سے جنگ نہیں کی اور تمہیں تمہارے گھر سے نہیں نکالا اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے“۔

یہ سن کر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اندر آئی اور تحائف قبول کر لیے۔ (١)

(١) تفسیر القرطبی و ابن کثیر' تفسیر سورۃ ممتحنۃ آیت نمبر (٨) الطبقات (٨/٢٥٢)

☆ صحیح حدیث میں وارد ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ میری والدہ آئی ہے اور وہ میری طرف راغب ہے کیا میں اسے ملوں اور صلہ رحمی کا رویہ اختیار کروں آپ نے ارشاد فرمایا ہاں تم اپنی والدہ سے ملو۔ (۱)

نبی ﷺ کی عمدہ دعا:

امام بیہقی نے اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں آل زبیرؓ کے ایک شخص کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔ کہ ایک دفعہ حضرت اسماء بنت ابی بکر کے سر اور چہرے پر ورم ہو گیا اس نے حضرت عائشہ بنت ابی بکرؓ کی طرف یہ پیغام بھیجا کہ میرے درد کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کرے تو حضرت عائشہؓ نے اسماءؓ کی تکلیف کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کیا۔

رسول اللہ ﷺ یہ سن کر اسماءؓ کے پاس گئے۔ آپ نے اپنا ہاتھ مبارک اس کے سر پر رکھا۔ اس نے سر پر چادر لے رکھی تھی اس موقعے پر آپ نے یہ دعا کی۔

بِسمِ اللهِ اَللّٰهُمَّ اذْهِبْ عَنْها سُوءَ هُ و فُحشَهُ بِدَعْوَةِ نبيكَ الطَّيِّب المُبارك المكين عندكَ بسم الله صنع ذالك ثلاث مراتٍ.

بسم اللہ الٰہی اس کی بیماری اور قباحت دور کر دے اپنے پاکیزہ اور مبارک نبی کی دعا کے سبب جو تیرے نزدیک باوقار ہے۔ بسم اللہ۔ آپ نے یہ عمل تین دفعہ دھرایا۔

آپ نے تین مرتبہ پڑھ کر دم کیا اور اسے حکم دیا کہ یہ کلمات پڑھ کر خود دم کر لیا کرے تو اس نے تین دن ایسے کیا جسم سے ورم جاتا رہا۔ (۲)

---

(۱) البخاری: فی الحزیۃ (۲۰۱/۶) فی الادب (۳۴۷/۱۰) فی الھبہ (۱۷۱/۵) مسلم فی الزکاۃ (۱۰۰۳) و ابوداؤد فی الزکاۃ (۱۶۶۸)

(۲) دلائل النبوۃ للبیھقی (۱۸۱/۶ و ۱۸۲)

حضرت اسماء اور طب نبوی:

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے علاج معالجے کے سلسلے میں اکثر و بیشتر نبی کریم ﷺ کی ہدایات کو پیش نظر رکھا' اس کے بارے میں فاطمہ بنت المنذر بیان کرتی ہے۔ کہ ایک عورت کو حضرت اسماء کے پاس لایا گیا جو بخار میں مبتلا تھی' انہوں نے اس کے گریبان پر پانی چھڑکا۔ اور فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمیں یہ حکم دیا کرتے تھے کہ ہم بخار کو پانی سے ٹھنڈا کریں۔ آپؐ نے یہ الفاظ فرمائے:

اَبْرِدُوْھَا بالماء فانها من فیح جھَنَّم.

اسے ٹھنڈا کرو یہ جہنم کی لو میں سے ہے۔ (1)

آپ کا یہ فرمانا کہ بخار کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔ آپ نے یہ حکم اہل حجاز کو دیا' اس لیے کہ ان کے بخار میں ٹھنڈا پانی پینا یا اس سے غسل کرنا ان کے لیے مفید ہوتا ہے بخار کے درجہ حرارت کی وجہ اسے ٹھنڈا کرنے سے مراد یہ ہے کہ بخار کے درجہ حرارت کو توڑو' جہنم کی لو سے اس کی گرمی مراد ہے۔ اللہ ہمیں اپنی رحمت کی پناہ میں دے۔ اطباء کا کہنا یہ ہے کہ بخار کے شروع میں ٹھنڈے پانی سے درجہ حرارت کم ہو جاتا ہے اس کا زور ٹوٹ جاتا ہے۔ اطباء کہتے ہیں۔

بخار میں مبتلا لوگوں کے لیے جب کہ وہ گرمی کے بخار میں مبتلا ہوں پانی پلانا نہایت مفید ہے۔ اس سے بخار کی طاقت ٹوٹ جاتی ہے۔ ٹھنڈے پانی کا اثر جلدی ہوتا ہے۔ مریض کی طبیعت پانی پینے سے قدرے ہلکی ہو جاتی ہے۔

بسا اوقات پانی میں زیادہ ٹھنڈک پیدا کرنے کے لیے برف کی آمیزش پیدا کرنا پڑتی ہے۔

---

(1) البخاري: (١٠/١٧٤) في الطب۔ مسلم (٢٢١١) في السلام۔

حضرت اسماء کی شخصی خوبیاں:

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی شخصیت فضائل ومناقب سے آراستہ ہے۔ اگر آپ فصاحت کے اعتبار سے دیکھیں تو آپ انہیں جادو اثر گفتگو کرنے والی اور فصاحت و بلاغت کے جوہر دکھلانے والی پائیں گے وہ حوصلہ منداور دانشور تھی (۱) جب اس کا بیٹا عبداللہ بن زبیرؓ قتل ہوا تو اس نے برجستہ یہ شعر کہا۔

لَیسَ لِلّٰہ مَحرَمٌ بعد قَومٍ
قتلوا بین زم زم و المقام
قتلتھم حفاۃ عَكٍّ و لخمٍ
و صداء و حمیر و جذام

اللہ کے نزدیک اس قوم کے بعد کوئی محترم نہیں جو زمزم اور مقام ابراہیم کے درمیان قتل کیے گئے۔ جن کو عک' لخم' صداء' حمیر اور جذام جیسے ظالم قبائل نے قتل کیا۔

☆ اس کے اقوال زریں میں سے ایک جو دلپذیر بات ہے۔ جو اس نے اپنے بیٹے عبداللہ سے کہی جب وہ حجاج سے نبرد آزما تھا۔

یَا بُنَیَّ عِش کَرِیمًا' و مُتْ کَرِیمًا لا یاخَذک القوم اسیرًا

بیٹا عزت کی زندگی گذار اور عزت کی موت قبول کر قوم تجھے قیدی نہ بنائے۔

☆ جہاں تک اس کی سخاوت کا تعلق ہے۔ تو اس کے فضل و کرم اور جود و سخا کے واقعات پہلے گذر چکے ہیں۔

☆ جہاں تک اس کی عزیمت اور شجاعت کا تعلق ہے تو اس کی ہجرت کو دیکھا جا سکتا ہے۔ جب کہ یہ ابھی نوخیز دوشیزہ تھی۔ جب اس کی کلائی مضبوط ہوگئی تو یہ اپنے

---

(۱) الاعلام (۱/۳۰۵)

خاوند زبیر بن عوام اور اپنے بیٹے عبداللہ بن زبیر کے ساتھ معرکہ یرموک میں شریک ہوئی۔ اس دن اس نے بڑا اثر انگیز کردار ادا کیا۔

☆ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی حفاظت کی اس پر اپنا فضل و کرم کیا۔ سو سال کی عمر میں نہ اس کا کوئی دانت گرا اور نہ ہی عقل و خرد میں کوئی ڈھول پیدا ہوا۔ یہ اللہ کا بڑا فضل و کرم تھا۔

اسماء اس کا بیٹا اور حجاج:

بہت سے ایسے واقعات ہیں جو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی عقل و دانش' درست رائے حسن تدبیر' اور شجاعت اور صبر و تحمل پر دلالت کرتے ہیں۔

☆ عبداللہ بن زبیر اور اس کی والدہ اسماء رضی اللہ عنہا کی بات بھی بڑی نرالی ہے۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اپنی والدہ کی رائے سے سرمو بھی تجاوز نہیں کرتے تھے۔ باوجود اس کے کہ وہ عمر رسیدہ ہو چکی تھی پھر بھی اس کے راستے پر گامزن رہتے' بیٹے کی رائے کو اپنے تجربوں سے زرخیز بنا دیا تھا۔

☆ اس کا بیٹا عبداللہ امیر المومنین بنا اور اسی کی راجدھانی میں عراق' حجاز اور یمن آئے' ان علاقوں پر ان کی آٹھ سال تک حکومت رہی' پھر عبدالملک بن مروان سے ٹکراؤ ہوا' عراق ان کے ہاتھ سے جاتا رہا' پھر عبدالملک بن مروان نے اپنی ترکش سے خطرناک تیر چلایا وہ اس طرح کہ حجاج بن یوسف کو عراق کا گورنر بنا دیا' وہ ان علاقوں کو اپنی لپیٹ میں لیتا ہوا۔ مکہ تک جا پہنچا' اس نے مکے پر اپنی توپیں نصب کر دیں اور کعبۃ اللہ پر گولہ باری شروع کر دی' اس روز بیت اللہ میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بھی موجود تھیں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ بیت اللہ سے اپنی پیٹھ کی ٹیک لگائے حجاج کے لشکر سے لڑ رہے تھے۔ وہ حجاج کے بہادروں کو ناکوں چنے چبوا رہے تھے اور تتر بتر کر رہے تھے حالانکہ آپ کی بہت کم نفری تھی' حجاج انہیں مسلسل یہ پیغام بھیج رہا تھا کہ اگر آپ ہتھیار ڈال کر بنوامیہ کے سامنے

تلے آ جائیں۔ ان کی امارت کو قبول کر لیں خلیفۃ المسلمین کی بیعت کر لیں۔ تو یہ آپ کے لیے بہت بہتر ہو گا۔

☆ لیکن حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے اس کی تجویز کو قبول نہ کیا' بلکہ وہ اپنی والدہ کے پاس گئے جس کی عمر اس وقت ستر سال ہو چکی تھی لیکن عقل و خرد اور ہوش و حواس بالکل درست اور تنومند تھے وہ اپنی رائے سے روشنی حاصل کرتی عرض کی اماں جان لوگوں نے مجھے رسوا کر رکھا ہے حتی کہ میرے اہل خانہ اور اولاد کو بھی۔ میرے ساتھ تھوڑے سے افراد باقی رہ گئے ہیں جو دفاع کی صلاحیت نہیں رکھتے اب صبر کے علاوہ کوئی چارہ نہیں قوم نے مجھے وہ کچھ دینے کی پیش کش کی جو بھی دنیا میں سے میں چاہوں۔

آپ کی کیا رائے ہے۔

اماں جان نے کہا:

اللہ اللہ میرے بیٹے اگر تو حق پر ہے اور وہ حق ہے جس کی طرف دوسروں کو دعوت دیتا ہے تو اس راہ پر چلتا رہ۔

اپنی گردن کو بنو امیہ کے ہاتھوں میں نہ دینا وہ تجھ سے اٹھکیلیاں کریں گے۔

اگر تو دنیا چاہتا ہے تو تم بہت برے انسان ہو گے۔ اس طرح تم اپنی ذات اور ساتھیوں کو تباہ کر دو گے۔

اگر تم یہ کہتے ہو۔ میں تو حق پر ہوں لیکن جب میرے ساتھی کمزور ہو گئے تو میرے ارادے بھی ماند پڑ گئے۔ یہ آزاد بندوں کا کردار نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی ان کا جن سے خیر و بھلائی ہوتی ہے۔ دنیا میں کتنا عرصہ رہو گے۔

بیٹا جو صورت حال تیرے ساتھ پیش آئی ہے اس سے تیرا قتل ہونا کہیں بہتر ہے اللہ کی قسم! تلوار کا وار جو عزت کی صورت میں لگے اس کوڑے کے لگنے سے کہیں بہتر ہے جو ذلت و رسوائی کی صورت میں لگایا جائے۔

اس نے کہا:

اماں جان! میں ڈرتا ہوں کہ اہل شام نے اگر مجھے قتل کر دیا وہ میرا مثلہ کر دیں گے یعنی ہاتھ' کان' ناک کاٹ دیں گے اور وہ مجھے سولی پر لٹکا دیں گے

اس موقع پر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے وہ مشہور جملہ کہا جس کو تاریخ میں بطور مثال درج کیا گیا ہے۔

اس نے کہا بیٹا بکری کی ذبح کرنے کے بعد کھال اتارنا اس کے لیے کسی نقصان یا تکلیف کا باعث نہیں بنتا بیٹا اپنی بصیرت کے مطابق چلو۔ اور اللہ سے مدد طلب کرو۔

بیٹے نے اس کا سر چوما اور کہا اماں جان میری بھی یہی رائے ہے۔ میں دعوت الی اللہ کے موقف پر قائم ہوں۔ بس میں آپ کی رائے معلوم کرنا چاہتا تھا ماشاء اللہ آپ کی رائے میرے خیالات سے ملتی جلتی ہے بلکہ میرے لیے تقویت کا باعث ہے۔

☆ عبداللہ بن زبیر گئے۔ مد مقابل سے لڑے صبر کا دامن تھامے رکھا دشمنوں نے مل کر یکبارگی حملہ کیا اور قتل کر دیا حجاج بن یوسف نے انہیں سولی پر لٹکا دیا۔ کافی عرصہ وہ سولی پر لٹکے رہے حضرت اسماءؓ نے یہ دعا کی۔

اَللّٰهم لا تمتني حتى اُوتي بِهٖ فاحنّطَهٗ وَ اُكفنه.

الٰہی مجھے اس وقت تک موت نہ دینا جب تک میں اس کے پاس جا کر اسے حنوطہ نہ کر لوں اور اسے کفن نہ پہنا دوں۔

اماں جان کو اس کے پاس لایا گیا۔ اس نے اپنے ہاتھ سے اس کے لاشے کو خوشبو لگائی اور کفن پہنایا۔ اس وقت اس کی بینائی ختم ہو چکی تھی۔ پھر جب اسے کفن پہنا دیا گیا تو اس کی نماز جنازہ پڑھی ایک ہفتے بعد وہ بھی راہی ملک عدم ہو گئی۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

☆ قتل کے وقت حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی عمر ۷۲ سال تھی' وہ کثرت سے روزے رکھنے والے' اطاعت گذار جوانمرد بہادر تھے۔(۱)

اس کے فضائل و مناقب تو بہت زیادہ ہیں انہیں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

وَصَلَ النهارُ بِلَيلِهٖ فِیْ طَاعةٍ
وصلاتُـهُ موصولةٌ بِصيامِ
كَحَلَتْ بِتَقْوِى اللّٰهِ مَقْلَتَهُ الَّتِيْ
كَمْ تَكْتَحِلْ اجفانُها بِمَنامِ

اس کے دن رات اطاعت الٰہی میں گذرتے ہیں۔
اور اس کی نمازیں روزوں سے ملی ہوئی ہیں۔
اس کی آنکھ نے تقوائے الٰہی کا سرمہ لگایا۔
اور اس کی پلکیں نیند سے نا آشنا ہیں۔

☆ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے حجاج کے سامنے بڑی جرأت و شجاعت کا مظاہرہ کیا۔ اس کے بیٹے کے قتل کے بعد حجاج اس کے پاس آیا۔

میرے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔ جو میں نے تیرے بیٹے سے سلوک کیا کیسا ہے؟

اس نے کہا:

تو نے اس کی دنیا خراب کر دی اور اس نے تیری آخرت خراب کر دی۔
ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا تھا کہ بنو ثقیف میں ایک ظالم ہوگا اور ایک

---

(۱) تاریخ طبری (۵۳۸/۳ و ۵۳۹) الطبقات (۲۵۴/۸) تاریخ دمشق (ص ۲۲ ۔ ۲۸) سیر اعلام النبلاء (۲۹۴/۲ و ۲۹۵) شذرات الذهب (۳۰۶/۱ و ۳۰۸)

کذاب' کذاب تو ہم نے دیکھ لیا اور ظالم میرے خیال میں تم ہو۔ (1)

گویا اس بات نے حجاج کے منہ میں لگام ڈال دی۔ اسے کوئی جواب نہ آیا اور اس عظیم المرتبت کے سامنے چپ سادھ لی۔

حضرت اسماءؓ کی وفات اور وصیت:

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا معمر صحابیات میں سے تھی اس طرح کہ اس نے سو سال کی زندگی پائی اس نے مرنے سے پہلے اپنے اہل خانہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق وصیت کی جب میں مر جاؤں تو تم میرے کپڑوں کو خوشبو لگانا پھر مجھے حنوط کرنا یعنی مشکبو رلگانا مشک بور میرے کفن پر نہ چھڑکنا۔ مجھے رات کو دفن نہ کرنا۔

☆ علامہ ذہبی کہتے ہیں کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی وفات تمام مہاجر مردوں اور عورتوں کے بعد ہوئی۔

☆ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا وہ عظیم المرتبت خاتون ہے جو فضائل و مناقب میں بہت سے مردوں اور عورتوں پر سبقت لے گئی۔

کسی نے کیا خوب کہا:

ولو كان النسآء كمن فقدنا

لَفُضِّلَت النسآء على الرجال

اگر خواتین ایسی ہی ہوتیں جس کو ہم گم کر چکے ہیں۔

تو خواتین مردوں پر فضیلت اختیار کر لیتیں۔

☆ اللہ راضی ہوا حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ذات النطاقین پر اور اس پر خاص کر اپنی رحمت کی برکھا برسائی۔ اللہ بڑے فضل والا ہے۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے

---

(۱) الطبقات (۲۵۴/۸) الحلية (۵۷/۲) الاصابه (۲۲۵/۴)

مندرجہ ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

١ ـ الطبقات	٨/٢٤٩
٢ ـ اسد الغابة	٥/٣٩٢
٣ ـ سير اعلام النبلاء	٢/٢٨٧
٤ ـ تاريخ دمشق	صفحه ٣
٥ ـ دلائل النبوة	٢/٤٧٤
٦ ـ الاستيعاب	٤/٢٢٩
٧ ـ الحلية	٢/٥٥
٨ ـ البداية و النهاية	٣/١٧٧
٩ ـ السمط الثمين	صفحه ٢٠٣
١٠ ـ تهذيب الاسماء و اللغات	٣/٣٢٩
١١ ـ الاعلام زركلي	١/٣٠٥
١٢ ـ تاريخ الطبرى	٣/٥٣٨ و ٥٣٩
١٣ ـ شذرات الذهب	١/٣٠٦
١٤ ـ الاصابة	٤/٢٢٥



۳۵

عاتکہ بنت زید رضی اللہ عنہا

مؤمنہ، فصیحہ، شاعرہ، یکے بعد دیگرے کئی مردوں سے شادی کی اور سب کے سب اس کی زندگی میں ہی شہید ہوئے۔

عاتکہ بنت زید رضی اللہ عنہا

☆ عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل القرشیۃ العدویہ[1] اس کی والدہ کا نام ام کریز بنت الحضرمی تھا۔ اور الحضرمی کا نام عبداللہ بن عمار بن مالک تھا' عاتکہؓ کے خالو مشہور و معروف صحابی العلاء بن الحضرمی تھے۔ اور اس کی خالہ الصعبہ بنت الحضرمی تھی۔ یہ طلحہ بن عبیداللہ کی والدہ تھی جو عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔ اور عاتکہؓ کا بھائی سعید بن زیدؓ بھی عشرہ مبشرہ میں سے تھا۔

☆ عاتکہؓ قریش کی خواتین میں فصاحت و بلاغت عقل و دانش اور شعر و شاعری کے حوالے سے مشہور و معروف تھی۔ اور یہ خوبیاں اس کو اپنے باپ زید بن عمرو سے وراثت میں ملی تھیں۔ یہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے قریش میں زمانہ جاہلیت کے دور میں بھی بتوں کو نظر انداز کر رکھا تھا۔ وہ یہ کہا کرتا تھا۔

وَ اَسْلَمْتُ وجھی لِمَنْ اَسْلَمْتُ
لہ الارض تحمل صَخرا ثِقَالَا

دَھَاھَا فَلَمَّا اسْتَقَرَّتْ شَدَّھا
سواء و ارسٰی علیھا الجبالا

وَ اَسْلَمْتُ وجھی لِمَنْ اَسْلَمْتُ
لَہُ الْمُزْنُ تحمِلُ عَذْبًا ذُلَالَا

---

(۱) الطبقات (۸/ ۲٦۵) الاستیعاب (۴/ ۳۵۲) اسد الغابہ (۵/ ۴۹۷) البدایہ و النہایہ (۸/ ۲۵) الاصابہ (۴/ ۳۴۹)

إِذَا هِـــيَ سِيــقَــتْ إِلَــى بَـلْـدَةٍ

اطَـاعَـتْ فَـصبـتْ عـلـهـا سِجَالاً

☆ میں نے اپنا چہرہ اس کے سپرد کر دیا جس کے لیے زمین مطیع ہو گئی جو بھاری پتھر اٹھائے ہوئے ہے۔

☆ جس نے زمین کو پھیلایا پھر وہ ٹھہری اور اس کا ابھار برابر ہو گیا' اور اللہ نے اس میں پہاڑ گاڑ دیئے۔

☆ میں نے اپنا چہرہ اس کے سپرد کر دیا بادل جس کے مطیع ہو گئے اور وہ بادل میٹھے پانی کو اٹھائے ہوئے ہیں۔

☆ جب ان بادلوں کو کسی شہر کی طرف چلایا جاتا ہے۔ تو وہ حکم کی تعمیل کرتے ہیں اور وہاں بھر بھر ڈول انڈیلتے ہیں۔

زید زمانہ جاہلیت میں بھی ان اشعار کو گنگناتے رہتے تھے اور پھر کعبہ کی طرف رخ کر کے سجدہ کرتے تھے۔

☆ زید بن عمرو قریش خاندان کے چشم و چراغ اور عدی الاصل تھے' اور یہ عمر بن خطاب کے چچا تھے۔ اور یہ ان افراد میں سے تھے جنھوں نے بتوں کی عبادت چھوڑ دی تھی اور یہ بتوں کے نام پر ذبح کیے گئے جانور کا گوشت بھی نہیں کھاتے تھے۔ اور یہ اکثر و بیشتر غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنے سے قریش کو منع کرتے ہوئے کہتے:

اے قریشیو!

کیا اللہ بارش برساتا ہے؟

کیا وہ زمین میں سبزا اگاتا ہے؟

کیا وہ چوپائے پیدا کرتا ہے جو زمین میں چارہ چرتے ہیں؟

اور بڑے تعجب کی بات ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کے نام انہیں ذبح کرتے ہو۔

افسوس ہے تمہاری عقل پر۔
حیف ہے تمہاری سوچ پر۔

☆ زید ان لوگوں میں سے تھے جو اصلی معرفت کی تلاش کرتے ہیں۔ اور اسے یکسوئی کی خاطر اطمینان دل کا ذریعہ بناتے ہیں۔ یہ قریش کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے۔
اے قریش مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔
میرے سوا تم میں کوئی بھی دین ابراہیم پر عامل نہیں ہے۔

☆ اس سوچ اور اخلاق فاضلہ کی بنیاد پر اس کی بیٹی عاتکہ نے پرورش پائی اسے فصاحت و بلاغت' شعر گوئی' ذکاوت حس' بیدار دلی' طبعی نفاست' اور ایمان صادق کے لیے آمادگی اور تیاری ورثے میں ملی۔

جب نورِ اسلام ضوفگن ہوا۔ تو عاتکہؓ ان خواتین میں شامل تھی جنہوں نے اسلام قبول کرنے میں جلدی کی۔ اس نے اسلام قبول کیا۔ بیعت کی اور ہجرت کی سعادت حاصل کی۔(۱)

صحابی ابن صحابی کی بیوی:

عاتکہ بنت زید رضی اللہ عنہا بلند اخلاق' صاحب جمال و کمال صائب الرای اور دانشمند خاتون تھی۔

علامہ ابن کثیرؒ نے اس کے بارے میں کہا ہے۔ یہ حسین و جمیل اور عبادت گذار خواتین میں سے تھی۔

☆ اس سے ایک صحابی کے صحابی بیٹے نے شادی کی اور وہ تھے عبداللہ بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما یہ بڑی حسین و جمیل خاتون تھی' یہ اس کے بڑے دلدادہ تھے اسے اپنی یہ بیوی بہت پسند تھی اس نے اسے تجارت اور معاشی مصروفیات حتی کہ جہاد

---

(۱) الطبقات (۲۶۵/۸)

سے بھی قدرے غافل کر دیا تھا۔ اس کے اکثر معاملات اس کے ہاتھ میں تھے۔
یہ صورت حال دیکھ کر والد محترم نے اپنے بیٹے کو حکم دیا کہ اسے طلاق دے دے
یہ حکم اس پر بڑا شاق گذرا لیکن وہ اپنے باپ کی حکم عدولی بھی نہیں کرنا چاہتے
تھے۔ لہٰذا اس نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دے دی۔ اور اس موقعے پر اس نے
یہ شعر کہے:

یَقُوْلُوْنَ طَلِّقْهَا وَ خَیِّم مَکَانَها
مقیمًا تمنّی النفس اَحْلَامَ نائمِ
و اِنَّ فِراقِی اهلَ بیتی جمیعَهُمْ
علی کرهٍ مِنّی لاحدی العظائم

لوگ کہتے ہیں کہ تو اسے طلاق دے دے اور خود اس کی جگہ خواب دیکھنے
والے کی طرح دل کو دیتا کہ
ایک عظمت والی خاتون کی خاطر سب گھر والوں سے جدائی مجھے ناگوار
گذرتی ہے۔

علاوہ ازیں عبداللہ کا دل اسی میں اٹکا ہوا تھا۔ اس کی جدائی کا دکھ بڑا شدید
تھا۔ اس پر اس جدائی کے گہرے اثرات تھے۔ یہاں تک کہ غم کے آثار اس کے چہرے
اس کے جسم پر نمایاں تھے ایک دن اس کے والد نے اسے یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا۔

اعاتِكُ لَا اَنْسَاكِ مَا هَبَّتِ الصَّبَا
و ما ناحَ قُمریُ الحمام المُطَوَّقُ
اعاتِكُ لا اَنْسَاك مَاحَجَّ راكبٌ
وَ مَا لَاحَ نجم فی السمآء مُعَلّقُ
اعَاتِكُ قَلْبِی كُلَّ یومٍ و لَیْلَةٍ
اِلَیْكَ بما تخفی النُّفُوسُ مُعَلَّقُ

وَلَوْ لَا اتقـاهُ اللّٰـهُ فِی حَقِّ وَالِد

وطاعتِـهِ مَا كـانَ مِنّـا التفرقُ

اے عاتکہ جب تک باد صبا چلتی ہے اور گلے میں پڑی گانی والی فاختہ نوحہ کناں ہے میں تجھے نہیں بھول سکتا۔

اے عاتکہ جب تک مسافروں کے قافلے کوچ کا ارادہ رکھتے ہیں اور آسمان پر ستارے روشن ہیں میں تجھے نہیں بھول سکتا۔

اگر اللہ کا ڈر اور والد کے حقوق کی ادائیگی میں اللہ کی اطاعت پیش نظر نہ ہوتی تو ہم میں کبھی جدائی نہ ہوتی۔

جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے یہ شعر سنے تو عاتکہ کے ساتھ اس کے تعلق خاطر کا پتہ چلا۔ یہ قلبی لگاؤ دیکھ کر ان کے دل میں رقت پیدا ہوگئی اور اسے رجوع کرنے کی اجازت دے دی۔ تو اس نے رجوع کر لیا جب رجوع کیا تو یہ شعر

کہے۔

لِهَينَكِ انّـی لا اری فيك سَـخُطَةً

و انَّكِ قد حلت عليك المحاسنُ

فَـاِنَّكَ مِـمَّـن زَيَّـنُ اللّٰـهُ اَمرَهُ

وَ لَيسَ لـمـا قَـدُ زَيَّـنَ اللّٰه شَائِنُ

تیری نرم خوئی کی بنا پر تجھ میں ناراضگی کے آثار دیکھ نہیں پاتا۔ تجھ پر حسن و جمال کا پرتو ہے۔

تم تو ان لوگوں میں سے ہو جن کے معاملات اللہ تعالیٰ نے آراستہ کر دیئے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے آراستہ و مزین کیا ہو اس کو کوئی ذلیل کرنے والا نہیں۔

☆ زندگی کی بہاریں پھر لوٹ آئیں۔ پھر حضرت عبداللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

غزوۂ طائف میں شریک ہوئے ان کے زہریلا نیزہ آ لگا۔ جس سے گہرا زخم آیا رسول اللہ ﷺ کی وفات کے چالیس روز بعد یہ زخم پھٹ گیا جس سے وہ جام شہادت نوش کر گئے۔

عاتکہؓ نے ایسا مرثیہ کہا جس سے غم و اندوہ' افسوس' کسک اور رقت ٹپک رہے تھے۔ اس نے کہا:

رزیت بخیرِ النّاسِ بعد نَبِیِّهِمْ
وبعد ابی بکر و ما کان قَصَّرَا
فالیتُ لاتَنفَكُّ عَینی سخینة
عَلَیْكَ وَ لَا یَنفَكُّ جلدی اَغْبَرَا
مدی الدَّهرِ ماغَنَّتْ حمامة ایکَةٍ
و ما طَرَدَ اللیل الصَّباحَ المنوَّرَ
فلِلّٰهِ عَینًا من رای مثله فتًی
اَکَرَّ و احمٰی فی الجهاد واصْبَرا
اِذْ شَرَعَتْ فِیهِ الاسِنَّةُ خَاضَهَا
الی الموتِ حتّٰی یترك الرمح اَحْمَرَا

مجھے نبی کریمؐ اور حضرت ابوبکرؓ کے بعد سب سے بہتر انسان کی جدائی کا صدمہ پہنچا جو کسی طرح بھی کم نہیں تھا۔

میں نے قسم کھا لی ہے کہ میری آنکھوں سے گرم آنسو بہنے ختم نہیں ہوں گے اور میرا جسم گرد آلود ہی رہے گا۔

جب تک درختوں کے جھنڈ کی فاختہ گاتی رہے گی اور جب تک منور صبح رات کو دھکیلتی رہے میری آہ وزاری جاری رہے گی۔

بخدا کوئی آنکھ ایسی ہے جس نے اس جیسا کوئی جوان دیکھا ہو۔ جو آگے

بڑھ کر حملہ کرنے والا' دین کا محافظ اور جہاد میں صبر کا مظاہرہ کرنے والا ہو۔

جب جنگ میں نیزے حرکت میں آتے ہیں۔ تو یہ موت کی وادی میں گھس جاتا ہے۔ یہاں تک کہ نیزے کو سرخ حالت میں چھوڑتا۔

حضرت عمرؓ سے اس کی شادی:

☆ عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی موت کا جب وقت قریب آیا تو اس نے اپنی عاتکہ سے کہا۔ دیکھئے تیرے پاس میرا باغ ہے وہ تیری ضروریات کے لیے کافی تم کسی سے شادی نہ کرنا۔ جب اس نے عدت پوری کر لی' حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے شادی کا پیغام بھیجا تو اس نے کہا' میں نے جو اپنے دل میں تہیہ کیا وہ یہ ہے کہ میں اب شادی نہیں کروں گی۔

آپ نے کہا تم کسی سے اس بارے میں مسئلہ پوچھ لو' فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالبؓ سے فتویٰ طلب کیا' تو انہوں نے کہا جو کچھ ان سے لیا یعنی باغ وغیرہ انہیں واپس کر دو اور شادی کر لو یہ تمہارا شرعی حق ہے۔

☆ تو اس نے باغ واپس کر دیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے شادی کر لی۔ اور اس خوشی میں ولیمہ کیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ جب ولیمے میں شرکت کے لیے آئے۔ تو اس سے پوچھا کیا تم نے یہ شعر کہا ہے۔

فآليت لا تنفك عيني سخينة

عليك و لا ينفك جلدي اغبرا

میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ میری آنکھ سے تیرے غم میں گرم آنسو نکلنے بند نہ ہوں گے اور میرا جسم غبار آلود رہے گا۔

تو وہ رو پڑی' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ آپ کو بخشے صبر کرو۔ میں بھی اللہ

تعالیٰ سے تیرے حق میں دعا گو ہوں۔

ایک روایت میں مذکور ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا اے ابوالحسن آپ نے یہ کیا ذکر چھیڑ دیا عورت اپنے رفیق حیات کے بچھڑنے پر غم کا اظہار کیا ہی کرتی ہے۔

حضرت عمرؓ کی عاتکہؓ کے ساتھ شادی ۱۲ ہجری کو ہوئی۔(۱)

عاتکہؓ اور حضرت عمرؓ:

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک عاتکہ رضی اللہ عنہا کا بہت مقام تھا وہ اسے قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ یہ بھی ان کے علم' زہد اور تقویٰ سے مستفیض ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنی یہ بیوی بہت پسند تھی اور وہ بھی ان سے نہایت قدر اور اپنایت کے انداز میں پیش آتی۔

☆ اس قرابت اور مقام و مرتبے کے باوجود وہ اسے امت مسلمہ کا ایک فرد سمجھتے تھے۔ عدل و انصاف کے حوالے سے وہ بھی ان کی رعایا کی ایک مسلمان خاتون تھی۔ اس سے کوئی امتیازی سلوک نہیں کیا جاتا تھا۔ امام احمد بن حنبل کتاب الزہد میں اسماعیل بن محمد بن سعد بن ابی وقاص کے حوالے سے روایت نقل کرتے ہیں۔

کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بحرین سے کستوری اور عنبر آئے۔ عمرؓ نے کہا میری دلی خواہش ہے کہ کوئی اچھا وزن کرنے والی خاتون اس خوشبو کا وزن کرے تاکہ میں اسے مسلمانوں میں تقسیم کرسکوں اس کی بیوی عاتکہؓ بنت زید بن عمرو بن نفیل نے کہا میں اچھا وزن کرنا جانتی ہوں یہ خدمت میرے سپرد کریں۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ اس نے کہا کیوں؟

---

(۱) تاریخ الطبری (۳۲۹/۲)

آپ نے فرمایا: مجھے اندیشہ ہے کہ تم اس میں کچھ خوشبو اپنی گردن کو لگا لو گی اس سے مسلمانوں کی حق تلفی ہو گی۔ (۱)

☆ اس طرح اس کی زندگی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ عدل' زہد' عبادت اور قربانی کے جذبے کو بروئے کار لاتے ہوئے گذری۔ یہ صفات اس میں دن بدن بڑھتی ہی چلی گئیں۔

☆ عاتکہ رضی اللہ عنہا حضرت کے ساتھ نماز باجماعت ادا کرنے کے لیے مسجد میں حاضر ہوتی۔ جب وہ اسے مسجد جانے کی اجازت دیتے' جب وہ مسجد جانے کی اجازت طلب کرتی تو فرماتے آپ جانتی ہیں کہ تمہارے گھر رہنے کو زیادہ پسند کرتا ہوں۔

وہ کہتی میں آپ سے مسجد جانے کی اجازت طلب کرتی رہوں گی۔

جب وہ اجازت طلب کرتی حضرت عمر اسے روکتے نہیں تھے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خنجر لگا اور آپ شہید ہوئے۔ اس وقت یہ بھی مسجد میں موجود تھی۔ اس موقع پر اس نے یہ مرثیہ کہا:

عَيـنُ جـودي بعـبرَةٍ و نَـحَـيبِ
لا تـمـلـي عـلـى الامام النجيبِ
قُـلْ لاهـل الـضرّاءِ و البوس مُوتوا
قـد سَـقَـتـهُ المنون كاس شعوبِ

☆ اے آنکھ آنسوؤں اور گریہ زاری کی سخاوت کر۔ شریف امام کے غم کے اظہار میں اکتاہٹ محسوس نہ کر۔

☆ جنگجو لوگوں سے کہو کہ تم مر جاؤ۔ موت نے اسے شعوب کا پیالہ پلا دیا۔

---

(۱) الزهد (ص : ١٤٨)

اور اس موقع پر آپ کے صفات کا تذکرہ کرتے ہوئے مرثیہ کے یہ اشعار بھی کہے۔

وَ فَجَّعَنِی فَیرُوزُ لَا دَرَّ دَرُّہٗ

بِاَبْیَضَ تَالٍ لِلْکِتَابِ مُنِیبِ

رؤفٍ عَلَی الادنی غلیظٍ علی العَدٰی

اَخِی ثِقَۃٍ فِی النائبات مُجِیبِ

مَتٰی مَایَقُلُ لَا یَکْذِبُ القَوْلَ فِعْلُہٗ

سریع اِلی الخیرات غیر قطوبِ (۱)

☆ اور فیروز دیلمی نے مجھے دکھ درد دیا اور ایسے شخص پر کاری وار کیا جو روشن چہرے والا، قرآن پڑھنے والا اور اللہ کی طرف رجوع کرنے والا تھا۔

☆ جو کمزور سے شفقت سے پیش آنے والا دشمن کے خلاف سخت جو مصائب میں ثابت قدم رہنے والا اور بات ماننے والا تھا۔

☆ جب بھی وہ کوئی بات کہتا تو اس کے قول و فعل میں کوئی تضاد نہ ہوتا۔ خیرات میں جلدی کرنے والا اور ترش روئی سے پیش آنے والا نہیں تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غم میں جو اس نے خوبصورت مرثیہ کے شعر کہے وہ یہ ہیں۔

مَنْ لِنَفْسٍ عَادَھَا احزانُھا

وَ لِعَینٍ شَفَّھا طول السَّھَدُ

جَسَدٌ لُفِّفَ فِی اکفانِہٖ

رحمۃُ اللّٰہ علی ذاکَ الجسد

(۱) تاریخ طبری (۲/۵۷۵) البدایہ والنہایہ (۷/۱۴۵)

شاعرات العرب (ص ۲۳۴)

فیــہ تــفــجیعٌ لـمـولًی غــارم

لـم یـدعــهُ اللّٰــه یَـمْـشِـیُ بِسَبَدُ

☆ وہ کون ہے جس کے دل پر غم ٹوٹ پڑے۔ اور اس کی آنکھ کو طویل بیداری نے چھوٹا کر دیا۔

☆ وہ جسم جسے کفن میں لپیٹ دیا گیا۔ اللہ کی اس جسم پر رحمت ہو۔

☆ اس میں تکلیف پہنچی ہے ایک مقروض غلام کو جس کے پاس اللہ نے کچھ نہ چھوڑا تاکہ وہ کنگال چلے۔

حواری رسول کے ساتھ:

☆ جب سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ تو اس کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے حواری حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے شادی کر لی۔ شادی کے موقع پر حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا نے یہ شرط لگائی' کہ وہ اسے مارے گا نہیں اور نہ ہی حق کہنے سے روکے گا اور نہ ہی مسجد نبوی میں نماز پڑھنے سے روکے گا۔ زبیر بن عوام کی طبیعت سخت تھی وہ اپنی بیویوں پر سختی کیا کرتا تھا۔ جب وہ شادی کے بعد اس کی ملکیت میں آ گئی تو اس نے کہا عاتکہ تم مسجد نہ جایا کرو۔

اس نے کہا اے ابن عوام کیا تیری غیرت کی وجہ سے میں اس مسجد میں جانا چھوڑ دوں جس میں نبی کریم ﷺ ابوبکر صدیق اور عمر بن خطابؓ کے زمانے میں جایا کرتی تھی۔

اس نے کہا ٹھیک ہے میں تجھے نہیں روکوں گا۔ جب اس نے نماز فجر کی آذان سنی تو وضو کیا اور باہر چلے گئے۔ اور سقیفہ بنی ساعدہ میں جا کر کھڑے ہو گئے۔ جب یہ وہاں سے گذری تو اس نے پیٹھ پر دونوں ہاتھ دے مارے اندھیرے میں پتہ نہ چلا یہ کون ہے اس نے کہا تیرے ہاتھ ٹوٹ جائیں تم کون ہو؟۔ اور انا للہ کہتی ہوئی واپس گھر آ گئی۔ جب زبیر بن عوام مسجد سے گھر آئے تو پوچھا عاتکہ کیا بات ہے آپ مسجد میں نہیں آئی۔

کہنے لگی ابوعبداللہ کیا بتاؤں اللہ آپ کو رحمت کی پناہ میں رکھے' لوگ بڑے خراب ہو گئے ہیں۔ آج کل تو اندرونی کوٹھڑی میں نماز ادا کرنا گھر میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ اور بیرونی حجرے کی نسبت گھر میں نماز پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔ اس کے بعد وہ گھر سے نہ نکلی گھر میں ہی نماز ادا کرلیا کرتی تھی۔

☆ حضرت زبیرؓ جب جنگ جمل کے دوران وادی سباع میں شہید ہوئے۔ عمرو بن جرموز نے ۳۶ کو ان پر کاری وار کیا جس سے یہ جام شہادت نوش کر گئے۔ تو اس موقع پر حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا نے یہ شعر کہے:

۱۔ غَدَرَ ابنِ جُرموزٍ بفارس بُهُمَةٍ
یَوْمَ اللقاء و کان خیرٌ معرِّدٍ

۲۔ یا عمرو لو نبَّهْتَهٗ لوجدتَهٗ
لا طائشًا رَعِشَ الجَنانَ و لا الیدِ

۳۔ شَلَّتْ یَمینُكَ اِنْ قَتَلْتَ لِمُسلِمًا
حِلَّتْ علیكَ عقوبةُ المتعمد

٤۔ اِنَّ الزُّبیرَ لَذُو بلاءٍ صادقٍ
سَمْحٌ سَجِیتهٗ کریمُ المَشْهَدِ

۱۔ ابن جرموز نے لڑائی کے دن بہادر شہسوار کے ساتھ دھوکہ دیا۔ بلاشبہ وہ بڑا ہی تیز رفتار تھا۔

۲۔ اے عمرو اگر تو اسے اطلاع کر دیتا تو اس کو مدہوش نہ پاتا نہ ہی اس کے دل میں کپکپاہٹ ہوئی اور نہ ہی ہاتھ میں لرزا۔

۳۔ تیرا ہاتھ شل ہو جاتا اگر تو اسے اطاعت گذار کی حیثیت میں قتل کرتا' اور تجھ پر قتل عمد کرنے والے کی سزا لاگو ہو جاتی۔

۴۔ بلاشبہ زبیر صحیح معنوں میں مصیبت میں مبتلا ہے۔ اس کی طبیعت میں

سخاوت ہے دیکھنے میں شریف ہے۔

☆ جب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے۔ عدت پوری ہونے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شادی کا پیغام بھیجا' تو اس نے جواب دیا۔

امیر المومنین آپ سید المسلمین ہیں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچے کا بیٹا بھی کہیں شہید نہ ہو جائے۔ کیونکہ جس نے بھی میرے ساتھ شادی کی ہے۔ اسے قتل کر دیا گیا۔ اس لیے اب مدینے کے باشندوں میں یہ بات عام ہوگئی ہے۔ وہ یہ کہتے ہیں۔ کہ جس کا ارادہ شہید ہونے کا ہے وہ عاتکہ بنت زید سے شادی کر لے' پہلے عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے اس کی شادی ہوئی وہ قتل کر دیا گیا۔ پھر عمر بن خطاب کے ساتھ شادی ہوئی انہیں قتل کر دیا گیا۔ پھر اس کی شادی زبیر بن عوام سے ہوئی وہ قتل ہوئے۔ اور اس نے ان تمام کے غم میں مرثیے کہے۔

مرثیہ گوئی کی ماہر:

صحابیات رضی اللہ عنہن میں وفاداری کا جوہر بہت زیادہ تھا' اس سلسلے میں تمام صحابیات کا کردار بڑا نفیس اور عمدہ انداز میں سامنے آتا ہے۔ خاص طور پر عاتکہ بنت زید مصائب پر نہایت خوبصورت انداز میں صبر کا مظاہرہ کرنے والی خاتون تھی ہم نے دیکھا کہ اس نے یکے بعد دیگرے خاوند کی شہادت پر نہایت ادیبانہ اور فصیحانہ انداز میں مرثیے کہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ اس کے دل کی گہرائی سے یہ غم کے احساسات ظہور پذیر ہوئے ہیں۔

☆ عاتکہ رضی اللہ عنہا مرثیہ کے نکتہ عروج پر دکھائی دیتی ہیں لیکن جب اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر مرثیہ کہا تو اس نے غم میں ڈوب کر فصاحت و بلاغت کا اسلوب اپناتے ہوئے جادو بیانی کی انتہا کر دی دل کی گہرائیوں سے اٹھنے والے احساسات کو شعروں کی صورت میں پیش کرنے میں کمال کر دیا۔ کہتی ہیں

١۔ فـأمسـت مَـرَاكِبُـهٗ اَوْحَشِتْ
وَ قَـدْ كَـانَ يَـرْكَبُهَـا زَيْنُهَـا

٢۔ وَ امْسَـتْ تَبـكّـي عَلٰى سَيِّدٍ
تُـرَدِّدُ عَبـرَتَهَـا عَيْـنُهَـا

٣۔ وَ اَمْسَـتْ نَسـاوُكَ مَـا تَسْتَفِيْقُ
مِـنَ الْـحُـزْنِ يَـعتَـادُهَـا دِيْنُهَـا

٤۔ وَ امْسَـتْ شَوَاحِبَ مِثل النَّصا
لِ قَـدْ عُـطِّلَـتْ و كَبًـا لَـوْنُهَـا

٥۔ يـعـالـجـن حزنـا بـعيد الذها
ب و فـى الـصَّـدْرِ مـكـتنِعٌ حينُهَا

٦۔ هُـوَ الفاضل السيد المصطفٰى
عـلـى الـحـق مـجـتـمـع دِيـنُهـا

٧۔ فـكيف حيـاتـى بـعـد الرسو
ل و قـد حَـانَ مِـنْ ميتَةٍ حِيْنُهَا

۔ اس کی سواریاں خوف زدہ ہو گئیں۔
ان پر ان کے آراستہ شہسوار سوار ہوتے تھے۔

۲۔ وہ سردار پر رلانے لگیں۔
ان کی آنکھوں میں آنسوؤں کی جھڑی لگی ہوئی تھی۔

۳۔ تیری بیگمات غم سے ہوش میں نہیں آ رہی تھیں۔
ان کے نظرئے نے انہیں اس کا عادی بنا دیا تھا۔

۴۔ وہ چاقو کے بھالے کی طرح کمزور ہو چکی تھیں۔
اور ان کے رنگ سے پیلے پڑ چکے تھے۔

۵۔ وہ غم کا علاج وہاں سے روانگی کی خوشی سے کر رہی ہیں۔
اور سینے میں موت کے قرب کا احساس ہے۔

۶۔ وہ فاضل سردار منتخب پیغمبرؐ
حق پہ گامزن اور دین حق کے علمبردار

۷۔ رسول اللہ ﷺ کے دنیائے فانی سے کوچ کر جانے کے بعد اب میرا جینا کیا جینا ہے اب تو موت کا وقت قریب آیا ہی چاہتا ہے۔

☆ حضرت عاتکہ بنت زید رضی اللہ عنہا پورے دور خلافت راشدہ میں عبادت گذاری اور تقویٰ شعاری کی خوگر رہی۔ ۴۰ ہجری میں عاتکہ نے اپنی دنیاوی زندگی کو خیر باد کہا' اور وہ اپنے رب کی جوارِ رحمت میں منتقل ہوگئی۔

اللہ عاتکہؓ سے راضی ہوا اور اس کی قبر کو تر و تازہ کر دیا۔ اور اس نے ہم پر اپنی رحمت کی برکھا برسائی۔

اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

حضرت عاتکہ بنت زید رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے مندرجہ ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

۱۔ الطبقات	۲۶۵/۸
۲۔ الاستیعاب	۳۵٤/٤
۳۔ اسد الغابة	٤۹۷/٥
٤۔ البداية و النهاية	۲٥/۸
٥۔ الاصابة	۳٤۹/٤
٦۔ نوادر المخطوطات	٦۲/۱
۷۔ تاريخ الطبری	۳۲۹/۲
۸۔ شاعرات العرب	صفحه ۲۳٤ و ۲۳٥

۳۶

نسیبہ بنت کعب الانصاریہ رضی اللہ عنہا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
میں نے اپنے دائیں بائیں جھانکا میں نے اسے دیکھا کہ وہ میرے دفاع کے لیے لڑ رہی ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
سب تعریفیں اس اللہ کے لیے جس نے تجھے کامیاب کیا۔ تیرے دشمن کے بارے میں تیری آنکھ ٹھنڈی کر دی۔ اور تیری آنکھ کو تیرا بدلا دکھلا دیا۔ (فرمانِ نبویؐ)

اخلاقیات میں مقابلہ

صحابیاتؓ عظمت کے راستوں میں کوئی راستہ' اور اخلاقیات کی بلندیوں میں سے کوئی بلندی' کے حوالے سے اپنے دور کے مردوں کو بازی لے جانے کے لیے میدان کھلا نہ چھوڑتیں بلکہ وہ بھی ہر میدان میں سبقت لے جانے کے لیے بھرپور حصہ لیتیں یہاں تک بسا اوقات بہادری کی رسی کو مردوں سے کھینچ لیتیں اور جنگ کی آگ میں کود پڑتیں اور بوقت ضرورت میدان میں اتر کر حیرت انگیز کارنامے سرانجام دیتیں۔

☆ نسیبہ بنت کعب بن عمرو بن عوف بن مبذول الانصاریۃ الخزرجیۃ النجاریۃ المازنیۃ جن کی کنیت ام عمارۃ ہے۔[1] یہ مطلع نور میں ان مشہور صحابیات میں سے ہے جنھوں نے جہاد' علم' عبادت' تقویٰ' ایمان اور دیگر اخلاقیات جو انسان کو اعلیٰ منصب پر پہنچا دیتی ہیں اپنے اندر جذب کر کے اپنے آپ کو عمدہ' اعلیٰ اور بہترین ہونے کا اعزاز حاصل کر لیا ہے۔

عالم فاضل خاندان:

ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے ایسے خاندان میں پرورش پائی۔ جو پوری زندگی فضل و شرف میں مشہور و معروف رہا' اس کا خاندان ان خاندانوں میں سے ہے۔ جنھوں نے اسلام اور مسلمانوں کی خدمت میں بھرپور حصہ لیا۔ ان خدمات میں انصار کی بہادر خاتون سرفہرست نظر آتی ہے۔

☆ اس کا بھائی عبداللہ بن کعب المازنی بدری صحابہؓ میں سے تھا۔

---

(۱) الطبقات (۸/۴۱۲) الاستیعاب (۴/۴۵۵) تهذيب التهذيب (۱۲/۴۷۴)

☆ اس کا دوسرا بھائی عبدالرحمان بکائی صحابہؓ میں سے تھا۔ یاد رہے کہ بکائی صحابہؓ کا اطلاق ان سات صحابہ کرامؓ پر ہوتا ہے۔ جو غزوہ تبوک میں وسائل نہ ہونے کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے اور وہ اپنی بے بسی پر خوب جی بھر کر روئے غزوہ تبوک میں شریک نہ ہونے والے ان صحابہ کرامؓ کو بکائی کہا جاتا ہے۔ بکّاءٌ عربی زبان میں زیادہ رونے والے کو کہتے ہیں۔ اور وہ سات صحابہ کرامؓ یہ تھے۔

۱۔ سالم بن عمیرؓ

۲۔ علبۃ بن زیدؓ

۳۔ عبدالرحمان بن کعبؓ ابولیلیٰؓ

۴۔ عمرو بن الحمامؓ

۵۔ عبداللہ بن مغفل المزنیؓ

۶۔ ہرمی بن عبداللہؓ

۷۔ عرباض بن ساریۃؓ

ان کے بارے میں قرآن مجید سورۃ توبہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿وَ لَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَا اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَا اَجِدُ مَا اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا وَّ اَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ﴾

(التوبة : ۹۲)

''اسی طرح ان لوگوں پر بھی اعتراض کا موقع نہیں ہے جنہوں نے خود آ کر تم سے درخواست کی تھی کہ ہمارے لیے سواریاں بہم پہنچائی جائیں۔ جب تم نے کہا میں تمہارے لیے سواریوں کا انتظام نہیں کر سکتا تو وہ مجبوراً واپس گئے اور حال یہ تھا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور انہیں اس بات کا بڑا رنج تھا کہ وہ اپنے خرچ پر شریک جہاد ہونے کی استطاعت نہیں رکھتے''۔

☆ اس کا خاوند زید بن عاصم بن عمرو اسلام میں سبقت لے جانے والے صحابہ کرامؓ

میں سے تھا اور اس کے دونوں بیٹے حبیب بن زید اور عبداللہ بن زید نبی کریم ﷺ کے صحابی اور مدرسہ نبوت کے پروردہ شہسوار صحابہ کرامؓ میں سے تھے۔ جنہوں نے اپنے کارناموں سے تاریخ کو روشن اور معطر کیا۔

☆ پھر اس کی شادی غزیۃ بن عمرو بن عطیۃ النجاری سے ہوئی اس سے تمیم اور خولہ پیدا ہوئے[1] یہ سعادت مند اور یگانہ روزگار خاندان ان لوگوں میں سے تھا جن کو اسلام نے عزت بخشی اور وہ سب اسلام کے لیے مخلص تھے اور انہوں نے بڑی عظیم خدمات سرانجام دیں جس کی خوشبودار مہک زمانہ قدیم سے فضا کو معطر کیے ہوئے ہے۔

مجاہد صحابیۃ:

مسلمان بہادروں میں سے ہر بہادر میں کوئی نہ کوئی ایسی نادر خوبی ہوتی ہے جس کی وجہ سے اسے شہرت حاصل ہوتی ہے۔ وہ اپنی زندگی میں بھی فضل و شرف کا مرکز اور قابل فخر کارناموں کا محور بن جاتا ہے جو اس کی زندگی میں بھی اس کا ساتھ دیتے ہیں اور موت کے بعد بھی ان کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

☆ ام عمارہ سے بڑھ کر کوئی موقف ایسا دیکھائی نہیں دیتا جس نے انسانوں کے دلوں پر اور تاریخ کے اوراق میں انمٹ نقوش مرتب نہ کیے ہوں۔ حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے جہاد میں بڑا طویل سفر طے کیا۔ یہ تاریخ اسلام کی پہلی جنگجو خاتون ہے۔

☆ علامہ ذہبیؒ کہتے ہیں۔ عالمہ' فاضلہ اور مجاہدہ خاتون اُم عمارۃ رضی اللہ عنہا بیعت عقبہ ثانیہ میں شریک ہوئی۔ اس نے غزوہ احد' حدیبیہ' غزوہ حنین' جنگ یمامہ میں شرکت کر کے حیرت انگیز جنگی کارنامے سرانجام دیئے۔

☆ اس بہادر خاتون کا پہلا منظر ہم بیعت عقبہ کے موقعے پر دیکھتے ہیں اس کے ساتھ

---

(۱) الطبقات (۸/ ۴۱۲)

ایک اور خاتون تھی جس کا نام اسماء بنت عمرو رضی اللہ عنہا تھا جس کی کنیت ام منیع تھی۔ (۱)

☆ غزوۂ احد میں ام عمارہ رضی اللہ عنہا کا ستارہ چمکا ضرورت پیش آنے پر اس نے اپنی تلوار سونت لی وہ اس دن پیاسوں کو پانی پلانے اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرنے میں مصروف تھی۔

ابتداء میں جنگ مسلمانوں کے حق میں تھی لیکن جنگ کا پانسہ پلٹا مسلمان پسپا ہوئے چند بہادروں کے علاوہ باقی پیٹھ پھیر کر میدان سے بھاگ نکلے۔ یہاں ام عمارہ کا دور شروع ہوا اس نے اپنی تلوار نکالی ڈھال پکڑی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدافعت پوری جرأت اور مہارت سے کرنے لگی اس دن اس عظیم خاتون کا پلہ پوری قوم پر بھاری تھا اور سب سے بڑھ کر اس نے جنگی کارنامہ سرانجام دیا۔

☆ یہ جب دیکھتی کہ کوئی خطرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آیا چاہتا ہے تو یہ بڑی سرعت سے اس کی طرف آگے بڑھتی اور چشم زدن میں اس خطرے کا رخ موڑ دیتی۔ یہ حیرت انگیز منظر دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا۔

مَاالْتَفَتُّ یمیناً وَ لَا شمالاً اِلَّا و انا اراھا تُقَاتِلُ دونی.

''میں نے اپنے دائیں بائیں جھانکا تو اسے دیکھا کہ وہ میرے دفاع کے لیے لڑ رہی ہے''۔ (۲)

اس اللہ کا شکر ہے جس نے تجھے کامیابی دی:

معرکہ بدستور جاری ہے۔ جہادی خاندان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد حفاظتی حصار کیے گھوم رہا ہے۔ ایک مشرک نے اس کے ایک بیٹے کو گہرا زخم لگا دیا ام عمارہ نے زخم پر پٹی باندھ دی' اور بیٹے سے کہا بیٹا اٹھو اور دشمن سے لڑو اس موقع پر رسول اللہ

(۱) ام منیع کا تذکرہ اس کتاب میں موجود ہے۔

(۲) الطبقات (۸/۴۱۵) سیر اعلام النبلاء (۲/۲۷۹) السیرۃ النبویہ دحلان (۲/۴۸)

ﷺ نے فرمایا:

مَنْ يُطِيْقُ مَا تُطِيقِينَ يَا أُمَّ عَمَّارَةَ؟

اے ام عمارہ جو حوصلہ تجھ میں ہے اس سے بلند حوصلہ بھلا کون کرسکتا ہے؟

☆ وہ شخص جس نے اس کے بیٹے عبداللہ کو زخم لگایا تھا وہ سامنے آیا تو رسول اللہ ﷺ نے ام عمارہ سے کہا۔ یہ ہے تیرے بیٹے کو مارنے والا وہ اس کے سامنے آئی اس کی پنڈلی پر تلوار کا وار کیا تو وہ لڑکھڑتا ہوا نیچے گر گیا نبی کریم ﷺ نے مسکراتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا۔

فَاسْتَقَدْتِ يَا أُمَّ عَمَّارَةَ.

پھر ام عمارہؓ اور دیگر چند صحابہؓ نے آگے بڑھ کر اس مشرک پر وار کیا جس سے وہ مر گیا۔

نبی کریم ﷺ نے اس موقع پر یہ ارشاد فرمایا:

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ ظفرکِ وَ اَقرَّ عینکِ من عَدُوِّکِ وَ اَرَاکِ ثارکِ بِعَيْنِكِ.

''اس اللہ کا شکر ہے جس نے تجھے کامیابی دی دشمن کی جانب سے تیری آنکھ کو ٹھنڈا کیا۔ اور تیری آنکھ کو تیرا بدلا دکھلا دیا''۔(۱)

جنت کے رفقاء:

غزوۂ احد میں حضرت ام عمارہ کے جسم پر دس سے کچھ زائد زخم آئے۔ سب سے بڑا اور گہرا زخم ابن قمیئہ نے اس کے کندھے پر لگایا رسول ﷺ نے جب زخم دیکھا تو اس کے بیٹے کو حکم دیا کہ اس پر پٹی باندھے۔ اور یہ ارشاد فرمایا:

بَارَكَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ مِنْ اَهْلِ بَيْتٍ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ اَهْلَ الْبَيْتِ.

---

(۱) الطبقات (۸/ ٤١٤) سیر اعلام النبلاء (۲/ ۲۸۰)

اہل بیت تم پر اللہ کی برکت ہو۔ اہل بیت تم پر اللہ کی رحمت ہو۔

ام عمارۃ رضی اللہ عنہا نے جب یہ بات سنی تو عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ سے دعا کیجیے کہ جنت میں ہم آپ کے ساتھ ہوں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں دعا کی۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُمْ رُفَقَائِي فِي الْجَنَّةِ.

الٰہی انہیں جنت میں میرا رفیق بنا دینا۔

یہ سن کر ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اب مجھے دنیا میں پیش آنے والی مصیبتوں کی کوئی پرواہ نہیں۔(۱)

☆ معرکہ ختم ہوا اور ام عمارہ رضی اللہ عنہا سال بھر اپنے زخموں کا علاج کرتی رہی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی خبر گیری کرتے رہے۔ اور دلی تسلی کے لیے اس کے حالات معلوم کرتے رہے۔

جہاد کا تسلسل:

ام عمارۃ رضی اللہ عنہا نے غزوۂ بنی قریظہ میں شرکت کی' یہ صلح حدیبیہ میں شریک ہوئی۔ یہ مشرکین سے بچاؤ کی خاطر اپنی کمر سے خنجر باندھ کر رکھتیں۔ اس نے بیعت رضوان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا کو اپنے دامن میں سمیٹ لیا۔

☆ اس کے بعد وہ غزوۂ خیبر میں شریک ہوئی' اور پھر عمرۃ قضاۃ میں شرکت کی پھر غزوہ حنین میں شریک ہوئی۔ آپ کو کیا معلوم کہ غزوۂ حنین کیا تھا؟ اس میں ام عمارۃ نے جو کارنامے سرانجام دیئے وہ کسی طرح بھی غزوہ احد سے کم نہ تھے۔ یہ ان سو ڈٹ جانے والے مجاہدین میں شامل تھی جنہیں اللہ تعالیٰ نے ثابت قدم

---

(۱) الطبقات (۸/۴۱۵) السیرۃ النبویہ دحلان (۲/۴۸)

رہنے کی سعادت عطا کی تھی' اور اللہ تعالیٰ نے اسے یہ توفیق اور طاقت بھی عطا کی کہ اس نے ایک مشرک کو قتل کیا۔

☆ معرکہ یمامہ میں ام عمارہ جہاد کے نقطہ عروج پر دیکھائی دیتی ہے یہ اس کی زندگی کا آخری معرکہ تھا اس معرکے میں مرتدین کی سرکوبی کے لیے میدان میں اتری ان مرتدین کا سردار مسلیمہ کذاب تھا۔ یہ اس دن جان توڑ کر لڑی جس میں اس کا ہاتھ کٹ گیا اس کی اس نے کوئی پرواہ نہ کی اسے تو صرف یہ فکر تھی کہ کافروں کی جڑ کٹ جائے۔ جب مسلیمہ اور اس کے ساتھی قتل ہو گئے تو اس نے معرکہ آرائی کے اختتام پر سجدہ شکر کیا۔

☆ یہ عظیم المرتبت مجاہدہ مدینہ منورہ اس حال میں واپس آئی اس کا ایک ہاتھ اس سے پہلے جنت میں جا پہنچا اور اس کے لیے جنت کی بشارت کا باعث بنا۔

ام عمارہ رضی اللہ عنہا کو خلفائے راشدین کی زندگی میں بلند مقام حاصل رہا اور اسے عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا رہا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس کے پاس تشریف لاتے اور اس کے حالات دریافت کرتے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ام عمارہؓ کے لیے ایک عمدہ چادر تیار کرائی کیونکہ انہیں اسلام میں بڑا بلند مقام حاصل تھا۔

☆ ابونعیم اصفہانی اس کے اوصاف بیان کرتے ہوئے کیا خوب لکھتے ہیں۔

ام عمارة المبايعة بالعقبة المحاربة عن الرجال و الشيبة، كانت ذات جدو اجتهاد وصوم و نسك و اعتماد.

ام عمارہؓ عقبہ میں بیعت کرنے والی جوانوں اور بوڑھوں میں جنگ کرنے والی' محنتی' روزے دار' عبادت گذار پُر اعتماد خاتون تھی۔ (۱)

---

(۱) الحلية (۲ ؍ ٦٤)

قرآن و حدیث کی فضا میں:

جس طرح حضرت ام عمارہؓ نے جہاد میں انوکھے کارنامے سرانجام دیئے اسی طرح قرآن حکیم کی آیات کو سمجھنے میں انوکھا اور منفرد انداز اپنایا۔

وہ ایک روز رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ سب کچھ مردوں کے لیے ہی ہے عورتوں کا تو ذکر تک نہیں تو یہ آیت نازل ہوئی۔(۱)

﴿إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا﴾ (الاحزاب : ۳۵)

''مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں' مومن مرد اور مومن عورتیں' اطاعت گزار مرد اور اطاعت گزار عورتیں' سچے مرد اور سچی عورتیں' صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اللہ کے آگے جھکنے والے مرد اور جھکنے والی عورتیں' صدقہ دینے والے مرد صدقہ دینے والی عورتیں روزے رکھنے والے مرد اور روزے رکھنے والی عورتیں' اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں اللہ نے ان کے لیے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے''۔

☆ حدیث نبوی کے میدان میں اس نے نبی کریم ﷺ سے حدیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی اور پھر اس سے اس کے پوتے عباد بن تمیم حارث بن عبداللہ بن

---

(۱) الاستیعاب (۴/۴۵۶)

کعب' اور عبداللہ بن عباس کے غلام عکرمہ نے احادیث کو روایت کیا۔(۱)

☆ ام عمارہ رضی اللہ عنہا کی مرویات میں سے ایک یہ روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ہاں تشریف لائے تو اس نے آپ کی خدمت میں کھانا پیش کیا آپ نے اسے بھی کہا تم بھی کھاؤ اس نے کہا میرا روزہ ہے آپ نے یہ ارشاد فرمایا:

ان الصائم اذا اکل عندہ صلت علیہ الملائکۃ حتی یفرغوا.

روزے دار کے پاس جب کوئی مہمان کھانا کھاتے ہیں تو فرشتے اس کے لیے رحمت کی دعائیں کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ کھانے سے فارغ ہوں۔(۲)

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ام عمارہ کے پاس تشریف لانا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ فضل و شرف والوں سے ہے۔ اس روایت سے یہ بھی پتہ چلتا ہے۔ کہ حضرت ام عمارۃ رضی اللہ عنہا بڑے فضل و کرم' جذبہ قربانی سے سرشار' زہد و تقویٰ کی خوگر اور عبادت گزار تھی اس نے نفلی روزہ رکھا ہوا تھا۔

اس کی کرامت:

ام عمارۃ رضی اللہ عنہا سے بہت سی کرامتیں سرزد ہوئیں۔ ان میں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق چند بابرکت اشیاء تھیں۔ صلح حدیبیہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر منڈوایا لوگوں نے آپ کے مبارک بال سنبھال لیے ان میں چند لٹیں حضرت ام عمارۃ رضی اللہ عنہا نے اپنے پاس رکھ لیں وہ آپ کے بال مبارک پانی میں دھو کر پانی مریض کو پلا دیتی تو وہ ٹھیک ہو جاتا۔(۳)

---

(۱) تهذيب التهذيب (۱۲/٤٧٤)

(۲) الحلية (۲/۶۰) الترمذی

(۳) السير الحلبيه (۲/۷۱۳)

☆ جب جنگ یمامہ میں اس کا ہاتھ کٹ گیا یہ وہ ہاتھ تھا جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کیا کرتی تھی' لوگ اس کے پاس اپنے بیمار لے کر آتے تو وہ اپنا کٹا ہوا ہاتھ مریض کو لگا کر دعا کرتی تو اللہ تعالیٰ اسے شفا دے دیتے۔ (۱)

کیا اب ہم الوداع کہیں:

ہم نے جلیل القدر صحابیہؓ کی زندگی کے چند دلچسپ' خوشگوار دلپزیر اور دلکش واقعات بیان کیے۔ جس میں ہر اعتبار سے فضل و شرف اور خوبیاں ہی دیکھائی دیتی تھیں۔ وہ ایک ہمدرد بیوی اور مجاہدہ' عالمہ فاضلہ وفادار' محدثہ' راویہ' مضبوط یادداشت سے آراستہ خاتون تھی۔ وہ ایمان میں سبقت لے جانے والی تھی' جب بھی صحابیات کی سیرت بیان کی جاتی ہے۔ تو حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا کی بیعت عقبہ میں شرکت اور صلح حدیبیہ میں شرکت ضرور بیان کی جاتی ہے۔ حضرت ام عمارہ کی تاریخ وفاداری سے شروع ہوتی ہے اور وفاداری پر ہی ختم ہوتی ہے۔

وہ اپنے اللہ سے جا ملی اس نے اپنی معطر سیرت کو ہر خاتون کے لیے بطور نمونہ چھوڑا۔ تاکہ مسلمان خواتین اس کے نقش قدم پر چلتے ہوئے فضل و شرف کے بلند مقام پر پہنچنے کے قابل ہوسکیں۔

☆ آیئے اب ہم حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا کی سیرت کے اختتام پر اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کریں کہ وہ ہمیں جنت میں ان کا ساتھ نصیب فرما دے۔ ان اللہ والوں کا ساتھ کتنا ہی اچھا ثابت ہو گا۔ کیا اب ہم الوداع کہہ دیں' اچھا الوداع الوداع۔

حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے مندرجہ ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

---

١ ـ طبقات ابن سعد	٨/٤٣٢
٢ ـ الاستيعاب	٤/٤٥٥
٣ ـ تهذيب التهذيب	١٢/٤٧٤
٤ ـ اسد الغابة	١/٣٧٠
٥ ـ الاصابة	٣/٣٢٩
٦ ـ سيراعلام النبلاء	٢/٢٧٩
٧ ـ حلية الاولياء	٢/٦٤
٨ ـ السيرة الحلبية	٢/٧١٣
٩ ـ الروض الانف	٢/٢٠١



۳۷

ام رومان بنت عامر رضی اللہ عنہا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''الٰہی! تیرے اور تیرے رسول کے نام پر جو کچھ ام رومان کو پیش آیا وہ تجھ سے مخفی نہیں''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جسے یہ بات خوش آئند معلوم ہوتی ہے کہ وہ حورعین میں سے کسی خاتون کو دیکھے تو ام رومان کو دیکھ لے''۔ (فرمان نبویؐ)

ام القریٰ کی جانب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿وَ اِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ آمِنًا.﴾ (ابراهيم : ٣٥)

''اور جب ابراہیم نے کہا میرے رب اس شہر کو امن والا بنا دے''۔

یہ مکہ وہ ام القریٰ ہے صبح کا آغاز ہوتے ہی جس کی طرف ہر جگہ سے دل کھنچے چلے آتے ہیں۔ اس کے وسط بیت اللہ واقع ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے قیام اور امن کی جگہ بنایا ہے۔

وہاں ایک چھوٹا سا قافلہ اس کی طرف رخ کیے ہوئے ہے۔ یہ قافلہ ایک مرد، ایک عورت اور ایک لڑکے پر مشتمل ہے وہ پہاڑی کی بلندی سے مکہ میں امن وسکون سے رہائش اختیار کرنے کے لیے آتے ہیں۔ اس قافلے کے افراد کا نام ام رومان بنت عامر بن عویمر الکنانیہ[1] اس کا خاوند عبداللہ بن حارث الازدی اور ان کا بیٹا طفیل تھا۔

☆ یہ خاندان مکہ معظمہ میں رائج قانون کے مطابق رہائش پذیر ہوا۔ زمانہ جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ کسی بیرونی شخص کو اگر مکے میں رہائش اختیار کرنا ہوتی تو وہ مقامی باشندے کا حلیف بن کر رہ سکتا تھا۔ لہٰذا عبداللہ بن حارث نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنا حلیف بنایا' کیونکہ ان میں کمال درجے کی خوبیاں عزت و شرافت کے آثار دیکھائی دیتے تھے۔ تھوڑی دیر بعد عبداللہ بیوی اور بیٹے کو سوگوار چھوڑ کر فوت ہو گیا وہ پردیس اور تنہائی کے دکھ سہنے لگے۔ لیکن یہ دکھ درد

---

(۱) اسد الغابہ (۵/۵۸۳) الاصابہ (۴/۴۳۲)

تھوڑے ہی عرصے بعد خوشحالی میں بدل گئے وہ اس طرح کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میں ایسی خوبیاں پائی جاتی تھیں جن کی وجہ سے لوگ ان سے مانوس تھے اور دل سے ان کی قدر کرتے تھے۔ ان سے محبت ان کی شرافت مروت' کرم اور سخاوت کی وجہ سے تھی یہی تو وجہ ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ نے اس شہر کو چھوڑنے کا ارادہ کیا تو ابن دغنہ نے قریش سے کہا کہ تمہیں کیا ہوا تم ایک ایسے شخص کو یہاں سے نکالنے پر تلے ہوئے ہو' جو نہتوں کی مدد کرتا ہے' صلہ رحمی سے پیش آتا ہے' دوسروں کے بوجھ اٹھاتا ہے' مہمان کی ضیافت کرتا ہے۔ اور مصائب میں گھرے ہوئے لوگوں کی مدد کرتا ہے۔

☆ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی یہ صفات اور خاص کر آخری صفت اس صورت میں منظر عام پر آئی ہے۔ کہ انہوں نے غم زدہ ام رومان کا ہاتھ بٹانے کے لیے اس سے شادی کر لی' اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے۔ اسے عزت کی جگہ فراہم کی۔ اس کے بیٹے کو بھرپور شفقت اور محبت کا ماحول دیا۔ اس شادی کے نتیجے میں عبدالرحمان اور عائشہؓ نے جنم لیا جسے بعد میں ام المومنین ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

حق کے راستے پر:

ثقہ روایات سے پتہ چلتا ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مردوں میں سب سے پہلے مسلمان ہوئے۔ انہیں سب سے پہلے صدیق ہونے کا لقب پانے اور خلیفہ اول ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ اس میں وہ تمام دلربا خوبیاں جمع ہوگئی تھیں۔ جن کی بنا پر یہ تمام صحابہ کرامؓ میں اعلیٰ' ارفع اور ممتاز مقام پر فائز ہوئے۔

الاستاذ عباس محمود العقاد اپنی کتاب عبقریۃ الصدیق میں رقمطراز ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں یہ خوبیاں ایک ساتھ اکٹھی پائی جاتی تھیں۔ عمر رسیدہ' نیکیوں میں سبقت لے جانے کا جذبہ' سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والا' غار میں

نبی ﷺ کا ساتھ' اور جلیل القدر صحابہؓ کے درمیان عزت و تکریم کی نگاہ سے دیکھے جانے والے۔ اور ان ان جلیل القدر صحابہ کرامؓ میں سے اکثریت ان کی ہے جو ان کے ذریعے مسلمان ہوئے۔

☆ اس طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اسلام کے آنگن میں سب سے پہلے داخل ہوئے' یہ طبعی تقاضا ہے کہ وہ پہلے ہی مرحلے میں اپنے اہل خانہ کو ایمان کی دعوت پیش کریں' لہٰذا اس نے اپنی والدہ سلمٰی بنت صخرؓ(۱) کو جس کی کنیت ام الخیر تھی۔ نبی کریم ﷺ کے پاس لائے۔ تاکہ وہ آپ کے روبرو اسلام قبول کرلے رسول اللہ ﷺ نے اسے دعوت دی اور اس نے اسلام قبول کرلیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی ام رومان کو دعوت دی تو وہ بھی مسلمان ہوگئی۔ یہ ان مؤمن خواتین کی جماعت میں شامل ہوگئی جنھوں نے ابتدائی دور میں ہی اسلام قبول کر کے کامیابی و کامرانی حاصل کرنی تھی۔ اور ان خواتین نے سراج منیر سیدنا رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرنے کا اعزاز حاصل کرلیا تھا۔

کریمانہ صفات:

ام رومان رضی اللہ عنہا صدق' صفا جود و سخا' وفا اور فوز و صلاح کی خوبیوں سے آراستہ تھی اور وہ انہی خوبیوں کے حوالے سے مشہور و معروف تھی' جس طرح اس کا خاوند حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جاہلیت اور اسلام میں صداقت کے حوالے سے مشہور و معروف تھے۔ اللہ رب العزت نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صفات اپنی کتاب قرآن عزیز میں کئی مقامات پر بیان کی ہیں۔

☆ ان دونوں کریم الصفات میاں بیوی میں دیگر تمام خوبیوں اور اوصاف کے علاوہ ایک ایسی عظمت پائی جاتی ہے اور اس عظمت اور شرف کے کیا کہنے' وہ یہ ہے کہ

---

(۱) سلمٰی بنت صخر کا تذکرہ پیچھے گذر چکا ہے۔

یہ اشرف الخلق رسول اللہ ﷺ کے سسرال ہیں۔

☆ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہو گیا تو حضرت ام رومان اپنے شریفانہ کردار کے ساتھ سامنے آتی ہے۔ اس نے اپنے خاوند اور بیٹی کا نہایت عمدہ انداز میں ہر طرح کا خیال رکھا۔ اس کے ایمان کی صداقت اور اخلاص بھی کھل کر سامنے آیا۔ اس نے ثابت کر دیا کہ وہ خواتین میں ایک انوکھی طرز کی خاتون ہے اس نے رسول اللہ ﷺ اور اپنے خاوند سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہایت ادب واحترام کا سلوک روا رکھا۔

☆ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام پہنچایا گیا وہ اس طرح خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ام رومان رضی اللہ عنہا سے کہا۔ اللہ نے تمہارے گھر کو خیر و برکت سے معمور کر دیا ہے۔

اس نے کہا اے خولہ رضی اللہ عنہا وہ کیسے؟

خولہؓ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے عائشہؓ کے بارے میں یہ تذکرہ کیا ہے ام رومان نے قدرے سر جھکا کر سوچا اور دل میں خوشی کے لڈو پھوٹنے لگے۔ پھر ہنستے مسکراتے ہوئے کہا:

ذرا انتظار کرو ابوبکرؓ آنے ہی والے ہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے ام رومان رضی اللہ عنہا نے ان سے اس بات کا تذکرہ کیا' تو انہوں نے فرمایا' مطعم بن عدی نے اپنے بیٹے کے لیے عائشہ رضی اللہ عنہا کا رشتہ مانگا تھا۔ بخدا میں وعدہ خلافی نہیں کروں گا۔ پھر اس کے بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ مطعم کے پاس گئے اس کے پاس اس کی بیوی بھی تھی اس سے پوچھا کہ رشتے کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے مطعم نے اپنی بیوی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اس سے پوچھ لیں اس سے پوچھا تمہارا کیا خیال ہے۔ وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگی۔

بھائی جان دراصل بات یہ ہے کہ اگر ہم نے اس نوجوان کی شادی تمہارے

ہاں کر دی' تو آپ اسے بے دین بنا دیں گے اسے اپنے دین میں شامل کر لیں گے سیدنا ابوبکرؓ نے اسے کوئی جواب نہ دیا۔ مطعم بن عدی سے پوچھا بھئی تمہارا کیا خیال ہے۔ تم اس بارے میں کیا کہتے ہو؟۔

اس نے کہا یہ جو کہتی ہے آپ سن ہی رہے ہیں۔(۱)

☆ اس طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے وعدے سے منحرف بھی نہ ہوئے اور ان کی وفا پر بھی کوئی آنچ نہ آئی۔ اور ام رومان بھی اپنے قول وعمل میں پوری اتری عائشہ رضی اللہ عنہا کی شادی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کر دی گئی اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش دامن بننے کا اعزاز حاصل کر لیا۔

مهاجرة صالحة خاتون:

ابن سعد کہتے ہیں کہ ام رومان رضی اللہ عنہا ایک صالحہ خاتون تھی۔ نیکی تمام خوبیوں کا عنوان ہوتی ہے۔ ہجرت کے میدان میں حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا کو سبقت لے جانے کا شرف حاصل ہوا۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی تو آپ نے ہمیں اور اپنی بیٹیوں کو مکہ میں ہی رہنے دیا' جب آپ نے مدینے میں رہائش اختیار کر لی' تو زید بن حارثہ کو بھیجا اور اس کے اپنے غلام ابو رافع کو بھیجا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن اریقط کو ان کے ساتھ روانہ کیا۔ عبداللہ بن ابی بکر کو یہ خط لکھا' کہ وہ اپنے ساتھ میری والدہ ام رومان مجھے اور میری بہن اسماء زوجہ زبیر کو لے آئے۔ یہ صبح کو روانہ ہوئے حنظلہ بن عبداللہ سے ملے وہ بھی ہجرت کے ارادے سے مکے سے روانہ ہو چکے تھے۔ ہم ایک ساتھ روانہ ہوئے اور مدینے پہنچ گئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد اور اس کے اردگرد حجرے بنا دیئے تھے۔(۲)

---

(۱) تاریخ الاسلام ذهبی (۱/ ۲۸۰ و ۲۸۱)

(۲) الاستيعاب (۴/ ۴۳۳) اسد الغابه (۵/ ۵۸۳)

☆ ہجرت کے دوسرے سال نبی کریم ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنے گھر بسایا جب کہ ام رومان نے اس کی بہت عمدہ انداز میں تربیت کر دی تھی۔ اور اسے قرآنی ادب سے آشنا کر دیا تھا سونے پہ سہاگہ یہ کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو تربیت نبوی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خصوصی توجہ کا شرف حاصل ہوا۔

ام رومان اور قرآن:

جب ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بہتان لگایا گیا تو ام رومان رضی اللہ عنہا یہ اندوہناک خبر سن کر بے ہوش ہو کر گر پڑی' لیکن اس نے اس معاملے کو اللہ پر چھوڑ دیا۔ وہی نیک لوگوں کا حامی و ناصر ہے۔ اس نے دل میں ٹھان لیا کہ قرآن میں بریت کا حکم ضرور نازل ہوگا۔

☆ کچھ عرصہ یونہی بیت گیا آخر کار وحی نازل ہوئی جس میں ام المومنین کے برأت کی گواہی نازل ہوگئی۔ جس پر رب العالمین کی مہر ثبت تھی یہ مبارک گواہی سن کر ام رومان رضی اللہ عنہا اور عائشہ رضی اللہ عنہا خوشی سے باغ باغ ہوگئیں۔ یہ بھلا خوش کیوں نہ ہوتیں یہ سعادت تو وہ ہے جس کی تلاوت مساجد' محرابوں میں قیامت تک کی جائے گی اللہ تعالیٰ نے نبوی اور صدیقی گھرانے کو بچا لیا۔ منافقین مرجفین کو منہ کی کھانی پڑی۔ اور اللہ نے انہیں ذلیل و خوار کر دیا۔

☆ ام رومان نے اس آزمائش کے دوران ایک صالح خاتون کا کردار ادا کیا' اور ایک شریف الطبع خوش دامن کا روپ دھارے رکھا۔ وہ اس صورت حال میں فائدے اور نقصان سے خوب واقف تھی۔ واہ واہ کیا مثالی کردار پیش کیا تمام خواتین کو ان کے نقش قدم پر چلنا چاہیے۔

میری جنت میں داخل ہو جا:

ام رومان رضی اللہ عنہا ذی الحجہ ۶ ہجری کو نبی کریم ﷺ کے عہد میں فوت ہوئی۔

☆ ام رومان رضی اللہ عنہا کو اپنی زندگی اور وفات کے وقت نبی کریم ﷺ کی طرف سے

عزت احترام اور توقیر ملی۔

☆ سمھودی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی قبر میں اترے اور اس کے لیے مغفرت کی دعا کی:

اللھم انہ لم یخف علیک ما لقیت ام رومان فیک و فی رسولک.

''الٰہی! تجھ پر یہ بات چھپی ہوئی نہیں جو ام رومان کو تیرے اور تیرے رسول کے بارے تکالیف پہنچیں''۔(۱)

☆ ابن سعدؒ قاسم بن محمد کے حوالے سے رقمطراز ہیں۔

''کہ جب ام رومان کو قبر میں اتار دیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا:

من سرہ ان ینظر الی امرأۃ من الحور العین فلینظر الی ام رومان.

جو حور عین میں سے کسی خاتون کو دیکھنے کا خواہش مند ہے۔ وہ ام رومان کو دیکھ لے''۔

☆ جس خاتون کو یہ مژدہ مل جائے وہ تو بڑے نصیب والی ہوتی ہے۔

☆ یہ ام رومان مثالی خوش دامن، نیک بیوی، شفیق ماں، اور صبر کرنے والی مومن خاتون تھی۔ کیا خواتین اس کے نقش قدم پر چلیں گی۔

☆ اس نے ایک حدیث روایت کی جو بخاری شریف میں مذکور ہے۔

☆ ام رومان رضی اللہ عنہا کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے ہم اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھیں گے۔

﴿یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىٕنَّةُ.ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً

---

(۱) وفاء الوفا (۳/۸۵۳) الاصابہ (۲/۴۳۲)

فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ﴾ (الفجر : ۲۷ ' ۳۰)

''اے نفس مطمئن اپنے رب کی طرف راضی خوشی لوٹ جا میرے بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا''۔

حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے مندرجہ ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

۱۔ اسد الغابة	٥٨٣/٥
۲۔ الاصابة	٤٣٢/٤
۳۔ الروض الانف	٢١/٤
٤۔ تاريخ الاسلام ذهبی	٢٨٠/١
٥۔ الاستيعاب	٤٣٢/٤
٦۔ وفاء الوفاء	٨٩٧/٣
٧۔ الطبقات	٢١/٤



۳۸

اُمامۃ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سنہری ہار کا تحفہ پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا بخدا میں یہ ہار اپنے اہل بیت میں سے اس کی گردن میں ڈالوں گا جو مجھے سب سے زیادہ پیارا ہے۔ آپ نے وہ ہار اپنی نواسی امامہ بنت ابی العاص کے گلے میں ڈال دیا۔

معزز ماں کی معزز بیٹی

آل نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں ایسی مفید اور خوبصورت بات جو دلوں کو آباد' نفوس کو صیقل اور طباع کو مہذب بنا دے۔ اور فضائل کی تعلیم دے۔ اس معزز گھرانے کی ایک خاتون کا تذکرہ پیش نظر ہے جس سے اللہ تعالیٰ رجس کو دور کر دیا اور اسے اچھی طرح پاکیزہ کر دیا۔

ہم آج جس خاتون کا تذکرہ کرنے لگے ہیں اس کے دل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت موجزن تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت اس کے نصیب میں آئی آپ اس کا اکرام کیا کرتے تھے جب وہ ابھی بچی تھی تو اسے گود میں اٹھا لیا کرتے تھے۔

☆ یہ آپ کی نواسی امامہ بنت ابی العاص بن الربیع القرشیۃ العبشیمیہ تھی۔[1] اس کی والدہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا تھی یہ اپنی بہنوں سے بڑی تھی یہ مہاجرہ' سیدہ' طاہرہ خاتون تھی۔

☆ امامۃ کی نانی ام المومنین حضرت خدیجہ بنت خویلد تھی جسے اپنے زمانے میں سیدۃ نساء العالمین ہونے کا اعزاز حاصل تھا۔

یہ وہ جلیل القدر خاتون ہے جو خواتین میں سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائی' اور ہر ایک سے پہلے آپ کی تصدیق کی اللہ اس سے راضی ہوا اور اسے راضی کر دیا۔ اس کے فضائل و مناقب بہت زیادہ ہیں یہ خواتین یں کامل' دانش مند' جلیل القدر دین دا ز بلند کردار' معزز اور جنتی خاتون تھی۔

---

(1) الطبقات (۸/۲۳۲) اسد الغابہ (۵/۴۰۰) تہذیب الاسماء و اللغات (۲/۳۳۱)

☆ اس کا والد ابو العاص بن الربیع نبی کریم ﷺ کا داماد تھا اور آپ کی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کا خاوند تھا۔ اور ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ کا بیٹا تھا' ابوالعاص کی والدہ کا نام ہالہ بنت خویلد تھا۔ نبی کریم ﷺ اپنے داماد ابو العاص کی تعریف کیا کرتے تھے۔

امام ابوداؤدؒ نے علی بن حسینؓ سے ایک حدیث بیان کی ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو العاص کے بارے میں یہ کہا:

حدثنی فصدقنی و وعدنی فوفی بی.

اس نے مجھ سے بات کی تو سچ بولا اور مجھ سے وعدہ کیا تو پورا کیا۔(۱)

☆ ابوالعاص کو جنگ بدر میں گرفتار کر لیا گیا تو اسے نبی کریم ﷺ کا اکرام پیش نظر رکھتے ہوئے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی وجہ سے بغیر فدیہ لیے چھوڑ دیا گیا۔

پھر فتح مکہ سے پہلے اس نے اسلام قبول کر لیا۔ اور مسلمان ہو کر بہت عمدہ کردار اپنایا۔ نبی کریم ﷺ نے از سر نو نکاح کر کے زینب کو اس کے حوالے کر دیا۔ اور یہ بھی منقول ہے کہ آپ نے پہلے نکاح کی بنیاد پر ہی اسے واپس کر دیا۔ ابو العاص مدرسہ نبوت کے پروردہ ایک شہسوار تھے' مردان و بہادران اسلام میں وہ بڑے وفادار اور جی دار تھے یہ ذی الحجہ ۱۲ ہجری میں فوت ہوئے۔

☆ امامۃ اپنے نانا رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں پیدا ہوئی۔ اپنی والدہ حضرت زینب سے ایمان کا دودھ نوش جان کیا اس کی آنکھوں کے سامنے پروان چڑھی۔ تقویٰ کی غذا حاصل کی۔ نیکی کے ماحول میں دودھ پینا چھوڑا' امامۃ کی پرورش بڑے ہی کریمانہ ماحول میں ہوئی۔ نبی کریم ﷺ اس سے بڑے ہی مانوس تھے' اس کو دیکھ کر آپ کے دل میں خوشی کی لہر دوڑ جاتی۔ سینے میں انشراح

---

(۱) ابوداؤد (۲۰۶۹)

پیدا ہو جاتا' آپ کے دل میں اس کے لیے بڑی کشادہ جگہ تھی۔ آپ کی شفقت سے دل سیراب ہوتے ہیں اور جگر کو تازگی نصیب ہوتی ہے۔

محبوب بچی کی جدائی:

۸ ہجری کے آغاز میں ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی زینب وفات پا گئی۔ اپنی بیٹی امامۃ کو سوگوار چھوڑا وہ ابھی چھوٹی تھی۔ بالغ نہ ہوئی تھی زینب کی جدائی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی چھوٹی بچی کو بڑی گراں گذری۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی کو اللہ کے سپرد کیا۔ پھر اس کے متعلق یہ وصیت کی کہ اسے اچھی طرح غسل دیا جائے۔

☆ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا (۱) سے مروی ہے۔ فرماتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے جب آپ کی بیٹی زینب فوت ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا اسے تین مرتبہ غسل دینا یا پانچ دفعہ یا اگر تم مناسب سمجھو تو اس سے زیادہ مرتبہ بھی۔ اور اسے غسل کے لیے وہ پانی استعمال کرنا جس میں بیری کے پتوں کی آمیزش ہو۔ آخری مرتبہ پانی میں کافور ملا لینا یا کافور کا کچھ حصہ جب تم غسل دے لو تو مجھے بتا دینا۔

☆ جب ہم غسل دے کر فارغ ہو گئیں تو ہم نے آپ کو بتا دیا۔

(فاعطاناه حقوة) فقال اشعرنها اياه. (۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ پھر مدینہ منورہ جنت البقیع میں اس کے آخری آرام گاہ میں لے جایا گیا۔

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نواسی امامۃ کے پاس آئے تا کہ زینب کی بیٹی کو دیکھ کر قدرے اپنا غم ہلکا کریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بہت زیادہ پیار کیا کرتے تھے۔ یہ مقام و مرتبہ اس کے علاوہ صرف فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے دونوں بیٹوں حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو تھا۔

---

(۱) ام عطیہ کا تذکرہ اسی کتاب میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) رواہ ابوداؤد (۳۱۴۲) الطبقات (۸/۳۴) الاصابہ (۴/۳۰۶) اس کی اصل بخاری و مسلم میں ہے۔

امامۃ اور نبی کریم ﷺ کی نگھبانی:

☆ نبی کریم ﷺ امامۃ کا بہت خیال رکھتے تھے' آپ کے دل میں اس کا اتنا پیار تھا کہ کبھی نماز میں بھی اسے اپنی گود میں اٹھا لیا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابی ابوقتادہ کہتے ہیں۔

کہ ہم نماز ظہر یا عصر کا انتظار کر رہے تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی تو آپ گھر سے باہر تشریف لائے آپ نے اپنے کندھوں پر ابوالعاص کی ننھی بچی امامہ اٹھائی ہوئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نماز پر کھڑے ہوئے ہم آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ اور بچی بدستور کندھوں پر تھی۔

کہتے ہیں۔

آپ نے اللہ اکبر کہا ہم نے بھی اللہ اکبر کہا' جب رسول اللہ ﷺ نے رکوع میں جانے کا ارادہ کیا تو بچی کو پکڑ کر زمین پر بٹھا دیا پھر آپ نے رکوع اور سجدہ کیا جب سجدے سے فارغ ہوئے تو آپ کھڑے ہوئے اور بچی کو پکڑا اور پھر اپنے کندھے پر بٹھا لیا۔

رسول اللہ ﷺ نے ہر رکعت میں ایسے ہی کیا یہاں تک کہ نماز پوری کر لی۔ (۱)

☆ اس سے پتہ چلتا ہے کہ نبی کریم ﷺ بچوں کے ساتھ بڑی محبت اور شفقت سے پیش آیا کرتے تھے۔ آپ ان کے بچپنے کا خیال رکھتے ہوئے اسلام کی راہنمائی کی روشنی میں بچوں کی نگہداشت کا حق ادا کیا کرتے تھے۔

اللہ اللہ بچوں سے اتنی شفقت اتنا پیار کہ کیا کہنے۔

میرے اهل میں مجھے سب سے پیارا:

رسول اللہ ﷺ اُمامہ سے بڑا پیار کیا کرتے تھے۔ ہر مناسبت کے اعتبار سے

---

(۱) ابوداؤد (۹۲۰) نیز بخاری' مسلم' مؤطا' النسائی' اور الطبقات وغیرہ میں یہ روایت موجود ہے۔

اسے خاص طور پر تحائف دیا کرتے تھے۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نجاشی نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں زیور بھیجا جس میں سونے کی انگوٹھی بھی تھی' جس میں حبشے کا نگینہ جڑا ہوا تھا' آپ نے وہ انگوٹھی امامہ کو دے دی۔(۱)

☆ امامۃ رضی اللہ عنہا کے صحابیات میں بڑے فضائل ہیں جن سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نبی کریم ﷺ اس بچی سے بہت زیادہ پیار کیا کرتے تھے۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ منظر دیکھ کر بعض اوقات بہت زیادہ محسوس ہوتا لیکن وہ یہ بات جانتی تھی کہ رسول اللہ ﷺ اپنی اس نواسی سے اس کی والدہ کے فوت ہو جانے کی بنا پر خاص طور پر بہت زیادہ پیار کرتے ہیں کہ یہ بچی خلا محسوس نہ کرے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا امامہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت بیان کرتی ہیں۔

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں موتیوں کا ہار بطور تحفہ پیش کیا گیا۔ جس پر سونے کا پانی چڑھایا گیا تھا۔ آپ کی تمام ازواج مطہرات گھر میں موجود تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کی بیٹی امامہ رضی اللہ عنہا گھر کے ایک کونے میں مٹی کے ساتھ کھیل رہی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا یہ بچی آپ کو کیسی لگ رہی ہے۔

اس کی طرف سب نے دیکھا اور کہا۔ ہم نے اس سے بہتر اور اچھی بچی آج تک نہیں دیکھی۔

آپ نے فرمایا اسے میرے پاس لاؤ۔

جب آپ نے اسے پکڑا تو فرمایا: اللہ کی قسم میں یہ ہار اس کی گردن میں ڈالوں گا۔ جو مجھے اپنے اہل میں سب سے زیادہ پیارا ہے۔

---

(۱) الطبقات (۸/ ۴۰) الاصابہ (۴/ ۲۳۱) السمط الثمین (ص ۱۹۲)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔

کہ یہ سن کر میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ آپ یہ ہار میری بجائے کسی اور کو دے دیں گے۔ دوسری ازواج مطہرات کے احساسات بھی کچھ اسی طرح کے تھے' سب ورطہ حیرت میں پڑی ہوئی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ آگے بڑھے اور ہار امامہ بنت ابی العاص کی گردن میں پہنا دیا۔ اور بہت خوش ہوئے۔ (۱)

اس کی شادی:

جب ۱۲ ہجری کو ابو العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو وہ اپنے خالہ زاد بھائی زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو وصیت کر گئے کہ میری بیٹی کی شادی کا اہتمام کر دیں تو انہوں نے حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد اس کا نکاح علی رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ جب کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بھی یہ وصیت کی تھی کہ آپ میرے بعد امامہ سے شادی کر لیں۔ تو انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں شادی کی۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت تک انہیں کے عقد میں رہی۔ اور یہ آپ کی شہادت پر بہت زیادہ افسردہ ہوئی۔ ام الہیثم النخعیۃ امامہؓ کے حزن و ملال کا منظر ان اشعار میں بیان کرتی ہے۔

اَشَابَ ذُوابَتِی و اَذَلَّ رَکْبِی
أُمَامَۃِ حِینَ فَارَقَتِ القَرِینَا

تَطِیْفُ بِہِ لِحَاجتھا اِلَیْہِ
فَلَمَّا استَیاسَتْ رَفَعَتْ رَھِینَا

میرے سر کے بالوں کو سفید کر دیا اور میرے قافلے کو درماندہ کر دیا امامہ نے

---

(۱) درالسحابہ (ص ۵۳۵) السمط الثمین (ص ۱۹۱) الاستیعاب (۲۳۸/۴) اسد الغابہ (۴۰۰/۵) السیرۃ الحلبیہ (۴۵۲/۲) وغیرہ۔

جب اپنے رفیق حیات سے داغ مفارقت لیا۔
وہ بوقت ضرورت اپنے خیالات کی دنیا میں گم اس کے پاس جاتی ہیں۔
جب وہ مایوس ہوگئی۔ تو اس نے اپنے مرہون ساتھی سے خیالات کو بلند
کیا۔

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت جب قریب آیا تو آپ نے امامہ کو یہ وصیت کی اگر آپ میرے بعد شادی کرنا چاہیں تو میری نظر میں تیرے لیے مغیرہ بن نوفل بہتر رہے گا۔

☆ جب عدت پوری ہوئی' تو حضرت معاویہ بن ابی سفیان نے پیغام بھیجا لیکن اُمامہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وصیت کے مطابق مغیرہ بن نوفل کو ترجیح دی۔ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے امامہؓ کی شادی مغیرہ بن نوفلؓ سے کر دی۔ امیر معاویہؓ کے دور خلافت میں وفات پائی حضرت علیؓ اور حضرت مغیرہ سے اس کے کوئی اولاد نہ ہوئی۔

☆ امامہ رضی اللہ عنہا کی وفات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی زینب کا سلسلہ نسل ختم ہوگیا اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بیٹیوں رقیہ اور ام کلثوم کا سلسلہ نسل بھی آگے نہ چل سکا۔ (۱) صرف حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کا سلسلہ نسل آگے چلا۔

☆ یہ تھیں حضرت امامۃ بنت ابی العاص' جن کی معطر سیرت کے مطالعہ سے ہم نے اپنی آنکھیں روشن کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اللہ اس سے راضی ہو اس کی قبر کو بہار آشنا کر دے ہم انہیں الوداع کہتے ہوئے اس بات کا تذکرہ ضرور کریں گے کہ وہ نواسی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اہل میں بہت پیاری تھی۔

---

(۱) بعض محققین کے نزدیک حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے بھی نسل چلی ہے۔ واللہ اعلم۔ (محمد انور زاہد)

حضرت امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے مندرجہ ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

١۔ الطبقات	٢٣٢/٨
٢۔ اسد الغابة	٤٠٠/٥
٣۔ تهذيب الاسماء و اللغات	٣٣١/٢
٤۔ الاصابة	٣٠٦/٤
٥۔ السمط الثمين	صفحه ١٩١
٦۔ الشفاء	٢٥٩/١
٧۔ درالسحابة	صفحه ٥٣٥
٨۔ الاستيعاب	٢٣٨/٤
٩۔ السيرة الحلبية	٤٥٢/٢



۳۹

ام ایوب الانصاریۃ رضی اللہ عنہا

مہاجر بن کر مدینہ منورہ آمد پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے گھر مہمان ٹھہرے یہ سات ماہ آپ کے اس کے گھر مدت قیام کے دوران کھانا بناتی رہی۔
واقعہ افک میں اس نے بہت عمدہ اور روشن موقف اختیار کیا۔

اِنسان اپنی سواری کے ساتھ

علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔

نَزَلْتَ عَلٰی قَوْمٍ بِاَیْمَنِ طَائِرٍ
لِاَنَّکَ میمون السنا وَ النَّقِیبَۃِ

فیا لِبَنِی النجار مِنْ شَرَفٍ بِہٖ
یَجُرُّوْنَ اذیال المعالی الشرِیْفَۃِ

آپ مبارک سفر کے ساتھ ایک قوم پر اترے اس لیے کہ مبارک بلندیوں اوراچھے حسب ونسب والے ہیں۔

بنو نجار کو یہ شرف مبارک ہو انہوں نے میزبانی کا شرف حاصل کر کے بلندیوں کو اپنی طرف کھینچ لیا ہے۔

☆ وہ تاریخ کا روشن دن تھا۔ جس دن نبی کریم حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے گھر اور گلیاں تحمید وتہلیل کی آوازوں سے گونج رہے تھے۔ خدام اور بچے یہ کہہ رہے تھے اللہ اکبر۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ اللہ اکبر' حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے۔ اللہ اکبر' اللہ اکبر' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔

☆ اس شاندار طریقے سے انصار نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا۔ سب انصار آپ کے اردگرد جمع ہو گئے۔ ہر ایک اپنی اونٹنی کی لگام پکڑے ہوئے یہ امید کیے ہوئے تھے کہ آپ اس کے پاس رہائش اختیار کریں۔ آپ ان سے فرماتے تھے۔

خلوا سبیلھا فانھا مامورۃ.

اس کی راہ چھوڑ دو یہ حکم کی پابند ہے۔

☆ اونٹنی مسلسل چلتی رہی اور وہ اس جگہ آ کر بیٹھی جہاں آج مسجد نبوی بنی ہوئی ہے۔

پھر تھوڑی دیر بعد وہ اٹھی اور تھوڑا سا چلی پھر اس نے ادھر ادھر جھانکا واپس ہوئی۔ اور پہلی جگہ پر آ کر دوبارہ بیٹھ گئی۔ آپ اس سے نیچے اتر آئے یہ آپ کے ننھیال بنو نجار کی جگہ تھی سامنے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا گھر تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہی ہمارے ٹھہرنے کی جگہ ہے۔

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ اور اس کی بیوی دونوں جلدی سے آگے بڑھے۔ آپ کی سواری کی لگام پکڑی اور اپنے گھر لے آئے۔ جب آپ نے یہ منظر دیکھا تو ارشاد فرمایا:

المرء مع من احب.

☆ بنو نجار کی بچیاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر خوشی سے باہر نکلیں اور آپ کے پاس کھڑی ہو کر یہ گیت گانے لگیں۔

نحن جوار من بنی النجار

یا حبذا محمد من جار

ہم بنو نجار کی لڑکیاں ہیں۔

واہ واہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس کے پڑوسی بنے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا: کیا تم مجھے پسند کرتی ہو۔

سب نے کہا: ہاں!

آپ نے ارشاد فرمایا اللہ جانتا ہے۔ کہ میں بھی دلی طور پر تمہیں اچھا سمجھتا ہوں۔

ام ایوب کی برکت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نزول اجلال بنو نجار کے محلے میں ہوا' اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا انتخاب بڑی فضیلت اور برتری کی بات ہے۔ مدینہ منورہ نو حویلیوں پر مشتمل تھا ہر حویلی ایک مستقل محلے کی حیثیت رکھتی تھی جس میں رہائشی مکانات' نخلستان اور زیر کاشت رقبہ پایا جاتا تھا۔ قبائل اپنے اپنے محلے میں رہائش پذیر تھے یہ تمام محلے جڑواں

بستیوں کی حیثیت رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بنو مالک بن نجار کی حویلی کا انتخاب کیا تھا۔(۱)

☆ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ میزبان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بننے کی وجہ سے قابل رشک تھے اس سے ان کا نام تاریخ کا ایک حصہ بن گیا۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اکثر مسلمان حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے بارے میں جانتے ہیں لیکن اس کی بیوی ام ایوب رضی اللہ عنہا کے متعلق اکثریت کو تفصیلی معلومات نہیں۔ بھلا یہ صحابیہ کون ہے؟ جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ضیافت کا شرف حاصل کرنے کی دلی تمنا کی تھی۔

☆ یہ ام ایوب بنت قیس بن سعد الخزرجیہ الانصاریہ رضی اللہ عنہا(۲) ان عالم فاضل خواتین میں سے تھی جنہوں نے فضل وشرف اور عبادت گذاری میں بہت پیش رفت کی۔ تاریخ کے حافظے نے ام ایوب کا نام تو یاد نہ رکھا البتہ اس کی کنیت اس کے نام پر غالب آ گئی۔

☆ اس کے بارے میں یہ مرقوم ہے کہ جب سے ام ایوبؓ نے ہجرت سے پہلے مسلمان ہونے کا اعلان کیا۔ تو خیر و برکت اس کے گھر میں اتر آئی۔ اور اس خیر و برکت اور سعادت میں اضافہ اس وقت ہوا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد اس کے گھر میں قیام کا ارادہ ظاہر کیا۔ ام ایوبؓ اس عزت افزائی پر بہت خوش ہوئی۔

☆ ام ایوب رضی اللہ عنہا نے اپنے صاف شفاف دل سے یہ دیکھ لیا تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ خیر و برکت کا برتاؤ کرنا چاہتے ہیں تو اس نے اپنے تئیں یہ عزم کر لیا کہ وہ عزت اور عظیمت کا اپنے آپ کو اہل ثابت کرے گی۔

---

(۱) البدایہ و النہایہ ابن کثیر (۲۰۱/۳)

(۲) الطبقات (۳۶۲/۸)

ام ایوبؓ کا گھڑا:

ابو ایوب کا گھر دو کمروں پر مشتمل تھا ایک کمرہ نیچے تھا اور دوسرا اس کے اوپر جب رسول اللہ ﷺ ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لائے تو آپ نچلے کمرے میں رہائش پذیر ہوئے۔ ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کی کہ آپ اوپر والے کمرے میں تشریف رکھیں۔

آپ نے ارشاد فرمایا:

ان ارفق بنا وبمن يغشانا ان نكون في سُفُلِ البيت.

ہمارے لیے اور ہمارے پاس آنے والوں کے لیے نچلے کمرے میں رہائش زیادہ مناسب ہے۔

☆ ابو ایوب رضی اللہ عنہ اور ام ایوب رضی اللہ عنہا اوپر والے کمرے میں چلے گئے۔ لیکن نیند نہیں آ رہی تھی۔ وہ دونوں بغیر کسی حس و حرکت کے۔ دیوار سے لگ کر بیٹھ گئے۔ کہ کہیں چھت کی مٹی اڑ کر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے تکلیف کا باعث نہ بنے۔ وہاں یہ واقعہ رونما ہوا کہ پانی کا بھرا ہوا گھڑا ٹوٹ گیا۔ وہ دونوں میاں بیوی اپنی اس چادر سے پانی خشک کرنے لگے جس کو اوڑھ کر وہ سردی سے بچاؤ کرتے تھے انہیں اندیشہ تھا کہ کہیں چھت سے پانی ٹپک کر رسول اللہ ﷺ کے لیے اذیت کا باعث نہ بنے۔

☆ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ صبح کے وقت نیچے اترے اور نبی کریم ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ مناسب نہیں کہ میں اوپر رہوں اور آپ نیچے آپ اوپر تشریف لے چلیں حضرت ابو ایوبؓ نے بڑی ہی لجاجت سے آپ کی خدمت اقدس میں یہ گذارش پیش کی۔ کہ آپ اوپر تشریف لے جائیں آپؐ ان کے مطالبے کو مانتے ہوئے اوپر منتقل ہو گئے۔

اس سے دونوں میاں بیوی کے دل خوش ہو گئے۔ اور آنکھیں ٹھنڈی ہو

گئیں۔ اور رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی ان کے نصیب میں آ گئی۔ (۱)

برکت کی تلاش:

حضرت ام ایوب رضی اللہ عنہا کی سیرت پیش کرتے ہوئے ہمارے لیے یہ ممکن ہی نہیں اس سعادت کی انتہاء بیان کرسکیں جسے اس نے اور اس کے خاوند نے اپنے دامن میں سمیٹ لیا۔ اس لمحے سے جب رسول اللہ ﷺ اس کے گھر داخل ہوئے ان کی زندگی کے آخری لمحات تک حضرت ام ایوب رضی اللہ عنہا کو اپنے خاوند پہ سبقت حاصل رہی جب نبی کریم ﷺ کھانا کھا کر برتن واپس بھیجتے تو یہ نبی کریم ﷺ کے ہاتھ کی انگلیوں کے نشانات تلاش کرتیں تا کہ ان آثار سے خیر و برکت تلاش کی جائے۔ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ یہ خوشنما منظر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> ہم نبی کریم ﷺ کے لیے شام کا کھانا تیار کر کے آپ کی طرف بھیجتے جب آپ بچا ہوا کھانا ہمیں واپس کرتے تو میں اور میری بیوی برتن میں وہ جگہ تلاش کرتے جہاں آپ کے مبارک ہاتھ لگے ہوئے ہوں۔ ہم برتن کی اس جگہ سے کھاتے تا کہ ہم برکت حاصل کرسکیں۔ ایک رات ہم نے شام کا کھانا بھیجا اس میں پیاز یا تھوم کا استعمال کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے کھانا واپس بھیج دیا اس میں ہاتھ کے نشانات نہ تھے۔ میں گھبرایا ہوا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ نے کھانا بغیر کھائے واپس کر دیا ہے۔ آپ کے مبارک ہاتھوں کے نشانات ہمیں دکھائی نہیں دیئے۔

آپ نے ارشاد فرمایا:

> کہ میں نے اس کھانے میں اس پودے کا استعمال محسوس کیا میں اللہ تعالیٰ

(۱) السيرة النبويه (۱/۴۹۸ و ۴۹۹) الاصابه (۱/[illegible]) السيرة الحلبيه (۲/۲۷۶)

سے راز و نیاز کی باتیں کرتا ہوں۔ البتہ آپ لوگ اسے کھالیا کرو۔ ابوایوب فرماتے ہیں کہ ہم نے وہ کھانا کھالیا لیکن اس کے بعد یہ پودہ یعنی لہسن، پیاز ہم نے کبھی کھانے میں استعمال نہ کیے۔(۱)

ام ایوبؓ اور نبی کریم ﷺ کا کھانا:

وہ فضائل و کمالات جو حضرت ام ایوب رضی اللہ عنہا کی شان و شوکت میں اضافے کا باعث بنتے ہیں۔ ان میں سے ایک خوبی یہ ہے کہ اس کی دلی خواہش ہوتی کہ یہ معلوم کرے کہ آپ کو کون سا کھانا زیادہ پسند ہے۔

علامہ بلاذری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں۔

ام ایوب رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ سات ماہ آپ کے گھر میں مہمان رہے ہیں۔ آپ ﷺ کو کون سا کھانا زیادہ پسند تھا۔

اس نے کہا میرے خیال میں اس پورے عرصے میں آپ نے کبھی بھی یہ فرمائش نہیں کی کہ میرے لیے یہ خاص کھانا تیار کیا جائے۔ اور نہ ہی آپ نے کبھی کھانے میں کوئی نقص نکالا۔

لیکن ابوایوب رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ رات میں آپ ﷺ کے پاس تھا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی طرف سے پیالے میں کھانا آیا غالباً اس میں شوربہ تھا۔ آپ نے اسے بڑی رغبت اور مزے سے پیا میں نے اس طرح رغبت سے پہلے کبھی کھانا کھاتے آپ کو نہیں دیکھا تھا۔

اس کے بعد ہم بھی ویسا ہی شوربہ آپ کے لیے تیار کرتے اور کبھی ہریسہ تیار کرتے ہم نے محسوس کیا کہ آپ کو یہ کھانے پسند ہیں آپ کی خدمت میں ہمیں پانچ چھ سے دس ماہ تک کھانا پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

(۱) البدایہ و النہایہ (۱۹۹/۳) اس روایت کی اصل صحیح مسلم میں موجود ہے۔

ابو ایوبؓ کہاں ہے؟:

ایک روز دوپہر کے وقت رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے اپنے گھر سے باہر آئے تینوں کو بھوک لگی ہوئی تھی۔ تینوں ابو ایوبؓ کے دروازے پر پہنچے ام ایوبؓ باہر آئی اور نبی کریم ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کو خوش آمدید کہا۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا کہ ابو ایوب کہاں ہیں۔ ابو ایوبؓ نے سن لیا۔ وہ نخلستان میں کام کر رہے تھے۔ جلدی سے آئے۔ اور اس نے نبی کریم ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کو خوش آمدید کہا۔ پھر وہ گئے اور کھجور کا ایک خوشہ توڑ لائے جس میں ہر قسم کی کھجور تھی خشک تر اور ڈوکہ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا اردتُ اِلی ھٰذِہٖ اِلَّا جنیت لَنَا مِنْ تَمرِہٖ؟.

اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ کو جو کھجور پسند ہے اسے کھائیں میں آپ کے لیے جانور ذبح کرتا ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا اگر آپ جانور ذبح کرنا چاہتے ہیں تو دودھ دینے والا ذبح نہ کریں۔

اس نے ایک پٹھورا پکڑا اور اسے ذبح کر دیا۔ ام ایوب سے کہا: آٹا گوندو اور روٹی پکاؤ۔ آپ روٹی پکانا خوب جانتی ہیں۔

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے نصف جانور کا سالن تیار کیا اور نصف سوکھا بھون لیا۔

☆ جب کھانا تیار ہو گیا تو اس نے کھانا نبی کریم ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کے سامنے رکھا' آپ نے بھنے ہوئے گوشت کا ٹکڑا روٹی پر رکھا اور فرمایا: ابو ایوب فاطمہ بیٹی کو پہنچا دو اس نے اس قسم کا کھانا کئی روز سے نہیں کھایا حضرت ابو ایوب وہ کھانا لے کر حضرت فاطمہؓ کے پاس گئے۔

☆ جب کھانا کھا لیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا روٹی' گوشت' خشک کھجور' ڈوکہ' اور تر کھجور واہ واہ کیا نعمتیں ہیں اور یہ کہتے ہوئے آپ کی آنکھوں سے آنسو ٹپک

پڑے اور اس موقعے پر آپ نے یہ ارشاد فرمایا:

مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے یہ وہ نعمتیں ہیں جن کے بارے میں قیامت کے دن تم سے پوچھا جائے گا۔

یہ بات ساتھیوں کے دل پر بڑی گراں گذری تو آپ نے ارشاد فرمایا:

جب تمہیں اس قسم کی نعمتیں میسر آئیں۔ تمہارے ہاتھ لگیں۔ تو تم بسم اللہ کہو جب خوب سیر ہو جاؤ' تو یہ کلمات کہو۔

الحمدلله الذی هو اشبعنا و انعم علینا فاضل.

شکر ہے اس اللہ کا جس نے ہمیں خوب سیر کر دیا ہم پر اپنی نعمت کی اور ہمیں فضل و شرف سے نوازا۔

یہ دعا پڑھ لو گے تو تمہارے لیے کافی ہو جائے گی۔ (۱)

ام ایوب اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا:

ام ایوب رضی اللہ عنہا کا ایک نا قابل فراموش موقف سامنے آیا اور ایک معطر شہادت ہر دور میں اپنی خوشبو پھیلاتی رہی۔ اور یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان تراشی کا واقعہ تھا۔ منافقین اور مرجفین نے اس کا خوب پروپیگنڈا کیا تھا اور اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا۔

لیکن اس موقعے پر حضرت ام ایوب رضی اللہ عنہا نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تعریف و توصیف میں ایسے کلمات کہے کہ کمال کر دیا۔

☆ ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اس نے ام ایوب سے کہا دیکھ رہی ہو کیسی کیسی افواہیں پھیلائی جا رہی ہیں۔ اس نے کہا اے ابو ایوبؓ اگر تم صفوان بن معطل کی جگہ ہوتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی کے بارے میں یہ کچھ کہتے اس نے کہا:

---

(۱) حیاۃ الصحابہ (۱/۴۵۷ و ۴۵۸ و ۴۵۹)

قطعاً نہیں۔

اس نے کہا اگر میں حضرت عائشہؓ کی جگہ ہوتی تو کیا رسول اللہ ﷺ کی خیانت کرتی اس نے کہا نہیں ایسا بھی نہ ہوتا ام ایوب نے کہا دیکھو عائشہؓ مجھ سے بہتر ہے اور صفوان تم سے بہتر ہے۔ (۱)

☆ متعدد آئمہ مفسرین نے یہ داستان بیان کی ہے اور انہوں نے ام ایوب رضی اللہ عنہا کا خوبصورت موقف بیان کیا ہے۔ اس نے اپنے خاوند سے کہا:

اے ابو ایوب کیا تم سنتے نہیں کہ لوگ کیا بیان کر رہے ہیں؟

اس نے کہا کیا باتیں کر رہے ہیں۔ تو اس نے بہتان تراشی کرنے والوں کی تفصیلات سے آگاہ کیا۔

اس نے کہا ہمارے لیے یہ مناسب نہیں کہ اس قسم کی باتیں کریں۔ سبحان اللہ یہ تو بہت بڑا بہتان ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل کیا:

﴿وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُم مَّا يَكُونُ لَنَا أَن نَّتَكَلَّمَ بِهَٰذَا سُبْحَانَكَ هَٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ﴾ (النور : ۱۶)

''کیوں نہ اسے سنتے ہی تم نے کہہ دیا کہ ہمیں ایسی بات زبان سے نکالنا زیب نہیں دیتا سبحان اللہ یہ تو ایک بہتان عظیم ہے''۔ (۲)

☆ پہلی بات یہ ہے کہ یہ واقعہ حضرت ام ایوب رضی اللہ عنہا کی پختہ ایمانی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ اس سے اس کی عقلمندی اور درست سوچ کا پتہ چلتا ہے۔

---

(۱) البدایہ و النہایہ (۸/۶۰) السیرۃ الحلبیہ (۲/۶۲۵)

(۲) دیکھیں تفسیر ابن کثیر (۳/۲۷۳) المغازی (۲/۴۳۴) تہذیب التہذیب (۱۲/۴۶۰)

الوداع کہنے سے پہلے:

ام ایوب رضی اللہ عنہا ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اور اس کی مرویات میں سے ایک وہ روایت ہے جو ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور وہ یہ ہے:

ام ایوب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا تیار کیا اس میں کچھ لہسن وغیرہ ڈال دیا۔ آپ نے وہ کھانا نہیں کھایا اور یہ فرمایا کہ مجھے یہ ناپسند ہے کہ میرے ساتھ حضرت جبریل علیہ السلام کو تکلیف ہو۔ (۱)

اللہ تعالیٰ مہمان نواز جلیل القدر صحابیہ پر رحمت کی برکھا برسائے۔ اس کی قبر پر بہار ہو جائے۔ اور یہ ان میں شامل ہو جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَاُولٰٓئِکَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَ هُمْ فِی الْغُرُفَاتِ آمِنُوْنَ﴾

''ان لوگوں کو دگنا ثواب ہوگا جو انہوں نے عمل کیے اور وہ بالا خانوں میں امن سے ہوں گے''۔

حضرت ام ایوب رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے مندرجہ ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

۱۔ البدایہ و النهاية لابن كثير	۳/۲۰۱
۲۔ الطبقات	۸/۳۶۲
۳۔ الاصابة	۱/٤۰٥
٤۔ السيرة الحلبية	۲/۲۷۶
٥۔ حياة الصحابة	۱/٤٥۷

(۱) سنن ابن ماجه (۳۳٦٤)

۴۰

ام ورقۃ الانصاریۃ رضی اللہ عنہا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

چلو شہیدہ خاتون کی زیارت کرو۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ آپ کو شہادت عطا کرے تم گھر میں رہو تم شہیدہ ہو۔

عابدۃ، حافظہ

☆ آیئے اب ہم ایک ایسی خاتون کی سیرت کا مطالعہ کرتے ہیں۔ جسے عورتوں میں بڑی عزت اور عظمت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ عبادت' زہد اور تقویٰ کے آسمان میں جس کی رفعت حیرت انگیز حد تک بلند و بالا ہے۔

☆ اس خاتون نے عہد نبویؐ میں قرآن کریم کو جمع کیا اسے زبانی یاد کیا اس کے معانی سمجھے یہ شان کتنی بڑی ہے اور یہ حافظہ کتنی عزت والی ہے۔

☆ آپ اس عابدہ' حافظہ خاتون کے واقعات سننا پسند کریں گے۔ اب ہم اس خاتون کی فضائل بھری سیرت کا مطالعہ کرنے کی سعادت حاصل کریں گے۔

آیئے اب ہم اس کی عبادت اور فضائل کے زیر سایہ چند خوشگوار لمحات گذاریں۔

☆ ام ورقہ بنت عبداللہ بن حارث الانصاریہ رضی اللہ عنہا (۱) انصار کی ان عالم فاضل خواتین میں سے تھی جنہوں نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی عبادت' اطاعت اور رضائے الٰہی کے حصول کے لیے وقف کر رکھا تھا۔

☆ اسلام میں سبقت لے جانے والی تمام خواتین میں ام ورقہ رضی اللہ عنہا سرفہرست تھی۔ اس نے نبی کریم ﷺ کی بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا اور آپ سے حدیث روایت کرنے کا شرف بھی حاصل کیا۔ (۲)

---

(۱) اسد الغابہ (٥/٦٢٦) تهذيب التهذيب (١٢/٤٨٢) درالسحابہ (ص ٥٥٣) الطبقات (٨/٤٥٧)

(۲) الطبقات (٨/٤٥٧)

☆ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ یہ جلیل القدر صحابیہ نام کی بجائے کنیت سے مشہور و معروف ہوئی۔ اور انصاری خواتین میں اس کنیت کی یہ اکیلی خاتون تھی۔

عزت و رفعت کے آنگن میں:

ام ورقہ صاف باطن' صاف شفاف دل' کثرت عبادت اور تلاوت قرآن حکیم کے حوالے سے مشہور و معروف تھی' یہ دن رات اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں بسر کرتی اس کی نمازیں روزوں سے ملی ہوئی ہوتیں یعنی رات کو عبادت اور دن کو روزہ یہ اس کا معمول تھا۔

رسول اللہ ﷺ اس کا اکرام کیا کرتے تھے اور یہ اس کی خوش نصیبی تھی آپ کبھی کبھار اس کے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے اسے ایسی خوشخبری دی کہ جس سے اس کے دل میں مسرت و شادمانی کے لڈو پھوٹنے لگے آپ نے اسے اطلاع دی کہ تم شہید ہوگی اس دن کے بعد وہ شہیدہ کے لقب سے مشہور و معروف ہوگئی۔(۱)

رسول اللہ ﷺ نے جب صحابہ کرامؓ سے فرمایا:

انطلقوا فزوروا الشهيده.

چلو اور شہیدہ کی زیارت کرو۔

اس دن سے اس کا نام شہیدہ پڑ گیا۔(۲)

☆ حضرت ام ورقہ الانصاریہ رضی اللہ عنہا کے دل میں عبادت اور نماز کی بے پناہ محبت گھر کر چکی تھی اور قرآن کریم کے ساتھ والہانہ محبت اور عقیدت نے اسے حافظہ قرآن بنا دیا وہ کتاب الٰہی کی تلاوت کا حق ادا کرتی۔

☆ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ اس کے گھر تشریف لے گئے۔ اس موقع پر آپ نے اسے حکم دیا کہ وہ اپنے خاندان کی خواتین کی امامت کرایا کرے۔

---

(۱) الاصابہ (۴/۴۸۱) (۲) الحلية (۲/۶۳)

صفۃ الصفوۃ میں ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔

☆ ام ورقہ بنت عبداللہ بن حارث الانصاریہ رضی اللہ عنہا نے قرآن جمع کیا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے گھر تشریف لایا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے گھر والوں کی امامت کرانے کا حکم دیا تھا' اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گھر کی مسجد کے لیے مؤذن رکھنے کی اجازت طلب کر لی تھی۔ اور بقاعدہ اذان دینے کے لیے مؤذن رکھ لیا تھا۔

☆ ایک عینی شاہد کا بیان ہے کہ میں نے بچشم خود دیکھا' کہ مؤذن ایک بوڑھا شخص تھا۔

اس واقعے سے پتہ چلتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس خاتون کی بہت عزت کرتے تھے۔ اس خاتون کا آپ کے نزدیک بہت مقام ومرتبہ تھا۔

☆ ابونعیم اصفہانی اس کی سیرت بیان کرتے ہوئے کیا خوب لکھتے ہیں۔

شہیدہ' عالمہ' ام ورقہ انصاریہ رضی اللہ عنہا مؤمن مہاجر خواتین کی امامت کرایا کرتی تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھار اس کے گھر تشریف لایا کرتے تھے۔

اللہ تجھے شہادت عطا کرے گا:

جہاد کا اعلان کرنے والے نے غزوۂ بدر کے لیے اعلان کیا مسلمان رضائے الٰہی کے حصول میں کامیاب وکامران ہونے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ جہاد میں حصہ لینے کی سعادت حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کے لیے کوشاں تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بدر کی طرف روانہ ہوئے ام ورقہ رضی اللہ عنہا مدینے کے ایک کونے سے دوڑتی ہوئی آئی اور عرض کی۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنے ساتھ روانگی کی اجازت عطا کریں میں زخمیوں کا علاج کروں گی۔ بیماروں کی تیمارداری کروں گی ممکن ہے اللہ مجھے شہادت

نصیب فرمادے۔

☆ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اللہ تجھے شہادت عطا کرے گا تم گھر پہ ہی رہو یقیناً تم شہیدہ ہو۔(۱)

☆ ام ورقہ رضی اللہ عنہا اپنے گھر میں رہی نبی کریم ﷺ نے اسے شہادت کی جو اطلاع دی تھی اس کا انتظار کرنے لگی رسول اللہ ﷺ وحی الٰہی کی بنیاد پر ہی گفتگو کیا کرتے تھے۔

☆ ام ورقہ رضی اللہ عنہا زہد' تقویٰ اور عبادت گذاری کی زندگی گذارنے لگی۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے۔ اور آپ اس سے راضی تھے۔

☆ حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا اللہ کی راہ میں شہادت حاصل کرنے کی امید لگائے بیٹھی تھی وہ ہر دم اللہ سے یہی دعا مانگتی کہ اللہ اسے شہادت کی موت عطا کرے یہاں تک کہ وہ اس معطر دعا کے حوالے سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں مشہور و معروف ہو چکی تھی۔

ایک شہیدہ اور عالمہ فاضلہ:

☆ رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی صداقت کے دلائل میں سے یہ ایک دلیل ہے۔ جو ام ورقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ معاملہ پیش آیا کہ اس کے حق میں شہادت کی بشارت جو نبی کریم ﷺ نے دی تھی وہ حرف بحرف پوری ہوگئی۔

اسے یہ شہادت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ملی۔

☆ ہوا یہ کہ حضرت ام ورقہ انصاریہ رضی اللہ عنہا کا ایک غلام تھا اور ایک کنیز۔ اس نے ان سے یہ وعدہ کر رکھتا تھا کہ میری وفات کے بعد تم دونوں آزاد ہو گے۔ جب غلام

---

(۱) الطبقات (۸/۴۵۷) الاستیعاب (۴/۴۸۱) الحلیة (۲/۶۳)

در السحابہ (ص ۵۵۳) وغیرہ

اور کنیز کو معلوم ہوا کہ ہم اپنی مالکہ کی وفات کے بعد آزاد ہوں گے تو انہوں نے سوچا پتہ نہیں ام ورقہ رضی اللہ عنہا کی زندگی کتنی طویل ہوگی ان کے دل میں فاسد خیال نے جنم لیا۔ وہ دونوں رات کو اٹھے اور اسے قتل کر دیا' اور وہاں سے بھاگ نکلے۔

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا معمول یہ تھا کہ وہ رات کو گشت کے وقت ام ورقہ رضی اللہ عنہا کی تلاوت سنا کرتے تھے۔ لیکن اس رات انہوں نے اس کی آواز نہ سنی جب صبح ہوئی۔ فرمایا بخدا گذشتہ رات میں نے اپنی خالہ ام ورقہ رضی اللہ عنہا کی قرأت کی آواز نہیں سنی جب وہ اس گھر میں داخل ہوئے تو انہوں نے نہ وہاں کسی کو دیکھا اور نہ ہی کسی کی کوئی آواز سنی جب گھر کے اندر داخل ہوئے تو دیکھا کہ اس کی لاش ایک کپڑے میں لپٹی گھر کے ایک کونے میں پڑی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کے مجمع میں کھڑے ہوئے اور فرمایا:

☆ لوگو! ام ورقہ رضی اللہ عنہا کو اس کے غلام اور کنیز نے مل کر قتل کیا اور بھاگ گئے۔ پھر آپ نے حکم دیا کہ ان کو پکڑ کر میرے پاس لایا جائے انہیں گرفتار کر لیا گیا۔ اور آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ نے ان سے پوچھا تو ان دونوں نے قتل کا اقرار کر لیا۔ پھر آپ نے حکم دیا تو ان دونوں کو تختہ دار پر چڑھا دیا گیا۔ مدینہ منورہ میں سب سے پہلے ان دونوں کو سولی پر لٹکایا گیا۔ اس موقعے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمایا کرتے تھے:

انطلقوا بنا نزور الشهيدة.

ہمارے ساتھ چلو تا کہ ہم شہیدہ کی زیارت کریں۔

☆ ام ورقہ رضی اللہ عنہا نے اپنی تمنا کے مطابق کامیابی و کامرانی حاصل کی اللہ تعالیٰ نے اسے شہادت عطا کی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی لاج

رکھ لی آپ نے جو پیشین گوئی کی تھی اسے سچ کر دیا۔

☆ حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا کی سیرت بیان کو الوداع کہتے ہوئے آیئے اللہ تعالیٰ کا وہ فرمان پڑھیں جس میں شہداء کے ٹھکانے کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

﴿وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ﴾ (آل عمران : ١٦٩)

''جو اللہ کی راہ میں قتل کر دیئے گے انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں انہیں اپنے رب کے ہاں رزق دیا جاتا ہے''۔

اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

حضرت ام ورقہ الانصاریہ رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے مندرجہ ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

١۔ اسد الغابة	٥/٦٢٦
٢۔ تهذيب التهذيب	١٢/٤٨٢
٣۔ درالسحابة	ص ٥٥٣
٤۔ الطبقات	٨/٤٥٧
٥۔ الاصابة	٤/٤٨١
٦۔ الحلية	٢/٦٣
٧۔ الاستيعاب	٤/٤٨١
٨۔ السيرة الحلبية	٢/٣٧٥



۴۱

ہند بنت عمرو بن حرام رضی اللہ عنہا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے ہند عمرو بن جموح' تیرا بیٹا خلاد اور تیرا بھائی عبداللہ سب جنت میں ایک ساتھ رہائش پذیر ہیں۔

نور کی جانب

جب حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں دعوت کا کام کر رہے تھے۔ وہاں بنو سلمہ کے ایک نوجوان کو اللہ نے قبول کر لیا اور وہ مسلمان ہو گیا' اس کا دل ایمانی جرأت سے لبریز ہو گیا اور ایمان نے اس کے دل کو چمکا دیا۔ اور صنم پرستی کی میل کچیل اتر گئی جس سے ان کے دل اور گھر بری طرح ملوث ہو چکے تھے۔

☆ یہ نوجوان معاذ بن عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ تھا' اس کے اسلام قبول کرنے سے بنو سلمہ کے مرد اور عورتیں تیزی سے اسلام کی طرف رجوع کرنے لگے۔ بنو سلمہ کی اسلام میں سبقت لے جانے والی خواتین میں ہند ایک جلیل القدر خاتون تھی۔

☆ علامہ ابن الاثیر نے اپنی کتاب ''اسد الغابۃ'' میں ذکر کیا ہے۔ کہ ہند بنت عمرو بن حرام بنو سلمہ میں سے تھی۔[1] یہ خاتون عبداللہ بن عمرو بن حرام معزز صحابی کی ہمشیرہ تھی اور مشہور و معروف صحابی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی پھوپھی تھی۔

☆ یہ اپنی قوم میں فضل و شرف' درست رائے' اور کامل تدبیر کے حوالے سے مشہور و معروف تھی۔ اسے اپنی اولاد کی تربیت میں بھی امتیاز حاصل تھا۔ اپنے خاوند کی بھی خدمت گذار تھی۔ اور یہ اس کے اسلام لانے کا بھی سبب بنی۔

ہند اور اس کے خاوند کا اسلام قبول کرنا:

متعدد حوالہ جات میں یہ مذکور ہے کہ جب انصار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کر کے مسلمان ہو گئے تو مدینہ منورہ میں اسلام کو غلبہ حاصل ہوا' لیکن کچھ لوگ بدستور شرک

---

(۱) اسد الغابہ (۵/۵۶۳) الطبقات (۸/۳۹۴) الاستیعاب (۴/۴۰۹)

میں ہی مبتلا رہے۔ ان میں ہند کا خاوند عمرو بن جموح بھی تھا۔ اس کا بیٹا معاذ بن عمرو بیعت عقبہ میں شریک ہوا تھا۔ اور اس نے نبی کریم ﷺ کی بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی تھی۔

ہند نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا اور اس کی تمام اولاد معاذ' معوذ' خلاد اور عبدالرحمان یعنی عمرو بن جموع کے تمام بیٹے مسلمان ہوگئے۔ لیکن اس کے خاوند عمرو بن جموح کو اپنی بیوی اور اولاد کے مسلمان ہونے کا علم نہ تھا۔

بلکہ وہ اپنی بیوی سے یہ کہتا رہتا کہ دیکھنا کہیں تیرے بچے نبی کریمؐ کے سفیر مصعب بن عمیرؓ کی باتوں میں نہ آجائیں یا مدینہ منورہ میں مسلمانوں سے دل نہ لگا بیٹھیں ورنہ یہ اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑ بیٹھیں گے۔ پھر اس سے کہا اے ہند اپنے خاندان میں سے کسی بچے کو ان لوگوں کی باتیں سننے کا موقع نہ دینا۔ اس نے کہا بالکل ٹھیک ایسے ہی ہوگا جیسے آپ چاہتے ہیں۔

☆ وہ کچھ دیر خاموش رہی پھر اس نے کہا اور اس کے دل کی تمنا تھی کہ یہ مسلمان ہو جائے کہنے لگی کیا آپ اپنے بیٹے کی بات سننا پسند کریں گے۔

عمرو بن جموح نے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا؟ کیا یہ بے دین ہو گیا ہے کیا اس نے اپنا دین چھوڑ دیا ہے؟

اس نے کہا نہیں نہیں ایسی کوئی بات نہیں بس یہ قوم کے ساتھ مل کر وہاں چلا گیا تھا۔

اس نے بیٹے کو بلایا اور کہا آپ اس شخص سے جو سن کر آئے ہو مجھے بھی بتاؤ۔

بیٹے نے خوش الحانی سے پڑھنا شروع کیا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. الرَّحْمَانِ الرَّحِيْمِ. مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ. اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ. اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ. صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ. آمِيْنَ﴾

اللہ کے نام سے جو بے انتہاء مہربان اور رحم فرمانے والا ہے
تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام کائنات کا رب ہے' نہایت مہربان اور ''رحم فرمانے والا ہے۔ روز جزا کا مالک ہے' ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں' ہمیں سیدھا راستہ دکھا ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا جو مغضوب نہیں ہوئے جو بھٹکے ہوئے نہیں ہیں''۔

اس نے اپنے بیٹے سے کہا جب کہ ایمان نے اس کے دل پر اپنا جال بننا شروع کر دیا تھا۔

یہ کس قدر خوبصورت کلام ہے واہ واہ کیا الفاظ کے موتی پروئے ہوئے ہیں۔ کیا اس کا تمام کلام ایسا ہی ہے۔

اس نے کہا ہاں ابا جان!

☆ جب ہند نے دیکھا کہ اس کا خاوند قرآن حکیم کے معانی میں دلچسپی لے رہا ہے تو اس کی خوشی کی کوئی انتہاء نہ رہی اس نے یہ دعا کرنا شروع کر دی کہ اللہ تعالیٰ اسلام کے لیے اس کے سینے میں انشراح پیدا کر دے۔ اور اسے صراط مستقیم کی راہنمائی کر دے۔

☆ ابھی چند دن نہ گذرے تھے کہ عمرو بن جموح کو یقین حاصل ہو گیا۔ اور وہ قافلہ نور کے ساتھ شامل ہو گیا۔ ہند کو اس کے اسلام لانے سے بہت خوشی ہوئی اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی جس نے قابل نفرت مناۃ بت سے چھٹکارا عطا کر دیا اور دیگر بتوں کی میل کچیل سے بھی بچا لیا۔

اس موقعے پر عمرو بن جموح ؓ نے یہ شعر کہے:

أَتُوبُ إِلَى اللّٰهِ فِيمَا مَضَى

وَأَسْتَنْقِذُ اللّٰهَ مِنْ نَارِهِ

هَدانی وَ قَدْ کُنْتُ فِیْ ظُلمةٍ

حلیف مناۃ وَ اَحْجارِہٖ(۱)

میں اللہ کے حضور توبہ کرتا ہوں اپنے ماضی کے گناہوں سے

اور اس کی جہنم سے پناہ مانگتا ہوں۔

اس نے مجھے ہدایت دی میں تو تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔

منات بت اور دیگر پتھروں کا دلدادہ تھا۔

وہ سب جنت میں مل گئے ہیں:

احد کے دن جب مسلمان جہاد کے لیے روانہ ہوئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿قُوْمُوْا اِلٰی جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ﴾

''اس جنت کی طرف اٹھو جس کی وسعت زمین و آسمان کی مانند ہے جو پرہیز گاروں کے لیے تیار کی گئی ہے''۔

☆ عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ اٹھے وہ لنگڑے تھے اس نے کہا اللہ کی قسم میں چوکڑیاں بھر کر جنت میں داخل ہوں گا۔

بیٹوں نے اسے روکا اور کہا ابا جان اللہ نے آپ کو معذور کر دیا ہے۔ تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ کر شکایت کرنے لگے۔ آپ نے اس کے بیٹوں سے کہا: اسے نہ روکو ہو سکتا ہے۔ کہ اللہ اسے شہادت عطا کر دے۔

☆ عمرو بن جموح کے روں روں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اس کی روح میں انتعاش پیدا ہوا شجاعت و بہادری دل میں سرایت کر گئی۔ جلدی سے گھر پہنچے تیاری کی اس کی بیوی ہند نے اسے دیکھا وہ بھی دبے پاؤں پیچھے پیچھے ہوئی اور اس کے منہ سے عجیب وغریب الفاظ نکلنے لگے ہند نے کہا۔ میں دیکھ رہی تھی اس نے اپنی

---

(۱) دلائل النبوة للاصبهانی (۱/۴۱۲ و ۴۱۳) اسد الغابه (۴/۹۴) سیر اعلام النبلاء (۱/۲۵۳)

ترکش پکڑی اور بار بار یہ کہہ رہے تھے۔

اللھم ارزقنی شھادۃ و لا تردنی خائبًا الی اھلی.

الٰہی مجھے شہادت عطا کرنا اور تو مجھے ناکام اپنے اہل کی طرف نہ لوٹانا۔

☆ یہ احد کی طرف نکلا یہ اور اس کا بیٹا خلاد اور ہند کا بھائی عبداللہ بن عمرو بھی ہمراہ تھے۔

☆ ہند کو یہ خبر ملی کہ اس کا خاوند بیٹا اور بھائی شہادت پا چکے ہیں تو وہ احد میں شہداء کی جگہ پر آئی اس نے شہداء کے لاشے اونٹ پر لاد لیے تا کہ انہیں مدینے میں دفن کرے۔ اسے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ملی ان کے ساتھ چند دیگر خواتین بھی تھیں ان سب نے ہند سے کہا تجھے کوئی خبر ہے کہ تیرے پیچھے میدان جنگ کی کیا صورت حال ہے؟۔

ہند نے کہا خیر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحیح سالم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا دفاع کیا وہ محفوظ ہیں ان کے بعد ہمارے لیے ہر مصیبت ہلکی محسوس ہوتی ہے۔ اللہ نے مومنوں کو شہادت کا اعزاز بخشا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ رَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا وَّكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ وَ كَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا﴾ (الاحزاب : ۲۵)

''اللہ نے کفار کا منہ پھیر دیا وہ کوئی فائدہ حاصل کیے بغیر اپنے دل کی جلن لیے یونہی پلٹ گئے اور مومنین کی طرف سے اللہ ہی لڑنے کے لیے کافی ہو گیا۔ اللہ بڑی قوت والا اور زبردست ہے''۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟

ہند نے کہا: میرا بھائی' میرا بیٹا خلاد اور میرا خاوند عمرو بن الجموح رضی اللہ عنہم میں انہیں مدینہ منورہ لے جا کر دفن کرنا چاہتی ہوں۔

☆ پھر اس نے اپنے اونٹ کو مدینے کی طرف ہانکا وہ بیٹھ گیا اسے ڈانٹ پلائی وہ اٹھا اسے مدینے کی طرف ہانکا تو وہ بیٹھ گیا جب وہ اس کا رخ مدینے کی طرف کرتی تو وہ بیٹھ جاتا اور جب اس کا رخ احد کی طرف کرتی تو وہ تیز رفتاری سے چلنے لگتا۔

☆ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کو اس صورت حال سے آگاہ کیا اور عمرو بن جموح کی دعا کے بارے میں بھی بتایا کہ روانگی سے پہلے اس نے یہ دعا کی تھی کہ الٰہی مجھے شہادت نصیب فرمانا اور مجھے زندہ سلامت گھر واپس نہ لوٹانا۔

آپ نے ارشاد فرمایا یہ اونٹ اللہ کے حکم کا پابند ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہند سے کہا:

فرشتے تیرے بھائی کے لاشے پر سایہ کیے ہوئے ہیں اور قتل سے لے کر دفن تک سایہ فگن رہیں گے اور آپ نے یہ ارشاد فرمایا:

اے ہند یہ سب شہداء جنت میں اکٹھے ہو گئے ہیں۔

یعنی عمرو بن جموح' تیرا بیٹا خلاد اور تیرا بھائی عبداللہ سب ایک ساتھ اقامت گزیں ہیں۔ واہ سبحان اللہ

ہند رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کیجئے اللہ مجھے بھی ان کے ساتھ ملا دے۔[1]

صبر اور تسلیم و رضا کا یہ مثالی موقف کسی خاتون کی جانب سے واقعی ایک عظیم کارنامہ ہے۔

ہند رضی اللہ عنہا یہ ایمانی انداز اپنانے میں بڑی نمایاں دکھائی دیتی ہیں۔

---

(۱) المغازی (۱/۲۶۵ و ۲۶۶) اسد الغابہ (۴/۹۴)

البدایہ والنہایہ (۴/۴۳ و ۴۴) وغیرہ

ہند" مجاہدین کے قافلے میں:

ہند رضی اللہ عنہا نے شرعی حدود میں رہتے ہوئے۔ میدان ہائے جہاد میں بھرپور حصہ لینے کا دلی شوق کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ خیبر میں حصہ لیا۔[1] تو وہاں سے اجر وثواب اور مال غنیمت میسر آیا۔

☆ اس جلیل القدر صحابیہ ہند رضی اللہ عنہا نے اپنی پوری زندگی عبادت، تقویٰ اور اعمال صالحہ سرانجام دیتے ہوئے گذار دی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے جا ملی، اس کا دلی ارادہ یہ تھا کہ یہ بھی جنت میں اپنوں سے جا ملے جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا۔

﴿قدتروا فقوا فی الجنة جمیعا﴾

جنت میں سب آپس میں اکٹھے ہوگئے ہیں۔

اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

ہند بنت عمرو بن حرام رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

۱۔ اسد الغابة	٥٦٣/٥
۲۔ الطبقات	٣٩٤/٨
۳۔ الاستیعاب	٤٠٩/٤
٤۔ دلائل النبوة اصبهانی	٤١٢/١
٥۔ سیرا علام النبلاء	٢٥٣/١
٦۔ البدایة والنهایة	٤٣/٤
٧۔ السیرة الحلبیة	٧٧٠/٢

---

(۱) المغازی (٦٨٥/٢) الطبقات (٣٩٤/٨) السیرة الحلبیه (٧٧٠/٢)

۴۲

الفریعۃ بنت مالک رضی اللہ عنہا

جب اس کا خاوند شہید گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عدت پوری ہونے تک اپنے گھر میں رہو۔

کہتی ہیں:

کہ میں نے چار ماہ دس دن عدت گذاری۔

بہتر اور روشن آغاز

مدینہ منورہ میں طلوع اسلام کے ابتدائی دور میں وہاں خواتین کے دلوں کو اسلام کی کرنوں نے جگمگا دیا' ان کے دل ایمان سے روشن ہو گئے' انہوں نے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے اور رسول اقدس حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کا فوری اعلان کر دیا۔

☆ ان مومن خواتین میں ایک معزز خاندان کی جلیل القدر خاتون تھی جو سبقت لے جانے والوں سے مل کر اپنے رب پر ایمان لائی۔

☆ یہ خاتون بنو خدرہ خاندان کی تھی' شاید آپ ابو سعید الخدری کو جانتے پہنچانتے ہوں گے یہ مشہور و معروف اور فقیہ و مجتہد صحابی تھے ان کا نام سعد بن مالک تھا لیکن یہ اپنی کنیت ابو سعید سے مشہور ہوئے۔

☆ اب ہم اس کی ہمشیرہ الفریعہ بنت مالک بن سنان الخدریۃ الانصاریۃ الخزرجیۃ(1) کے بارے میں بات کریں گے۔

اس کی والدہ کا نام انیسۃ بنت ابی حارثۃ الانصاریۃ النجاریہ ہے۔

☆ اس کا ماں کی طرف سے ایک بھائی ہے جس کا نام قتادہ بن النعمان بن زید الانصاری ہے یہ جلیل القدر صحابی تھا۔

فریعہ نے اسلام قبول کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی۔

الفریعۃ اور مجاهد خاندان:

غزوۂ احد میں فریعہ کے والد مالک بن سنان کے خاندان کے افراد جہاد میں

---

(۱) الطبقات (۳٦٦/۸) تهذيب التهذيب (۱۲/٤٤٥)

سبقت لے جانے والوں میں تھے مالک اس کا بیٹا ابوسعید اور اس کا ماں جایا بھائی قتادہ بن النعمان جہاد کے لیے روانہ ہوئے۔

☆ احد مقام پر پہنچ کر مالک نے اپنے بیٹے ابوسعیدؓ کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا نبی کریم ﷺ نے اس کی طرف غور سے دیکھا سر سے لے کر پاؤں تک نظر دوڑائی پھر اس کے والد سے کہا اس کو ابھی واپس مدینے بھیج دیں ابھی اس کی عمر تھوڑی ہے یہ اس وقت تیرہ سال کے تھے رسول اللہ ﷺ نے چھوٹا سمجھا۔

☆ معرکہ آرائی کا آغاز ہوا مالک بن سنان رضی اللہ عنہ نے بہت عمدہ اور قابل تعریف کارنامہ سرانجام دیا خصوصاً اس وقت جب مسلمانوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ نبی کریم ﷺ کا چہرہ مبارک زخمی ہو گیا مالک بن سنان رضی اللہ عنہ نے یہ منظر دیکھتے ہی جلدی سے آپ ﷺ کے پاس پہنچ کر چہرے سے نکلنے والا خون چوسا رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک پر خود کے دھنس جانے کی وجہ سے جو خون پھیل چکا تھا اسے صاف کیا پھر پورے جوش ولولے سے دشمن سے لڑنے لگے یہاں تک جام شہادت نوش کرنے میں کامیاب ہو گئے رسول اللہ ﷺ نے اس کے حق میں یہ ارشاد فرمایا:

مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ مِّنْ اَھْلِ الْجَنَّةِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی ھٰذَا.

جو کوئی جنتی شخص کو دیکھنا چاہتا ہے تو اسے دیکھ لے۔

☆ قتادہؓ نے بھی اپنے چچا مالک بن سنانؓ سے کوئی کم کارنامہ سرانجام نہیں دیا' یہ ان مجاہدین سے تھا جو مشکل گھڑی میں رسول اللہ ﷺ کے گرد ثابت قدم رہے تھے' اس دن قتادہ کی ایک آنکھ نکل گئی تو نبی کریم ﷺ نے آنکھ پکڑ کر دوبارہ وہاں پیوست کر دی تو یہ دوسری آنکھ سے زیادہ تیز اور حسین ہو گئی۔[1] اس واقعے پر

---

(۱) الاستیعاب (۴/ ۹۰) تہذیب الاسماء و اللغات (۲/ ۵۸)

سیر اعلام النبلاء (۲/ ۳۳۱)

فخر کرتے ہوئے قتادہ کا ایک بیٹا یہ شعر کہتا ہے۔

انا ابن الذی سَالَتْ عَلَی الخَدِّ عینُہٗ
فَرُدَّتْ بکف المصطفٰی احسن الردِّ
فَعَادَتْ کما کَانَتْ لِاَوَّلِ اَمرِھا
فیا حسن ما عین و یا حسن مارد

میں اس کا بیٹا ہوں جس کی آنکھ اس کی رخسار پر بہہ پڑی' حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ہاتھ نہایت احسن انداز میں وہ اپنی جگہ پہ لوٹا دی گئی۔

وہ آنکھ اپنی پہلی حالت میں لوٹ آئی' کیسی حسین آنکھ اور کیسا حسین اس کے لوٹ آنے کا منظر۔

☆ مالک بن سنان کی شہادت کی خبر مدینہ منورہ پہنچی فریعہ اور اس کی والدہ نے حصول ثواب کی نیت سے صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا تو انہیں جزائے خیر اور ثواب کثیر ملا۔

صبر کا درس:

فریعہ بنت مالک رضی اللہ عنہا کے لیے یہ عظیم درس نبوت کے دلائل میں سے ہے۔
بیہقی نے ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔

فرماتے ہیں کہ:

ایک دفعہ ہمیں ایسی بھوک لگی جو نہ کبھی زمانہ جاہلیت میں لگی اور نہ اسلام لانے کے بعد' میری بہن فریعہ نے مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا ہمارے لیے آپ سے کھانے کا مطالبہ کریں اللہ کی قسم آپ سے مانگنے والا کبھی ناکام نہیں لوٹتا کبھی خالی ہاتھ نہیں آتا۔ جائیے آپ کے ساتھ دو صورتوں میں سے ایک صورت ضرور ہوگی اگر ان کے پاس کھانے کے لیے کچھ ہوا تو وہ آپ کو دے دیں گے اور اگر کچھ نہ ہوا تو یہ اعلان کر دیں گے۔ کہ اپنے بھائی کا تعاون کرو میں اس میں کوئی کراہت نہیں سمجھتی' جب میں

مسجد کے قریب گیا ان دنوں مسجد کی چار دیواری نہیں تھی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنی تو میں نے دل سے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو خطاب فرما رہے ہیں پہلی بات جو میرے کان میں پڑی وہ یہ تھی۔

مَنْ يَّسْتَعِفَّ يُعِفَّهُ اللّٰهُ وَ مَنْ يَّسْتَغْنِ يُغْنِهُ اللّٰهُ.

"جو پاک دامنی کا خواہاں ہو اللہ اسے پاک دامن رکھتا ہے اور جو طبیعت استغناء کا طالب ہو اللہ اسے مستغنی کر دیتا ہے"۔

میں نے کہا اے سعد بن مالک رضی اللہ عنہ تیری ماں تجھے گم کرے تو نے اسی کا تو ارادہ کیا ہے۔

کوئی بات نہیں اپنے دل ہی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے تجھے حق دے کر بھیجا ہے آپ کا یہ فرمان سننے کے بعد میں کسی سے کچھ نہیں مانگوں گا۔

میں وہاں بیٹھ گیا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے میں گھر واپس ہوا۔ فریعہ رضی اللہ عنہا بڑی بے چین تھی دروازے پہ اس کی آنکھیں لگی ہوئی تھیں' بھوک نے اسے نڈھال کر رکھا تھا' جب میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی حویلی کے پاس پہنچا اس نے دیکھا کہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں جب میں گھر پہنچا تو اس نے مجھ سے کہا:

بھیا کیا لائے ہو؟

اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو سائل کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتے۔ میں نے جو کچھ آپ سے سنا تھا بہنا کو حرف بحرف سنا دیا۔

بہنا نے کہا کیا یہ فرمان سننے کے بعد آپ نے سوال کیا؟

میں نے کہا نہیں۔

اس نے کہا بہت اچھا کیا میرے بھائی۔ جب کل کا دن آئے گا تو اللہ کی قسم

میں اپنے آپ کو مشقت میں ڈالوں گی یہود سے جو درہم ملے ہم نے ان کا کھانا کھایا پھر اللہ کی قسم نبی کریم ﷺ حسن سلوک سے پیش آتے رہے۔(۱)

☆ اس طرح اللہ تعالیٰ نے مالک بن سنان رضی اللہ عنہ کے خاندان کو عزت عطا کی اور وہ مالی اعتبار سے اپنے صبر و تحمل اور اتباع رسول کی برکت سے تمام انصار میں زیادہ مالدار ہوا۔

مجاهده' محدثه:

یہ بھی ایک انوکھی سعادت ہے کہ فریعہ رضی اللہ عنہا اپنے دونوں بھائیوں سمیت ان لوگوں کے ہمراہ تھی جنہوں نے حدیبیہ مقام پر بیعت رضوان میں شریک ہونے کی سعادت حاصل کی۔ فریعہ رضی اللہ عنہا ان بیعت کرنے والے مومنون کے ساتھ تھی جو اس دن روئے زمین پر سب سے زیادہ بہتر تھے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق ان خوش نصیبوں کی تعداد چودہ سو تھی انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشنودی کا مژدۂ جانفزا ملا۔ رضائے الٰہی کے حصول میں کامیاب و کامران ہوئے یہ سب اس فرمانِ الٰہی کے مستحق قرار دیئے گئے۔

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَافِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا﴾

(الفتح : ۱۸)

''اللہ ان مومنوں سے راضی ہو گیا جب وہ درخت کے نیچے تم سے بیعت کر رہے تھے ان کے دلوں کا حال اس کو معلوم تھا اس لیے اس نے ان پر سکینت نازل فرمائی' انہیں انعام میں قریبی فتح نصیب فرمائی''۔

☆ اس بیعت کی گواہی دیتے ہوئے علامہ نووی فرماتے ہیں:

---

(۱) دلائل النبوة للبيهقي (۲۹۰/٦ و ۲۹۱)

شَهدت الفريعة بيعة الرضوان مع رسول الله صلى الله عليه وسلم.

''فریعہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ بیعت رضوان میں شریک ہوئی''۔(۱)

☆ فریعہ رضی اللہ عنہا نے جہاد میں حصہ لینے کے ساتھ ساتھ روایت حدیث کی سعادت بھی حاصل کی۔ نبی کریم ﷺ سے اس نے آٹھ احادیث روایت کیں۔ اس کی تمام مرویات کتب سنن میں مذکور ہیں اس سے زینب بنت کعب بن عجرہ جلیل القدر تابعیہ نے وہ حدیث روایت کی جس میں بیوہ عورت کو اپنے گھر میں عدت گذارنے کا حکم ہے۔(۲)

☆ اس حدیث سے فقہائے امصار نے استدلال کیا ہے۔ اور اس پر عمل پیرا ہونے کے فیصلے صادر کیے۔ اس میں رسول اللہ ﷺ کا خاص حکم ہے آئندہ سطور میں اس حدیث کے احکام کی معرفت حاصل کریں گے۔

الفریعہ اور حکم نبوی:

سنن کی کتابوں یعنی ابوداؤد' ترمذی' نسائی اور ابن ماجہ(۳) میں زینب بنت کعب بن عجرۃ ابوسعید خدری کی ہمشیرہ فریعہ بنت مالک سے روایت کرتی ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی کہ وہ اپنے خاندان بنوخدرہ میں واپس چلی جائے۔ کیونکہ اس کا خاوند اپنے غلاموں کی تلاش میں نکلا وہ بھاگ گئے تھے قدوم نامی جگہ پر یہ انہیں جا ملے انہوں نے میرے خاوند کو قتل کر دیا تھا میں نے رسول اللہ ﷺ سے

---

(۱) تهذيب الاسماء و اللغات (۲/۳۵٤)

(۲) الاستيعاب (٤/۳۷٥)

(۳) ابوداؤد (۲۳۰۰) ترمذی (۱۲۰٤) نسائی (٦/۹۹) ابن ماجه (۲۰۳۱) كتاب الطلاق۔ الطبقات (۸/۳٦۸) اسد الغابه (٥/۵۳۰) الاصابه (٤/۳۷٥)

پوچھا کیا میں اپنے خاندان میں جا سکتی ہوں' کیونکہ میرے خاوند نے نہ میری رہائش کے لیے کوئی گھر چھوڑا تھا اور نہ ہی خرچے کے لیے کوئی چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے۔ میں وہاں سے نکلی ابھی حجرے یا مسجد میں تھی کہ آپ نے مجھے بلایا یا میرے بارے میں حکم دیا۔

میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ نے فرمایا تو نے ابھی ابھی کیا پوچھا تھا۔ میں نے ساری کہانی سنا دی جو میرے خاوند کے حوالے سے تھی۔

آپ نے یہ سن کر ارشاد فرمایا:

امكثي في بيتك حتى يبلغ الكتاب اجله.

''اپنے گھر میں ٹھہرو یہاں تک عدت پوری ہو جائے''۔

فرماتی ہیں:

میں نے چار ماہ دس دن وہیں عدت گذاری۔

☆ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے میری طرف پیغام بھیجا اور عدت کے بارے میں پوچھا تو میں نے انہیں تفصیلات بتا دیں تو انہوں اسی کو بنیاد بنا کر فیصلہ صادر کیا۔

☆ فریعہ کی حدیث علماء و محدثین کے لیے مرجع بن گئی اسی سے وہ استدلال کرتے تھے۔ اور اسی سے آئندہ بھی استدلال کرتے رہیں گے۔

مومنہ کو الوداع:

فریعہ کے حالات زندگی سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ خلافت راشدہ کے دور میں زندہ رہیں۔ لیکن اس کی وفات کا صحیح وقت معلوم نہیں۔

اللہ فریعہ سے راضی ہوا' اور اسے راضی کر دیا۔ اور جنت میں ان لوگوں کا ساتھ نصیب کیا جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

سلام عليكم طبتم

تم پر سلامتی ہو تم خوش رہو

فریعہ بنت مالک رضی اللہ عنہا کے مفصل حالاتِ زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

١ ـ الطبقات	٨/٣٦٦
٢ ـ تهذيب التهذيب	١٢/٤٤٥
٣ ـ الاستيعاب	٤/٩٠
٤ ـ تهذيب الاسماء و اللغات	٢/٥٨
٥ ـ سير اعلام النبلاء	٢/٣٣١
٦ ـ دلائل النبوة بيهقى	٦/٢٩٠
٧ ـ اسد الغابة	٥/٥٣٠
٨ ـ الاصابة	٤/٣٧٥



۴۳

سلمیٰ بنت قیس الانصاریہ رضی اللہ عنہا

یہ بیعت کرنے والی، دو قبلوں کی طرف نماز پڑھنے والی ایک مجاہدہ خاتون ہے۔ نبی کریم ﷺ اس کے گھر تشریف لے جایا کرتے۔ اور اسے حدیث نبوی کی روایت کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

قابل تعریف مسابقت

☆ مدینہ منورہ میں صبح اسلام کی خوشخبریوں کی چمک آشکار ہوئی۔ بتوں کی تاریکی ہمیشہ کے لیے چھٹ گئی۔ روشن عقل و دانش والے حیرت انگیز حد تک تیزی سے اسلام کو قبول کرنے لگے۔ اس خوشگوار پیش قدمی میں خواتین کا بہت بڑا حصہ تھا' بنو نجار کی بیشتر معزز خواتین نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا' ان میں سلمیٰ بنت قیس بن عمرو الانصاری النجاریہ[1] بھی تھی جس کی کنیت ام المنذر تھی۔ یہ سلیط بن قیس الانصاری کی ہمشیرہ تھی۔

☆ ام المنذر نے بہت پہلے اسلام قبول کر لیا تھا۔ اس نے پہلے بیت المقدس اور کعبہ شریف کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی' اسے رسول اللہ ﷺ کے نزدیک بڑا ممتاز مقام حاصل تھا۔ یہ آپ کے دادا عبدالمطلب کی والدہ کی طرف سے آپ ﷺ کی خالہ لگتی تھی۔

☆ ام المنذر کو دو مبارک بیعتیں کرنے کا اعزاز حاصل ہوا ان دونوں کا ثبوت ان کی سیرت سے ملتا ہے۔ تاریخ اس کی گواہ ہے اسی لیے اس کا نام دو بیعتوں کی محافظ کے طور پر لیا گیا۔

پہلی بیعت:

امام بخاریؒ حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ نے اسے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ مہاجر مومن خواتین

---

(۱) اسد الغابہ (٥/٦٢١) الاصابہ (٤/٤٧٧)

کا امتحان لیا کرتے تھے۔

ان کے سامنے درج ذیل آیت پیش کرتے۔

﴿یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَكَ عَلٰٓی اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَیْـًٔا وَّ لَا یَسْرِقْنَ وَلَا یَزْنِیْنَ وَ لَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا یَاْتِیْنَ بِبُهْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَهٗ بَیْنَ اَیْدِیْهِنَّ وَ اَرْجُلِهِنَّ وَ لَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾

(الممتحنہ : ۱۲)

''اے نبی! جب تیرے پاس مومن عورتیں بیعت کرنے کے لیے آئیں اور اس بات کا عہد کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کریں گی۔ چوری نہ کریں گی۔ زنا نہ کریں گی۔ اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گی۔ اپنے ہاتھ پاؤں کے آگے کوئی بہتان گھڑ کر نہ لائیں گی۔ اور کسی امر معروف میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی۔ تو ان سے بیعت لے کر ان کے حق میں دعائے مغفرت کرو یقیناً اللہ درگذر کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے''۔

جو مؤمن خواتین ان شرائط کو تسلیم کرتے ہوئے اقرار کر لیتی۔ تو اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے میں نے تیری بیعت لے لی۔

یہ زبانی کہتے اللہ کی قسم آپ نے کسی خاتون سے بیعت لیتے وقت ہاتھ نہیں ملایا۔

☆ آیئے اب ہم ام المنذر رضی اللہ عنہا کی اس بیعت کا مشاہدہ کرتے ہیں جس کے بارے میں اس نے خود روایت کیا۔

فرماتی ہیں۔

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی میرے ساتھ انصار کی کچھ اور خواتین بھی تھیں ہمارا ارادہ آپ کی بیعت کرنا تھا جب آپ نے یہ شرائط پیش کیں۔ کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ ہم چوری نہ کریں،

اور نہ ہم زنا کریں' اور نہ ہی اولاد کو قتل کریں' کسی پر بہتان تراشی نہ کریں' معروف کاموں میں ہم نافرمانی نہ کریں۔ اور آپ نے یہ بھی کہا کہ تم اپنے خاوندوں کو دھوکا بھی نہیں دو گی۔ فرماتی ہیں ہم نے آپ کی بیعت کی اور واپس آ گئیں۔

میں نے ان میں سے ایک خاتون سے کہا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس جاؤ اور آپ سے یہ دریافت کرو خاوندوں کے ساتھ دھوکے سے آپ کی کیا مراد ہے۔ میں نے آپ سے پوچھا تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا:

تاخذ ماله فتحابي به غيره.

وہ مال تو خاوند کا استعمال کرتی ہے اور دل لگاؤ کسی اور سے ہے۔ (۱)

☆ یہ تو خواتین کی بیعت کا منظر ہے۔ ام المنذرؓ نے خوب اچھی طرح بیعت کی اور اس سے بہت زیادہ برکت حاصل کی۔

ام المندر کی عزت اور مقام و مرتبہ:

اگرچہ اسلام بعض مواقع میں مرد و زن کے درمیان مقارنت و مساوات کا منظر پیش کرتا ہے۔ مثلاً رقت قلب' لطافت وجدان اور شرف انسانی کے اعتبار سے مرد و زن میں یکسانگی دیکھائی دیتی ہے۔ لیکن ام منذر کے نصیب میں جو عزت' شرافت اور عظمت آئی اس لحاظ سے وہ مردوں سے ممتاز دیکھائی دیتی ہے۔

☆ اسلام میں عورت کی شرافت و کرامت کا پرتو اس کی سیرت و شخصیت پر پڑتا ہے وہ اس کے حاضر و غائب پر مشتمل ہوتی ہے۔ اس کا حق ہے کہ وہ ہر طرح کی رعایت و عنایت کی مستحق سمجھی جائے' اور اس کا نام عزت و عظمت سے لیا جائے۔

---

(۱) تفسیر ابن کثیر (۳۵۲/۴ و ۳۵۳) الحلیة (۷۷/۲)

☆ عہد نبویؐ میں عورت خوف زدہ کو پناہ دیتی اور قیدی کو چھڑاتی یہ حیرت اس کی عزت' احترام اور مقام و مرتبے کو ظاہر کرتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ام المنذر کا بڑا بلند مقام و مرتبہ تھا' جہاد کے دوران ام المنذر نے ایک شخص کو پناہ دے دی۔ تو اس کی پناہ کو قبول کیا گیا یہ واقعہ غزوہ بنوقریظہ میں پیش آیا۔ جب کہ سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے بنوقریظہ کے یہودیوں کے بارے میں یہ حکم صادر فرمایا۔ کہ ان کے مردوں کو قتل کیا جائے' ان کے مال تقسیم کر دیئے جائیں۔ عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا جائے۔

حکم کے نفاذ کا آغاز ہوا' ان لمحات میں ام المنذر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مجاہدات کی جماعت میں شامل تھی' ام المنذر نے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ رفاعۃ بن سموال کو اس کے حوالے کر دیا جائے۔ اس نے اس سے پناہ طلب کی تھی۔ وہ انہیں پہلے سے جانتا پہچانتا تھا۔

ام المنذرؓ نے کہا:

اے اللہ کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' رفاعہ بن سموال قرظی میرے حوالے کر دیں۔ اس نے اس ارادے کا اظہار کیا ہے۔ کہ وہ نماز بھی پڑھے گا اور اونٹ کا گوشت بھی کھائے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حوالے کر دیا۔ اور فرمایا اگر یہ نماز پڑھے گا تو اس کے لیے بہتر ہو گا۔ اور اگر اپنے دین پر گامزن رہا تو اس کے لیے یہ برا ہو گا۔

☆ رفاعہ نے اسلام قبول کر لیا۔ اسے صحابی ہونے کا شرف حاصل ہوا اور حدیث روایت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ (۱)

رفاعہ بن سموال قرظی ام المومنین حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کا ماموں تھا۔

---

(۱) تاریخ طبری (۱۰۳/۲) اسد الغابہ (۱۸۱/۲)

ام المنذر کے گھر میں:

غزوۂ بنو قریظہ میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلے کے مطابق یہودیوں کے بچے اور عورتیں مجاہدین میں تقسیم کی گئیں۔ تو ریحانہ بنت زید بن عمرو کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیز بننے کی سعادت حاصل ہوئی آپ نے اسے آزاد کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تو اس نے کنیز بن کر رہنا ہی پسند کیا اور ساری زندگی اس صورت میں گذار دی۔

ام المنذر اور طب نبوی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام المنذر کے گھر تشریف لے جایا کرتے اور وہاں کھانا بھی تناول کر لیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ تشریف لائے تو آپ کے ساتھ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ وہ بیمار دکھائی دے رہے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

کہ ام المنذر رضی اللہ عنہا کے ہاں سے کھانا کھاؤ تمہیں شفاء حاصل ہوگی، ترمذی، ابن ماجہ نے ام المنذر رضی اللہ عنہا کے حوالے سے روایت کیا۔

فرماتی ہیں۔

> کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف لائے حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے۔ میرے گھر تر کھجور کے خوشے لٹک رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کھانا شروع کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے علی رضی اللہ عنہ رک جاؤ تم بیمار ہو، حضرت علی رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بدستور کھاتے رہے۔ میں نے آپ کے لیے چقندر اور جو تیار کیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی یہ برتن میں انڈیلو یہ تیرے لیے مفید رہے گا۔ (۱)

---

(۱) الترمذی (۲۰۳۸) و اللفظ له۔ ابن ماجه (۳۴۴۲) ابوداؤد (۳۸۵۶) احمد (۳۶۴/۶) الطبقات (۴۲۲/۸) اسد الغابه (۶۲۱/۵ و ۶۲۲)

☆ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو فن طب کے بارے میں معلومات تھیں۔ اور آپ حکمت اور طبابت کے بارے ایسی عمدہ معلومات رکھتے تھے جو بڑے بڑے اطباء کو ورطہ حیرت میں رکھ دیتیں۔

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ اس حدیث پر لطیف انداز میں تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کا حضرت علی کو بیماری کی حالت میں تر کھجوریں کھانے سے منع کرنا بہت عمدہ اور بہتر تدبیر تھی اس دور میں تر کھجوروں کے خوشے گھروں میں لٹکائے جاتے تھے وہ انگوروں کے خوشوں کی مانند ہوتے ان کا استعمال مریض کے معدے کے لیے مضر ثابت ہوتا۔ اور خاص طور پر تر کھجور معدے کے لیے بھاری ہوتی ہے یہ بیماری کے ازالے میں رکاوٹ ثابت ہوتی ہے البتہ جب ان کے سامنے چقندر اور جو لائے گئے تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان کے استعمال کا حکم دیا اس لیے کہ یہ بیمار کے لیے بہت مفید غذا ہے۔ جو کا پانی ٹھنڈا غذائیت ہے پھر جو لطیف اور نہایت نرم ہوتا ہے۔ بیمار کی طبیعت کو تقویت پہنچانے میں بڑا مفید ثابت ہوتا ہے۔ خاص کر جب چقندر کی جڑیں پکا لی جائیں تو وہ بہت زیادہ مفید ہو جاتی ہیں۔

دوسری بیعت:

حضرت ام المنذر رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر پہلی بیعت کی سعادت تو اس وقت حاصل کی جب آپ مدینہ منورہ تشریف لائے تھے اور دوسری بیعت حدیبیہ میں درخت کے نیچے ۶ ہجری کو کی تھی جسے بیعت رضوان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

اسی لیے ام المنذر کو دو بیعتوں والی کہا جاتا تھا۔ اس طرح وہ اللہ تعالیٰ کی

رضا حاصل کرنے میں کامیاب و کامران ہوئی۔ یہ اس رضائے الٰہی کی مستحق ٹھہری جس کا تذکرہ قرآن حکیم میں کیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ:

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا﴾

(الفتح : ۱۸)

''اللہ مومنوں سے راضی ہو گیا جب وہ تم سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے۔ ان کے دلوں کا حال اس کو معلوم تھا اس لیے اس نے ان پر سکینت نازل فرمائی ان کو انعام میں قریبی فتح بخشی''۔

☆ اس جلیل القدر صحابیہ کی سیرت کے اختتام پر ہم یہ بیان کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ یہ خاتون احادیث نبویہ کی روایت کرنے والی بھی تھی۔

اس سے آگے یعقوب بن ابی یعقوت المدنی' اور ایوب بن عبدالرحمان نے روایت کیا' اور اس سے ام سلیط بن ایوب بن الحاکم نے روایت کیا۔

☆ اللہ ام المنذر سے راضی ہوا' اور اسے نعمتوں بھری جنت میں جگہ عطا کی۔

ابونعیم اصفہانی نے اس کے اوصاف بیان کرتے ہوئے کیا خوب کہا:

المصلية القبلتين' المحافظة على البيعتين' سلمى بنت قيس النجارية رضى الله عنها.

دو قبلوں کی طرف نماز پڑھنے والی۔ دو بیعتوں کی حفاظت کرنے والی۔ سلمیٰ بنت قیس النجاریہ رضی اللہ عنہا۔

حضرت سلمیٰ بنت قیس النجاریۃ رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

١ـ اسد الغابة	٦٢١/٥
٢ـ الاصابة	٤٧٧/٤
٣ـ الحلية	٧٧/٢
٤ـ تاريخ الطبرى	١٠٣/٢
٥ـ الطبقات	١٣١/٨
٦ـ شزرات الذهب	١٤٠/١
٧ـ السيرة الحلبية	٧٢٣/٢



۴۴

ام مبشر الانصاریہ رضی اللہ عنہا

عالمہ، فقیہۃ، راویۃ الحدیث، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے۔

بہترین عورتیں اور بہترین مرد

انصار کی جن خواتین نے جہان خاتون میں اچھے اثرات چھوڑے ان میں سے ایک ام مبشر بنت البراء بن معرور الانصاریہ رضی اللہ عنہا تھی[1] یہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی بیوی تھی۔

☆ اس نے ابتداء میں ہی اسلام کو پہچان لیا تھا۔ وہ مسلمان ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی۔ اسلام میں سبقت لے جانے اور والد کے مقام و مرتبہ کی وجہ سے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس کی بڑی عزت کیا کرتے تھے۔

☆ اس کا والد ایک جلیل القدر صحابی تھا اس کا نام البراء بن معرور بن صخر الانصاری الخزرجی السلمی تھا یہ شب عقبہ میں ایک نقیب تھا آپ کیا جانے کہ شب عقبہ کیا شان رکھتی ہے۔ یہ اپنی قوم بنوسلمہ کا نقیب تھا۔

اس نے سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی یہ ستر صحابہؓ میں سب سے زیادہ جلیل القدر تھا۔ یہ بڑا عالم' فاضل' متقی' صاف دل تھا اس نے سب سے پہلے قبلے کی طرف اپنا رخ پھیرا۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ تشریف آوری سے ایک مہینہ پہلے ماہ صفر میں دنیائے فانی سے کوچ کر گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے تشریف لائے تو صحابہؓ کرام کے ہمراہ اس کی قبر پر آئے اور اس کی نماز جنازہ پڑھی' وفات کے وقت

---

(۱) الطبقات (۸/۴۵۸) اسد الغابہ (۵/۶۱۶) الاستیعاب (۴/۴۷۰) تهذیب التهذیب (۱۲/۴۷۹)

اس نے یہ وصیت کی تھی کہ اسے دفن کیا جائے اور قبلے کی جانب منہ کیا جائے' تو لوگوں نے وصیت کے مطابق عمل کیا۔

اس کا مرتبہ اور فقھہ:

ام مبشر رضی اللہ عنہا اپنے علم' فقہ اور مرتبے کے اعتبار سے مشہور و معروف تھی۔ علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھی۔

ام مبشر رضی اللہ عنہا کا حدیث رسولؐ سے بڑا گہرا تعلق تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر اس کا اکثر آنا جانا رہتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات سے اکثر و بیشتر میل ملاقات رہتی' خاص طور ام المومنین حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا سے بہت زیادہ تھی۔ اس بنا پر وہ حدیث کو اچھی طرح زبانی یاد کرلیا کرتی تھی۔

☆ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دس احادیث روایت کیں۔حضرت جابر بن عبداللہ الانصاری نے اس سے حدیث روایت کی۔

☆ اس سے مجاہد بن جبیر اور محمد بن عبدالرحمان بن خلاد انصاری جیسے جلیل القدر تابعینؒ نے حدیث روایت کی۔

☆ اس کی مرویات کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں نقل کیا۔ (۱)

☆ ام مبشر رضی اللہ عنہا اس مشہور و معروف حدیث کی راویہ ہے جس میں اہل بدر کے فضائل و مناقب اور اہل بیعت کے فضائل و مناقب بیان ہوئے ہیں۔

فرماتی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہؓ کے گھر یہ ارشاد فرمایا:

---

(۱) تهذيب التهذيب (۴۷۹/۱۲) الاصابه (۴۷۱/۴)

لا يدخل النار احد شهد بدرا و الحديبية.

''جو بدر اور صلح حدیبیہ میں شریک ہوئے ان میں سے کوئی بھی جہنم نہیں جائے گا''۔ یعنی وہ سب جنتی ہیں۔

حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیا اللہ نے یہ نہیں فرمایا:

﴿و ان منكم الا واردها﴾ (مریم : ۷۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کا یہ بھی تو ارشاد ہے۔

﴿ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَ نَذَرُ الظَّالِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا﴾

(مریم : ۷۲)

''پھر ہم ان لوگوں کو بچا لیں گے جو دنیا میں متقی تھے اور ظالموں کو اس میں گرا ہوا چھوڑ دیں گے''۔(۱)

☆ ام مبشر رضی اللہ عنہا سے دیگر احادیث بھی مروی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ حدیث ہے جو مجاہد نے اس سے روایت کی۔

فرماتی ہیں:

کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

الا اخبر كم بخير الناس. قالوا بلٰى يا رسول الله'

قال' رجل فى غنيمة له يقيم الصلاة و يوتى الزكوة قد اعتزل شرور الناس.

کیا میں تمہیں لوگوں میں سے بہتر شخص کے بارے میں نہ بتاؤں۔

(۱) تفسیر الخازن (٤/٤٧١) ابن کثیر (۳/۱۳۳) الطبقات (٨/٤٥٨) الاستیعاب (٤/٤٧١) وغیرہ

سب نے کہا بالکل یا رسول اللہ ﷺ بتائیں۔

فرمایا وہ شخص جو اپنے ریوڑ میں الگ تھلگ نماز قائم کرتا ہے۔ زکوۃ دیتا ہے اور لوگوں کی شر پسندی سے پہلو تہی اختیار کیے ہوئے ہے۔ (۱)

نبوی توجیہات میں سے:

ایک دفعہ نبی کریم ﷺ ام مبشرؓ کے گھر تشریف لائے۔ اسے آپ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ اور آپ کی باتیں اور توجیہات سننے کا اعزاز نصیب ہوا۔ جو بلاشبہ دنیا و آخرت میں سب سے زیادہ قیمتی متاع ہے۔

☆ ام مبشر رضی اللہ عنہا اس زیارت کا حال بیان کرتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ میرے گھر تشریف لائے' میں ایک کھجور کے درخت کے پاس بیٹھی ہوئی تھی آپ نے پوچھا اس درخت کو کس نے لگایا ہے مسلمان نے یا کافر نے۔

میں نے عرض کی مسلمان نے:

آپ نے یہ ارشاد فرمایا:

کوئی مسلمان اگر ایک پودا لگاتا ہے یا فصل بوتا ہے اس سے کوئی انسان' پرندہ یا جانور کھاتا ہے تو یہ اس کے لیے صدقہ ہے۔ (۲)

ام مبشرؓ کو الوداع:

یہ جلیل القدر صحابیہؓ پوری زندگی علم و عمل سے آراستہ رہی' نبی کریم ﷺ نے جب وفات پائی تو یہ اس پر راضی تھے۔

☆ ام مبشر رضی اللہ عنہا خلفائے راشدین کے زمانے میں زندہ و سلامت رہیں اور اللہ کی

---

(۱) اسد الغابہ (٥/٦١٧) الاصابہ (٤/٤٧١)

(۲) الطبقات (٨/٤٥٨) اسد الغابہ (٥/٦١٧) الاصابہ (٤/٤٧٣)

رضا حاصل کرنے کے لیے جہاد میں بھرپور حصہ لیا۔

☆ تاریخ اس کی تاریخ وفات بتانے سے خاموش دیکھائی دیتی ہے۔ اور یہ بھی معلوم نہیں کہ اس نے کس جگہ وفات پائی۔ لیکن اس کے حالات زندگی اور واقعات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ خلافت راشدہ کے آخری ایام میں اس نے وفات پائی' یا خلافت راشدہ کا دور ختم ہونے کے کچھ عرصہ بعد وفات پائی۔

اللہ ام مبشر انصاریہؓ سے راضی ہوا۔ اور اسے اس جنت کی بشارت دی جس کی وسعت ارض وسمٰوٰت کے مطابق ہے۔ اور اسے متقی لوگوں کے ساتھ نجات عطا کی۔ یہ لوگ رضائے الٰہی کے حصول میں کامیاب ہوئے اور سدابہار نعمتوں کے مستحق ٹھہرے۔

اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

ام مبشر الانصاریہ رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

١ـ الطبقات	٤٥٨/٨
٢ـ اسد الغابة	٦١٦/٥
٣ـ الاستيعاب	٤٧٠/٤
٤ـ تهذيب التهذيب	٤٧٩/١٢
٥ـ الاصابة	٤٧١/٤
٦ـ دلائل النبوة بيهقى	١٤٣/٤
٧ـ البداية والنهاية	١٧٣/٤



۴۵

سہلۃ بنت سہیل رضی اللہ عنہا

ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کی بیوی' مہاجرۃ' رخصت نبویہ کا اعزاز پانے والی

پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لیے

☆ یہ خاتون بڑی پاک طینت ہے۔ جو ان لوگوں کے ساتھ مل کر مشرف باسلام ہوئی جو اپنے رب پر ایمان لے آئے تھے۔ اللہ نے ان کی ہدایت میں اضافہ کیا اور ان کے دلوں کو مضبوط کر دیا۔

☆ اس کا خاوند السید الکبیر الشہید ابو حذیفہ القریشی' العبشمی البدری تھا' جس کے والد کا نام عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس تھا' ابو حذیفہ کا والد زمانہ جاہلیت میں بہت بڑا سردار تھا' لیکن بیٹے کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ وہ سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والوں سے ہوا۔ رسول اللہ ﷺ کے دار ارقم میں داخل ہونے سے پہلے ہی اس نے اسلام قبول کر لیا تھا۔

☆ اس کے خاوند کے لے پالک کا نام سالم تھا جو ابو حذیفہ کا غلام تھا اور اسے اسلام قبول کرنے کے حوالے سے سبقت حاصل ہے اور اسے بدری ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔

☆ اس کے دو بھائی تھے۔ ابو جندل بن سہیل جلیل القدر صحابیؓ تھا اور دوسرا بھائی عبداللہ بن سہیل اسلام میں سبقت لے جانا والا بدری صحابیؓ تھا۔

☆ اس کا والد سہیل بن عمرو قریش کا فصیح و بلیغ خطیب تھا' یہ قریش کا سردار' سخی' ہر دلعزیز اور مشہور و معروف شخص تھا۔ جب وہ حدیبیہ کے دن صلح کی شان و شوکت دیکھ کر متوجہ ہوا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

سَهُلَ أَمْرُكُمْ

اپنا معاملہ آسان کر لو۔ (۱)

---

(۱) دیکھیں سیر اعلام النبلاء جلد اوّل

☆ اس کی ہمشیرہ ام کلثوم بنت سہیل بہت پہلے مکہ معظمہ میں ہی مسلمان ہوگئی تھی۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی اپنے خاوند سبرۃ بن ابی رہم رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔

☆ جس صحابیہ کی سیرت کا ہم تذکرہ کرنے لگے جس کی فضاؤں میں ہم زندگی گذاریں گے۔ وہ سہلہ بنت سہیل بن عمرو القرشیہ العامریۃ ہے۔ اس کی والدہ کا نام فاطمۃ بنت عبدالعزیٰ العامریۃ ہے۔

☆ سہلہ رضی اللہ عنہا نے بہت پہلے مکے میں اسلام قبول کر لیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی' سرزمین حبشہ کی طرف اپنے خاوند ابو حذیفہ بن عتبہ کے ہمراہ دو دفعہ ہجرت کی وہاں اس کے ہاں محمد بن ابی حذیفہ نے جنم لیا۔ (۱)

بیت اللہ کی طرف:

سرزمین حبشہ میں مہاجر مسلمان شاداں و فرحاں رہائش پذیر ہوئے انہوں نے حبشے کے حکمران نجاشی سے ہر طرح کی سہولت اور آرام پایا۔ لیکن سہلہ رضی اللہ عنہا کا دل امن کے شہر مکہ معظمہ میں اٹکا ہوا تھا۔ دل میں ہر دم بیت اللہ کا ہی خیال رہتا۔

یہ افواہ پھیلا دی گئی کہ اہل مکہ مسلمان ہو گئے ہیں مہاجرین کے دلوں میں مکے جانے کا شوق حرکت میں آیا' اور وہ اس کی طرف دیوانہ وار چل پڑے لیکن جو کچھ انہوں نے سن رکھا تھا وہ سب جھوٹ تھا' مکے میں جو بھی داخل ہوا وہ چھپ کر اور دبے پاؤں داخل ہوا' تا کہ کسی کو پتہ نہ چل سکے۔ جو بھی مکہ میں داخل ہوا وہ تھوڑی دیر وہاں رہا پھر وہ مدینہ منورہ ہجرت کر گیا۔ اور بعد غزوہ بدر میں شریک ہوا۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور اس کی زوجہ محترمہ حضرت رقیہ بنت رسول اللہ تھی اور ابو حذیفہ بن عتبہ کے ساتھ اس کی بیوی سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا تھی اور ان

---

(۱) الطبقات (۸/۲۷۰) اسد الغابہ (۵/۴۸۲)

کے ساتھ تقریباً ۳۳ افراد پر مشتمل ایک جماعت تھی۔(۱)

خالی ٹیلے:

سہلہ رضی اللہ عنہا نے دوسری مرتبہ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت اس وقت اختیار کی جب عہد نبوی میں الف سے یاء تک حالات دگرگوں تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خاوند ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ اور عباد بن بشر انصاری رضی اللہ عنہ کے درمیان دینی بھائی چارہ قائم کر دیا تھا۔(۲) یہ دونوں بھائی اللہ کی راہ میں تمام جنگوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ شریک ہوئے۔ اور دونوں ۱۲ ہجری کو جنگ یمامہ میں جام شہادت نوش کر گئے۔ دونوں نے اللہ کی راہ میں جہاد کا حق ادا کر دیا۔

☆ یہ قابل ذکر بات ہے کہ ابو حذیفہ کے والد عتبہ بن ربیعہ کو اپنے بیٹے کی اپنی بیوی سہلہؓ کے ساتھ ہجرت کا پتہ ہی نہ چل سکا' دراصل اس کے ہاتھ سے معاملہ نکل چکا تھا۔

☆ تاریخ میں یہ ذکر ملتا ہے کہ مہاجرین کے گھر بند ہو چکے تھے ان میں رہنے والا کوئی نہ تھا' عتبہ بن ربیعہ' عباس بن عبدالمطلب ابوجہل بن ہشام مکے کی بالائی جانب اوپر چڑھے عتبہ بن ربیعہ نے دیکھا ہوا سے گھروں کے دروازے کھڑک رہے ہیں ان میں رہنے والا کوئی نہیں جب یہ منظر دیکھا تو وہ سب انگشت بدندان رہ گئے۔ سب کے سانس پھولے ہوئے تھے۔ پھر وہ ابو داؤد ایادی کے یہ شعر گنگنانے لگا۔

وَ کُلُّ دَارٍ وَ اِنْ طَالت سلامتُھا
یَوْمًا ستدرکھا النکباءُ والحُوبُ

---

(۱) تاریخ طبری (۱/۵۵۱ و ۵۵۲)

(۲) الطبقات (۳/۴۴۰) سیر اعلام النبلاء (۱/۳۳۸)

وَكُلُّ امْرِئٍ بلقاء الموت مرتهِنٌ

كَأَنَّهُ غَرَضٌ للموت منصوبُ

اور ہر گھر اگرچہ اس کی سلامتی اور عافیت دراز ہو جائے کسی دن اسے غم اور خوف لاحق ہو گا۔

ہر شخص موت کی ملاقات کے ہاتھوں گروی ہے۔

گویا کہ وہ موت کے نشانے پر ہے۔

پھر اس نے ابوجہل سے مخاطب ہو کر کہا:

بنو جحش کا گھر ساکنین سے خالی ہو گیا۔

ابوجہل نے کہا:

پھر کیا ہوا اس پر تو کوئی آنسو نہیں بہائے گا۔

☆ پھر دوران گفتگو ابوجہل نے عباس کی طرف رخ کیا اور اس سے کہا۔ یہ سب تیرے بھتیجے کا کیا دھرا ہے ہماری جماعت میں اس نے پھوٹ ڈال دی ہمارے معاملے کو تتر بتر کر دیا۔ اور اس نے ہمارا تیا پانچا کر دیا۔ [1]

جب میدان بدر میں عتبہ اپنے انجام کو پہنچا' عبیدۃ بن حارث بن عبدالمطلب نے اسے قتل کر دیا۔ اس طرح اس امت کا فرعون ابوجہل دو مومن ننھے مجاہدوں کے ہاتھوں مارا گیا۔ کعب بن مالک جو محفل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک نامی گرامی شاعر تھے۔ اس نے صنادید قریش اور ان میں سرفہرست ابوجہل اور عتبہ تھے اپنے اشعار میں تذکرہ کیا۔

عَجِبْتُ لامر اللّٰهِ و اللّٰه قادرٌ

على ما اراد ليس لِلّٰهِ قَاهِرُ

قَضٰى يَوْمَ بَدْرٍ ان نلاقى معشرًا

بغَوْا و سبيل البغى بالناس جَائِرُ

(۱) الروض الانف (۲/۲۱۶) البدایہ و النہایہ (۳/۱۶۷ و ۱۶۹)

فَکُبَّ ابُو جَھلٍ صَرِیعًا لِوَجھِہٖ
وَ عُتبَۃُ قَد غَادَرتَہ وَ ھُوَ عَاثِرُ

میں اللہ کے معاملے پر انگشت بدنداں ہوں۔
اللہ کے ارادے پر کوئی غالب آنے والا نہیں۔

سہلہ اور رخصت نبوی:

سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ عالم فاضل اور مہاجر صحابہؓ میں سے تھا۔ یہ دراصل ایران کے شہر اصطخر کا رہنے والا تھا۔

ابو حذیفہ نے اسے متبنّٰی بنا لیا تھا۔ اس لیے اسے قریشی انصاری' فارسی کی نسبتوں سے پکارا جاتا تھا۔ صحیح اور باوثوق ذرائع سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے۔ کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ منورہ آمد سے پہلے ہی مکے سے ہجرت کر کے مدینے پہنچ گیا تھا۔ یہ مدینہ منورہ میں مہاجرین کی امامت کرایا کرتا تھا۔ اس لیے کہ اسے دوسروں کی نسبت قرآن زیادہ یاد تھا۔ اور اس کے فضائل بہت زیادہ ہیں۔

ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس کی شادی اپنے بھائی کی بیٹی فاطمہ بنت ولید بن عتبہ سے کر دی تھی' اور یہ بھی مہاجرات میں سے تھی۔ اور یہ قریش کی سب سے بہتر بیوہ خاتون تھی۔

سالم اپنے آقا ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ جنگ یمامہ میں شہید ہوا۔

☆ سالم نے ابو حذیفہؓ اور اس کی بیوی سہلۃ میں بیٹے کی طرح پرورش پائی' زمانہ جاہلیت میں متبنّٰی کو لوگ بیٹے کے نام سے پکارتے تھے۔ اور وہ بقاعدہ وراثت کا حق دار ہوتا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرما دیا۔

﴿اُدعُوهُم لِاٰبَآءِهِم هُوَ اَقسَطُ عِندَ اللّٰهِ فَاِن لَّم تَعلَمُوا اٰبَآءَهُم فَاِخوَانُكُم فِی الدِّینِ وَ مَوَالِیكُم﴾ (الاحزاب : ۵)

"منہ بولے بیٹوں کو ان کے باپوں کی نسبت سے پکارو یہ اللہ کے نزدیک زیادہ منصفانہ بات ہے اور اگر تمہیں معلوم نہ ہو کہ ان کے باپ کون ہیں تو وہ تمہارے دینی بھائی اور رفیق ہیں"۔

تو سب نے اپنے لے پالکوں کو ان کے اصلی آباء کی طرف لوٹا دیا جس کے والد کا پتہ معلوم نہ تھا۔ اس کو دوست اور دینی بھائی کی حیثیت دے دی۔

☆ لے پالک کا حکم باطل ہو گیا۔ لیکن سالم رضی اللہ عنہ بچپن کی طرح سہلۃ کے پاس آتے جاتے تھے' جب وہ جواں ہو گئے۔ ابو حذیفہ اور اس کی بیوی سہلۃ نے اپنے دلوں میں اس کا گھر آنا ناگوار سمجھا اور ان کے لیے یہ بھی مشکل تھا کہ ان کو اپنے گھر سے منع کریں کیونکہ بچپن سے اس کی آمد و رفت تھی۔

یہاں حضرت سہلہ رضی اللہ عنہا کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے خصوصی اجازت دی گئی۔ اس ضمن میں تمام صحابیات میں حضرت سہلۃ رضی اللہ عنہا منفرد اور ممتاز دیکھائی دیتی ہیں۔

مسلم شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے مروی ہے۔ کہ سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ ابو حذیفہ اور اس کے اہل خانہ کے ساتھ ہی ان کے گھر میں رہتا تھا۔ سہلۃ بنت سہیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سالم رضی اللہ عنہ اب بالغ ہو چکا ہے مردوں جیسا عقل مند اور ہوشیار ہو چکا ہے مجھے کبھی کبھی یہ خیال آتا ہے کہ کہیں ابو حذیفہ کے دل میں کوئی شکوک وشبہات پیدا نہ ہو جائیں۔

رسول اللہ نے فرمایا:

ارضعیه تحرمی علیه و یذهب الذی فی نفس ابی حذیفة.

تو اسے دودھ پلا دے تو اس پر حرام ہو جائے گی اور ابو حذیفہ کے دل کا وہم ختم ہو جائے گا۔

پھر دوبارہ واپس آئی اور عرض کی میں نے اسے دودھ پلا دیا اب ابو حذیفہ

کے دل میں بھی کچھ نہیں رہا'[1] اب وہ میرا رضاعی بیٹا بن گیا ہے۔

یاد رہے کہ یہ واقعہ صرف حضرت سہلۃ کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس کا عموم پر اطلاق نہ کیا جائے کیونکہ رضاعت کے احکامات اسی صورت میں لاگو ہوتے ہیں جب کوئی رضاعت کی عمر میں دودھ پیئے۔ حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے حضرت سہلہ کو یہ خصوصی اجازت دی تھی۔ اس کا اطلاق عام مسلمان خواتین پر نہیں ہوتا۔

☆ اس حکم نبوی سے دو مومن پاکیزہ دل میاں بیوی کی گھٹن بھی دور ہوگئی۔ اور ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کا دل بھی ہمیشہ کے لیے مطمئن ہوگیا اور سالم کی ہچکچاہٹ بھی جاتی رہی۔

☆ یاد رہے کہ یہ ایک ایسی خصوصیت ہے جو صرف رسول اللہ ﷺ نے حضرت سہلہ رضی اللہ عنہا کو مرحمت فرمائی۔

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا فرمان بھی اس کی تائید کرتا ہے۔

فرماتی ہیں:

تمام ازواج مطہرات نے انکار کردیا تھا کہ رضاعت کی بنیاد پر کوئی ان کے ہاں بے روک ٹوک چلا آئے' سب نے حضرت عائشہ سے کہا بخدا یہ ایک ایسی رخصت ہے۔ جو رسول اللہ ﷺ نے صرف سالم کے لیے عطا فرمائی۔

فما هو بداخل علينا احد بهذه الرضاعة و لا رائينا.

☆ ایک دوسری مرتبہ حضرت سہلہ رضی اللہ عنہا کو نبوی رخصت کے ساتھ خاص کیا گیا۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سہلۃ بنت سہیل رضی اللہ عنہا استحاضے کی بیماری میں مبتلا ہوگئی۔ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ نے اسے ہر نماز میں غسل کرنے کا حکم دیا۔ جب اس کے لیے یہ مشکل ہوا تو آپ

---

(۱) رواہ مسلم (۱٦٨٤٤) ابن ماجہ (۱۹٤۳) سیر اعلام النبلاء (۱/ ۱٦٦)

نے ایک غسل سے ظہر عصر اور دوسرے غسل سے مغرب اور عشاء کی ایک ساتھ نماز پڑھنے کا حکم صادر فرما دیا۔ اور فجر کی نماز کے لیے ایک غسل کرنے کا حکم دیا۔[1]

اس کی اولاد:

سہلہ رضی اللہ عنہا کے چار بیٹے ہوئے محمد' سلیط' بکیر اور سالم۔ زبیر بن بکار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ سہلہ بنت سہیل کے ہاں ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ سے ایک بیٹا ہوا جس کا نام محمد بن ابی حذیفہ ہے۔

عبداللہ بن اسود سے نکاح کے بعد سلیط بن عبداللہ بن اسود پیدا ہوا۔

اور شماخ بن سعد قائف سے شادی کے بعد بکیر بن شماخ پیدا ہوئے۔

عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ سے شادی ہوئی تو اس سے سالم رضی اللہ عنہ پیدا ہوا۔[2]

تاریخ اسلام میں ان چاروں بیٹوں نے بڑے کارنامے سرانجام دیئے۔

سہلہ رضی اللہ عنہا نے بہت زیادہ روزے رکھے' راتوں کو اکثر قیام کرنے والی اور عبادت گذار کے روپ میں ساری زندگی گذار دی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو شریعت لے کر آئے اس کی دل و جان سے تصدیق کی۔

اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث کو روایت کیا۔ اور اس سے آگے قاسم بن محمد نے روایت کیا۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب وفات پائی تو وہ سہلۃ بنت سہیل سے راضی تھے۔

حضرت سہلۃ رضی اللہ عنہا نے خلافت راشدہ کے زیر سایہ زندگی بسر کی اس کی وفات کے بارے میں ہم مکمل معلومات نہیں رکھتے۔

---

(۱) اسد الغابہ (۵/۴۸۳) الاصابہ (۴/۳۲۹)

(۲) الاستیعاب (۴/۳۱۹)

اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔
اللہ نے اپنی رحمت سے اس کا ٹھکانہ منعم علیہم خوش نصیبوں کے ساتھ کیا۔

حضرت سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

١۔ الطبقات	٨/٢٧٠
٢۔ اسد الغابة	٥/٤٨٢
٣۔ تاریخ طبری	١/٥٥١
٤۔ سیر اعلام النبلاء	١/٣٣٨
٥۔ الروض الانف	٢/٢١٦
٦۔ البداية و النهاية	٣/١٦٨ و ١٦٩
٧۔ تهذيب الاسماء و اللغات	١/٣١٨
٨۔ الاصابة	٤/٣٢٩
٩۔ الاستيعاب	٤/٣١٩



۴۶

ام ہشام بنت حارثہ رضی اللہ عنہا

عبادت گذار، اطاعت گذار قرآن کریم کی سورتوں کو زبانی یاد کر لیتی اور بیعت رضوان میں حاضر ہوئی۔

اخیار کی بیٹی

شاید تم جلیل القدر صحابی حارثہ بن النعمان الانصاری کو جانتے ہو گے' جو مسلسل جود و سخا' کشادہ دستی و فیاضی میں ضرب المثل بن چکے تھے' یہ وہ عظیم المرتبت شخصیت ہے جس نے مدینہ منورہ میں نبی کریم ﷺ کی رہائش کے لیے یکے بعد دیگرے اپنے گھر وقف کیے اس کی یہ ادا دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا:

لَقَدْ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ حَارِثَةَ مِمَّا يَتَحَوَّلُ لَنَا عَنْ مَنَازِلِهِ.

مجھے حیا آتی ہے حارثہ سے جو ہمارے لیے اپنے گھر بدلتا ہے۔(۱)

☆ شاید تم عظیم المرتبت مخیرّ صحابیہ حضرت جعدہ بنت عبید الانصاریہ کو جانتے ہو گے یہ حارثہ رضی اللہ عنہ کی والدہ تھی۔(۲) یہ وہ عظیم خاتون ہے جس کے گھر رسول اللہ ﷺ تشریف لے جاتے اور کبھی کبھی وہاں کھانا بھی تناول فرما لیا کرتے' اس مہمان نواز گھرانے میں ام ہشام بنت حارثہ بن نعمان النجاریہ الانصاریہؓ نے جنم لیا' جو ان انصار خواتین میں سے تھی جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی مدینہ منورہ آمد سے پہلے اسلام قبول کر لیا تھا۔ اور پہلے ہی مرحلے میں رسول اقدس ﷺ کی بیعت کر لی تھی۔

☆ اسے رسول اللہ ﷺ کے پڑوس میں رہنے کی سعادت حاصل ہوئی تھی۔ اس سے اس کے نصیب میں خیر کثیر میسر آئی۔ نبی کریم ﷺ کے پڑوس نے اسے ان معزز

---

(۱) سیر اعلام النبلاء (۲/۳۸۰) معجم البلدان (۵/۸٦)

(۲) الطبقات (۸/٤٤۲) تهذيب التهذيب (۲/٤٨١)

صحابیات کی صف میں لا کھڑا کیا جن سے حدیث اخذ کی گئی' اور جو اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے جہاد میں شریک ہوئیں۔ اور انہیں قرآن حکیم کی روشنی میں زندگی گذارنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

☆ حارثہ رضی اللہ عنہ کا سارا خاندان مسلمان ہوا مرد بھی اور عورتیں بھی حلقہ بگوش اسلام ہوئیں۔ اس کی تمام بہنیں سودہ' عمرہ اور ام کلثوم نے اسلام قبول کیا اور بیعت کی۔ اور سارے بھائی عبداللہ اور عبدالرحمان بھی مسلمان ہوئے۔

دلوں کی بہار کے ساتھ:

قرآن کریم نیک لوگوں کے دلوں کی بہار ہے۔ اس میں ان کے لیے شفاء اور رحمت ہے۔ اس میں سبق اور عبرت کے نشانات ہیں۔ اور یہ رضائے الٰہی کے حصول کے لیے سبیل المسلمین ہے۔

☆ صحابہ کرامؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی محبت' دل لگی اور وارفتگی کے انداز میں قرآن کریم کی تعلیم حاصل کی۔ انہوں نے قرآن حکیم کی تعلیم کو اپنے دلوں میں اتارا۔ اور سینوں میں آراستہ کیا بیشتر صحابہؓ نے قرآن حکیم کو زبانی یاد کیا۔ چھوٹوں' بڑوں' مردوں اور عورتوں نے اسے پڑھا' یہاں تک کہ ہر طرح سے اسے اپنی زندگی میں لاگو کیا۔

☆ ام ہشام قرآن کریم کے صاف شفاف چشمے سے حسب استطاعت سیراب ہوتی رہی' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالس' خطبات جمعہ میں مسلسل حاضری دیتی جس سے قرآنی آیات اسے زبانی یاد ہو جاتیں' خاص طور پر سورہ ''ق'' جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ اور خطبات عید میں اکثر پڑھا کرتے تھے۔ اور یہ سورت تخلیق کی ابتداء' مرنے کے بعد اٹھائے جانے اور میدان حشر میں اکٹھے ہونے جنت' جہنم' ثواب' عذاب اور ترغیب و ترہیب کے عنوانات پر مشتمل ہے۔ حضرت ام ہشام رضی اللہ عنہا نے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر زبانی یاد کرلیا تھا۔

بہتر پڑوسی کی طرف سے خیرات:

حضرت ام ہشام رضی اللہ عنہا ہاشی قرب کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سے بخوبی واقف تھی۔ اس قرب کا اس کی زندگی پر بڑا واضح اثر تھا' اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق طور طریقے اور عادات کو اپنایا۔ اور وہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے نقش قدم پر گامزن ہوئی۔

☆ ابن کثیر رحمہ اللہ رقم طراز ہیں۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر اور ام ہشام بنت حارثہ رضی اللہ عنہا کا گھر ساتھ ساتھ تھے یہاں تک دونوں گھروں کی روٹیاں سال بھر ایک ہی تنور میں پکائی جاتی رہیں۔

ام ہشام رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ ہمارا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تنور دو سال' ایک سال یا سال کا بعض حصہ ایک رہا۔ تنور اس حدور جگہ کو کہتے ہیں جس میں روٹیاں پکائی جاتی ہیں۔

☆ علاوہ ازیں حضرت ام ہشام رضی اللہ عنہا کو قرآن حکیم کے ساتھ والہانہ محبت تھی۔ جسے اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا تھا' اس کی تعبیر و توجیہہ بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں۔

> کہ میں نے سورۃ ''قٓ والقران المجید'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سن کر زبانی یاد کی کیونکہ چونکہ آپ ہر جمعے منبر پر لوگوں سے خطاب کرنے لگتے تو سورہ ''قٓ'' کی ضرور تلاوت کرتے۔ (۱)

☆ ام ہشام رضی اللہ عنہا اس پر اکتفا نہیں کرتیں۔ بلکہ مزید قرآن حکیم کی کئی سورتیں زبانی یاد کر لیں۔ بلکہ کائنات کے بہترین پڑوسی سے علم کی خیرات حاصل کرتے ہوئے۔ بہت سی احادیث کو بھی زبانی یاد کرلیا۔ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گیارہ

(۱) مسلم (۱۳/۳) ابوداؤد (۱۱۰۲) النسائی (۱۵۷/۲) اسد الغابہ (۶۲۵/۵)

احادیث روایت کیں۔ اور اس کی ہمشیرہ عمرہ اور بہت سے کبار تابعینؒ نے احادیث روایت کیں۔

ام ہشام بیعت رضوان میں:

تقریباً ایک ہزار پانچ صد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیعت رضوان میں شریک ہوئے۔ اس خوش نصیب اور رضائے الٰہی کی کامیابی و کامرانی پانے والی جماعت میں حضرت ام ہشام رضی اللہ عنہا بھی تھی۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ موت پر بیعت کی یہ واقعہ ۶ ہجری کو ماہ ذی القعدہ میں حدیبیہ کے مقام پر ہوا۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ درخت کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ تمام مسلمانوں نے بیعت کی سعادت حاصل کی۔ مگر جد بن قیس منافق نے بیعت نہیں کی۔

اس بیعت میں حضرت ام ہشام رضی اللہ عنہا اور دیگر تمام صحابہ کرامؓ درج ذیل آیت کریمہ کے ضمن میں آ گئے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا﴾

(الفتح : ۱۸)

''اللہ راضی ہوا مومنوں سے جب کہ وہ آپ کی درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا جو ان کے دلوں میں ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان پر سکینت نازل کی اور انہیں قریبی فتح نصیب فرمائی''۔

☆ ام ہشام رضی اللہ عنہا جود و سخا میں بدستور حصہ لیتی رہی' اس نے ساری زندگی شب و روز عبادت گذاری اور اطاعت شعاری میں گذار دی' پوری زندگی اس کا مطمح نظر رضائے الٰہی کا حصول رہا' یہاں تک کہ موت کی غشی طاری ہوگئی' اور وہ اللہ تعالیٰ

سے جاملی۔

اللہ ام ہشام رضی اللہ عنہا سے راضی ہوا اس کی قبر کو تر و تازہ و شاداب کر دیا۔ اس کا ٹھکانہ بہتر بنایا' کھلے باغات میں صدیقین' شہداء اور صالحین کے ساتھ رہائشی جگہ عطا کی۔ ان لوگوں کی رفاقت کتنی بڑی خوش نصیبی ہے۔

حضرت ام ہشام رضی اللہ عنہا کے مفصل حالاتِ زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

١ ـ سير اعلام النبلاء	٢/٣٨٠
٢ ـ معجم البلدان	٥/٨٦
٣ ـ الطبقات	٨/٤٤٢
٤ ـ تهذيب التهذيب	١٢/٤٨١
٥ ـ اسد الغابة	٥/٦٢٥
٦ ـ الاصابة	٤/٤٠٧



۴۷

الشفاء بنت عوف رضی اللہ عنہا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے پہلے اپنی گود میں لینے والی اور ہجرت کرنے والی، عظیم خاتون۔

اچھا نام

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جب کہ نام معانی کے قالب ہوتے ہیں اور اسم اپنے مسمی پر دلالت کرنے والا ہوتا ہے۔ تو حکمت کا تقاضا ہے کہ دونوں کے درمیان ارتباط اور تناسب پایا جائے۔ اسم کا اپنے مسمی پر بقاعدہ ایک اثر ہوتا ہے۔

حسن و قباحت' خفت و ثقل اور لطافت و کثافت کے اعتبار سے اسماء کے مسمیات پر اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ الفاظ کے صوتی اثرات ایک مسلم حقیقت ہے۔

کسی نے کیا خوب کہا:

وَ قَلَّ اِنْ اَبْصَرَتْ عَیْنَاكَ ذا لقبٍ
اِلَّا وَ مَعْنَاهُ اِنْ فَكَّرْتَ فِيْ لَقَبِهٖ (۱)

یہ کم ہی ہوتا ہے کہ اگر تیری آنکھیں کسی لقب والے کو دیکھ لیں۔ مگر آنکھ اس کا معنی اگر تو غور کرے تو اس کے لقب میں ہوگا۔

☆ اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اچھا نام رکھنا پسند فرماتے تھے' کیونکہ اچھا نام رکھنے سے اچھی اور قابل ستائش صفات کے ظہور کی امید رکھی جا سکتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابتداء سے جن ہستیوں کی نسبت ہوئی سب کے ناموں کو پیش نظر رکھیں تو ہر ایک نام میں آپ کو عمدہ معانی دکھائی دیں گے۔

آپ دیکھیے والدہ کا نام آمنہ تھا جس میں امن و سکون کی طرف اشارہ۔

---

(۱) زاد المعاد (۳۳۶/۲) قدرے اختصار سے

آپ کو سب سے پہلے گود میں لینے والی کا نام الشفاء ہے۔ آپ کو پہلی دودھ پلانے والی خاتون کا نام ثوبیہ ہے جس میں ثواب کا معنی ہے۔

اور آپ کو باقاعدہ مستقل دودھ پلانے والی خاتون کا نام حلیمہ سعدیہؓ ہے (۱)

جس میں حلم و بردباری اور سعادت کے معانی پائے جاتے ہیں۔

آپ کی والدہ ماجدہ کا نام آمنہ بنت وہب ہے۔

پہلے گود میں لینے والی کا نام الشفاء بنت عوف ہے۔

جس نے آپ ﷺ کو پہلے دودھ پلایا اس کا نام ثوبیہ رضی اللہ عنہا ہے۔ یہ ابولہب کی کنیز تھی۔

نبی کریم ﷺ کی مستقل دائی کا نام حلیمہ بنت ابی دویب ہے۔

☆ اب ہم نبی کریم ﷺ کو سب سے پہلے گود میں لینے والی الشفاء بنت عوف بن عبدالحارث بن زہرہ سے ملاقات کریں گے۔ یہ حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ تھی۔ (۲)

سعادت مند مومنہ:

بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

و اذا سخر الالہ اناسا

لسعید فانھم سُعداء

اگر معبود حقیقی لوگوں کو کسی سعادت مند کے لیے مسخر کر دے تو وہ تمام لوگ بھی سعادت مند ہو جائیں۔

---

(۱) حلیمہ سعدیہ کا تذکرہ پیچھے گذر چکا ہے۔

(۲) الاستیعاب (۴/۳۳۵) الروض الانف (۱/۲۹۰) سیر اعلام النبلاء (۱/۱۷۴) الاصابہ (۴/۳۳۴)

☆ الشفاء رضی اللہ عنہا ان خوش نصیب خواتین میں سے ہیں۔ جن کے لیے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے سعادت لکھ دی گئی۔ جب کہ اس نے ولادت باسعادت کے وقت آپ کو اپنی گود میں لیا۔ یہ ولادت کے دن وہاں حاضر تھی یہ شرف حاصل کرنے میں یہ منفرد دکھائی دیتی ہیں۔

الشفاء رضی اللہ عنہا رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی خوش کن خبریوں بیان کرتی ہے۔ کہ

جب مائی آمنہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جنم دیا تو میں نے آگے بڑھ کر آپ کو اپنے ہاتھوں پر اٹھایا۔ میں نے غیب سے یہ آواز سنی کوئی کہنے والا یہ کہہ رہا تھا۔ تجھ پر تیرے رب کی رحمت کی برکھا برسے۔ میرے لیے مشرق ومغرب کا درمیان روشن ہو گیا۔ میں نے شام کے بعض محلات دیکھے' پھر میں نے آپ کو کپڑے پہنائے اور لٹا دیا' پھر تھوڑی دیر بعد مجھے تاریکی نے ڈھانپ لیا مجھ پر خوف اور کپکپی طاری ہو گئی۔ پھر میری دائیں جانب سے روشنی پھیلنی شروع ہوئی۔ پھر میں نے کہنے والے کو یہ کہتے ہوئے سنا:

اس کو کہاں لے جا رہے ہو۔

کہا: مشرق کی طرف یہ ہرگز واپس نہیں آئے گا۔

یہ بات میرے دل میں اٹکی رہی اور یہ منظر میرے حواس پر چھایا رہا' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے سر پر رسالت کا تاج رکھ دیا۔

سب سے پہلے میں نے اسلام قبول کیا۔ (۱)

☆ ایک دوسری روایت میں بھی اس کی طرف اشارہ ملتا ہے کہ الشفاء رضی اللہ عنہا نے سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے وقت آپ کو اپنی گود میں اٹھایا۔

---

(۱) دلائل النبوۃ لابی نعیم الاصبہانی (۱/۱۴۹ و ۱۷۰)

السیرة الدحلانیة میں مذکور ہے کہ حضرت الشفاء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو سب سے پہلے میں نے انہیں اپنے ہاتھوں میں لیا۔ میں نے کہنے والے کو یہ کہتے سنا۔

رحمک الله. آپ پر اللہ کی رحمت ہو۔

اس کی طرف سے علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے لطیف ہمزیہ قصیدے میں یہ شعر کہتے ہیں۔

شَـمَّتَـتــهُ الامـلاكُ اِذْ وَضَـعَتـهُ

وَ شَـفَـتُـنَـا بـقـولـهـا الـشـفـاءُ

جب اسے جنم دیا تو کائنات نے اس کی خوشبو کو محسوس کیا اور الشفاء نے اس کی باتیں سنا کر ہمیں شفا دی۔

اس کی اولاد:

اللہ تعالیٰ نے الشفاء رضی اللہ عنہا کو سعادت مند بیٹا عطا کیا ابھی وہ ماں کے پیٹ میں تھا کہ سعادت کے آثار دیکھائی دینے لگے۔ وہ بیٹا عبدالرحمٰن بن عوف تھا۔ جوان دس خوش نصیبوں میں سے ایک تھا جنہیں زندگی میں جنت کی بشارت دی گئی۔ وہ ان آٹھ صحابہؓ میں سے ایک تھا جنہوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اور ان چھ جلیل القدر اصحاب شوریٰ میں سے ہے جن کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ ان میں سے کسی ایک کو اپنا خَلِیفَه بنا لیا جائے' یہ وہ عظیم المرتبت صحابی ہے۔ جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نام بدل کر عبدالرحمٰن رکھا۔

حضرت الشفاء کی اولاد کو اسلام قبول کرنے میں سبقت حاصل ہوئی وہ سب مسلمان ہوئے۔

اور وہ تھے اسود' عاتکہ اور عبدالرحمان کی ہمشیرہ الشفاءؓ کیونکہ حضرت الشفاء رضی اللہ عنہا نے اپنی ایک بیٹی کا نام بھی الشفاء رکھا تھا۔

عزت اور شرافت:

حضرت الشفاء رضی اللہ عنہا مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے والی خواتین میں سے تھی، اور اس میدان میں اسے سبقت لے جانے کی سعادت نصیب ہوئی۔

☆ حضرت الشفاء رضی اللہ عنہا کی عظمت کا اظہار اس سے بھی ہوتا ہے کہ میت کی جانب سے غلام آزاد کرنے کی سنت بھی اسی سے جاری ہوئی۔ جب یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی وفات پا گئیں، تو اس کے بیٹے عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی والدہ کی طرف سے غلام آزاد کرنا چاہتا ہوں تو آپ نے فرمایا ٹھیک ہے آزاد کردو اجازت ہے۔[1]

☆ اس منظر سے یہ عیاں ہوتا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اپنی والدہ کے قدر دان تھے اس کی زندگی میں بھی اور وفات کے بعد بھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حق میں خیر و بھلائی کی گواہی دی، اور فرمایا:

خیارکم خیارکم لنسائی.

تم میں بہتر وہ ہے جو میری ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے بہتر سلوک کرے۔

حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے لیے ایک باغ لگایا۔ جس کی مالیت چار لاکھ درہم تھی۔ اور اس کی آمدن ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی ضروریات کے لیے وقف تھی۔[2]

☆ یہ حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت الشفاء رضی اللہ عنہا ہیں۔
جس کی صاف ستھری سیرت نے ہمارے دلوں کو شفا بخشی۔
اللہ اس سے راضی ہوا اور اسے راضی کر دیا۔ اور اسے جنت کے چشموں سے

---

(۱) الطبقات (۸/۲۴۷) الاصابہ (۴/۳۳۴)

(۲) سیر اعلام النبلاء (۱/۸۵)

سیراب کیا۔

حضرت الشفاء بنت عوف رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

۱۔ زاد المعاد	٢/٣٣٦
۲۔ الاستیعاب	٤/٣٣٥
۳۔ الروض الانف	١/٢٩٠
٤۔ سیر اعلام النبلاء	١/٧٤
٥۔ الاصابة	٤/٣٣٤
٦۔ دلائل النبوہ اصبهانی	١/١٦٩
٧۔ الطبقات	٨/٢٤٨



۴۸

الشیماء بنت الحارث السعدیۃ رضی اللہ عنہا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اگر آپ پسند کریں تو میرے پاس عزت و احترام سے رہیں اور اگر آپ چاہیں تو اپنی قوم کی طرف واپس چلی جائیں میں آپ کو پہنچا دوں گا''۔

پہلی گود میں اٹھانے والی

یہ قبیلہ بنوسعد کی ایک بدوی خاتون ہے۔ جس کی آنکھیں دیہات کی کھلی فضا سے مانوس ہیں۔ ایسی کھلی فضا جس کی کوئی حد بندی نہیں اور نہ ہی کوئی جکڑ بندی ہے۔ اس کا دل بھی دیہات کے صحراء کی نرم و نازک ریت پر اس کی کھلی فضاؤں اور وسیع و عریض سرزمین پر خوشگوار زندگی بسر کرنے کو کرتا ہے۔

☆ ایک روز قبیلہ بنوسعد کی دودھ پلانی والی خواتین مکہ معظّمہ دودھ پینے والے بچوں کی تلاش میں آئیں۔ ان میں حلیمہ سعدیہ بھی تھی۔ وہ تھوڑا ہی عرصہ مکہ میں ٹھہری اور ایک بچے کو گود میں لیے واپس آئی۔ یہ دودھ پینے والا بچہ سیدنا حضرت محمد ﷺ تھا۔ جسے حلیمہ سعدیہ نے دودھ پلایا تو اس کی ہر چیز میں برکت پیدا ہوگئی۔ اس کی بکری موٹی تازی ہوگئی۔

ان کا دودھ بڑھ گیا ان کی چراگاہیں سرسبز و شاداب ہوگئیں۔

☆ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ صحراء میں دو سال رہے اور حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا انہیں دودھ پلاتی رہیں۔ اور اس کی بیٹی الشیماء بنت الحارث بن عبدالعزیٰ بن رفاعۃ السعدیہ نبی کریم ﷺ کی رضاعی بہن آپ کو اپنی گود میں کھیلاتی رہی۔(۱)

☆ الشیماء کا نام حذافۃ یا جدّامہ تھا' لیکن نام پر الشیماء لقب غالب آ گیا اور وہ اپنی قوم میں اسی لقب سے مشہور و معروف ہوئی(۲) یاد رہے کہ نبی کریم ﷺ کے

---

(۱) الاصابه (۳۳۵/٤) (۲) دلائل النبوة للبیهقي (۱۳۲/۱)

رضاعی بہن بھائی یہ تھے' عبداللہ' انیسہ اور الشیماء یہ سب حارث کی اولاد تھے۔

الشیماء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی گود میں اٹھایا کرتی اور اپنی والدہ حلیمہ سعدیہ کا ہاتھ بٹاتے ہوئے آپ کی دیکھ بھال میں پوری دلچسپی لیا کرتی تھی۔

یہ اسے ام ایمن الحبشیہ[1] جس کا نام برکتہ تھا سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گود میں اٹھا کر کھیلانے و دل بہلانے کا شرف حاصل ہوا۔

مقبول دعاء:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابھی دو سال کے ہوئے لیکن آپ عمدہ صحت کی وجہ سے چار سال کی عمر کے لگتے تھے۔ حلیمہ سعدیہ معاہدے کے مطابق آپ کو لے کر مکے کی طرف روانہ ہوئی تاکہ انہیں ان کی والدہ آمنہ بنت وہب کے سپرد کر دیں لیکن دل میں یہ امنگ تھی کہ انہیں دکھلا کر واپس دوبارہ اپنے ساتھ لے آؤں۔ آپ کی والدہ نے حلیمہ سعدیہ کا شوق' ولولہ اور والہانہ محبت و شفقت دیکھی تو دوبارہ اپنے ساتھ لے جانے کی اجازت دے دی۔ حبیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خوشی خوشی دوبارہ صحراء کی کھلی فضا میں رہنے کے لیے حلیمہ سعدیہ کے ساتھ واپس آ گئے۔

☆ اب کی دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حلیمہ سعدیہ کے بچوں کے ساتھ بکریاں چرانے کے لیے تشریف لے جاتے' آپ کی رضاعی بہن الشیماء آپ کا ہر طرح سے خیال رکھتی اگر راستہ طویل ہوتا اور گرمی زیادہ ہوتی تو یہ آپ کو گود اٹھا لیتی' اور کبھی نیچے چھوڑ دیتی تاکہ آپ کھیل کر دل بہلا لیں' پھر آپ کو پکڑ لیتی اور اپنے ویر کے صدقے واری جاتی۔ اور کبھی آپ کو درخت کے سائے میں بٹھاتی اور آپ کا دل بہلانے کے لیے لوری سناتی۔

جس کے بول یہ ہیں:

---

(۱) ام ایمن کا تذکرہ پیچھے گذر چکا ہے۔

يَـا رَبَّـنَـا اَبـقِ لَـنَـا مُـحَـمَّـدًا

حَتّـى اَرَاهُ يَـا فِـعًـا وَ اَمـرَدًا

ثُـمَّ اَرَاهُ سَيِّـدًا مُسَـوَّدًا

وَ اَكْبِتُ اعـاديـه معًا و الحُسَّدَا

واعـطـه عـزًّا يَـدُوم اَبـدًا

اے ہمارے رب ہمارے لیے حضرت محمد ﷺ کو باقی رکھیو تا کہ میں اسے گھبرو جواں ہوتا دیکھوں۔

پھر میں اسے ایسے سردار کے روپ میں دیکھوں جس کو لوگ حسد اور رشک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

اور اسے ایسی عزت دے جسے دوام حاصل ہو۔

ابو عروہ ازدی نے جب یہ لوری سنی تو کہنے لگا۔

دیکھئے اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا کو کیسے قبول کیا ہے۔(۱)

یہ میرا بھائی ہے:

الشیماء اور اس کے گھر والے نبی کریم ﷺ کی برکت کو بچشم خود دیکھ رہے تھے' اسی لیے تو ان کے دل میں آپ کی قدر و قیمت میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ حلیمہ سعدیہؓ آپ کو دور نہیں جانے دیتی تھی اپنی بیٹی الشیماء کو ہمیشہ یہ تلقین کرتی رہتی کہ اپنے بھیا کا خیال رکھنا کہیں اسے اپنی نظروں سے اوجھل نہ ہونے دینا۔

☆ ایک روز دوپہر کے وقت حلیمہ سعدیہ کی نظروں سے آپ اوجھل ہو گئے تو یہ آپ کی تلاش میں نکلی دھوپ بڑی تیز تھی گرمی نے اسے پریشان کر رکھا تھا۔ حلیمہ سعدیہ نے دیکھا کہ وہ اسے یہ لوری سنا رہی ہے۔

---

(۱) الاصابه (٣٣٦/٤) السيرة النبويه دحلان (٦٣/١)

هــذا اخ لـــى لــم تــلــده امــى

و ليـــس مــن نسـل ابـى و امــى

فــانــمــه اللــهــم فيـمـا تـنـمـى

یہ میرا بھائی ہے حالانکہ میری ماں نے اسے جنم نہیں دیا اور نہ ہی یہ میرے ماں باپ کی نسل سے ہے۔

اے اللہ تو اسے خوب پروان چڑھا۔

حلیمہ سعدیہؓ نے اپنی بیٹی کو ڈانٹ پلاتے ہوئے کہا نی شیماء اس گرمی میں تو اسے لیے بیٹھی ہے؟

اس نے معصومانہ انداز میں کہا امی جان میرے بھائی کو گرمی کہاں لگتی ہے۔ میں نے دیکھا ایک بدلی اس پر سایہ فگن رہتی ہے۔ جب یہ ٹھہرتے تو بدلی بھی رک جاتی اور چل پڑتے تو ساتھ ہی بدلی بھی چل پڑتی۔ امی جان کہاں کی گرمی کہاں کی دھوپ ہم اسی طرح بادل کے زیر سایہ چلتے ہوئے یہاں تک پہنچے ہیں۔ یہ سن کر حلیمہ سعدیہ انگشت بدنداں رہ گئی۔ چہرے پر تعجب و حیرانگی کے آثار دکھائی دینے لگے۔ پوچھا میری بیٹی کیا تو سچ کہہ رہی ہے۔

بیٹی نے کہا اللہ کی قسم بادل نے ہم پر سایہ کیے رکھا۔ امی کیا بتاؤں یہ کیسا عجیب وغریب خوشگوار منظر تھا۔(۱)

☆ نبی کریم ﷺ بنو سعد میں پانچ سال تک رہے۔ دیہات کی آزاد فضاؤں میں پرورش پاتے رہے' صحت اور نشو ونما ہمرکاب رہیں۔ بنو سعد کی خالص عربی زبان سے آشنائی حاصل کی۔ اس پر آپ کو فخر تھا۔ آپ اپنے صحابہؓ سے فرمایا کرتے تھے۔

---

(۱) السيرة الحلبيه (۱/۱٦۷ و ۱٦۸)

میں تم سے زیادہ فصیح و بلیغ ہوں میں قریشی ہوں اور بنو سعد بن بکر میں دودھ پیا ہے۔

☆ ان پانچ سال میں آپ کی طبیعت پر گہرے اثرات مرتب ہوئے۔ الشیماء اس کے اہل خانہ اور اس کی قوم کی عزت اور محبت پوری زندگی آپ کے شامل حال رہی' آئندہ سطروں میں ہم اس کی صداقت دیکھیں گے۔

میں تمھارے سردار کی بہن ہوں:

☆ ہوازن کے دن یعنی غزوۂ حنین میں مسلمان کامیاب ہوئے۔ میدان جنگ سے جن لوگوں کو گرفتار کیا گیا ان میں الشیماء بھی تھی۔ اس نے مسلمان مجاہدین سے کہا۔ تم جانتے ہوں بخدا میں تمہارے سردار کی رضاعی بہن ہوں انہیں اس کی بات کا یقین نہ آیا تو اسے رسول اقدس ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔

اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کی رضاعی بہن ہوں۔

آپ نے فرمایا اس کی کوئی نشانی۔

اس نے کہا یہ دیکھئے بچپن میں آپ کو کھیلاتی تھی تو اس دوران میری کلائی پر زخم آیا تھا۔ جس کا یہ نشان ہے۔

رسول اللہ ﷺ یہ نشان دیکھ کر پہچان گئے۔ آپ نے اس کے لیے اپنی چادر بچھائی اور اس پر اسے بٹھایا' اور اس کے ساتھ بڑے اچھے انداز میں پیش آئے۔ اور یہ فرمایا:

اگر آپ پسند کریں تو یہاں عزت سے رہیں۔ اور اگر آپ چاہیں تو اپنی قوم کی طرف واپس چلی جائیں میں آپ کو پہنچا دوں گا۔

اس نے کہا میں اپنی قوم میں ہی واپس جانا چاہتی ہوں۔ پھر اس نے اسلام قبول کر لیا اور آپ کی رسالت کی تصدیق کی۔

رسول اللہ ﷺ نے جاتے وقت اسے مکحول نامی غلام' ایک کنیز' بکری اور بہت سی دیگر اشیاء دے کر رخصت کیا' اور اسے اس کی قوم کی طرف لوٹا دیا۔

☆ نبی کریم ﷺ کا یہ حسن سلوک صرف حضرت الشیماء تک ہی محدود نہیں تھا۔ بلکہ آپ پورے خاندان بنو سعد کے ساتھ شفقت' مہربانی اور حسن سلوک سے پیش آئے'(۱) بنو سعد چونکہ ہوازن قبیلے کی شاخ تھے جب غزوہ حنین میں آپ کو غلبہ حاصل ہوا۔ ان کے مال عورتیں اور بچے مال غنیمت میں ہاتھ آئے۔ اس وقت ہوازن کا ایک وفد آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی کے درخواست گذار ہوئے ان میں آپ کے ایک رضائی چچا بھی تھے۔ وہ اپنی انکساری اور فروتنی کا اظہار کرنے لگے۔ ان کے خطیب زہیر بن صرد نے آگے بڑھ کر کہا:

یا رسول اللہ ﷺ یہ آپ کی رضائی پھوپھیاں اور خالائیں اور آپ کو گود میں کھیلانے والی آپ کو دودھ پلانے والی خواتین حاضر خدمت ہیں۔ میں نے آپ سے بہتر کوئی دودھ پینے والا بچہ نہیں دیکھا اور نہ ہی دودھ کی مدت پوری کر کے آپ سے زیادہ بہتر انداز میں دودھ چھوڑنے والا کوئی دیکھا۔ میں نے آپ سے بہتر اس بھری کائنات میں کوئی جوان نہیں دیکھا۔

آپ میں ساری بھلائیاں مکمل دکھلائی دیتی ہیں۔ ہم آپ کے خاندان کے لوگ ہیں ہم پر احسان کیجئے نظر کرم کیجئے۔ اللہ آپ پر اپنی نظر کرم کرے گا۔

پھر اس نے یہ اشعار کہے ۔

۱۔ اُمْنُنْ عَلَیْنَا رَسُوْلَ اللہ فِی کَرَمٍ
فَاِنَّكَ الْمَرْءُ نَرْجُوْهُ وَ نَنْتَظِرُ

۲۔ اُمْنُنْ عَلٰی نِسْوَةٍ قد کنت ترضعها
اِذْفُوكَ یملوءه من محضها دُرَرٌ

---

(۱) الاستیعاب (۳۳٦/٤) البدایه و النهایه (۳٦۳/۳) تاریخ الطبری (۱۷۱/۲) الشفاء (۲۵۹/۱) عیون الاثر (۲۲۱/۲) الاصابه (۳۳۵/٤) وغیره

۳۔ فالبس العفو من قد کنت ترضعه

من امهاتك ان العفو مشتهر

٤۔ اِنّا نومل عفوًا منك تلبسُهٗ

هذی البریة اذ تعفو و تنتصِرُ

۱۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ ہم پر جود و کرم سے احسان کیجئے۔ آپ تو ایسی شخصیت ہیں جس سے ہمیں امیدیں وابستہ ہیں۔ اور ہم اس کے منتظر ہیں۔

۲۔ آپ ایسی خواتین پر احسان فرمائیں جن کا آپ دودھ پیتے رہے وہ آپ کے منہ کو اپنے دودھ سے لبریز کر دیتی تھیں۔

۳۔ آپ عفو و درگذر کا لبادہ اوڑھ لیں' آپ اپنی رضاعی ماؤں کا دودھ نوش جان کرتے رہے۔

۴۔ بلاشبہ آپ کا عفو و درگذر مشہور ہے۔

جب نبی کریم ﷺ نے یہ جادو اثر بیان رس بھرے اشعار سنے تو آپ نے ارشاد فرمایا:

ما کان لی و لبنی عبدالمطلب فهو لکم.

''میرے پاس اور جو کچھ بنو عبدالمطلب کے پاس ہے وہ سب تمہارا ہے''۔

قریش نے اس موقعے پر اعلان کیا۔

جو کچھ ہماری ملکیت میں ہے وہ سب اللہ اور اس کے رسول کے لیے۔

انصار نے کہا:

جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہے۔

ان کی آزادی کا یہی سبب بنا' الشیماء وہاں سے واپس اپنی قوم میں آ گئی' نبی کریم ﷺ کا قدیم و جدید' خصوصی و عمومی تعاون اس خاندان کے شامل حال رہا۔(۱)

---

(۱) البدایه والنهایه (٤/٣٦٣ و ٣٦٤) عیون الاثر (٢/٢٢٣) السیرة الحلبیه (١/١٧٠) وغیره

☆ یہ اس جلیل القدر صحابیہ کی سیرت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے نوازا اور اسے اسلام کی نعمت سے سرفراز کیا اور دنیا و آخرت میں سعادت کی کامیابی و کامرانی عطا فرمائی۔

اللہ تعالیٰ الشیماء سے راضی ہوا۔ اور اسے اپنی رحمت کے دامن میں لے لیا۔

حضرت الشیماء بنت الحارث السعدیہ رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

١ ـ الاصابة	٣٣٥/٤
٢ ـ دلائل النبوہ بیهقی	١٣٢/١
٣ ـ السيرة النبوية دحلان	٦٣/١
٤ ـ السيرة الحلبيه	١٦٧/١
٥ ـ جمهرة انساب العرب ابن حزم	٢٦٥/١
٦ ـ البدايه و النهاية	٣٦٣/٤
٧ ـ الاستيعاب	٣٣٦/٤
٨ ـ تاريخ الطبری	١٧١/٢
٩ ـ الشفاء	٢٥٩/١
١٠ ـ انساب الاشراف	٩٣/١
١١ ـ اسد الغابة	٤٨٩/٥
١٢ ـ عيون الاثر	٢٢١/٢
١٣ ـ المغازی	٩١٣/٣
١٤ ـ السيرة الحلبية	١٧٠/١



۴۹

سمیہ بنت خباط رضی اللہ عنہا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

آل یاسر صبر کرو تمہارا ٹھکانہ جنت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے دعا کی:

الٰہی! آل یاسر میں سے کسی کو بھی آگ کا عذاب نہ دینا۔

اولین کے ساتھ

مسلمان خواتین کی تاریخ میں یہ عجب اتفاق ہے۔ کہ سب سے پہلے جو دائرہ اسلام میں داخل ہوئی وہ ایک خاتون ہے؟ جس نے سب سے پہلے جام شہادت نوش کیا وہ بھی ایک خاتون ہے۔

☆ جس نے اللہ کی مخلوق میں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر سب سے پہلے اسلام قبول کیا: وہ ام المومنین خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا تھی۔

☆ اور تاریخ اسلام میں سب پہلے جس کے نصیب میں شہادت آئی وہ سمیۃ بنت خباط رضی اللہ عنہا ہے۔[1] یہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی والدہ تھی۔

☆ اب ہم حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں مفید گفتگو کا آغاز کرتے ہیں یہ گفتگو اتنی ہی مؤثر ہوگی جتنی کوئی اس کو شوق سے سنے گا۔ اس نے اپنی زندگی کا آغاز ایک چھوٹی سی آزمائش سے کیا لیکن انجام بڑی کامیابی کی صورت میں ہوا' وہ شہادت کے مرتبے پر فائز ہوئی۔ اور یہ ان شہداء کی فہرست میں شامل ہوئی جو زندہ اور اپنے رب کے ہاں رزق پا رہے ہیں۔ اور جو اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنا فضل و کرم کیا اس پر یہ شاداں و فرحاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر اپنی نعمتیں نچھاور کیں۔

تین ستون:

عامر بن مالک کا ایک بیٹا یمن سے مکہ کی طرف گیا۔ لیکن وہ واپس نہ آیا

---

(۱) اسد الغابه (٥/٤٨١) الاصابه (٤/٤٢٧)

بڑی دیر تک وہ غائب رہا' اس کے بھائی یاسر' حارث اور مالک عامر کے تینوں بیٹے اپنے بھائی کی تلاش میں مکہ معظمہ آئے۔ لیکن انہیں اس کا کوئی پتہ نہ چلا۔ ان کے بھائی یاسر کو مکہ رہائش کے لیے پسند آیا بیت اللہ کے پہلو میں رہنا اسے دلی طور پر بہت اچھا لگا۔ اور اس کے بھائی حارث اور مالک دونوں واپس یمن چلے گئے۔

☆ یاسر اکیلا ہی مکے میں رہائش پذیر ہوا۔ اس نے وہاں کے مقامی دستور کے مطابق بنو مخزوم سے حلیف ہونے کا معاہدہ کر لیا۔ اس کا ابو حذیفہ بن مغیرہ بن عبداللہ المخزومی کے ساتھ حلیف ہونے کا معاہدہ طے پایا۔ اسی کی کفالت میں اس نے زندگی بسر کی۔ پھر اس نے اس کی شادی اپنی ایک کنیز سمیۃ بنت خباط کے ساتھ کر دی۔

جس سے عمار نے جنم لیا۔ ابو حذیفہ نے اسے آزاد کر دیا۔ اس طرح یاسری خاندان کی بنیاد پڑی' عمار اور یاسر ابو حذیفہ کے ساتھ ہی رہے یہاں تک کہ وہ وفات پا گیا۔

☆ خاندان یاسریہ کی شہرت کے سفر کا آغاز ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام کا پیغام پہنچانے کے لیے مبعوث فرمایا۔ عمار اور اس کے ماں باپ یاسر تینوں مسلمان ہو گئے۔ اس طرح اسلام کے تین ستون بلند ہوئے۔

یہاں پہ تاریخ اپنا سنہری ورق کھولتی ہے۔ تاکہ اس خاندان کے مثالی صبر کو اپنے صفحات پر آراستہ کرے' کہ اس خاندان نے کس جذبہ صادقہ کے ساتھ شجر اسلام کی آبیاری کی۔ اور دین کی سربلندی کے لیے مسلسل کیسا فیاضانہ کردار ادا کیا۔

حضرت سمیۃ رضی اللہ عنہا اس حوالے سے اپنے خاندان میں سرفہرست دکھائی دیتی ہیں۔

جس نے پہلے اسلام کا اظہار کیا:

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے اعتبار سے جن لوگوں نے سبقت کا مظاہرہ کیا اللہ تعالیٰ ان کے بہتر انجام کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہوئے ان کی تعریف کرتے ہیں۔

﴿وَالسَّابِقُوْنَ السَّابِقُوْنَ اُوْلٰٓئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ﴾

(الواقعہ : ۱۰، ۱۲)

"سبقت لے جانے والے ہی تو سبقت لے جانے والے ہیں وہی تو مقرب ہیں نعمتوں والی جنت میں داخل ہوں گے"۔

☆ جب اسلام ظہور پذیر ہوا تو حضرت سمیۃ رضی اللہ عنہا مومنات میں سرفہرست تھیں۔ بلکہ حضرت سمیہ وہ پہلی خاتون ہے۔ جس نے چیلنج کے انداز میں مشرکین کے روبرو اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا۔ اسلام قبول کرنے کے اعتبار سے اس کا نمبر ساتواں ہے۔ جیسا کہ ابن اثیر کہتے ہیں۔

كانت سابع سبعة في الاسلام و كانت ممن يعذب في الله عزوجل اشد العذاب.

وہ اسلام قبول کرنے کے حوالے سے ساتویں نمبر پر تھی اور وہ ان خواتین میں سے تھی جن کو اللہ کی راہ میں شدید تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔[1]

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں۔

اول من اظهر الاسلام سبعة رسول الله صلى الله عليه وسلم و ابوبكر، و بلال، و خباب و صهيب و عمار و سمية ام عمار.

جنہوں نے پہلے اسلام کا اظہار کیا وہ سات ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکرؓ، بلالؓ، خبابؓ، صہیبؓ، عمار اور سمیۃ ام عمار رضی اللہ عنہم۔[2]

صبر کرنے والی اور چیلنج دینے والی:

☆ تاریخ میں کوئی مسلمان خاتون ایسی دیکھائی نہیں دیتی جس نے ام عمار سمیۃ رضی اللہ عنہا

(۱) اسد الغابہ (۵/۴۸۱)

(۲) الاستیعاب (۴/۳۲۶) انساب الاشراف (۱/۱۵۸)

جیسا صبر وتحمل کا مظاہرہ کیا ہو۔ جس نے صبر وتحمل کو اپنا شعار بنا لیا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ صابرین کو ان کے صبر کا بدلہ پورا پورا دیا جائے گا۔

☆ آپ ذرا تصور کریں کہ ایک ایسی خاتون جس کی ہڈیاں کمزور ہو چکی ہوں۔ اور وہ بڑھاپے کی انتہاء کو پہنچ چکی ہو۔ اور اس نے پتھر دل لوگوں کی تکالیف اور اذیتوں کو صبر وتحمل سے برداشت کیا ہو۔ پتھر بھی جب پھٹتے ہیں تو ان میں سے پانی نکلتا ہے۔ ان کے دل تو پتھروں سے بھی زیادہ سخت تھے۔ یہ عظیم خاتون ان کے ظلم وستم اور دھمکیوں کو برداشت کرتی رہی۔ اور یہ سب کچھ اس کے اللہ پر ایمان کی وجہ سے ممکن ہو سکا۔

☆ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا اکیلی ہی اس ظلم وستم کا نشانہ نہیں بنی تھی بلکہ اس کے ساتھ اس کا پورا خاندان ان اذیتوں سے دوچار تھا' کوڑوں نے ان کے جسموں کے پرخچے اڑا دیئے تھے۔ لیکن ان کا اپنے اللہ پر پختہ ایمان پہاڑوں کی مانند تھا جن پر نہ موجیں اثر انداز ہوتی ہیں اور نہ آندھیاں ان صبر کرنے والوں نے خواب دیکھنے والوں کے خوابوں کو اس انداز میں چھوڑا جیسے ہوائیں تنکوں کو اڑا لے جاتی ہیں۔ بڑے بڑے مشرک اس خاندان کا صبر دیکھ کر ورطہ حیرت میں پڑ گئے۔ اس خاندان نے مشرکین کی بداعمالیوں کو اور اپنے قابل تعریف صبر جمیل کو تاریخ کے صفحات میں درج کرایا۔

☆ ذرا ان اللہ والوں کو دی جانے والی اذیتوں کی ایک جھلک تو دیکھیں علامہ ابن کثیر ابن اسحاق کے حوالے سے بیان کرتے ہیں۔

☆ بنو مخزوم عمار' اس کے والد اور اس کی والدہ کو گرم ترین دوپہر کے وقت مکہ کی تپتی ہوئی ریت پر اذیت دینے کے لیے باہر لے جاتے رسول اللہ ﷺ وہاں سے گذرتے اور انہیں تکلیف دہ صورت حال میں دیکھ کر یہ ارشاد فرماتے۔

صبراً آل یاسر موعدکم الجنة.

آل یاسر صبر کرو تمہارا ٹھکانہ جنت ہے۔(۱)

☆ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ سیدنا جابر بن عبداللہ کے حوالے سے روایت کرتے ہیں' کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمار اور اس کے خاندان کے پاس سے گزرے انہیں اذیت دی جا رہی تھی۔ آپ نے انہیں دیکھ کر فرمایا:

اَبْشِرُوْا آلِ عَمَّارٍ و آلِ یَاسر فَاِنَّ مَوعدکم الجنة.

آل عمار اور آل یاسر خوش ہو جاؤ تمہارا ٹھکانہ جنت ہے۔(۲)

جہاں تک عمارؓ کی والدہ سمیہ رضی اللہ عنہا کا تعلق ہے اسے اسلام کے اقرار پر ڈٹ جانے کی وجہ سے ان بدقماشوں نے قتل کر دیا' اللہ اس سے راضی ہو گیا اور اسے راضی کر دیا۔

پہلی شہیدۃ:

☆ مؤمن شہداء کی پہلی جماعت میں حضرت سمیہؓ کے خاوند یاسر رضی اللہ عنہ تھے' یہ مرد مؤمن مشرکین کے ہاتھوں اذیتیں سہتا ہوا جام شہادت نوش کر گیا۔ جہاں تک شہداء کی بطل جلیل خاتون کا تعلق ہے۔ جسے سمیہ کے نام سے جانا پہچانا جاتا ہے۔ یہ ابوجہل فاسق کو اس کے چچا ابوحذیفہ بن مغیرہ نے دی تھی' یہ بہت بوڑھی ہو چکی تھی۔ لیکن تکالیف کو جس انداز میں برداشت کرتی بڑے بڑے جوانمرد بھی برداشت نہ کر سکتے تھے۔ ابوجہل کمینے نے اسے بہت ستایا' اور اسے اذیت دینے میں اپنے کینے کو بروئے کار لانے کی انتہاء کر دی' اسے یہ امید تھی کہ وہ دین کے حوالے سے یہ اذیت برداشت نہیں کر سکے گی۔ لیکن یہ کیسے ممکن تھا؟۔ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا نے چپ سادھ لی ابوجہل جو بھی سوال کرتا یہ بالکل خاموش رہتی کسی

---

(۱) البدایہ و النهایہ (۳/۵۶ و ۵۷)

(۲) مستدرك حاكم (۳/۲۸۴) الحلية (۱/۱۴۹)

بات کا جواب نہ دیتی اس بیہودہ انسان نے یہاں تک کہہ دیا کہ تم حضرت محمد ﷺ کے حسن و جمال پر فریفتہ ہو کر ایمان لائی ہو۔(۱) لیکن زمین جنبد نہ جنبد گل محمد۔ کی طرح بالکل خاموشی اختیار کیے رہی۔

☆ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا چپ سادھے رہی کوئی بات نہ کی ہر طرح کی اذیت برداشت کرتی رہی۔ اپنے ٹھوس عقیدے کی وجہ سے ابوجہل اور اس کے ساتھیوں پر اس کا پلہ بھاری رہا۔ اللہ کی راہ میں اذیت اور آزمائش کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔

☆ جب یہ فاسق اس کے صبر و تحمل کی وجہ سے مایوس ہو گیا تو اس کے صبر نے اس ناہنجار کو انگیخت کیا تو اس نے نیزہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کے دل میں پیوست کر دیا' جس سے وہ جام شہادت نوش کرتی ہوئی موت کی وادی میں اتر گئی۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

وہ اپنی روح اپنے خالق کو سپرد کر کے خوش و خرم ہو گئی۔

بلکہ وہ اپنے رب کے ہاں اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے جلد پہنچ گئی۔ اس کی شہادت نبوت کے چھٹے سال وقوع پذیر ہوئی یہ تاریخ اسلام کی پہلی شہید خاتون ہے۔

☆ ابھی چند سال گذرنے نہ پائے تھے کہ فرعون امت اللہ کا دشمن میدان بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں قتل کر دیا گیا نبی کریم ﷺ نے عمار بن سمیہ کو بشارت دیتے ہو کہا:

قتل اللہ قاتل اُمّک.

اللہ نے تیری والدہ کے قاتل کو قتل کر دیا۔

☆ اس نبوی بشارت کے ساتھ ساتھ عمار رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی وہ دعا بھی یاد آئی جو آپ نے اس کے خاندان کے بارے میں کی تھی۔

---

(۱) السیرة النبویه لاحمد زینی دحلان (۱/ ۲۴۰)

اَللّٰھُمَّ لَا تُعَذِّبْ اَحَدًا مِّنْ آلِ یاسر بالنار.

الٰہی! تو آل یاسر میں سے کسی کو بھی جہنم کے عذاب میں مبتلا نہ کرنا۔

☆ اللہ تعالیٰ سمیہؓ، اس کے بیٹے اور اس کے خاوند سے راضی ہوا۔

آیئے ہم بھی رسول اللہ ﷺ کی دعا کے ساتھ مل کر دعا کریں۔

اللھم اغفر لآل یاسر و قد فعلت.

الٰہی آل یاسر کو بخش دے اور واقعی تو نے ایسے ہی کیا۔

آیئے ہم اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا کریں۔

﴿رَبَّنَا فَاغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَ كَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ﴾

(آل عمران : ۱۹۳)

"ہمارے رب ہمارے گناہ بخش دے ہماری خطائیں مٹا دے اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ فوت کرنا"۔

آمین یارب العالمین

حضرت سمیۃ بنت خباط رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے مندرجہ ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

۱۔ اسد الغابة	۵/۴۸۱
۲۔ الاصابة	۴/۴۲۷
۳۔ الاستیعاب	۴/۳۲۶
۴۔ انساب الاشراف	۱/۱۵۸
۵۔ البدایه و النهایة	۳/۵۶، ۵۷
۶۔ الحلیة	۱/۱۴۹
۷۔ السیرة النبویه دحلان	۱/۲۴۰

۵۰

ضباعۃ بنت زبیر رضی اللہ عنہا

ضباعۃ نے کہا' یارسول اللہ ﷺ میں حج کرنا چاہتی ہوں۔ کیا میں کوئی شرط لگا سکتی ہوں؟

فرمایا: ہاں!

عرض کی کیسے کہوں؟

آپ نے فرمایا: تم یہ الفاظ کہو۔

لبیک اللهم لبیک لبیک محلی من الارض حیث یحبسنی.

بہترین خاتون اور بہترین مرد

☆ بہترین لوگوں کے درمیان ہمارے خوشگوار سفر میں جہان صحابیات میں ہماری ملاقات ایک ایسی خاتون سے ہوتی ہے جو رسول اللہ ﷺ کی قریبی رشتہ دار تھی اور اسے رسول اللہ ﷺ کے ہاں بڑا مقام و مرتبہ حاصل تھا۔ اس خاتون کا نام ہے ضباعۃ بنت الزبیر بن عبدالمطلب بن ہاشم القرشیۃ الہاشمیۃ ۔ یہ نبی کریم ﷺ کے چچا کی بیٹی تھی۔(۱)

☆ ہم رسول اللہ ﷺ کے چچا کی بیٹی کا تذکرہ تو کریں گے ہی۔ اس میں کوئی ہرج کی بات نہیں آپ کے چچاؤں اور پھوپھیوں کے نام بھی ہم جان لیں۔

نبی کریم ﷺ کے دادا عبدالمطلب کے دس بیٹے تھے اور چھ بیٹیاں' عبداللہ بن عبدالمطلب نبی کریم ﷺ کے والد ماجد تھے۔

آپ کے چچا زبیر' ابو طالب' عباس' ضرار' حمزۃ' المقوم' ابولہب عبدالعزیٰ' الحارث' اورنوفل تھے یہ سب عبدالمطلب کے بیٹے تھے۔

☆ آپ کی پھوپھیاں یہ تھیں عاتکہ' امیمۃ' البیضاء یعنی ام حکیم' برۃ' صفیۃ(۲) اور اروٰی یہ سب عبدالمطلب کی بیٹیاں تھیں۔

اے ضباعۃ خوش آمدید:

نبی کریم ﷺ کے بچپن میں ضباعۃ کے والد زبیر آپ کے ساتھ بڑی نرمی اور

---

(۱) تہذیب الاسماء و اللغات (۲/ ۳۵۰) تہذیب التہذیب (۱۲/ ۴۳۲)

(۲) صفیہ بنت عبدالمطلب کا تذکرہ آگے آرہا ہے۔

لطافت سے پیش آتے۔ زبیر بن عبدالمطلب نبی کریم ﷺ کا بڑا چچا تھا۔ اس کی کنیت' ابوالطاہر تھی۔ السہیلی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں یہ قریش کے بڑے وسیع الظرف نوجوان تھے۔

اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے اپنے بیٹے کا نام طاہر رکھا۔

☆ السہیلی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں۔ کہ زبیر ان لوگوں میں سے تھے جنھوں نے موت کے بعد بعثت کا اقرار کرلیا تھا۔ اسے مکے میں رہائش پذیر ایک ظالم کی موت کا بتایا گیا تو زبیر نے پوچھا اس کی موت کس طرح واقع ہوئی۔ تو اسے یہ بتایا گیا کہ وہ اپنے کیے میں پکڑا گیا تو زبیر کہنے لگے۔ تو پھر ایک روز ایسا ہونا چاہئے جس میں اللہ تعالیٰ مظلومین کو انصاف مہیا کرے۔ اس سے یہ استدلال کیا جا سکتا ہے کہ وہ مرنے کے بعد بعثت کے قائل ہو چکے تھے۔ (۱)

☆ زبیر اپنے چھوٹے بھائی کے بیٹے حضرت محمد ﷺ سے بہت پیار کیا کرتے تھے۔ بڑی شفقت سے پیش آتے' اور بچپن میں اسے یہ لوری سنایا کرتے تھے۔

مُحَمَّدُ بْنُ عبدم ☆ عِشْتَ بِعَيْشٍ انعم

لَازِلْتَ فِي عَيْشٍ عَمٍّ ☆ وَ دَوْلَةٍ وَ مُغْنَمٍ

يُغْنِيْكَ عَنْ كُلِّ العم ☆ وعشت حَتّٰى تهرم

محمد بن عبداللہ تم خوشحالی کی زندگی بسر کرو۔

تم ہمیشہ دولت مند اور خوشحال رہو۔

وہ تجھے ہر چچا سے بے نیاز کر دے اور تم بڑھاپے تک زندہ رہو۔

☆ ضباعۃ کے حالات و واقعات سے پتہ چلتا ہے' کہ اس کا باپ اس سے پیار کرتا تھا۔ اور اس میں خیر کے پہلو محسوس کرتا تھا۔ اور اس کے سامنے چھوٹے چھوٹے گیت گنگنایا کرتا تھا' جن میں اخلاقیات کا درس ہوتا اور فضائل کی جھلک ہوتی۔

(۱) الروض الانف علی هامش السيرة النبوية (۱/۱۳۲)

وہ اسے جھوم کر یہ گیت سناتا۔

یــا حــبــذا ضبــاعــة ☆ مــكــرمــة مــطــاعــة

لا تســرق الـبـضــاعـة ☆ لاتـعـرف الـخـلاعـة

واہ واہ کیا خوب ضباعہ' معزز اور ہر دلعزیز جس کا ساماں چوری نہیں کیا جاتا

اور نہ اس کے ہاں بیہودگی کا نام ونشان ہی ہے۔

اور کبھی یہ کہتا:

ان ابـنـتـی لـحـرة ذات حسب

لا تـمـنـع الـنـار و لا فـضـل الـحـطـب

بلاشبہ میری بیٹی آزاد اور خاندانی ہے۔

آگ لینے سے وہ کسی کو روکتی نہیں اور نہ فالتو ایندھن سے کسی کو روکتی ہے۔

☆ اس اخلاقیات کے ماحول میں ضباعۃ نے خوبیوں کے حصول کی چاہت میں پرورش پائی۔ جب صبح اسلام کا نور پھیلا تو ضباعۃ رضی اللہ عنہا نے پہلے ہی مرحلے میں اسلام قبول کر لیا پھر پہلے قافلے کے ساتھ ہجرت اختیار کی اور یہ دیگر عالم فاضل خواتین کے لیے نمونہ بن گئی۔

☆ یاد رہے کہ اس کا بھائی عبداللہ اور بہن ام الحکم زبیر بن عبدالمطلب کے فرزند' ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے اسلام قبول کرنے میں سبقت حاصل کی تھی۔

مبارک شادی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بہترین شخص مقداد بن اسود سے ضباعۃ بنت زبیر کی شادی کر دی۔

ہوا یہ کہ عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ اور مقداد بن اسود دونوں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔

عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے مقداد سے کہا آپ شادی کیوں نہیں کرتے۔

مقداد نے جواباً کہا آپ ہی مجھے اپنا داماد بنالیں۔

حضرت عبدالرحمان کو یہ سن کر بڑا غصہ آیا۔ غصے سے چہرا سرخ ہوگیا۔

مقداد بن اسودؓ نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر شکایت کی آپ نے اس کے چہرے کو مغموم دیکھا تو فرمایا:

میں آپ کی شادی کرا دیتا ہوں۔ کوئی فکر کی بات نہیں؟ تو آپ نے اپنے چچا کی بیٹی ضباعۃ سے اس کی شادی کر دی' وہ بڑی صاحب جمال اور دانشمند خاتون تھی اور رسول اللہ ﷺ کی قریبی رشتہ دار بھی تھی۔ (۱)

☆ اس حوالے سے ضباعۃؓ کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا رشتہ الطیبات للطیبین کی بنیاد پر کیا۔ پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے کفو ہوتے ہیں۔ یہاں کفو باعتبار نسب نہیں بلکہ باعتبار دین ہوتا ہے۔

مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کبار صحابہ کرامؓ میں سے تھے۔ یہ شادی دونوں میاں بیوی کے لیے خیر و برکت کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مقداد کے لیے ایسی مالی فراوانی کر دی جس کا وہم و گمان ہی نہیں تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اس کے رزق میں ایسی برکت عطا کی۔ جس سے اس کے گھر چاندی کثیر مقدار میں جمع ہوگئی۔ (۲)

☆ اللہ تعالیٰ نے دونوں میاں بیوی کو اچھی اولاد سے نوازا' مقداد کو ایک بیٹا عبداللہ اور ایک بیٹی کریمۃ عطا کی۔ دونوں نے تاریخ اسلام میں بہت نام پایا۔

اس کی شخصی خوبیاں:

☆ ضباعۃ رضی اللہ عنہا کا نبی کریم ﷺ کے ہاں بڑا مقام و مرتبہ تھا۔ آپ ﷺ اس کی بڑی

---

(۱) الطبقات (۱۶۲/۲) تاریخ اسلام ذهبی (۴۱۹/۳) الاصابه (۴۳۴/۳)

(۲) دلائل النبوۃ الاصبهانی (۵۹۵/۲)

عزت وتوقیر کیا کرتے تھے' وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانے کا تحفہ بھیجا کرتی تھی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے اپنی کنیز سدرہ کو ایک چھوٹا پیالہ جس میں کھانا تھا دے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجا۔ آپ اس دن اپنی زوجہ محترمہ ام المومنین ام سلمۃ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سدرہ سے کہا کیا یہ کھانا ضباعۃ نے بھیجا ہے۔

اس نے کہا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

آپ نے فرمایا رکھ دیجئے۔

کہتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل خانہ نے مل کر یہ کھانا خوب سیر ہو کر کھایا اور میں بھی کھانے میں شامل تھی۔ (۱)

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضباعۃ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے اور وہاں کھانا بھی تناول فرمالیا کرتے تھے۔

علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضباعۃ بنت زبیر رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے وہاں دستی کا گوشت کھایا پھر آپ نے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔ (۲)

☆ ایک مرتبہ ضباعۃ رضی اللہ عنہا نے اپنے گھر بکری ذبح کی اور اس میں سے کچھ گوشت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بھیجا۔ (۳)

☆ ان کی ذاتی خوبیوں میں سے ایک یہ خوبی بھی تھی۔ کہ وہ مجاہدین کی صفوں میں شامل تھی۔

---

(۱) عیون الاثر (۲/۳۰۸) (۲) الاستیعاب (۴/۴۲۴)

(۳) زاد المعاد (۴/۲۱۸)

غزوۂ خیبر میں شریک ہوئی' رسول اللہ ﷺ نے مال غنیمت میں سے چالیس وسق اناج اس کو دیا۔(۱)

روشن پہلو:

حضرت ضباعۃ رضی اللہ عنہا کی زندگی کا ایک روشن پہلو یہ بھی ہے۔ کہ وہ حدیث کی راوی تھی۔

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔

کہ اس نے نبی کریم ﷺ سے چند احادیث روایت کیں۔

☆ اس نے نبی کریم ﷺ اور اپنے خاوند سے تقریباً گیارہ احادیث روایت کی ہیں۔ اور اس سے جن صحابہ کرامؓ نے احادیث روایت کیں وہ یہ ہیں۔

عبداللہ بن عباس' جابر بن عبداللہ' انس بن مالک اور ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہم۔

☆ اور اس سے جن اکابر تابعینؒ نے روایت کی ان کے نام یہ ہیں۔ اس کی بیٹی کریمۃ بنت مقداد' سعید بن مسیّب' عروہ بن زبیر اور عبدالرحمان بن اعرج۔(۲)

☆ اس کی مرویات میں سے ابن سعد نے اسی کے حوالے سے جو روایت بیان کی وہ یہ ہے۔

فرماتی ہیں۔

کہ یمن سے تیرہ افراد پر مشتمل ایک وفد آیا وہ اپنی سواریوں کو ہانکتے ہوئے مقداد بن عمر کے دروازے پر آ گئے۔ یہ بنو جدیلہ میں سے تھے' مقداد ان کے استقبال کے لیے باہر نکلے انہیں خوش آمدید کہا اور اپنے گھر کے ایک

---

(۱) الطبقات (۸/۴۶) السیرۃ النبویہ (۳۵۲)

(۲) اسد الغابہ (۵/۴۹۵) تہذیب الاسماء و اللغات (۲/۳۵۰)

سیر اعلام النبلاء (۲/۲۷۵)

کمرے میں بٹھایا۔ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے اسلام قبول کیا میراث کے مسائل سیکھے کئی دن وہاں رہے پھر رسول اللہ ﷺ کو الوداع کہنے کے لیے آئے۔ آپ نے انہیں انعامات دینے کا حکم دیا اور وہ اپنے اہل وعیال کی طرف واپس چلے گئے۔(۱)

میں حج کرنا چاہتی ہوں:

ابن ماجہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے بیان کرتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا عورتوں پر جہاد فرض ہے؟

آپ نے فرمایا ان پر ایسا جہاد فرض ہے جس میں قتال نہیں ہوتا۔ اور وہ ہے حج اور عمرہ۔(۲)

☆ جب حج ہر کمزور کے لیے بمنزلہ جہاد ٹھہرا تو ضباعۃ رضی اللہ عنہا نے یہ اجر وثواب حاصل کرنے کا ارادہ کیا۔ اس نے چاہا کہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حج کی سعادت حاصل کرے لیکن اسے اندیشہ ہوا کہ کہیں مرض کی وجہ سے رکاوٹ پیدا نہ ہو جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے مشروط نیت کرنے کی اجازت دے دی۔

ترمذی میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے مروی ہے۔ کہ ضباعۃ بنت زبیر رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں حج کا ارادہ رکھتی ہوں کیا میں اسے مشروط کر سکتی ہوں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں!

عرض کی میں کس طرح کہوں۔

آپ نے فرمایا تو حج کی نیت کرتے وقت یہ الفاظ کہہ:

---

(۱) الطبقات (۳۳۱/۱) (۲) سنن ابن ماجہ (۲۹۰۱)

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ مُحَلِّی مِنَ الْاَرْضِ حَیْثُ یَحْبِسُنِی.

الٰہی میں حاضر ہوں' حاضر ہوں' حاضر ہوں' میں وہیں احرام کھول کو حلال ہو جاؤں گی جہاں میرا اللہ مجھے روک لے گا۔(۱)

☆ اس حدیث شریف میں ضباعۃ رضی اللہ عنہا کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کے مطابق یہ رخصت خاص طور پر حضرت ضباعۃ رضی اللہ عنہا کو دی گئی۔

اس کی وفات:

ضباعۃ بنت زبیر رضی اللہ عنہا کی زندگی ۴۰ ہجری تک رہی' خلافت راشدہ کے دور کے اختتام پر حضرت ضباعۃ رضی اللہ عنہا کی زندگی بھی اختتام پذیر ہوگئی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی جوار رحمت میں جا بسنے کے لیے لبیک زندہ جاوید سفر تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کی بیٹی کو الوداع کہنے سے پہلے آیئے ہم کلام الٰہی سے اپنی سماعت کو محظوظ کریں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

﴿یٰٓاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ﴾ (سورہ الفجر : ۲۷ ـ ۳۰)

حضرت ضباعۃ بنت زبیر رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

۱ ـ تهذيب الاسماء و اللغات ۲/۳۵۰

۲ ـ تهذيب التهذيب ۱۲/۴۳۲

---

(۱) سنن الترمذی (۹۴۱) و ابوداؤد' النسائی و احمد' تفسیر قرطبی و ابن کثیر البقرہ آیت نمبر ۹۶.

٣۔ الروض الانف	١٣٢/١
٤۔ الطبقات	١٦٢/٢
٥۔ تاریخ اسلام ذہبی	٤١٩/٣
٦۔ الاصابة	٤٣٤/٣
٧۔ دلائل النبوة اصبہانی	٥٩٥/٢
٨۔ عیون الاثر	٣٠٨/٢
٩۔ زاد المعاد	٢١٨/٤
١٠۔ اسد الغابة	٤٩٥/٥
١١۔ سیر اعلام النبلاء	٢٧٥/٢



۵۱

رملة بنت ابی عوف رضی اللہ عنہا

''اسلام میں سبقت لے جانے والی' ہجرت کرنے والی اور صبر کرنے والی''۔

میدان سابقات میں

ایمانی مسابقت کی دوڑ میں عورت نے مرد کو اس میدان میں پچھاڑ دیا۔ تواتر کے ساتھ یہ بات ثابت ہو چکی ہے۔ کہ اسلام کے لیے جو پہلا دھڑکہ اور اسلام کا نور جس میں چمکا وہ ایک عورت کا دل تھا۔ جس نے ایمان کے میدان میں سبقت حاصل کی۔ اور وہ ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد تھی۔ پھر اس کے بعد سبقت لے جانے والی اور اسلام کا گہرا تاثر لینے والی وہ خاتون ہے جس نے اسلام کے علاوہ ہر چیز کو پس پشت ڈال دیا' اور راہ اسلام میں ہر کڑوی چیز کو میٹھا خیال کیا۔ ان سابقات میں سے جو طلوع اسلام کے وقت سے ہی اس کے سائے تلے آنے کے لیے پلٹیں' ان میں سے جلیل القدر صحابیہ حضرت رملۃ بنت ابی عوف رضی اللہ عنہا بن صبیرہ ہے۔[1] اور بعض نے صبیرہ کی جگہ ضبیرہ نام لیا ہے۔

☆ رملۃ نے مکہ معظمہ میں اس وقت اسلام قبول کر لیا تھا جب ابھی رسول اللہ ﷺ دار ارقم میں داخل نہیں ہوئے تھے۔

☆ اس کا خاوند مطلب بن ازہر بن عبد عوف الزہری بھی پہلے قافلہ اسلام میں سے تھا۔ یہ حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کے چچا کا بیٹا تھا۔[2]

☆ مطلب اور اس کے دونوں بھائی طلیب اور عبدالرحمان ازہر کے بیٹے ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں اسلام قبول کرنے کے حوالے سبقت کا شرف حاصل ہوا۔

---

(۱) الطبقات (۲۶۸/۸) دلائل اسوۃ للبیھقی (۲۰۰/۲) الاصابه (۳۰۰/۴)

(۲) الاصابه (۴۰۴/۳)

تاریخ نے ان کے نام مخلصین اولین میں لیے ہیں۔

رملۃ سر زمین حبشہ میں:

☆ قریش کو ہر اس شخص پر ظلم ڈھانے اور اسے اذیت دینے میں دسترس حاصل تھی جو ایمان لے آتا بعض اوقات ان کا ظلم وستم حد سے تجاوز کر جاتا۔ اور انہیں مختلف نوعیت کی تکالیف سے دوچار کیا جاتا جس قبیلہ کا فرد ایمان قبول کرتا اسی کے افراد اسے اذیت دیتے جس طرف بھی وہ جاتا اسے گالیاں دیتے اس کے ساتھ بیہودہ گوئی سے پیش آتے' اور اسے خوب تختہ مشق بناتے۔

☆ رملۃ اور بنو زہرۃ صبر وشکر اور خندہ پیشانی سے اذیتوں کو برداشت کرتے۔ ان کے لیے تمام بڑی قربانیاں آسان ہو گئیں اللہ کی راہ میں جان دینا بھی ان کے لیے بڑا آسان ہو گیا۔

نو آموز مسلمانوں کا یہ صبر وتحمل دیکھ کر قریش بیک وقت تعجب کا اظہار بھی کرتے اور کینے کا مظاہرہ بھی کرتے۔

☆ مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے مظالم بسا اوقات حد سے بڑھ جاتے انہیں تختہ مشق بناتے ہوئے قتل بھی کر دیا جاتا' اس دردناک اذیت کا جو خاتون سب سے پہلے نشانہ بنی اور اسے تاریخ اسلام کی پہلی شہید خاتون ہونے کا اعزاز ملا وہ عمار بن یاسر کی والدہ حضرت سمیۃ رضی اللہ عنہا تھی اس طرح اس نے اپنے صبر وتحمل اور ثابت قدمی سے بلند مقام حاصل کر لیا۔

☆ یہ اندوہناک مناظر سامنے آنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اشارہ کیا وہ زمین میں بکھر جائیں اور حبشہ کی طرف نکل جانے کا اشارہ دیتے ہوئے فرمایا:

فَاِنَّ بِهَا مَلِكًا لَا يُظْلَمُ عنده اَحَدٌ و هي ارض صِدْقٍ حَتّٰى يَجْعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ فَرَجًا مِّمَّا اَنْتُمْ فِيْهِ.

وہاں ایک بادشاہ ہے اس کے ہاں کسی پر ظلم نہیں کیا جاتا' وہ صدق و وفا کی سرزمین ہے یہاں تک کہ اللہ تمہارے لیے کشادگی پیدا کر دے اور تم موجودہ صورت حال سے نجات پا جاؤ۔

☆ رملۃ رضی اللہ عنہا اس کا خاوند مطلب اور اس کا بھائی طلیب تینوں نے سفر ہجرت اختیار کیا۔ یہ حبشہ میں نجاشی کے پڑوس میں رہائش پذیر ہوئے جس نے مہاجرین کے لیے اچھا ٹھکانہ مہیا کیا اور ان کی ہر طرح سے خبر گیری کی اور خیال رکھا۔

اور اس نے یہ اعلان کیا کہ نہ تو انہیں بے یار و مددگار چھوڑا جائے گا اور نہ ان کو دھوکہ دیا جائے گا۔

☆ سرزمین حبشہ میں رملۃ رضی اللہ عنہا نے اپنے بیٹے عبداللہ بن مطلب بن ازہر کو جنم دیا(۱) جس سے دونوں میاں بیوی کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں۔ بیٹے کی وجہ سے پردیسی ہونے کا دکھ درد کافور ہو گیا۔

صبر جمیل:

☆ رملۃ رضی اللہ عنہا اور اس کے خاوند کی نومولود عبداللہ کے ہونے کی خوشی کوئی زیادہ طویل نہیں ہوئی تھی' کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے خاوند مطلب کو اپنی جوار رحمت میں بلا لیا' پھر تھوڑے ہی عرصے کے بعد اس کا بھائی طلیب بن ازہر بھی فوت ہو گیا۔ رملۃ رضی اللہ عنہا نے اس مصیبت کو صبر و تحمل سے برداشت کیا۔ اس نے خاوند کی وفات پر ثواب کی نیت سے صبر کیا اور اپنے بیٹے کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی۔

☆ اس کا بیٹا عبداللہ علم میراث کا ماہر تھا حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ مطلب بن ازہر حبشہ میں فوت ہوئے۔ اس کا وارث اس کا بیٹا عبداللہ بنا۔ یہ تاریخ اسلام میں پہلا شخص ہے۔ جو اپنے باپ کا وارث بنا۔(۲)

---

(۱) انساب الاشراف (۱/۲۰٤) (۲) الاصابہ (٤/٤٠٤)

☆ مومنہ' صابرہ حضرت رملۃ رضی اللہ عنہا اپنے بیٹے کے ہمراہ سرزمین حبشہ میں دوسرے مہاجر مسلمانوں کی طرح رہائش پذیر رہی' یہاں تک سب مسلمانوں نے ۷ ہجری فتح خیبر کے موقع پر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت اختیار کی انہیں دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے' انہیں خیبر کے مال غنیمت میں سے حصہ دیا۔

☆ مدینہ منورہ میں صابروشاکر رملۃ رضی اللہ عنہا مومن خواتین کے قافلے کے ساتھ شامل ہوکر اسلام کے زیرسایہ زندگی بسر کرتی رہی یہاں تک کہ وہ اپنے رب سے جاملی۔

☆ اللہ تعالیٰ رملۃ بنت ابی عوف رضی اللہ عنہا سے راضی ہوا' اور اس کی قبر کو تروتازہ اور پر بہار کر دیا اور اسے دراز سائے اور ٹھنڈے میٹھے چشموں کے ماحول میں جگہ عطا کر دی۔

حضرت رملۃ بنت ابی عوفؓ کے مفصل حالاتِ زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

١ ـ الطبقات ٨/٢٦٨

٢ ـ دلائل النبوة بيهقى ٢/٢٠٠

٣ ـ الاصابة فى تمييز الصحابه ٤/٣٠٠

٤ ـ انساب الاشراف ١/٢٠٤

٥ ـ اسد الغابة ٣/٦٤



۵۲

جمیلہ بنت سعد بن الربیع رضی اللہ عنہا

رسول اللہ ﷺ نے جمیلہ کے بھائی سے کہا:

''سعد کی دو بیٹیوں کو دو ثلث دو اسی کی ماں کو اٹھواں حصہ اور جو باقی بچے وہ مال تیرا ہے''۔

اخیار کے حالات

سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئی۔ آپ نے اس کی طرف اپنی چادر پھینکی تاکہ وہ اس پہ بیٹھ جائے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو دریافت کیا کہ یہ خاتون کون ہے؟

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ اس کی بیٹی ہے۔ جو مجھ اور تجھ سے بہتر ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا:

وہ کون ہے؟

یا خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فرمایا: اس شخص نے جنت میں اپنا ٹھکانہ بنا لیا میں اور آپ ابھی یہیں دنیا میں پڑے ہیں۔ یہ سعد بن ربیع کی بیٹی ہے۔ جو بیعت عقبہ کے موقعے پر نقیب تھا' غزوۂ بدر میں شریک ہوا اور غزوہ احد میں جام شہادت نوش کر گیا۔

☆ سعد کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اللہ اس پر رحم فرمائے اس نے زندگی بھر اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہر کسی سے خیر خواہی کی۔ اور اس کی موت بھی اسی بنیاد پر ہوئی۔ (۱)

☆ ہم اخیار کا تذکرہ اور ان کے حالات و واقعات ہمیشہ بیان کرتے رہیں گے۔

انصار میں سعد نامی سات افراد تھے۔ اور ان میں سے چار قبیلہ اوس کے تھے' اور وہ تھے سعد بن معاذ' سعد بن خیثمہ' سعد بن عبید اور سعد بن زید اور تین سعد نامی

---

(۱) اسد الغابہ (۲/۲۷۸)

افراد قبیلہ خزرج کے تھے۔ اور وہ تھے سعد بن عبادہ' سعد بن عثمان ابو عبیدہ اور سعد بن الربیع رضی اللہ عنہم وعن الصحابۃ اجمعین۔

☆ اب ہم سعد بن الربیع کی بیٹی جمیلہ کی پاکیزہ اور خوشبودار سیرت قلم بند کریں گے۔ جو اپنی کنیت ام سعد بنت سعد سے مشہور و معروف ہوئی۔ (۱)

☆ جب اس کا باپ شہید ہوا اس وقت یہ اپنی ماں کے پیٹ میں تھی' باپ کی شہادت کے چند ماہ بعد یہ پیدا ہوئی۔

☆ ام سعدؓ نے یتیمی کی حالت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی گود میں پرورش پائی جس سے اس نے اخلاق کریمہ' اچھی عادات اپنائیں اور فصاحت و بلاغت کا درس لیا جس نے اسے عظمتوں کے آسمان کی بلندیوں تک پہنچا دیا۔ ام سعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش خدمت ہوئی۔ آپ نے اس سے پوچھا تم کون ہو؟

اس نے کہا میں خطیب' نقیب' شہید سعد بن الربیع کی بیٹی ہوں۔ (۱)

اللہ اس کا فیصلہ کرے گا:

اس عظیم المرتبت صحابیہ' اس کی ہمشیرہ اور اس کی والدہ کے بارے قرآن حکیم میں آیات نازل ہوئیں جو لوگوں کے لیے دستور قرار پائیں' اس قرآنی دستور نے زمانہ جاہلیت کے ظالمانہ طرز عمل کو باطل قرار دے دیا۔ زمانہ جاہلیت میں عورت کے حقوق پامال کیے جاتے تھے اس کے مقام و مرتبہ کا کوئی خیال نہ رکھا جاتا تھا' قرآن کریم آیا اس نے عورت کو وہ مقام عطا کیا جو اس کا واقعی حق تھا اللہ تعالیٰ نے اسے اندھی جاہلیت میں ملوث ہونے سے بچا لیا۔

☆ ہم یہ قصہ شروع سے بیان کرتے ہیں۔ جب سعد بن الربیع شہید ہو گئے اس نے

---

(۱) الطبقات (۸/۴۷۷) الاصابہ (۴/۴۳۷)

(۲) البیان و التبیین (۲/۶)

اپنے پیچھے دو بیٹیاں چھوڑیں مسلمانوں میں بھی وراثت زمانہ جاہلیت کے رواج کے مطابق تقسیم ہوتی تھی۔ وہ اس طرح کہ ساری میراث مرد کے حصے میں آ جاتی عورتوں کو بالکل محروم رکھا جاتا۔

حضرت سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے بچیوں کے چچا نے ساری میراث خود حاصل کر لی۔ وراثت کے مسائل ابھی نازل نہیں ہوئے تھے۔ سعد کی بیوی عمرۃ ایک محتاط اور صابر خاتون تھی۔ جو کچھ اس کے خاوند کے بھائی نے کیا اسے برا لگا۔

وہ گھبرائی ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اپنے ساتھ پیش آنے والی صورت حال کا شکوہ کیا۔ تا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ صادر فرمائیں' تا کہ اسے اور اس کی دونوں بیٹیوں کو جاہلیت کے ظلم سے بچائیں۔ اور ایسے ہی ہوا۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔

سعد بن الربیع کی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سعد بن الربیع کی دو بیٹیاں ہیں ان کا باپ آپ کے ہمراہ غزوہ احد میں شریک ہوا اور وہ شہید ہو گیا۔ ان بچیوں کے چچا نے سارا مال خود ہی ہڑپ کر لیا اور ان کے لیے کچھ بھی نہ چھوڑا۔ مال نہیں ہو گا تو ان کی شادی کیسے ہو گی۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ اس بارے میں فیصلہ کرے گا۔

اس موقع پر آیت میراث نازل ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے چچا کو پیغام بھیجا۔

سعد کی دونوں بیٹیوں کو دو تہائی مال دے دیجئے ان کی والدہ کو آٹھواں حصہ دے دیں اور باقی مال اپنے پاس رکھ لیں۔ (۱)

---

(۱) احمد (۳/۳۵۲) ابوداؤد (۲۸۹۱) الترمذی (۲۰۹۳) ابن ماجہ (۲۷۲۰)
تفسیر قرطبی و ابن کثیر سورۃ النساء آیت نمبر ۱۱۔

☆ یہ حکم سن کر سعد رضی اللہ عنہ کی بیوی نے مسرت و شادمانی کا اظہار کرتے ہوئے اللہ اکبر کہا اسے اس بات کی بہت خوشی ہوئی اللہ تعالیٰ نے تفصیلی حکم نازل کیا لوگوں کے درمیان عدل و انصاف کرنے کا حکم دیا اور یہ آیت میراث نازل کی۔

﴿يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَ اِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَ لِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَ لَدٌ وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا﴾ (النساء: ۱۱)

''تمہاری اولاد کے بارے میں اللہ تمہیں وصیت کرتا ہے کہ مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے۔ اگر میت کی وارث دو سے زائد لڑکیاں ہوں تو انہیں ترکہ کا دو تہائی دیا جائے اور اگر ایک ہی لڑکی وارث ہو تو آدھا ترکہ اس کا ہے۔ اگر میت صاحب اولاد ہو تو اس کے والدین میں سے ہر ایک کو ترکے کا چھٹا حصہ ملنا چاہیے اور اگر وہ صاحب اولاد نہ ہو اور والدین ہی اس کے وارث ہوں تو ماں کو تیسرا حصہ دیا جائے اور اگر میت کے بہن بھائی بھی ہوں۔ تو ماں چھٹے حصے کی حق دار ہوگی یہ سب حصے اس وقت نکالے جائیں گے جب کہ وصیت جو میت نے کی ہو پوری کر دی جائے اور جو قرض اس پر ہو ادا کر دیا جائے۔ تم نہیں جانتے کہ تمہارے ماں باپ اور تمہاری اولاد میں سے کون بلحاظ نفع تم سے قریب تر ہے یہ حصے اللہ نے مقرر کر دیئے ہیں اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے''۔

مبارک شادی:

ام سعد رضی اللہ عنہا کی شادی خانہ آبادی امام کبیر' شیخ العلماء علم وراثت کے ماہر' کاتب وحی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ذہین و فطین صحابی سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے قرار پائی تو اس کے نصیب جاگ اٹھے۔ اس کی جھولی میں خیر و برکت کے خزانے آ پڑے۔ اس نے اپنے سرتاج سے علم و فقہ کی تعلیم حاصل کی جس سے وہ انصار کی عالم و فاضل خواتین میں سرفہرست آ گئی۔

☆ اس مبارک شادی کے نتیجے میں زیدؓ کے ہاں ہونہار بیٹے پیدا ہوئے جنہوں نے تاریخ کے صفحات کو علمی کارناموں سے آراستہ کیا' امام ذہبی رحمہ اللہ نے ان کے یہ نام بتائے ہیں۔

خارجہ' سلیمان' یحیٰی' عمارۃ' اسماعیل' اسعد' عبادہ' اسحاق' حسنہ' عمرہ' ام اسحاق' ام کلثوم' ان تمام فرزندان زید رضی اللہ عنہ کی والدہ ام سعد بنت سعد بن الربیع رضی اللہ عنہا ہے۔(۱)

ذاتی عزت و شرف:

☆ اس کا پوتا ابراہیم بن یحیٰی بن زید بن ثابت عزت و شرف کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتا ہیں۔

میں نے ام سعد بنت سعد بن الربیع رضی اللہ عنہا کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔

آپ فرماتی ہیں:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں میرے پاس آئے اور فرمانے لگے۔ آپ اگر چاہتی ہیں کہ اپنے باپ کی وراثت کے بارے میں کوئی بات کریں۔ تو کرلیں کیونکہ آج امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حالت حمل میں بچوں کو بھی وارث قرار دیا ہے۔ کیونکہ اس کا والد غزوہ احد

---

(۱) سیر اعلام النبلاء (۲/۴۲۸)

میں جب شہید ہوا تھا تو یہ اس وقت اپنی والدہ کے پیٹ میں تھی۔
اس نے کہا میں اپنی ہمشیرہ سے کچھ نہیں لینا چاہتی۔(۱)

☆ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ام سعد کی ہمشیرہ نے وراثت سے اپنا حصہ لے لیا تھا۔ لیکن ام سعدؓ نے سخاوت کا انداز اپنایا اور اپنا حصہ اپنی ہمشیرہ کو دے دیا۔ یہ بڑی عظمت کی بات ہے۔ بلکہ سخاوت و فضیلت کا ایک اچھوتا انداز ہے۔

اسباب نزول:

ام سعد رضی اللہ عنہا کو قرآن کریم کے ساتھ بڑی والہانہ محبت اور اس کے معانی و مطالب سے بھرپور دلچسپی تھی۔ قرآنی آیات کو خوب اچھی طرح یاد کر لیتی۔ اور اس کے اسباب نزول کی معرفت حاصل کرتی۔ اس میدان میں وہ مرجع خلائق بن چکی تھی۔ قرآن کریم کے فہم میں گہرائی کے بارے میں داؤد بن حصین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں میں ام سعد بنت سعد بن الربیع رضی اللہ عنہا سے تعلیم حاصل کرتا تھا۔ میرا ہم سبق موسیٰ بن سعد رحمہ اللہ تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زیر کفالت تھی اور میں نے اس کے سامنے آیت اس طرح پڑھی۔

﴿وَالَّذِيْنَ عَاقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾

اس نے کہا اس طرح نہیں بلکہ آیت یوں ہے۔

﴿وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا﴾ (النساء : ۳۳)

”اب رہے وہ لوگ جن سے تمہارے عہد و پیمان ہوں تو ان کا حصہ انہیں دو یقیناً اللہ ہر چیز پر نگہبان ہے“۔

ام سعد رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ آیت حضرت ابوبکر اور اس کے بیٹے عبدالرحمان کے بارے

---

(۱) الطبقات (۳۶۰/۸) انساب الاشراف (۳۳۸/۱) الاصابہ (۴۳۷/۴)

میں اس وقت نازل ہوئی جب اس نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھا کر کہا کہ میں اسے وراثت سے کچھ نہیں دوں گا۔ (۱) جب اس نے صلح حدیبیہ کے موقع پر اسلام قبول کیا اللہ تعالیٰ نے اسے یہ حکم دیا کہ وراثت میں سے اس کا حصہ اسے دے دے۔

حدیث شریف کے ساتھ:

☆ ابن اثیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ام سعد رضی اللہ عنہا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئی اور آپ سے احادیث بیان کرنے کی سعادت حاصل کی اور اس سے ثابت بن عبید الانصاری نے روایت کیا۔ کہ اس کا والد اور چچا غزوۂ احد میں قتل کر دیئے گئے اور دونوں ایک ہی قبر میں دفن کیے گئے۔ (۲)

☆ ام سعد رضی اللہ عنہا سے مکی دور کی سیرت نبویۃ کے بارے میں اہم واقعات پر مشتمل روایات منقول ہیں۔ اور اسی طرح ان سے غزوات پر مشتمل روایات مذکور ہیں۔ یہ غزوۂ احد کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتی ہیں۔ میں ام عمارہ نسیبۃ بنت کعب کے ہاں گئی میں نے اس سے کہا خالہ جان اپنے بارے میں کچھ بتائیں اس نے کہا: میں دن کے ابتدائی حصے میں باہر نکلی تاکہ یہ دیکھ سکوں کہ لوگ کیا کرتے ہیں۔ میرے پاس ایک مشکیزہ تھا جس میں پانی تھا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچی آپ صحابہ کرامؓ میں گھرے ہوئے تھے' فرحت ونصرت کی فضا ان کے حق میں تھی' لیکن جب جنگ کا پانسہ پلٹا مسلمانوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرتے ہوئے لڑنے لگی میں نے کمان کو پھینک دیا۔

ام سعد کہتی ہیں۔ کہ میں نے اس کے کندھے پر گہرا زخم دیکھا۔

---

(۱) ابن کثیر (۱/۳۸٤) الاصابه (٤/٤٣٧) تفسير الخازن (۱/٥۱۷)

(۲) اسد الغابه (٥/٣١٨)

میں نے پوچھا آپ کو یہ زخم کس نے لگایا۔ ام عمارہ نے کہا۔ ابن قمیہ نے
اللہ اسے تباہ و برباد کرے۔ جب لوگ رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر بھاگے۔
وہ آگے بڑھا اور کہنے لگا مجھے محمد ﷺ کا بتاؤ۔ اگر وہ آج بچ گئے تو میری خیر
نہیں میں نہیں بچ سکوں گا۔ میں اور مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اس کے سامنے
آئے۔ اور چند وہ جو رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ثابت قدم رہے۔ اس نانہجار
نے میرے کندھے پر تلوار کا وار کیا میں نے بھی اس پر پے در پے تلوار کے
وار کیے۔ لیکن اللہ کے اس دشمن نے دو درعیں پہن رکھی تھیں۔ (۱)

☆ ام سعد رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند زید بن ثابت الانصاری کے ہمراہ عبادت کی زندگی گذاری اور جد و جہد کو زندگی بھر اپنا شعار بنائے رکھا۔ یہاں تک دونوں اللہ کو جا ملے۔ زید بن ثابت ۴۵ ہجری کو فوت ہوئے لیکن ام سعد کے بارے میں ہمیں صحیح سند کے ساتھ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ اس کی وفات کب ہوئی۔ لیکن حالات و واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اپنے خاوند کی وفات کے کافی عرصہ بعد تک زندہ رہی۔

☆ یہ اس صحابیہ کی سیرت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے عمدہ انداز میں پروان چڑھایا وہ ایک جلیل القدر صحابی کی رفیق حیات بنی حسن تربیت کے لحاظ سے وہ ایک نادر اور عمدہ مثال تھی اس کے لیے یہی بہت بڑا فخر ہے۔ کہ اس نے مدینہ منورہ میں اپنے بیٹے خارجہ بن زیدؓ کی اتنے اچھے انداز میں تربیت کی کہ وہ مدنی علماء کا سرتاج بنا اور اسے علم کا ستون سمجھا جانے لگا۔

اس کے لیے یہ بات بھی قابل فخر ہے۔ کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مدرسے کی فیض یافتہ ہے۔ اس سے اچھا کوئی اور مدرسہ بھلا کیا ہو گا۔ یہ ایک ایسا عالی شان مدرسہ ہے جس نے ایک ایسی خاتون کو تعلیم و تربیت سے آراستہ کیا جو تمام شعبہ ہائے زندگی

---

(۱) البدایہ و النہایہ (۴/۳۵)

میں ہر عورت کے لیے ایک نمونہ ہے۔

☆ اللہ ام سعد رضی اللہ عنہا سے راضی ہوا اور اس کی قبر کو سرسبز و شاداب کیا اور اسے ان لوگوں میں شامل کر دیا جنہیں ہمیشہ کے لیے جنت میں رہنے کی سعادت ملی۔
اول و آخر اللہ ہی کے لیے سب تعریفیں ہیں۔

جمیلہ بنت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

١ـ اسد الغابة	٢٧٨/٢
٢ـ السيرة الحلبية	٢٣٠/٢
٣ـ الطبقات	٢٧٧/٨
٤ـ الاصابة	٤٣٧/٤
٥ـ البيان و التبيين	٦/٢
٦ـ سير اعلام النبلاء	٤٢٨/٢
٧ـ انساب الاشراف	٣٣٨/١
٨ـ البدايه و النهايه	٣٥/٤
٩ـ دلائل النبوة	٣٩٧/١



۵۳

زینب بنت ابی سلمۃ رضی اللہ عنہا

رسول اللہ ﷺ اپنی بیوی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لاتے تو ازراہ تفنن طبع یہ فرماتے زناب کہاں ہے؟ یا یہ کہتے زناب نے کیا کارنامہ سرانجام دیا؟

خانہ نبوت میں

دنیا کے معزز ترین گھر میں پرورش پائی۔ وہاں کئی سال تک زندگی بسر کی' رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں کے سامنے پلی بڑی' یہ اپنے دور میں مدینے کی عالم فاضل خاتون تھی۔

☆ یہ خوش نصیب خاتون زینب بنت ابی سلمہ بن عبدالاسد بن ہلال المخزومیہ ہے۔[1] نبی کریم ﷺ کی پروردہ۔ اس کا بھائی عمرو بن ابی سلمۃ تھا۔ ان دونوں کو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حبشہ میں جنم دیا۔ الربیبہ بیوی کی بیٹی کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع ربائب ہے۔

ارشاد الٰہی ہے:

﴿وَ رَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ﴾ (النساء : ۲۳)

''اور تمہاری بیویوں کی بیٹیاں جنہوں نے تمہاری گود میں پرورش پائی ہے''۔

الربیب: بیوی کا بیٹا جو پہلے خاوند سے ہو۔

ربیب اور ربیبہ اس لیے کہتے ہیں کہ ان کی والدہ کا دوسرا خاوند ان کی پرورش کرتا ہے۔

☆ اس زینب بنت ابی سلمہ کا پہلا نام برۃ تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کا نام زینب رکھا' زینب ایک خوبصورت خوشبودار درخت کو کہتے ہیں۔ اس لیے خاتون کا نام

---

(۱) الطبقات (۸/۴٦۱) الاستیعاب (۴/۳۱۲) سیر اعلام النبلاء (۳/۲۰۰) وجمهرة انساب العرب (۱/۱۱)

زینب رکھا گیا۔

☆ نام رکھنے کے حوالے سے نبی کریم ﷺ کا ایک طریق کار تھا' آپ مسلمان کے لیے اچھا نام تجویز کرنا پسند کرتے تھے۔

آپ ﷺ نے ایک عاصیۃ نامی عورت کا نام بدل کر جمیلہ رکھا۔(۱)

جویریۃ کا نام برہ تھا آپ نے بدل کر جویریہ رکھا۔

آپ ﷺ مسلمان کے لیے برا اور قبیح نام رکھنا ناپسند سمجھتے تھے۔

زینب بنت ابی سلمہ روایت کرتی ہیں:

کہ رسول اللہ ﷺ نے برہ نام رکھنے سے منع فرمایا۔ میرا نام برہ رکھا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

لا تزکوا انفسکم اللہ اعلم باھل البر منکم.

اپنے منہ میاں مٹھو نہ بنو اللہ خوب جانتا ہے کہ تم میں نیک کون ہے۔

اہل خانہ نے کہا کہ پھر ہم اس کا کیا نام رکھیں آپ نے فرمایا اس کا نام زینب رکھ لو تو انہوں زینب نام رکھ دیا۔(۲)

زناب کھاں ھے؟:

نبی کریم ﷺ لطف وکرم نرمی' لطافت اور شفقت کے ساتھ لوگوں سے پیش آیا کرتے تھے وہ اپنی پروردہ بیٹی زینب سے بڑے کرم اور نرمی سے پیش آیا کرتے تھے آپ اپنی بیوی ام سلمۃ رضی اللہ عنہا کے پاس جب تشریف لاتے تو ازراہ تفنن طبع فرماتے۔

بھئی زناب کہاں ہے؟ آج زناب نے کیا کارنامہ سرانجام دیا؟

☆ زینب کو نبی کریم ﷺ کی جانب سے ایک ایسی سعادت ملی جو پوری زندگی اس کے ساتھ رہی۔

---

(۱) ابوداؤد (۴۹۰۲) (۲) صحیح مسلم' الطبقات (۴۶۱/۸)

ہوا یہ کہ ایک روز وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئی آپ غسل کر رہے تھے آپ نے پیار بھرے انداز میں پانی کے چھینٹے اس کی طرف اچھالے جو اس کے چہرے پر پڑے جس سے اس کے چہرے پر ایسی رونق آ گئی کہ وہ ساری زندگی زائل نہ ہوئی' حتی کہ بڑھاپے میں بھی چہرے کی رونق اور تر و تازگی زائل نہ ہوئی۔ اور نہ ہی حسن و جمال میں کوئی کمی واقع ہوئی۔ (۱) یہ نبی کریم ﷺ کی برکت اور آپ کی نبوت کی ایک دلیل ہے۔

☆ زینب کی شادی اس کے خالہ زاد عبداللہ بن زمعۃ بن الاسود الاسدی سے ہوئی۔ اس سے یزید' کثیر اور عبیدہ پیدا ہوئے۔ اس کی اولاد نے تاریخ اسلامی میں بڑا نام پایا۔

فقیهة ' عالمه :

یہ عظیم المرتبت کریم الشان خاتون علم و فقہ کے اعتبار سے بلند مرتبہ پر فائز تھی علمی گتھیاں سلجھانے کے لیے لوگوں کی نگاہیں اسی کی طرف اٹھتیں۔ ہر چھوٹا بڑا اس کے علم کی گواہی دیتا۔

بکر بن عبداللہ المزنی کہتے ہیں کہ مجھے ابو رافع نے بتایا:

کہ جب بھی میں مدینہ منورہ کی کسی فقیہہ' عالمہ' فاضلہ خاتون کا تذکرہ کرتا تو زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ کرتا۔ (۲)

ابن عبدالبر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ زینب اپنے دور کی سب سے بڑی فقیہہ خاتون تھی۔

☆ شاید اس کے علم و فقہ میں مہارت کا سبب یہ ہو کہ اس کا اکثر و بیشتر ازواج مطہرات

---

(۱) الاستیعاب (٤/٣١٢) الشفاء (١/٦٣٧) اسد الغابه (٥/٤٦٨) الاصابه (٤/٣١١)

(۲) تهذیب التهذیب (١٢/٣٢١)

کے پاس آنا جانا تھا۔ خصوصاً صدیقہ کائنات ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے شرعی احکام سمجھتے ہوئے فہم وفراست میں سلامت روی اور کمال حاصل کیا۔

صابرہ' صادقہ:

زینب رضی اللہ عنہا مشکلات و مصائب کو صبر و تحمل اور خندہ پیشانی سے برداشت کرنے میں بڑے بلند مرتبے پر فائز تھی حسن بصری رحمہ اللہ کے اس بیان سے اس کے مقام کا پتہ چلتا ہے جو انہوں نے حرۃ کے واقعے کے بارے میں تذکرہ کیا۔

فرماتے ہیں:

حرۃ کے دن اہل مدینہ کو قتل کیا گیا مقتولین میں پروردۂ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے دو بیٹے بھی تھے جب دونوں کی لاشیں اس کے سامنے لاکر رکھی گئیں تو اس نے انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھتے ہوئے اور اپنے بیٹوں کے لاشوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: اللہ کی قسم تمہارا یہ انجام میرے لیے بلاشبہ بہت بڑی مصیبت ہے۔ پھر ایک بیٹے کے لاشے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا میرے اس بیٹے کا غم تو مجھے کبھی بھولے گا نہیں اس بیچارے کا کیا قصور تھا یہ تو گھر سے نکلا ہی نہیں تھا۔ کم بختوں نے گھر میں گھس کر اس مظلوم کو قتل کر دیا۔ یہ ظلم اور یہ سفا کی اچھا اللہ مالک ہے۔ مجھے امید ہے کہ میرا اللہ اسے جنت میں جگہ عطا کرے گا۔ اور یہ میرا دوسرا بیٹا اس کی طرف ہاتھ کا اشارہ کرتے ہوئے کہا اس نے تو دشمن سے پنجہ آزمائی کی تھی میں نہیں جانتی کہ کیا ہوا۔ یہ مصیبت میرے لیے بہت بڑی ہے۔ (۱)

☆ اس نازک ترین موقعے پر زینب نے ایک صابر ماں کا موقف اختیار کیا جو حکم الٰہی

---

(۱) الاستیعاب (۳۱۳/۴) اسد الغابہ (۴۶۹/۵)

کے آگے سر تسلیم خم کرنے والی ہو۔

خواتین کو زینب کی طرح طرز عمل اختیار کرنا چاہیے۔

حدیث کی راویہ اور حافظہ:

حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سات احادیث زبانی یاد کیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی نیز ازواج مطہرات اپنی والدہ ام سلمہ، عائشہ صدیقہ، زینب بنت جحش اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہن سے احادیث روایت کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔

☆ اس سے آگے عروۃ بن زبیر، علی بن حسین، قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہم اور اس کے بیٹے ابو عبیدہ بن عبداللہ بن زمعہ رحمۃ اللہ علیہم اور دیگر کئی ایک تابعین نے احادیث روایت کیں۔(۱)

☆ اس کی ایک حدیث بخاری رحمہ اللہ نے روایت کی اور ایک دوسری مسلم رحمہ اللہ نے، اس کی مرویات میں سے ایک یہ ہے۔ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے حسن رضی اللہ عنہ ایک پہلو میں تھا اور حسین رضی اللہ عنہ دوسرے پہلو میں اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کی گود میں بیٹھی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

رحمة الله و بركاته عليكم اهل البيت.

اے اہل بیت تم پر اللہ کی رحمت اور برکت ہو۔(۲)

وفات:

۷۳ ہجری کو مدینہ منورہ حضرت زینب بنت ابو سلمہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی۔

---

(۱) سير اعلام النبلاء (۲۰۱/۳) تهذيب التهذيب (۴۲۱/۱۲) الاصابه (۳۱۱/۴)

(۲) سير اعلام النبلاء (۳۰۱/۳)

طارق بن عمرو مدینے کا گورنر تھا ان کی میت جنت البقیع میں لائی گئی۔

و کان طارق یغلس بالصبح.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جنازے میں شریک ہوئے آپ نے اس کے اہل خانہ سے کہا چاہو تو ابھی جنازہ پڑھ لو اور اگر چاہو کچھ دیر انتظار کر لو تا کہ سورج قدرے مزید چڑھ آئے۔(۱)

وہاں جنت البقیع میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو صالحین کی قبور کے درمیان دفن کر دیا گیا۔ اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

حضرت زینب بنت ابو سلمہ رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

١ ـ الطبقات	٤٦١/٨
٢ ـ الاستيعاب	٣١٢/٤
٣ ـ سير اعلام النبلاء	٢٠٠/٣
٤ ـ جمهرة انساب العرب	١١/١
٥ ـ اسد الغابة	٤٦٨/٥
٦ ـ الاصابة	٣١١/٤
٧ ـ تهذيب التهذيب	٤٢١/١٢



(١) الطبقات (٤٦٢/٨) تهذيب التهذيب (٤٢١/١٢)

۵۴

اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا:

لوگوں کے لیے ایک ہجرت اور تمہارے نصیب میں دو ہجرتیں۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے اور اس کی بہنوں کے بارے میں ارشاد فرمایا:

بلاشبہ سب بہنیں مومنہ ہیں۔

حق کی مہریں

☆ مکہ معظمہ میں حق کی پاکیزہ و معطر ہوا چلی تو یہ عظیم خاتون عطر بیز ہواؤں سے متاثر ہو کر اپنے خاوند کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ تاکہ یہ اسلام میں ان سبقت لے جانے والوں میں اپنا مقام و مرتبہ بنا سکیں جنہوں نے دین الٰہی کے غلبے کی خاطر اپنا بہت بڑا حصہ ڈالا۔

☆ یہ صحابیہ رضی اللہ عنہا اس وقت اسلام لے آئی تھی جب کہ ابھی رسول اللہ ﷺ دار ارقم میں داخل نہیں ہوئے تھے۔ اس نے اسلام قبول کرنے کے حوالے سے سبقت کا اعزاز حاصل کیا جس کا اسلام کے ترازو میں بڑا وزن تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿وَالسَّابِقُوْنَ السَّابِقُوْنَ أُولٰئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ﴾ (الواقعه : ۱۰ ' ۱۱)

"سبقت لے جانے والے ہی سبقت لے جانے والے ہیں۔ یہی لوگ مقرب ہیں"۔

☆ ہماری ہیرو حضرت اسماء بنت عمیس بن معد الخثعمیة ہے۔[1] یہ السید الشہید' علم المجاہدین' جعفر بن ابی طالب کی بیوی تھی جو رسول اللہ ﷺ کے چچا کے بیٹے تھے جس کا آپ نے ذوالجناحین لقب رکھا تھا اور آپ ﷺ نے اس کی کنیت ابو المساکین رکھی تھی۔

---

(۱) الطبقات (۸/۲۸۰) تاریخ الطبری (۲/۳۵۱) الاستیعاب (۴/۲۳۰) الروض الانف (۱/۲۹۳) الاعلام (۱/۳۰۶)

ہجرت کے سانحے میں:

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا اور اس کے خاوند نے مکہ معظمہ میں قریش کے ہاتھوں اپنے حصے کی اذیتیں برداشت کیں ان موقعے پر بیشتر خواتین نے اپنے خاوندوں کے ہمراہ حبشہ کی طرف ہجرت کی وہ کھانے پینے یا سیر سپاٹے کے لیے اپنے گھروں سے نہیں نکلی تھیں' بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت گذاری میں اپنے دین کے تحفظ کے لیے نکلی تھیں۔ انہوں نے اپنے خاوندوں کا ہاتھ بٹانے کے لیے قابل اعتماد مشیر اور حقیقی معاون کا کردار ادا کرتے ہوئے بہت بڑا اجر وثواب حاصل کیا۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اپنے خاوند جعفر بن ابی طالب امیر المہاجرین کے ہمراہ سرزمین حبشہ کی طرف روانہ ہوئی جہاں وہ کئی سال تک رہے۔ وہاں ان کے ہاں عبداللہ' عون اور محمد بیٹے ہوئے۔

☆ حبشہ میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اسلام کی نشر و اشاعت میں بہترین معاون ثابت ہوئی۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ بڑے فصیح و بلیغ' ذہین وفطین اور دوٹوک انداز میں گفتگو کرنے والے خطیب تھے۔

وہ اپنے سحر انگیز بیان اور دانشمندانہ اسلوب کلام سے نجاشی اور اس کے حاشیہ نشین علماء کو رونے پر مجبور کر دینے کی استطاعت رکھتے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ نجاشی نے عظمت اسلام کا اعتراف کر لیا اور مہاجر مہمانوں کی ضیافت میں اور زیادہ استقامت سے دلچسپی لینے لگا۔ اس نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا اور مسلمانوں کی مہمان نوازی بہت عمدہ انداز میں کرنے لگا۔ وہ اس کے عدل و انصاف کے زیر سایہ زندگی بسر کرتے رہے۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہم اس کے پاس بڑے خوش وخرم اور شاداں وفرحاں رہے۔ جیسے اچھے گھر والے اچھے پڑوسی کے ساتھ خوشی خوشی رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

آئے آپ اس وقت مکہ میں تھے۔ (۱)

اسماءؓ اور نجاشی کا بیٹا:

حبشہ میں ایک ایسا اچھوتا واقعہ پیش آیا جس نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو بڑے بلند مقام پر پہنچا دیا۔

مصعب الزبیری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حبشے کے حکمران نجاشی کے ہاں بیٹا ہوا۔ اور اس سے چند دن پہلے اسماء رضی اللہ عنہا کے ہاں بیٹا عبداللہ پیدا ہوا نجاشی نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ نے اپنے بیٹے کا نام کیا رکھا ہے۔

انہوں نے کہا عبداللہ۔ نجاشی نے بھی اپنے بیٹے کا نام عبداللہ رکھ دیا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اس کے بیٹے کو بھی اپنی گود لے لیا اسے پوری مدت یعنی دو سال اپنے بیٹے عبداللہ بن جعفرؓ کے ساتھ دودھ پلایا۔ اس بنا پر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا ان کے ہاں اور زیادہ مقام و مرتبہ ہو گیا۔ حبشہ میں جو بھی مسلمان ہوتا وہ اپنے بارے میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو اطلاع دیتا۔ (۲)

تمھارے لیے دو ھجرتیں ھیں:

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی سیرت نگاری کا آغاز ان الفاظ سے کرتے ہیں۔

دو ہجرتوں کی سعادت حاصل کرنے والی' دو قبلوں کی جانب رخ کر کے نماز ادا کرنے والی' اسماء بنت عمیس الخثعمیہ جو بحریۃ حبشیۃ کے لقب سے مشہور و معروف ہوئی۔ (۳)

☆ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی دوسری ہجرت مدینہ منورہ کی طرف ۷ ہجری کو ہوئی۔ جب

---

(۱) السیرۃ النبویہ (۱/۳۳۸)

(۲) نسب قریش (ص ۸۱)

(۳) حلیۃ الاولیاء (۲/۷۴)

کہ مہاجرین فتح خیبر کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوئے۔ آپ نے انہیں بھی مال غنیمت سے حصہ دیا۔

☆ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے لیے ایک ہجرت کے بعد دوسری ہجرت پیش آئی' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں دو ہجرتوں کی گواہی دی۔

ابن سعد باوثوق سند سے عامر الشعبی کے حوالے سے روایت کرتے ہیں۔

اس نے کہا:

''حضرت اسماء رضی اللہ عنہا حبشہ سے تشریف لائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے از راہ مذاق اس سے کہا ارے حبشیہ ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی سعادت حاصل کر لی''۔

اس نے برجستہ یہ کہا: آپ بالکل سچ کہتے ہیں۔

تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے وہ تمہارے بھوکوں کو کھانا کھلاتے' تمہارے جاہلوں کو تعلیم دیتے' ہم دور دھکیلے گئے پردیسی تھے اللہ کی قسم میں یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتاؤں گی۔ تو وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور یہ بات کہی۔

آپ نے اسے فرمایا:

للناس هجرة و لكم هجرتان.

لوگوں کے لیے ایک ہجرت اور تمہارے لیے دو ہجرتیں۔ (۱)

☆ آپ نے دیکھا کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والوں کے لیے کیسی دلیل بنی؟ اور آپ نے دیکھا کہ اس نے کیسے انداز میں اپنا معاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے ایک ہی بات کہہ کر عظمتوں کی

---

(۱) الطبقات (۳۸۱/۸) الحلية (۷٤/۲) اسد الغابه (۳۹٦/٥) البدايه و النهايه (۲۰٦/٤) اس کی اصل بخاری' مسلم' ابوداؤد اور ترمذی میں موجود ہے۔

بلندی پر پہنچا دیا اور اس کا دل خوش کر دیا۔

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ تمہارے لیے دو ہجرتیں ہیں یہ سن کر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اور دیگر مہاجرین حبشہ کا دل باغ باغ ہو گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ڈبل مہاجر کہہ کہ عزو شرف کا عظیم مرتبہ عطا کر دیا۔ ان کے حق میں یہ گواہی ایسی ہے کہ وہ اس پر جتنا بھی فخر کریں کم ہے۔

☆ اہل ایمان اس کے پاس گروہ در گروہ کی صورت میں آ کر اس نبوی اعزاز کے بارے میں سوال کرتے۔ ان کا یہ سوال رشک اور سرور بھرے انداز میں ہوتا۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے یہ روایت کرتے ہیں۔

و لکم الهجرة مرتین هاجرتم الی النجاشی و هاجرتم اِلَیَّ.

''تمہیں دو مرتبہ ہجرت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی ایک مرتبہ تم نے نجاشی کی طرف ہجرت کی اور دوسری مرتبہ میری طرف''۔

آلِ جعفر کے لیے کھانا بناؤ:

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند جعفر رضی اللہ عنہ کو شام میں لڑی جانے والی جنگ موتہ میں شریک ہونے کے لیے الوداع کہا تا کہ اللہ کی راہ میں وہ جہاد کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ لشکر کے لیے نامزد کیے جانے والے تین امراء میں سے ایک امیر تھے۔ وہ سرخ و زرد رنگ کی گھوڑی پر سوار تھے۔ غازی لشکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سننے کے لیے ٹھہرا جس میں آپ نے لشکر کے قائدین نامزد کیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

علیکم زید' فان اصیب فجعفر فان اصیب جعفر فابن رواحة.

''تمہارا امیر لشکر زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ہوگا اگر وہ شہید ہو گیا تو امیر لشکر جعفر

رضی اللہ عنہ ہو گا اگر جعفر رضی اللہ عنہ بھی شہید ہو گیا تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ امیر لشکر ہو گا''۔(۱)

☆ جنگ موتہ میں معرکہ آرائی کے واقعات کی اطلاع اللہ علیم وخبیر نے اپنے رسول علیہ الصلوۃ والسلام کو وحی کے ذریعے کر دی اور وہاں جو صورت حال پیش آئی آپ کو معلوم ہوگئی۔

آپ مدینہ منورہ میں منبر پر چڑھے' مسلمانوں کو حضرت جعفر اور اس کے ساتھیوں کی شہادت کی اطلاع دی' ان کے لیے مغفرت کی دعا کی پھر حضرت جعفرؓ کے نام پر آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ آپ اس کے گھر تشریف لے گئے۔ اس کے بچوں کو اپنے پاس بلایا انہیں اپنے قریب کیا انہیں چوما یہ منظر بڑا رقت انگیز تھا حضرت اسماءؓ اپنے بارے میں بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے جعفر کے بچوں کو اپنے پاس بلایا' میں نے دیکھا کہ آپ انہیں چوم رہے ہیں۔ اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔

میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا جعفر رضی اللہ عنہ کے بارے میں کوئی اطلاع آئی ہے؟۔

آپ نے فرمایا ہاں آج وہ شہید ہو گیا ہے۔ ہم یہ سن کر رونے لگے۔ آپ واپس ہوئے اور فرمایا:

اِصْنَعُوْا لآلِ جعفر طعاما قد جاء ما يَشْغَلُهُمْ.

آل جعفر کے لیے کھانا بناؤ آج انہیں جو غم لاحق ہوا اس نے انہیں مشغول کر دیا ہے۔(۲)

---

(۱) سیر اعلام النبلاء (۱/۲۰۸) (۲) سنن الترمذی (۹۹۸) سنن ابن ماجه (۱۶۱۰) الطبقات (۸/۲۸۲) دلائل النبوة للاصبهانی (۲/۶۸۱)

☆ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے تیسرے روز حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا:

لَا تَحِدِّیْ بَعْدَ یَوْمِکَ هٰذَا.

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اسے اپنے بچوں کے یتیم ہونے کا شدید احساس ہوا آپ نے ارشاد فرمایا:

العَیلةَ تخافین علیهم و انا و لیهم فی الدنیا و الاخرة.

بچوں کے بارے میں خوف زدہ ہیں میں ان کا دنیا و آخرت میں ذمے دار ہوں۔

پھر آپ نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اور اس کے بچوں کے حق میں دعا کی۔

☆ اس موقعے پر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے صبر کا دامن تھامے رکھا۔ اور صبر کرنے والوں کو پورا پورا اجر وثواب دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے صبر کرنے والے مردوں اور صبر کرنے والی عورتوں کو یادگار انعامات سے نوازا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿اَلَّذِیْنَ اِذَا اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالُوْا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ اُولٰئِکَ عَلَیْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ وَّ اُولٰئِکَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ﴾

(البقرة ١٥٦ ' ١٥٧)

ایک ہونہار شریف طبع اور معزز خاتون:

☆ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے عدت گذارنے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے شادی کر لی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حجۃ الوداع میں اسے اپنے ساتھ لے لیا۔ ذوالحلیفہ میں محمد نامی بیٹا پیدا ہوا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے مدینہ منورہ واپس بھیجنے کا ارادہ کر لیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا:

مُرْهَا فَلْتَغْتَسِلْ ثُمَّ تَهِلَّ بِالْحَجِّ.

اسے حکم دو کہ وہ غسل کرے پھر حج کا احرام باندھے۔(۱)

☆ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے حجۃ الوداع کرنے کی سعادت حاصل کی یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات تک ان کے پاس رہیں اور ان کی وصیت کے مطابق انہیں غسل بھی اپنے ہاتھوں سے دیا۔(۲)

☆ پھر اس نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے شادی کی جس سے یحییٰ اور عون پیدا ہوئے۔(۳) اس طرح حضرت اسماء رضی اللہ عنہا تمام خواتین میں ممتاز تھیں معزز خاوندوں کے حبالہ عقد میں آئیں' بڑی صائب رائے والی تھیں اور اللہ کے دین کو زیادہ نافذ کرنے والی تھی۔

مقام و مرتبہ اور فضل و شرف:

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے فضائل و مناقب تو بہت زیادہ ہیں ان کو صفحات پر ورطہ تحریر میں لانا تو ممکن نہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ایمان کی گواہی ان الفاظ میں دی۔

آپ نے فرمایا:

إِنَّ الْاَخَوَاتَ لَمُؤْمِنَاتٍ

بلاشبہ تمام بہنیں مومن ہیں۔(۴)

اور یہ نو بہنیں تھیں۔

☆ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سابقات مہاجرات میں سے تھی' بڑے نصیب والی بڑی عزت

---

(۱) مسلم (۱۲۱۸) ابوداؤد (۱۹۰۵) ابن ماجہ (۳۰۷٤)

(۲) تاریخ اسلام ذہبی (۳/۱۱۹)

(۳) الطبقات (۸/۲۸۵) سیر اعلام النبلاء (۲/۲۸٦)

(٤) الطبقات (۸/۲۷۸)

والی اپنی درست رائے کو نافذ کرنے والی' دوٹوک بات کہنے والی اور ٹھوس علم رکھنے والی' ایک عظیم خاتون تھی۔ اس کے سسرال والے بھی تمام لوگوں سے زیادہ معزز تھے۔ اور سسرالی رشتہ داروں میں سیدنا وحبیبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' حمزہ اور عباس رضی اللہ عنہما کے نام آتے ہیں۔

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انوکھی خوبی' فضیلت خاص طور پر اس کے لیے بیان کی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بھی پاس تشریف فرما تھیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

یا اسماء هذا جعفر مع جبریل و مکائیل مر فَاَخْبَرَنِیْ انه لقی المشرکین یوم کذا و کذا فسلم فردی علیه السلام.

''اے اسماء یہ جعفر جبریل اور میکائیل کے ساتھ گذرا ہے وہ مشرکین سے فلاں فلاں دن نبرد آزما ہوا اس نے کلام سلام کہا ہے تم بھی سلام کا جواب دو''۔(۱)

اسماء اور عمر رضی اللہ عنہما:

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وظائف مقرر کیے تو پہلے ہجرت کرنے والی خواتین کے لیے ایک ایک ہزار درہم وظیفہ مقرر کیا۔ ان میں اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا اور ام عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نام شامل تھے۔(۲)

☆ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو خوابوں کی تعبیر میں مہارت حاصل تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس سے خوابوں کی تعبیر پوچھا کرتے تھے۔

---

(۱) سیر اعلام النبلاء (۱/۲۱۱)

(۲) الطبقات (۳/۳۰٤)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ ایک مرغ نے اس کے زیر ناف دو ٹھونگے مارے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے اس خواب کی تعبیر پوچھی تو اس نے کہا' ایک عجمی شخص تجھے قتل کرے گا۔ چند دن گذرے ابولؤلوہ مجوسی نے ان کے زیر ناف تین خنجر مارے۔

وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا.

مقدر کا لکھا ہو کر رہا۔(۱)

حدیث نبوی کا حفظ:

جلیل القدر صحابیہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا ان عظیم المرتبت خواتین میں سے تھی جنہوں نے کثرت کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث روایت کیں اس سے مہاجرات میں سے کوئی خاتون سبقت نہ لے جاسکی سوائے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام المومنین حضرت ام سلمۃ رضی اللہ عنہا کے علاوہ۔

☆ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ساٹھ احادیث روایت کیں' امام مسلم اور اصحاب سنن الاربعہ نے یہ روایات نقل کیں' جس میں ابوداؤد' ترمذی نسائی اور ابن ماجہ کے نام شامل ہیں۔

☆ اس سے جن صحابہ کرامؓ نے احادیث روایت کیں وہ ہیں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ' ابوموسیٰ اشعری' عبداللہ بن عباس' اور اس کا بیٹا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم۔

☆ صحابہؓ کے علاوہ جن تابعین نے اس سے روایت کیا' وہ ہیں عروہ بن زبیر' عبداللہ بن شداد سعید بن مسیب' الشعبی' قاسم بن محمد بن ابی بکر اور ام عون بنت محمد بن جعفر رحمہم اللہ۔ (۲)

---

(۱) نوادر المخطوطات (۲/۱۵۵) الطبقات (۳/۳۳۵)

(۲) اسد الغابہ (۵/۳۹۶) سیر اعلام النبلاء (۲/۲۸۷) الاصابہ (۴/۲۳۵) تاریخ اسلام (۴/۱۷۹) وغیرہ۔

☆ اس کی ایک نہایت خوبصورت اور پیاری روایت منقول ہے۔ جسے عبداللہ بن جعفر نے روایت کیا۔ فرماتے ہیں۔

مجھے اماں جان اسماء بنت عمیس نے ایک وظیفہ سکھلایا جس کا رسول اللہ ﷺ نے اسے حکم دیا تھا کہ مصیبت کے وقت یہ کلمات پڑھ لیا کریں۔

اَللّٰهُ رَبِّیْ لَا اُشْرِکُ بِهٖ شَیْئًا.

اللہ میرا رب ہے میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤں گا۔(۱)

الوداعی یادیں:

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی سیرت نگاری میں الوداعی الفاظ کا ہم تذکرہ کچھ اس طرح کریں گے کہ اس نے بہت سے کارنامے ایسے سرانجام دینے کا اعزاز حاصل ہوا جن کارناموں کو اولیت کا درجہ حاصل ہے۔ جس سے تاریخ میں اس کا بڑا بلند مقام و مرتبہ ہوا۔ جن میں چند ایک یہ ہیں۔

۱۔ عبداللہ بن جعفر اسلام میں پہلا بچہ جو حبشہ میں پیدا ہوا۔

۲۔ اس کے خاوند حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے تاریخ میں پہلی مرتبہ دوران جنگ اپنی گھوڑی کی کونچیں کاٹ دیں۔

۳۔ اسماء نفسها اول من اشارت بنعش المرأة.

۴۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے لمبی زندگی بسر کی علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ کہ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد بھی زندہ رہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ ۶۰ ہجری میں فوت ہوئیں۔(۲)

زرکلی نے الاعلام میں لکھا ہے کہ یہ ۴۰ ہجری میں فوت ہوئیں۔

---

(۱) ابوداؤد (۱۵۲۵) ابن ماجه (۳۸۸۲) حیاة الصحابه (۴/۱۵۰)

(۲) تاریخ اسلام (۴/۱۷۸) عهد معاویه بن ابی سفیان رضی الله عنه.

ہم حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی معطر سیرت کو الوداع کہتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کو یاد کرتے ہیں۔ کہ آپ نے ایسے مصائب و مشکلات کے دوران یہ وظیفہ پڑھنے کی تلقین کی تھی۔

اَللّٰهُ رَبِّیْ وَلَا اُشْرِكُ بِهٖ شَیْئًا.

''اللہ میرا رب ہے اور میں اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہیں ٹھہراؤں گا''۔

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

١ـ الطبقات	٨/٢٨٠
٢ـ تاريخ طبری	٢/٣٥١
٣ـ الاستيعاب	٤/٢٣٠
٤ـ الروض الانف	١/٢٩٣
٥ـ الاعلام زرکلی	١/٣٠٦
٦ـ السيرة النبويه	١/٣٣٨
٧ـ نسب قريش	صفحه ٨١
٨ـ حلية الاولياء	٢/٧٤
٩ـ دلائل النبوة بيهقی	٤/٢٤٤
١٠ـ اسد الغابة	٥/٣٩٦

١١ ـ البداية و النهاية ٢٠٦/٤
١٢ ـ تاريخ اسلام ذهبی ٤٣١/٢
١٣ ـ سیر اعلام النبلاء ٢٠٨/١
١٤ ـ دلائل النبوة اصبهانی ٦٨١/٢
١٥ ـ تهذيب الاسماء و اللغات ٣٣٠/٢
١٦ ـ تهذيب التهذيب ٣٩٩/١٢
١٧ ـ الاصابة ٢٣٥/٤



۵۵

ام کلثوم بنت عقبۃ الاموۃ رضی اللہ عنہا

رسول اللہ ﷺ نے اسے کہا:

زید بن حارثہ سے شادی کر لے یہ تیرے لیے بہتر ثابت ہو گا۔

ایمان کے آنگن میں

☆ اسلام نے عورت کو مرد کے برابر قرار دیا ہے عورت کے حقوق وہی ہیں جو ایک مرد کے لیے ہیں اور اس کے فرائض بھی وہی ہیں جو مرد کے ہیں البتہ اللہ تعالیٰ نے مرد کو قوت بازو' فراخ دستی عورت پر خرچ کرنے اور اس کی نگہداشت کرنے کے لحاظ سے بالادستی عطا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مختصر الفاظ میں ان حقوق کا کس قدر خوبصورت الفاظ میں نقشہ کھینچا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَ لَهُنَّ مِثْلُ الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَ لِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ وَ اللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾ (البقرة : ۲۲۱)

''عورتوں کے لیے بھی معروف طریقے پر ویسے ہی حقوق ہیں جیسے مردوں کے حقوق ان پر ہیں البتہ مردوں کو ان پر ایک درجہ حاصل ہے۔ اور سب پر اللہ غالب اقتدار رکھنے والا اور حکیم و دانا موجود ہے''۔

☆ اسی طرح اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے زندگی کے بعض معاملات میں مرد اور عورت کا یکساں تذکرہ کیا ہے جیسا کہ اجر و ثواب کی ذخیرہ اندوزی میں دونوں کو برابر کا درجہ حاصل ہے۔ اسی طرح آخرت میں بلندی درجات کے ارتقاء' فضائل و مناقب اسلام اور ایمان نیز صداقت اور صبر جیسی خوبیوں میں مرد اور عورت کو برابر حیثیت دی گئی ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَ الْمُسْلِمَاتِ وَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ وَ الْقَانِتِيْنَ وَالْقَانِتَاتِ وَ الصَّادِقِيْنَ وَ الصَّادِقَاتِ وَ الصَّابِرِيْنَ وَ

الصَّابِرَاتِ، وَ الْخَاشِعِينَ وَ الْخَاشِعَاتِ، وَ الْمُتَصَدِّقِينَ وَ الْمُتَصَدِّقَاتِ، وَ الصَّآئِمِينَ وَ الصَّآئِمَاتِ، وَ الْحَافِظِينَ فُرُوْجَهُمْ وَ الْحَافِظَاتِ وَ الذَّاكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذَّاكِرَاتِ اَعَدَّاللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا﴾ (الاحزاب : ۳۵)

''بلاشبہ مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، مومن مرد اور مومن عورتیں، اطاعت گذار مرد اور اطاعت گذار عورتیں، سچے مرد اور سچی عورتیں، صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اللہ کے آگے جھکنے والے مرد اور جھکنے والی عورتیں، صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں، روزے دار مرد اور روزے دار عورتیں اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور عورتیں اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں اللہ نے ان کے لیے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے''۔

☆ جس جلیل القدر صحابیہ کا آج ہم تذکرہ کرنے لگے ہیں یہ ان خواتین میں سے ہے۔ جنہوں نے فضل و شرف اور علم کا وافر حصہ اپنے دامن میں سمیٹ لیا۔ جب مکہ معظّمہ میں اسلام کی صبح نمودار ہوئی تو یہ ان خواتین میں شامل تھی جنہوں نے اسلام قبول کرنے میں سبقت حاصل کی۔ اور یہ ان خواتین میں سے ایک تھی جن کے ایمان کی گواہی اللہ تعالیٰ نے دی اور جنہیں نبی کریم ﷺ کی صحابیہ ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ اس طرح اس نے بھی عظیم اور قابل فخر عزت اور شرف حاصل کرنے کا اعزاز پایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں قرآنی آیات نازل کیں جو رہتی دنیا تک پڑھی جاتی رہیں گی۔

☆ ہماری آج کی مہمان ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط الامویہ القرشیہ ہے۔[1] اس

---

(۱) اسد الغابہ (۵/۶۱۴) تہذیب الاسماء و اللغات (۲/۳۶۵)
سیر اعلام النبلاء (۲/۲۷۶)

کی والدہ اروی بنت کریز تھی یہ ان خواتین میں سے تھی جن کا تاریخ اسلام میں بہت بڑا حصہ ہے۔

خوشبودار آغاز:

ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے جب ایمان کا مشروب نوش جان کیا اس میں بہت سی قابل رشک خوبیاں جمع ہو گئیں۔ اور جب اسلام کی ہوا کے لطیف جھونکے ام کلثوم کے صاف شفاف دل سے ٹکرائے۔ تو اس کے نصیب جاگ اٹھے۔ ام کلثوم نے دو قبلوں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔ اور مدینے ہجرت سے پہلے مکہ معظمہ میں ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کرنے کا شرف حاصل کر لیا تھا۔

☆ ام کلثوم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی والدہ کی طرف سے ہمشیرہ تھی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔ اس کے دونوں حقیقی بھائی ولید اور عمارہ عقبہ کے بیٹے فتح مکہ کے دن مسلمان ہو گئے۔

البتہ اس کا باپ عقبہ بن ابی معیط اموی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن تھا مسلمانوں کا شدید مخالف تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی اذیت دیا کرتا تھا۔ جنگ بدر میں گرفتار کیا گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قتل کرنے کا حکم صادر فرمایا' اسے حالت کفر میں ہی قتل کر دیا گیا یہ بدلہ تھا اس کی کرتوتوں کا ام کلثوم کی آنکھوں سے اس کے فاسق باپ کے قتل ہونے پر ایک آنسو تک نہ بہا' یہ منظر اس کے عظیم ایمان پر دلالت کرتا ہے اللہ کے اپنی مخلوق میں بڑے ہی کرشمے ہیں۔ وہ مردے سے زندہ کو نکال لاتا ہے۔

ہجرت کے اعتبار سے پہلی خاتون:

جب مدینے کی طرف ہجرت کا آغاز ہوا۔ ام کلثوم کو مکے میں روک لیا گیا۔ اور قافلہ مہاجرین کے ساتھ ملنے سے روک دیا گیا۔ کافی عرصے تک وہ صبر سے اللہ کی راہ میں تکالیف کو برداشت کرتی رہی۔ یہاں تک کہ اللہ نے اسے ہجرت کا حکم دیا یہ شان اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا اور اس جیسی مومنات و

صابرات کا کس قدر اکرام کیا ہے۔

☆ علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے ام کلثوم کے لیے ۷ ہجری تک ہجرت کا موقع میسر نہ آ سکا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے مشرکین کے درمیان ہونے والی صلح حدیبیہ کے وقت ہجرت کی۔

مشرکین کی مصالحت اس بنیاد پر ہوئی تھی کہ ان میں سے جو بھی ایمان قبول کر کے آپ کے پاس آئے اسے ہماری طرف واپس کر دینا ہو گا۔

اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل کیا۔

اِذَا جَآءَکُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ. (الممتحنة : ١٠)

جب تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو آپ ان کو آزما لیا کریں۔

جب اس نے ہجرت کی تو اس کے دونوں بہن بھائی ولید اور عمارہ عقبہ کی اولاد سے ملے تا کہ اسے واپس لے جائیں۔ اللہ نے اسلام کی برکت سے اس کی حفاظت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ان کے سپرد نہ کیا۔[1]

☆ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی ہجرت کا قصہ اللہ تعالیٰ کے اس کے ساتھ لطف و کرم کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

تاریخ کے حوالے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ اکیلی مکہ سے روانہ ہوئی خزاعہ خاندان کے ایک شخص کے ہمراہ پیدل مدینہ منورہ پہنچ گئی بعض نے کہا کہ وہ اونٹ پر سوار ہو کر مدینے پہنچی۔

اس نے اپنے خاندان کے جوانوں اور بوڑھوں کو وہیں ٹامک ٹوئیاں مارنے کے لیے چھوڑ دیا حیرت و اضطراب کی بھول بھلیوں میں سرگرداں و پریشان

---

(١) الاستیعاب (٤/٤٦٥) نسب قریش (ص ١٤٥) دلائل النبوة للبیهقی (٤/١٧١)

پھرتے رہیں۔

☆ علامہ ابن سعد رحمہ اللہ رقم طراز ہیں۔ ہمیں معلوم نہیں کہ ام کلثوم بنت عقبہ کے علاوہ کوئی قریشی مسلمان خاتون اللہ و رسول کی رضا کی خاطر اپنے والدین کو چھوڑ کر اکیلی ہجرت پر روانہ ہوئی ہو۔[1]

ام کلثوم اور مبارک ہجرت:

ام کلثوم اپنی ہجرت کی داستان کچھ یوں بیان کرتی ہیں مکے سے مدینے کی طرف روانگی کی تدبیر اختیار کرتے ہوئے کہتی ہیں۔ پہلے میں ایک دیہات کی طرف گئی جہاں میرے خاندان کے لوگ رہتے تھے میں وہاں تین یا چار دن رہی۔ پھر میں واپس آ گئی۔ تاکہ میرا دیہات جانا ان کے لیے اجنبیت کا باعث نہ بنے یہاں تک کہ میں نے روانگی کا تہیہ کر لیا۔ میں مکہ سے ایک دن اس انداز میں روانہ ہوئی جیسے دیہات جا رہی ہوں جو شخص میرے پیچھے پیچھے آ رہا تھا جب واپس ہوا۔ میں نے دیکھا کہ وہ بنو خزاعہ قبیلے کا فرد ہے اس نے کہا کہاں جانے کا ارادہ ہے؟۔

میں نے کہا: تیرا کیا مسئلہ ہے تم کون ہو؟

اس نے کہا میں خزاعہ قبیلے سے ہوں۔

جب اس نے خزاعہ کا نام لیا تو مجھے دلی طور پر تسلی ہوئی کہ کوئی بات نہیں۔ چونکہ بنو خزاعہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باہمی معاہدہ ہوا ہے۔

میں نے کہا میں قریش کی خاتون ہوں' میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانا چاہتی ہوں۔ مجھے راستے کا پتہ نہیں۔

اس نے کہا میں آپ کو مدینے پہنچا آتا ہوں۔ پھر وہ اپنا اونٹ لے کر میرے پاس آیا۔

---

(۱) الطبقات لابن سعد (۸/ ۲۳۰)

میں اس پر سوار ہوئی ہم مدینہ پہنچ گئے اس نے بہت اچھے عمدہ کردار کا مظاہرہ کیا اللہ اسے جزائے خیر عطا کرے۔ میں ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی میں نے انہیں اپنا تعارف کرایا انہوں نے مجھے اپنے پاس رکھ لیا اور یہ فرمایا' تو نے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کی خاطر ہجرت اختیار کی ہے۔

میں نے کہا ہاں اندیشہ ہے کہ مجھے واپس کر دیا جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام سلمہ کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے آپ کو یہ پوری کہانی سنا دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خوش آمدید کہا۔

مرحبا اھلاً وسہلاً کا دل نواز پیغام دیا۔

میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنا دین چھوڑ کر بھاگ کر یہاں آپ کے پاس آئی ہوں۔ مجھے یہاں روک لیجئے ان کی طرف واپس نہ کیجئے۔ ورنہ وہ مجھے ایسی سزا دیں گے جو میرے لیے قابل برداشت نہ ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے بارے میں یہ معاہدہ ختم کر دیا ہے۔ پھر ایسا حکم سنایا جس سے سبھی خوش ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے امتحان کی آیت نازل کر دی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ اللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ لَا هُنَّ حِلٌّ لَهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ وَآتُوهُمْ مَا أَنْفَقُوا وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَاسْأَلُوا مَا أَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْأَلُوا مَا أَنْفَقُوا ذَٰلِكُمْ حُكْمُ اللَّهِ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ وَإِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ إِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَآتُوا الَّذِينَ ذَهَبَتْ أَزْوَاجُهُمْ مِثْلَ مَا

اَنْفَقُوْا وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ﴾ (الممتحنه ۱۰ ' ۱۱)

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو جب مومن عورتیں ہجرت کر کے تمہارے پاس آئیں تو ان کے مومن ہونے کی جانچ پڑتال کرو۔ اور ان کے ایمان کی حقیقت کو تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ پھر جب تمہیں معلوم ہو جائے کہ وہ مومن ہیں تو انہیں کفار کی طرف واپس نہ کرو۔ نہ وہ کفار کے لیے حلال ہیں اور نہ کفار ان کے لیے حلال ان کے کافر شوہروں نے جو مہر ان کو دیئے تھے وہ انہیں لوٹا دو اور ان سے نکاح کر لینے میں تم پر کوئی گناہ نہیں جب کہ تم ان کے مہر ان کو ادا کر دو اور تم خود بھی کافر عورتوں کو اپنے نکاح میں نہ روکے رہو' جو مہر تم نے اپنی کافر بیویوں کو دیئے تھے وہ تم واپس مانگ لو اور جو مہر کافروں نے اپنی مسلمان بیویوں کو دیئے تھے انہیں وہ واپس مانگ لیں۔ یہ اللہ کا حکم ہے وہ تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہے اور وہ علیم و حکیم ہے اور اگر تمہاری کافر بیویوں کے مہروں میں کچھ تمہیں کفار سے واپس نہ ملے۔ اور پھر تمہاری نوبت آئے تو جن لوگوں کی بیویاں ادھر رہ گئی ہیں ان کو اتنی رقم ادا کر دو جو ان کے ذمے مہروں کے برابر ہو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو جس پر تم ایمان لائے ہو''۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام کلثوم اور اس کے بعد دیگر خواتین کا امتحان لیا' ابن جریر رحمہ اللہ ابونصر الاسدی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں۔ فرمایا:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کا امتحان کس طرح لیتے تھے۔

فرمایا جو خاتون بھی بیعت کے لیے آتی وہ یہ اقرار کرتی' کہ میں خاوند سے ناراض ہو کر یا ایک زمین کو دوسری زمین کی چاہت کی وجہ ترک کرنے کی غرض سے نہیں نکلی اور اللہ کی قسم نہ ہی میں دنیا کی تلاش میں گھر چھوڑ کے آئی ہوں۔ میں تو

صرف اللہ اور رسول کی محبت کی خاطر یہاں اپنا گھر بار چھوڑ کے آئی ہوں۔

☆ اس طرح ام کلثوم تمام عورتوں سے زیادہ عقل مند اور زیادہ مضبوط ایمان والی بن گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے ایمان کی گواہی دی۔

ہونہار بیٹوں کی والدہ:

ام کلثوم نے مدینہ منورہ میں صحابہ کرامؓ کی خواتین کے درمیان بڑا ہی لائق احترام پایا' رسول اللہ ﷺ اس کی عزت کیا کرتے تھے۔ اور اس کے ایمان کی صداقت کو بڑی اہمیت دیتے یہ آپ ﷺ کے ہمراہ کئی غزوات میں شریک ہوئی زخمیوں کا علاج کرتی آپ نے بقاعدہ غنیمت سے اسے حصہ بھی دیا۔(۱)

☆ رسول اللہ ﷺ اس کے معاملے کو اہمیت دیا کرتے تھے۔

زبیر بن عوام' زید بن حارثہ' عبدالرحمان بن عوف اور عمرو بن عاصؓ نے اسے شادی کا پیغام دیا۔ اس سلسلے میں اس نے اپنے بھائی حضرت عثمان بن عفان سے مشورہ کیا تو انہوں نے کہا کہ آپ نبی کریم ﷺ سے مشورہ کریں آپ پوچھیں کہ اس سلسلے میں کیا فیصلہ کروں یہ آپ کے پاس حاضر ہوئی مشورہ طلب کیا آپ نے زید بن حارثہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

تزوجي زيد بن حارثة فانه خير لك.

تو زید بن حارثہؓ سے شادی کر لے یہ تیرے لیے بہتر ثابت ہوگا۔

تو ام کلثوم نے زید بن حارثہ سے شادی کر لی۔ جس سے زید اور رقیہ پیدا ہوئے۔

☆ جنگ موتہ میں حضرت زید بن حارثہ شہید ہو گئے تو زبیر بن عوامؓ نے اس سے شادی کر لی' اس سے زینب پیدا ہوئی۔

---

(۱) نوادر المخطوطات (۱/۱۶)

زبیر بن عوام کی طبیعت قدرے سخت تھی۔ اس نے اس سے طلاق طلب کی تو اس نے طلاق دے دی' پھر اس سے عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے شادی کی جس سے ابراہیم اور حمید پیدا ہوئے جب وہ فوت ہوئے تو عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اس سے شادی کر لی' اسی کے حبالہ عقد میں وفات پائی۔[1] یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اس جلیل القدر صحابیہ ام کلثوم نے حضرت علی بن ابی طالب کی خلافت میں وفات پائی۔

کاتبه' قاریه اور راویة:

ام کلثوم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دس احادیث روایت کیں ان میں سے بخاری مسلم میں ایک متفق علیہ حدیث منقول ہوئی ہے اس سے ابن ماجہ کے علاوہ دیگر محدثین نے احادیث روایت کیں۔

اس سے اس کے دونوں بیٹے حمید اور ابراہیم جن کے والد عبدالرحمان بن عوف تھے احادیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔

☆ یہ علم' یادداشت اور حفظ پر قدرت کے اعتبار سے قریش کی ان خواتین میں سے تھی جو لکھنا پڑھنا جانتی تھیں۔ یہ اس دور میں ایک بڑا امتیاز تھا جب کہ عورت کی معاشرے میں کوئی اہمیت نہیں تھی۔

☆ اس کی مرویات میں سے ایک یہ حدیث ہے۔ جسے امام مسلم نے حمید بن عبدالرحمان سے روایت کیا کہ اس کی والدہ ام کلثوم بنت عقبہ بنت بن ابی معیط رضی اللہ عنہا ان مہاجر خواتین میں سے تھی جنہوں نے ہجرت اور بیعت کی سعادت حاصل کی اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے ہیں:

((ليس الكذاب الذى يصلح بين الناس و يقول خيرا و ينمى خيرا))

---

(۱) تهذيب الاسماء و اللغات (۲/۳٦٥) سير اعلام النبلاء (۲/۲۷۷) تهذيب التهذيب (۱۲/٤۷۷)

وہ جھوٹا نہیں جو لوگوں میں صلح کراتا ہے اور صلح کا ہی پرچار کرتا ہے۔[1]

یہ ام کلثوم بنت عقبہ صابرہ' مہاجرہ اور مومنہ صحابیہ تھی ہر طرف سے فضائل و مناقب اکٹھے ہوئے اور وہ زندۂ جاوید ہو گئے۔

اللہ اس سے راضی ہوا اور اسے ان لوگوں میں شامل کر دیا جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿اُولٰئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ فِیْ جَنَّاتِ النَّعِیْمِ﴾ (الواقعہ ۱۱ ' ۱۲)

''یہی لوگ مقرب ہیں نعمتوں بھری جنتوں میں''۔

ام کلثوم بنت عقبہ الاموية رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

۱۔ اسد الغابة ٥/٦١٤

۲۔ تهذيب الاسماء و اللغات ٢/٣٦٥

۳۔ سير اعلام النبلاء ٢/٢٧٦

٤۔ الاستيعاب ٤/٤٦٥

٥۔ دلائل النبوة بيهقي ٤/١٧١

٦۔ الطبقات ٨/٢٣٠

٧۔ تاريخ اسلام ذهبي ٢/٤٠٠

٨۔ السيرة النبوية ٢/٣٢٥

٩۔ المغازی ٢/٦٢٩

١٠۔ زاد المعاد ٣/٣٠٠

١١۔ نوادر المخطوطات ١/٦١

١٢۔ تهذيب التهذيب ١٢/٤٧٧

---

(۱) صحيح مسلم (٨/٢٨) تهذيب التهذيب (١٢/٤٧٧)

۵۶

فاطمۃ بنت الیمان رضی اللہ عنہا

مومنہ، قضاء وقدر کے فیصلے پر راضی اور حدیث نبوی کی راویہ۔

یمانی خاندان

☆ فاطمۃ بنت یمان بن جابر العبسیۃ الاشھلیۃ الانصاریۃ[1] ایک ایسی خاتون تھی جس نے ایک ایسے خاندان میں پرورش پائی جسے ہر جانب سے نور اسلام نے اپنے گھیرے میں لے رکھا تھا۔

اس کے باپ الیمان کا نام حسیل تھا یہ جلیل القدر صحابی تھا جو غزوہ احد میں شہید ہوا۔ اس کا بھائی حذیفہ بن یمان جلیل القدر نجیب الاطراف صحابہ کرامؓ میں سے تھا اور راز دان رسول ہونے کے حوالے سے مشہور و معروف تھا نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے راز دان ہونے کا مطلب یہ تھا کہ آپ نے اسے منافقین کے بارے میں مکمل بتا دیا تھا اور یہ راز اس کے علاوہ کسی کو بھی آپ نے نہیں بتایا تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خندق کے دوران دشمن کی اندرونی خبر لانے کے لیے فریضہ سونپا۔

☆ اس کا دوسرا بھائی صفوان بن الیمان صحابی تھا جو اپنے اور بھائی کے ساتھ غزوۂ احد میں شریک ہوا۔

☆ اس کی دونوں بہنیں' ام سلمہ بنت یمان' مسلمان اور عبادت گذار خاتون تھی اور اس کی دوسری بہن خولہ بنت یمان بڑے فضل و شرف والی خاتون تھی۔

☆ اس کی والدہ الرباب بنت کعب[2] نے اسلام قبول کیا۔ ہجرت اختیار کی اور اس

---

(۱) الطبقات (۳۲۵/۸) اسد الغابہ (۵۲۸/۵)

(۲) الروض الانف (۱۷۶/۳) اسد الغابہ (۴۵۱/۵)

کے نصیب میں نبی کریم ﷺ کی ایسی دعا آئی جس نے اسے دنیا و آخرت میں سرخرو کر دیا۔ ترمذی نے حذیفہؓ کے حوالے سے روایت کیا ہے۔

فرماتے ہیں کہ مجھ سے میری والدہ نے پوچھا۔ تیرا نبی کریم ﷺ سے معاہدہ کب ہوا میں نے کہا امی جان میرا تو اتنے عرصے سے آپ کے ساتھ کوئی بھی تو معاہدہ نہیں۔ فنالت منی

میں نے اس سے کہا امی جان میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضری دوں گا آپ کے ساتھ مغرب کی نماز ادا کروں گا اور آپ سے یہ التجا کروں گا کہ آپ میرے اور تیرے حق میں دعا کریں۔

میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کے ساتھ میں نے مغرب اور عشاء کی نماز پڑھی پھر آپ نے رخ پھیرا میں بھی آپ کے سیدھے رخ ہو کر بیٹھ گیا آپ نے میری آواز سنی تو فرمایا کون ہو! حذیفہ ہو؟

میں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ ﷺ آپ نے فرمایا' کیا ضرورت پیش آ گئی اللہ نے تجھے اور تیری والدہ کو بخش دیا ہے۔

آپ نے فرمایا: یہ فرشتہ آج رات سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اترا اس نے اپنے رب سے اجازت طلب کی وہ مجھے سلام کہے اور یہ خوش خبری دے کہ فاطمہ الزہراء اہل جنت کی خواتین کی سردار ہوں گی اور حسن و حسین رضی اللہ عنہما جنتی نوجوانوں کے سردار ہوں گے۔ (۱)

☆ یہ یمانی خاندان اسلام قبول کرنے کے حوالے سے بڑی اہم تاریخ رکھتا ہے۔ فاطمہ نے صبح اسلام آشکار ہوتے ہی اسلام قبول کر لیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کرنے کی سعادت حاصل کر لی تھی' اور خواتین

---

(۱) الترمذی (۳۷۸۳) فی المناقب و قال هذا حدیث حسن غریب۔

کے اس قافلے میں شامل ہوئی جنہوں نے تاریخ میں اپنے نام کو ہمیشہ کے لیے ثبت کرا دیا۔

شہید کی بیٹی:

غزوۂ احد میں فاطمۃ رضی اللہ عنہا نے حذیفۃ بن یمان رضی اللہ عنہ اور صفوان رضی اللہ عنہ کو الوداع کیا جو مجاہدین کے ہمراہ میدان جنگ کی طرف نکلے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے والد یمان کو اور ثابت بن وقش کو قلعوں میں عورتوں اور بچوں کی نگہداشت کے لیے چھوڑا یہ دونوں بوڑھے تھے۔ ایک نے اپنے ساتھی سے کہا ہم یہاں کس چیز کا انتظار کر رہے ہیں۔

اب ہماری عمر ہی کیا باقی رہ گئی بالکل معمولی سی اتنی کم جتنا گدھے کے دوبار پانی پینے کا درمیانی وقفہ ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ گدھا تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد پانی پیتا ہے پیاس کو برداشت نہیں کر سکتا لہٰذا تھوڑے عرصے کا تذکرہ کرنا ہو تو عرب ''ظمأ الحمار'' کا محاورہ بولتے ہیں۔ ان دونوں نے اپنی تلواریں پکڑیں اور مجاہدین کی صفوں میں شامل ہو گئے ثابت بن وقش کو مشرکین نے قتل کیا البتہ یمان کے سر پر مسلمانوں کی تلواریں کھڑکھڑائیں' انہوں نے اسے قتل کر دیا وہ اسے پہنچان ہی نہ سکے ان کے خیال میں تھا یہ دشمن کا فرد ہے اس کا بیٹا حذیفہ رضی اللہ عنہ یہ منظر دیکھ کر پکارتا رہا میرے ابا جان میرے ابا جان لیکن انہیں کچھ سنائی نہ دیا۔ جب وہ شہید ہو گئے تو فرمانے لگے۔

يغفر الله لكم و هوا رحم الراحمين.

اللہ تمہیں بخشے اور وہ سب سے بڑا مہربان ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیت دی لیکن حذیفہؓ نے اس دیت کا سارا مال مسلمانوں کو صدقے میں دے دیا۔ جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں اس کی عزت

اور زیادہ ہوگئی۔[1]

☆ حضرت فاطمۃ رضی اللہ عنہا کا موقف اپنے بھائی حذیفہ کے موقف کی طرح کم نہیں تھا جب اسے اپنے باپ کے شہید ہونے کی خبر ملی تو اللہ کی تقدیر پر رضا کا اظہار کرتے ہوئے لسان حال سے کہنے لگی۔

كل مصيبة بعد رسول الله هينه.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر مصیبت ہمارے لیے آسان ہے۔

طریق نبوی کے زیر سایہ:

سیرت وسوانح کے لکھاریوں نے بیان کیا ہے کہ حذیفہ بن یمان کی تمام بہنوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ ابن سعد اور ابن عبدالبر حذیفہ کی ہمشیرہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔

وہ فرماتی ہیں۔ کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے خطاب کیا اور یہ فرمایا:

يَا مَعْشَرَ النِّسَآءِ اَلَيسَ لَكُنَّ فِي الفِضّه مَا تحلَّيْنَ' اَمَا اِنَّهُ لَيسَ مِنكُنَّ اِمْرَءَ ةٌ تحلى ذَهبًا تُظْهِرُهُ اِلَّا عُذِّبَتُ بِه.

اے خواتین کی جماعت کیا تمہارے پاس چاندی میں سے کچھ نہیں کہ اسے بطور زیور استعمال کرسکو۔ تم میں سے جو خاتون بھی سونے کا زیور پہن کر اس کا اظہار کرے گی اسے عذاب دیا جائے گا۔

یہ حکم سننے کے بعد خواتین نے اپنے گریبانوں میں لگے ہوئے سونے کے ن اور انگوٹھیاں بھی چھپانا شروع کردیں۔[2]

---

(۱) السیرۃ النبویہ (۲/۸۷) انساب الاشراف (۱/۳۲۲) السیرۃ الحلبیۃ (۲/۵۲۸)

(۲) الطبقات (۸/۳۲۶) الاستیعاب (۴/۳۷۳)

حذیفہ کی یہ بہن جس کی سیرت آج ہمارا موضوع سخن ہے۔ وہ راویہ حدیث کی حیثیت سے بھی مشہور و معروف ہوئی۔

زیارت اور روایت:

فاطمہ بنت یمان رضی اللہ عنہا ان خواتین میں سے تھی جنہوں حدیث نبوی کو روایت کیا۔

اس نے نبی کریم ﷺ سے حدیث روایت کی اور اس سے اس کے بھتیجے ابو عبیدہ بن حذیفہ بن یمان نے حدیث روایت کی اور اسی طرح ربعی بن حراش نے اور اس نے اپنی بیوی سے اور اس نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔(۱)

فاطمہ بنت یمان رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کی اس بیماری کے دوران زیارت کی جس میں آپ نے وفات پائی۔ اس زیارت کا حال اس کا بھتیجا اس کے حوالے سے بیان کرتا ہے۔

فرماتی ہیں:

میں نے چند دیگر خواتین کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کی عیادت کی میں نے کیا دیکھا کہ آپ کے اوپر ایک مشکیزہ لٹک رہا ہے اور اس سے آپ کے جسم مبارک پر پانی ٹپک رہا ہے تاکہ اس طریقے سے آپ بیماری کی شدت کو کم محسوس کریں۔

میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ اللہ سے دعا مانگیں کہ وہ آپ کی تکلیف کو ختم کر دے۔

آپ نے ارشاد فرمایا:

---

(۱) تہذیب التہذیب (۱۲/۴۴۵)

اِنَّ اَشَدَّا لِنَّاسَ بلآءً الانبیاء ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ.

تمام لوگوں سے زیادہ انبیاء کو آزمایا جاتا ہے پھر ان لوگوں کو جوان کے قریب ہیں پھر ان لوگوں کو جوان کے قریب' پھر ان لوگوں جوان کے قریب ہیں۔(۱)

☆ یہ فاطمہ بنت یمان ان فاطمہ نامی صحابیات میں سے ہے جنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں عزت کا مقام و مرتبہ حاصل تھا۔ اسی طرح خاندان یمان کو صحابہ کرامؓ میں بلند مقام حاصل تھا تمام نے اسلام اور اہل اسلام کی خدمت میں بھرپور حصہ لیا اور وہ دونوں جہان میں سعادت پا گئے۔

آیئے اب ہم اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھیں۔

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اُولٰئِکَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ جَزَآءُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ خَالِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ذَالِکَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّهٗ﴾

(البینۃ : ۷' ۸)

''بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کیے وہ بہترین مخلوق ہیں ان کی جزاء ان کے رب کے ہاں دائمی قیام کی جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ وہ ان میں ہمیشہ رہ رہیں ہوں گے اللہ ان سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی یہ کچھ ہے اس شخص کے لیے جس نے اپنے رب کا خوف کیا ہو''۔

☆ اللہ فاطمۃ بنت یمان رضی اللہ عنہا سے راضی ہوا اور وسیع و عریض باغات میں اقامت

---

(۱) رواہ احمد' الطبقات (۳۲۵/۸) اسد الغابہ (۵۲۹/۵) الاصابہ (۳۷۴/۴)

گزیں کیا۔

حضرت فاطمۃ بنت یمان رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

١۔ الطبقات	٨/٣٢٥
٢۔ اسدالغابة	٥/٥٢٨
٣۔ الروض الانف	٣/١٧٦
٤۔ السيرة النبويه	٢/٨٧
٥۔ انساب الاشراف	١/٣٢٢
٦۔ السيرة الحلبية	٢/٥٢٨
٧۔ الاصابه	٤/٣٧٤
٨۔ تهذيب التهذيب	١٢/٤٤٥



۵۷

ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے ام ہانی رضی اللہ عنہا سرکہ بہترین سالن ہے۔ وہ گھر فقیر نہیں ہوتا جس میں سرکہ ہو۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

جسے تو نے پناہ دی اسے ہم نے بھی پناہ دی۔

سیدہ فاضلۃ

امام ذہبی رحمہ اللہ ام ہانیؓ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

السیدہ، الفاضلہ، ام ھانی بنت ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم الهاشمیه المکیة. (۱)

☆ اس کی والدہ فاطمۃ بنت اسد بن ہاشم رضی اللہ عنہا تھی یہ ہجرت کرنے والی اور بیعت کرنے والی خواتین میں شامل تھی ابی طالب کی تمام اولاد علی، جعفر، عقیل، طالب اور ام ہانیؓ کی یہی والدہ تھی۔ (۲)

☆ ام ہانیؓ کے آخر میں لازماً ہمزہ استعمال کیا جائے گا اس میں کوئی اختلاف نہیں، اہل لغت کا اس پر اتفاق ہے۔ اس کا نام فاختہ ہے۔ یہی مشہور ہے لیکن ہند بھی نام بتایا گیا ہے۔ قریشی صحابیات میں ام ہانی رضی اللہ عنہا کی کنیت سے یہی پکاری جاتی تھی۔ اور کسی کی یہ کنیت نہیں تھی۔

☆ مکہ معظمہ میں ام ہانیؓ رضی اللہ عنہا کو قریشی خواتین عام طور پر اور ہاشمی خواتین میں خاص طور پر بڑی دانشور، صاحب رائے اور ادیب خاتون سمجھا جاتا تھا۔

☆ فصاحت و بلاغت اسے اپنے باپ سے ورثے میں ملی تھی۔ جو قریش کے فصیح و بلیغ خطباء و شعراء میں سے تھا۔

اس نے اپنی والدہ فاطمہ بنت اسد کی عادات کو اپنایا جس نے اسے عالم اسلام کی ایک

---

(۱) سیر اعلام النبلاء (۲/ ۳۱۱ و ۳۱۲)

(۲) المعارف (ص ۱۲۰) جمهرة انساب العرب (۱/ ۱٤)

بلند خاتون ہونے کا اعزاز بخشا۔

اس کا خاوند اور اولاد:

☆ ام ہانی رضی اللہ عنہا ہبیرۃ بن عمرو بن عائذ المخزومی کی بیوی تھی' یہ قریش کا ایک مشہور شاعر تھا۔ اس کے ہاں جو اولاد ہوئی ان کے نام عمرو' جعدہ ہانی اور یوسف تھے۔

☆ جب اسلام ظہور پذیر ہوا اس کا خاوند ہبیرہ تو بدستور اپنے شرک پر قائم رہا۔ اور وہ موحدین کی لڑی میں پرویا نہ گیا۔

اگرچہ تاخیر سے سہی مگر ام ہانی رضی اللہ عنہا نے فتح مکہ کے دن اسلام قبول کر لیا۔

اس کی سیرت سے واضح دلائل اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ اس نے کسی موقعے پر بھی اسلام کی دعوت کے خلاف کوئی رکاوٹ پیدا نہیں کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں کوئی روڑا نہیں اٹکایا بلکہ یہ آپ کا حد درجہ احترام و اکرام ہی کرتی رہی۔

اسلام اور فضل و شرف:

حوالہ جات اور واقعات اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ۸ ہجری کو فتح مکہ کے دن ام ہانی رضی اللہ عنہا کے دل میں اسلام کے لیے انشراح پیدا کر دیا۔ اور اس نے باقاعدہ اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا۔

فتح مکہ کے بارے میں حافظ ابن قیم ایک عمدہ تبصرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

هو الفتح الاعظم الذين اعز الله به دينه و رسوله و جنده و حزبه الامين' و استنقذ به بلده و بيته الذى جعله هدى للعالمين' من ايدى الكفار و المشركين' و هو الفتح الذىٔ استبشر به اهل السماء و ضربت اطناب عزه على مناكب الجوزاء و دخل الناس

به في دين الله افواجا و اشرق به وجه الارض ضياء و ابتهاجا .

وہ عظیم تر فتح جس کے ذریعے اللہ نے اپنے دین رسول، لشکر اور امین گروہ کو غلبہ عطا کیا۔ اور اس کے ذریعے سے اپنے شہر اور اپنے گھر کو کافروں اور مشرکوں کے قبضے سے چھڑا لیا اور اسے جہاں والوں کے لئے راہنما بنا دیا۔ وہ فتح جس سے آسمان والے خوش ہو گئے اس کی عزت و وقار کی طنابیں جوزاء ستارے کی بلندیوں کو چھونے لگیں لوگ اس کے ذریعے سے اللہ کے دین میں گروہ در گروہ داخل ہوئے اور زمین کا چہرہ روشنی اور خوشی سے چمک اٹھا۔ (۱)

☆ جب نبی کریم ﷺ مکہ معظّمہ میں داخل ہوئے تو کھڑے ہو کر کہا:

اے خاندان قریش! تمہارا کیا خیال ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں؟

انہوں نے کہا: آپ بہتر سلوک کریں گے۔

آپ خود بھی شریف ہیں اور شریف بھائی کے فرزند ارجمند ہیں۔

آپ نے فرمایا: آج میں تمہیں وہی کچھ کہتا ہوں جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا۔

لا تثريب عليكم اليوم اذهبوا فأنتم الطُّلقاء.

آج تم پر کوئی گلہ نہیں کوئی مواخذہ نہیں جاؤ تم آزاد ہو۔

☆ اس دلپذیر موقف کے بعد ام ہانی رضی اللہ عنہا کو اس دن ایک اور اعزاز حاصل ہوا جو کبھی کسی خاتون کے نصیب میں نہیں آیا۔ نبی کریم ﷺ اس روز اس کے گھر داخل ہوئے غسل کیا اور فتح کی خوشی میں نماز شکر ادا کی یہ بلاشبہ ام ہانی رضی اللہ عنہا کے لیے بہت بڑی فضیلت کی بات تھی۔

---

(۱) زادالمعاد (۳/۳۹٤)

ام ھانیؓ اور نماز فتح:

مسند روایات اس کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ اپنے چچا کی بیٹی ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر داخل ہوئے آپ نے غسل کیا اس کے گھر آٹھ رکعت نماز ادا کی یہ چاشت کا وقت تھا۔ فرماتی ہیں کہ میں نے آپ کو اس سے ہلکی پھلکی نماز پڑھتے ہوئے کبھی نہ دیکھا البتہ رکوع سجود آپ نے پورے اطمینان سے کیے[1] ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں۔

مارایته صلاها قبلها و لا بعدها.

میں نے اس سے پہلے اور اس کے بعد ایسی نماز پڑھتے کبھی نہ دیکھا۔

اس نماز کا نام صلاۃ فتح رکھا گیا۔ لشکر اسلام کے امراء جب کوئی قلعہ یا شہر فتح کرتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اقتداء کرتے ہوئے ہر فتح کے بعد یہ نماز پڑھتے' جب خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حیرہ کو فتح کیا تو آٹھ رکعت نماز ادا کی۔

☆ ام ہانی رضی اللہ عنہا کی ایک اور خصوصیت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس کا کھانا کھایا اور تعریف کی۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ام ہانی رضی اللہ عنہا سے کہا کیا آپ کے پاس کھانا ہے تاکہ ہم تناول کریں؟

اس نے کہا: سوکھی روٹی کے ٹکڑوں کے علاوہ میرے پاس کچھ نہیں اور مجھے شرم محسوس ہوتی ہے کہ یہ آپ کی خدمت میں پیش کروں۔

آپ نے فرمایا یہ ٹکڑے لاؤ۔ آپ نے ان کے مزید ٹکڑے کیے اور انہیں

---

(۱) اس کو بخاری مسلم نے روایت کیا۔ اس کے علاوہ ترمذی۔ ابوداؤد' اسد الغابہ وغیرہ میں یہ روایت موجود ہے۔

پانی میں بھگویا اور نمک ملایا اور فرمایا کوئی سالن ہے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ سرکے کے علاوہ کچھ نہیں۔

آپ نے فرمایا لے آئیے آپ نے ان ٹکڑوں پر سرکہ ڈالا اور اس میں سے کھایا پھر اللہ کا شکر ادا کیا پھر کہا: اے ام ہانی رضی اللہ عنہا سرکہ بہت عمدہ سالن ہے۔ جس گھر میں سرکہ ہو وہ فقیر نہیں ہوتا۔[1]

جس کو تو نے پناہ دی اسے ہم نے بھی پناہ دی:

زمانہ جاہلیت میں عورت خوف زدہ اور قیدی کو پناہ دینے کا حق رکھتی تھی۔ اسلام نے مسلمان خاتون کے مقام و مرتبے کی حفاظت کی اور اس کی عزت کا پورا خیال رکھا۔ اسے ایک یا دو مردوں کو پناہ دینے کی اجازت دی۔

نبی کریم ﷺ کی بیٹی زینب نے اپنے خاوند ابوالعاص بن الربیع کو قید سے چھڑایا وہ بدر کے قیدیوں میں گرفتار ہو کر آیا تھا۔

☆ ام ہانیٔ رضی اللہ عنہا نے اپنے سسرالی رشتہ داروں میں سے دو ایسے آدمیوں کو پناہ دی جن کو قتل کرنے کا حکم تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کی پناہ کو قبول کیا۔

☆ ام ہانی رضی اللہ عنہا اس واقعے کے بارے میں بیان کرتی ہیں:

جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ کی بالائی جانب پڑاؤ کیا تو بنو مخزوم کے دو آدمی دوڑ کر میرے پاس آئے۔ اور ان کے پیچھے میرا بھائی علی بن ابی طالب بھی میرے گھر داخل ہوا اور اس نے کہا اللہ کی قسم میں انہیں قتل کروں گا۔ میں نے اپنے گھر کا دروازہ بند کر دیا۔

پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی آپ نے فرمایا اے ام ہانیٔ رضی اللہ عنہا خوش آمدید کیسے آنا ہوا؟

---

(۱) السیرۃ الحلبیہ (۳/۴۲)

میں نے آپ کو دو آدمیوں اور اپنے بھائی علی رضی اللہ عنہ کا میرے گھر داخل ہونے کا واقعہ بیان کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

قد اجرنا من اجرت یا ام ھانئ و أمَّنّا من أمّنتِ فلا یقتلھما.

جس کو تو نے پناہ دی اسے ہم نے پناہ دی اے ام ہانی جس کو تو نے امان دی اسے ہم نے امان دی' ان دونوں کو قتل نہیں کرے گا۔

☆ اس واقعے سے صحابہ کرامؓ نے ام ہانی رضی اللہ عنہا کے فضل وشرف کا اعتراف کیا۔ صحابہ کرامؓ اس کی بڑی عزت اور احترام کیا کرتے تھے۔

ام ھانئ اور اس کا خاوند:

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا اس کا خاوند ہبیرہ یمن کے علاقے نجران کی طرف بھاگ گیا۔

جب وہ بھاگا تو اس نے اپنے فرار کا عذر پیش کرتے ہوئے یہ اشعار کہے:

لَعَمْرُكَ مَا وَلَّيتُ ظَهرِیْ مُحَمَّدًا

وَ اَصْحَابِهٖ جبنًا و لا خیفة القتل

وَ لٰكِنَّنِی قَلَّبْتُ امری فلم اَجِدْ

لسیفی غناءُ اِنْ ضَرَبْتُ و لا نَبْلِیْ

وَقَفْتُ فَلَمَّا خِفْتُ ضیعة موقفی

رجعتُ لعود كا لهزبر الی الشَّبلِ

۱۔ مجھے تیری عمر کی قسم میں محمد اور اصحاب محمدؐ سے بزدلی اور قتل کے ارادہ کی وجہ سے نہیں بھاگا۔

۲۔ لیکن میں نے اپنے معاملے کو الٹ دیا ہے تو میں اپنی تلوار بے پرواہ نہیں ہوتا اگر میں وار کرو اور نہ میں بوڑھا ہوا ہوں۔

۳۔ میں ٹھہر گیا لیکن جب میں نے اپنے موقف کے ضائع ہونے کا اندیشہ

کیا تو میں اپنی پہلی جگہ پہ لوٹ آیا شیر کی مانند جو اپنے بچوں کی طرف لوٹ جاتا ہے۔[1]

☆ ہبیرۃ نجران میں دھتکارا ہوا حالت کفر میں پڑا رہا جب اسے ام ہانی رضی اللہ عنہا کے مسلمان ہونے کی اطلاع پہنچی تو اس نے یہ اشعار کہے۔

وعــا ذلة هَبَّــتْ بـلـيـل تـلـو منـى
و تـعـذلـنـى بالليل ضَلَّ ضَلَالَهَا
وَ تَـزْعَـمُ انِّـىْ اِنْ اطـعـتُ عشيرتى
سـاردى و هـل يـردينى الازوالها

ا۔ وہ رات کو مجھے ملامت کرنے کے لیے چلی وہ رات کو مجھے ملامت کرتی ہے جب کہ وہ رات کی تاریکیوں میں بھٹک چکا ہے۔

۲۔ وہ گمان کرتی ہے کہ میں نے اپنے قبیلے کی اطاعت اختیار کی تو تباہ ہو جاؤں گا۔ مجھے تو اس کا زوال ہی تباہ و برباد کرے گا۔

پھر کئی ایک شعر کہنے کے بعد ام ہانیؓ کو مخاطب کر کے کہا:

فَـاِنْ كُـنْـتِ تـابـعـت دين محمد
وَقُـطِّـعَـتُ الارحام منك حبالها
فَـكُـوْنِىْ عَلَىَّ اعلى سحيق بهضبَةٍ
مُـلَـمْـلَـمَةٍ غبـراءَ يبـسٍ بلالهـا

ا۔ اگر تو نے دین محمد ﷺ کی اطاعت اختیار کر لی ہے۔ اور رشتوں کی ڈوری تو نے کاٹ دی ہے۔

۲۔ تو کسی دور ٹیلے کی چوٹی پر خشک سالی اور قحط زدہ زمین پر گذارہ

---

(۱) الاستيعاب (٤/٤٧٩) اسد الغابه (٥/٦٢٤)

کر۔(۱) ہبیرہ نجران میں ہی رہا یہاں تک کہ وہ حالت کفر میں ہی وہاں فوت ہوا۔

حدیث کی راویہ:

ام ہانی رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ۴۶ احادیث روایت کیں۔ اور یہ احادیث کتب ستہ میں منقول ہیں۔

اس سے اس کے بیٹے جعدہ اور پوتے ہارون نے حدیث روایت کی اور اس سے کبار تابعین زاہدین اور علماء نے روایت کیا۔ ان میں سے عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ' عطاء بن ابی رباح عروہ بن زبیر اور دیگر تابعین نے روایت کیا۔

☆ اس کی مرویات میں سے ایک یہ ہے۔ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا کیا مطلب یہ ہے۔

﴿وَ تَأْتُونَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ﴾ (العنکبوت : ۲۹)

''تم اپنی مجلس میں برے کام کرتے ہو''۔

آپ نے یہ ارشاد فرمایا:

یحذفون اهل الطريق و يسخرون منهم و ذالك المنكر الذى كانوا ياتونه.

وہ مسافروں سے مال چھین لیتے ان سے مذاق کرتے وہ برائی تھی جس کا وہ ارتکاب کرتے تھے۔(۲)

☆ شمائل محمدیہ کے ضمن میں ام ہانی رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف بیان

---

(۱) تاریخ طبری (۲/۱۶۳) انساب الاشراف (۱/۳۶۲) اسد الغابہ (۵/۶۲۴) مکمل اشعار دیکھیں۔ الروض الانف (۴/۱۰۶)

(۲) ابن کثیر (۳/۳۵)

کرتے ہوئے کہا:

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظّمہ تشریف لے آئے آپ کے سر کے بالوں میں چارلٹیں کی ہوئی تھیں۔(۱)

اس کے مناقب:

ام ہانئ رضی اللہ عنہا کے فضائل و مناقب بہت زیادہ تھے۔اس جلدی میں ان کا شمار ممکن نہیں ام ہانئ رضی اللہ عنہا کی سب سے بڑی عظمت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کا آغاز مکہ معظّمہ میں اس کے گھر سے ہوا۔

فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے گھر سے معراج کا آغاز کیا اس روز عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد آپ ہمارے گھر سو گئے تھے فجر سے پہلے ہم نے آپ کو صبح کی نماز کے لیے بیدار کر دیا آپ اٹھے صبح کی نماز ادا کی ۔پھر یہ ارشاد فرمایا:

یا ام ھانئ جئت الی بیت المقدس فصیلت فیه ثم صلیت الغداۃ معکم.

اے ام ہانئ میں بیت المقدس گیا وہاں نماز پڑھی اور پھر صبح کی نماز تمہارے ساتھ ادا کی۔

میں نے کہا یہ بات لوگوں سے نہ کریں آپ کو لوگ جھوٹا کہیں گے۔

آپ نے فرمایا اللہ کی قسم میں لوگوں کو یہ ضرور بتاؤں گا آپ نے لوگوں کو معراج کے بارے میں بتایا تو انگشت بدنداں رہ گئے۔(۲)

☆ مکہ معظّمہ میں ام ہانئ رضی اللہ عنہا قرآن کریم بڑے غور سے سنا کرتی تھی۔

---

(۱) رواہ الترمذی (۲/۱۷۸) ابو داؤد (۴۱۹۱) ابن ماجہ (۳۶۳۲) الطبقات (۱/۴۲۹)

(۲) السیرۃ النبویہ (۲/۴۱۱) الشفاء (۱/۳۶۵) وغیرہ۔

فرماتی ہیں کہ ہم رات کو کعبہ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت سنا کرتے تھے میں اپنے گھر کی چھت پر ہوتی۔(۱)

☆ اس کی ایک فضیلت یہ بھی ہے جس کا تذکرہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادب و احترام سے پیش آنے کے حوالے سے کیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جب اسے پیغام ملا تو اس نے کہا:

میں بچوں والی ہوں۔ مجھے یہ اچھا نہیں لگتا کہ بچے آپ کو تکلیف دیں آپ خاموش ہو گئے پھر اس موقعے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قریش کی خواتین میں سے بہترین وہ ہیں جو اونٹ پر سواری کریں اور اپنے بچوں پر شفیق اور مہربان ہوں۔(۲)

☆ ام ہانی رضی اللہ عنہا کے مناقب میں سے یہ فضیلت بھی قابل ذکر ہے۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ خیبر میں شریک ہوئی۔ اس روز مال غنیمت میں سے اسے چالیس وسق غلہ عطا کیا۔(۳)

☆ ام ہانی رضی اللہ عنہا اپنے بھائی علی رضی اللہ عنہ کے بعد تک زندہ رہیں اس کی زندگی ۵۰ ہجری تک دراز ہوئی۔ خلفائے راشدین علمائے امت اس کو قدر و احترام کی نگاہ سے دیکھتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں اسے عزت و احترام کا مقام حاصل تھا۔ اور اسے یہ اعزاز اور سعادت آخری دم تک میسر رہی۔

اللہ ام ہانی رضی اللہ عنہا سے راضی ہوا اور اسے اپنی جوار رحمت میں صالحین کے ساتھ جگہ عطا کی۔

وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

---

(۱) دلائل النبوة (۲۰۷/۶)

(۲) البدایه و النهایه (۲۶۲/۵) الاصابه (۴۷۹/۴)

(۳) الطبقات (۴۷/۸)

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا بنت ابی طالب کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

١ ـ سیر اعلام النبلاء	٢/٣١١ و ٣١٢
٢ ـ جمهرة انساب العرب	١/١٤
٣ ـ زاد المعاد	٣/٣٩٤
٤ ـ السيرة النبوية	٢/٤١١
٥ ـ دلائل النبوة بيهقى	٥/٨١
٦ ـ اسد الغابة	٥/٦٢٤
٧ ـ تاريخ اسلام ذهبى	٤/٣٤٦
٨ ـ السيرة الحلبية	٣/٤٢
٩ ـ الاستيعاب	٤/٤٧٩
١٠ ـ الروض الانف	٤/١٠٦
١١ ـ انساب الاشراف	١/٣٦٢
١٢ ـ البداية والنهاية	٥/٢٦٢
١٣ ـ الطبقات	٨/٤٧



۵۸

خولۃ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے خویلہ تیرے چچا کا بیٹا بہت بوڑھا ہو چکا ہے اس کے بارے میں اللہ سے ڈرتی رہا کرو۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

اے خویلہ اللہ تعالیٰ نے تیرے اور تیرے خاوند کے حق میں قرآن نازل کیا ہے۔

مومن خاتون اور مومن گھرانہ

☆ ایمان نے اس خاتون کے سب پہلو روشن کر دیئے' اس کے دل کو چمکا دیا۔ یہ ہر چیز کو اسلام کی عینک سے دیکھنے لگی اور خاص طور پر اپنے خاص معاملات اور ازدواجی زندگی کے امور اسلامی سانچے میں ڈھل گئے وہ اپنے ہر کام کو سرانجام دینے کے لیے اسے دین پر پیش کرتی اور حکم الٰہی سے راہنمائی لیتی۔

☆ ہماری آج کی مہمان کے بارے میں قرآن کریم کی آیات نازل ہوئیں جو مساجد کے محرابوں میں قیامت تک پڑھی جائیں گی یہ آیات اس کی داستان بیان کرتی ہیں اس کی رائے کے احترام کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ اور زمانہ جاہلیت کے مذموم عادت کو باطل قرار دیتی ہیں۔ اور وہ ہے ظہار کی عادت یعنی بیوی کو ماں کہہ دینے کی بری عادت۔

☆ بھلا یہ کون خاتون ہے جس کے بارے میں قرآن نازل کیا گیا جو پڑھا جاتا ہے۔

☆ یہ خولہ بنت ثعلبۃ بن اصرم الانصاریہ الخزرجیہ ہے۔[1] اس نے جلدی ہی اسلام قبول کر لیا تھا جس طرح نیک لوگوں کی شان ہوتی ہے جنہیں اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب فرماتے ہیں اور ان پر ایمان کے قبول کرنے کی صورت میں احسان فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ آتے ہی اس نے ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی اس کے سب اہل خانہ مسلمان تھے۔ اس کا خاوند اوس بن

---

(۱) الطبقات (۳۸۷/۸) اسد الغابہ (۴۴۲/۵) تہذیب التہذیب (۴۱۴/۱۲)

صامت حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کا بھائی تھا۔ اس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا جس کا نام الربیع بن اوس تھا۔

☆ اس کے تمام بھائی بحاث' عبداللہ اور یزید یعنی ثعلبہ کے بیٹے انصار صحابہؓ میں سے تھے جنہوں نے مدینہ میں اسلام کی روشنی پھیلتے ہی اسلام قبول کر لیا تھا۔

خولہ اللہ کے حضور شکوہ کرتی ہے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جس نے سب سے پہلے اپنی بیوی کو ماں کہا وہ اوس بن صامت ہے اس کی بیوی خولہ بنت ثعلبہ تھی۔ (۱)

☆ زمانہ جاہلیت میں یہ رواج تھا کہ جب کوئی اپنی بیوی سے ظہار کرتا تو اسے یہ الفاظ کہتا' تو میرے لیے ماں کی مانند ہے۔ زمانہ جاہلیت میں ظہار کو طلاق ہی سمجھا جاتا تھا۔ بلکہ طلاق سے بھی زیادہ سخت اور اسے حرام کی بدترین شکل تصور کیا جاتا تھا۔

جب کوئی بیوی کو ماں کہہ دیتا تو زندگی بھر اس سے رجوع نہیں کرتا تھا۔ (۲)

☆ جب اسلام آیا تو اللہ تعالیٰ نے اس امت پر کرم کیا اس پر نرمی کی اور ظہار کا کفارہ مقرر کر دیا۔ اسے طلاق قرار نہیں دیا جیسے وہ زمانہ جاہلیت میں کیا کرتے تھے۔ یہ واقعہ خولہ کے ساتھ پیش آیا جب اسے اندیشہ ہوا کہ اس کے خاوند کی جانب سے ظہار کا ارتکاب کہیں طلاق ہی نہ بن جائے۔ وہ جلدی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور خاوند کی شکایت کی اور اس اندیشے سے رونا شروع کر دیا کہ اسے طلاق ہو گئی ہے۔ اور وہ لسان رسالت کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی جانب سے کشادگی کی متمنی ہوئی۔ فراق کے درد و الم نے اسے رسول

---

(۱) المعارف لابن قتیبہ (ص ۲۵۵)

(۲) السیرۃ الحلبیہ (۲: ۷۲۲ و ۷۲۳)

اللہ ﷺ کے ساتھ زیادہ بولنے پر مجبور کیا اور وہ آپ سے بار بار اسی شکوے کو دھراتی رہی۔ یہاں تک کہ قرآن نازل ہوا۔ اس دن کے بعد خولہ کا نام مجادلہ رکھ دیا گیا اور قرآن حکیم کی ایک پوری صورت کا یہی نام رکھا گیا۔

☆ خولہ رضی اللہ عنہا اپنی داستان خود بیان کرتی ہے۔

فرماتی ہیں:

کہ اللہ کی قسم میرے اور میرے خاوند اوس بن صامت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے سورہ مجادلہ کی ابتدائی آیات نازل کیں۔ میں اس کے پاس تھی اور وہ بہت بوڑھا ہو چکا تھا اس کا اخلاق بگڑ چکا تھا اور ڈانٹ ڈپٹ کرتا رہتا۔ ایک دن وہ میرے پاس آیا۔ میں نے واپس کر دیا۔ وہ ناراض ہوا اور اس نے غصے سے کہا تو میرے لیے ماں کی مانند ہے۔ پھر وہ گھر سے نکلا اور قوم کی مجلس میں تھوڑی دیر بیٹھا پھر میرے پاس آیا وہ مجھ سے ازدواجی تعلقات چاہتا تھا۔ میں نے کہا ہرگز نہیں اللہ کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے آپ نے جو کچھ مجھے کہہ دیا ہے۔ اب اس وقت تک آپ مجھے ہاتھ نہیں لگا سکتے جب تک اللہ و رسول ہمارے بارے میں فیصلہ صادر نہیں فرما دیتے۔

☆ میں نے اسے چھوڑا' گھر سے روانہ ہوئی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی آپ کے سامنے جا بیٹھی۔ اپنی ساری داستان آپ کو کہہ سنائی میں نے اپنے خاوند کی بداخلاقی کا آپ سے شکوہ بھی کیا' میری داستان سن کر رسول اللہ نے فرمایا:

يا خويلة ابن عمك شيخ كبير فاتقي الله فيه.

اے خویلہ تیرے چچا کا بیٹا بہت بوڑھا ہے اس کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔

فرماتی ہیں کہ اللہ کی قسم میں وہیں بیٹھی رہی یہاں تک کہ میرے بارے میں

قرآن نازل ہوا۔ رسول اللہ ﷺ پر غنودگی طاری ہوگئی جس طرح کہ وحی کے موقع پر غنودگی ہوتی ہے۔ پھر یہ کیفیت ختم ہوئی تو آپ نے مجھے فرمایا:

اے خویلہ اللہ تعالیٰ نے تیرے اور تیرے خاوند کے بارے میں قرآن نازل کیا ہے۔

پھر آپ نے مجھے یہ آیات سنائیں۔

﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَ تَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَ اللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ ○ اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔيْ وَلَدْنَهُمْ وَ اِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا وَ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ○ وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ○ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ (المجادلة : ١ ـ ٤)

''یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سنی جو تجھ سے اپنے شوہر کے بارے میں تکرار کر رہی تھی اور اللہ کے آگے شکایت کر رہی تھی اللہ تعالیٰ تم دونوں کے سوال جواب سن رہا تھا بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ تم سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں۔ (یعنی انہیں ماں کہہ بیٹھتے ہیں) وہ دراصل ان کی مائیں نہیں بن جاتیں ان کی مائیں تو وہی ہیں جن کے بطن سے وہ پیدا ہوئے یقیناً یہ لوگ ایک نامعقول اور جھوٹی بات کہتے ہیں بے شک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کریں پھر اپنی کہی ہوئی بات سے رجوع کر لیں تو ان کے ذمے آپس میں ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے پہلے ایک غلام آزاد کرنا

ہے۔اس کے ذریعے تم نصیحت کیے جاتے ہو۔اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔ ہاں جو شخص نہ پائے اس کے ذمے لگا تار دو مہینے کے روزے ہیں اس سے پہلے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں اور جس شخص کو یہ طاقت بھی نہ ہو اس پر ساٹھ مسکینوں کا کھانا کھلانا ہے یہ اس لیے کہ تم اللہ کی اور اس کے رسول کی حکم برداری کرو یہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدیں ہیں اور کفار کے لیے ہی دردناک عذاب ہے''۔

خولہ اور اللہ کا حکم:

اللہ تعالیٰ کا حکم نازل ہوا خولہ رضی اللہ عنہا کی پریشانی چھٹ گئی جب اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسکراتے دیکھا تو وہ خوش ہوگئی۔ پھر آپ نے کہا: اپنے خاوند کو حکم دو کہ وہ ایک غلام آزاد کرے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس کچھ نہیں کہ وہ غلام آزاد کرے۔

آپ نے فرمایا:

دو ماہ کے مسلسل روزے رکھے۔

اس نے کہا:

بخدا وہ تو بہت بوڑھا ہے وہ روزے بھلا کیسے نباہ سکتا ہے۔

آپ نے فرمایا:

تو پھر وہ ساٹھ مساکین کو کھانا کھلائے۔ کھجوروں کا ایک وسق ہونا چاہیے۔

اس نے کہا:

بخدا یہ بھی اس کے پاس نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فانا سنعینه بعذق من تَمْرٍ.

ہم اس کی مدد کھجور کی ایک ٹوکری سے کریں گے۔

ایک روایت میں ہے اسے کہو ام المنذر بنت قیس کے پاس جائے اس سے کھجوروں کا ایک وسق لے لے اور ساٹھ مسکینوں کو کھلائے پھر وہ تجھ سے رجوع کرے۔

اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھجوروں کا ٹوکرا میں اسے دے دیتی ہوں۔

آپ نے فرمایا: درست بہت خوب جاؤ اس کی جانب سے صدقہ دے دو آئندہ اپنے چچا زاد کا خیال رکھنا۔ کہتی ہے کہ میں نے ایسے ہی کیا۔

کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون ہے؟

خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا انصار کی ایک فصیح و بلیغ خاتون تھی اسے بلاغت' حسن کلام اور دلکش خطاب کا وافر حصہ میسر آیا تھا' حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اس کی بڑی عزت و تکریم کیا کرتے تھے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے دورِ خلافت میں حضرت خولہؓ کے پاس سے گذرے آپ کے ہمراہ جارود العبدی بھی تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے سلام کیا۔ اس نے سلام کا جواب دیا اور کہا اے عمر ٹھہریئے۔ آپ رک گئے اور قدرے اس کے قریب ہوئے۔ پوری توجہ سے اس کی باتیں سنیں کافی دیر وہاں رکے رہے اس نے بڑے سخت الفاظ استعمال کیے اور اسے وعظ و نصیحت کرتے ہوئے کہا:

عمر رضی اللہ عنہ افسوس کی بات ہے میں نے تیرا وہ دور بھی دیکھا ہے۔ جب تجھے عمیر کے نام سے بلایا جاتا تھا تو عکاظ کے میلے میں اپنی لاٹھی تھامے بکریاں چرایا کرتا تھا دور بدلا تیرا نام عمیر سے عمر ہوا پھر دن بدلے تیرا نام امیر المومنین ہوگیا۔ رعیت کے معاملات میں اللہ سے ڈرتے رہنا۔ یہ بات خوب اچھی طرح جان لو۔

من خاف الوعید قرب علیه البعید و من خاف الموت خشی الفوت.

جو وعید سے ڈر گیا تو دور اس کے قریب آ گیا اور جو موت سے ڈر گیا تو چیز

کے ضائع ہونے سے اس نے اندیشہ کیا۔

جارود نے کہا ارے خاتون تو نے امیر المومنین سے بہت باتیں کر لیں اب رہنے بھی دیجئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا چھوڑ یئے اسے کچھ نہ کہنا کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون ہے؟

اس نے کہا نہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ وہ خاتون ہے جس کا شکوہ اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کے اوپر سنا۔

کیا رب العالمین اس کی بات سنے اور عمر نہ سنے' بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ اللہ کی قسم عمر کا زیادہ فرض بنتا ہے کہ اس کی باتیں غور سے سنے۔ یہ خولہ بنت ثعلبہ ہے۔ اللہ کی قسم ہم یہاں سے اس وقت تک قدم نہیں ہلائیں گے جب تک یہ خود نہیں چلی جاتیں خواہ پوری رات بیت جائے۔(۱)

برگزیدہ لوگوں کے ساتھ:

یہ خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا انصار کی ان مومن خواتین میں سے تھی جن کے بارے میں اللہ نے قرآن نازل کیا' اور اس کی وجہ سے شریعت اسلامیہ کے بعض ایسے مسائل حل ہوئے جس کی وجہ سے عورت کی شان اور قدر و منزلت میں خاطر خواہ اضافہ ہوا اور زمانہ بھر کے لیے اس کی عزت کو چار چاند لگ گئے۔

☆ اس صحابیہ کے واقعات و حالات سے پتہ چلتا ہے کہ اس نے خوشگوار موقف اختیار کرتے ہوئے بھرپور زندگی بسر کی واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت خولہ نے امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا بیشتر دور خلافت دیکھا۔ لیکن تاریخ اس کے یوم وفات سے خاموش دیکھائی دیتی ہے۔ لیکن آثار و حالات یہ

---

(۱) تفسیر ابن کثیر (۳/۳۵۸) الاستیعاب (۴/۲۸۳) اسد الغابہ (۵/۴۴۴) وغیرہ'

بتاتے ہیں کہ وہ دور خلافت راشدہ میں ہی فوت ہوئی۔

اللہ مجادلۃ خولہ بنت ثعلبہ سے راضی ہوا اور اس کی قبر کو سرسبز و شاداب کیا۔
اس کی برگزیدہ اور نیک لوگوں کے ساتھ خوب اچھی طرح مہمان نوازی کی۔

بلاشبہ وہ سننے جاننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے
راضی۔

حضرت خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے
درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

۔ الطبقات	٣٨٧/٨
۔ اسد الغابة	٤٤٢/٥
۔ تهذيب التهذيب	٤١٤/١٢
۔ السيرة الحلبية	٧٢٢/٢
۔ الاصابة	٢٨٢/٤
۔ الاستيعاب	٢٨٣/٤



۵۹

اسماء بنت سلامۃ رضی اللہ عنہا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اپنی بہن کے پاس اس طرح آؤ جس طرح تم پسند کرتی ہو کہ وہ تیرے پاس آئے۔

طلوع اسلام

مسلمان خواتین کے پہلے قافلے میں ایک جلیل القدر صحابیہ کا اپنے اس خاوند کے ساتھ نام آتا ہے۔ جس نے صبر وصداقت میں ضرب المثل ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔ اور وہ تھا عیاش بن ابی ربیعہ المخزومی کیا آپ کے پاس اس کی بیوی کی کوئی خبر پہنچی ہے۔

☆ اس کا نام اسماء بنت سلامہ بن مخربہ التمیمیۃ الدارمیۃ ہے یہ عبداللہ بن عیاش کی والدہ ہے۔[1]

☆ عیاش نے بہت پہلے اس وقت اسلام قبول کر لیا تھا۔ جب ابھی اسلام کا سورج اپنے افق سے طلوع ہوا ہی تھا۔ یہ وائرہ اسلام میں اس وقت داخل ہو گیا تھا جب ابھی رسول اللہ ﷺ نے دارارقم میں داخل ہو کر اسلام کی دعوت دینا شروع نہ کی تھی۔

ایک دن عیاش نے راز دارانہ انداز میں اپنی بیوی کو بتایا کہ میں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ تو وہ بھی جلدی جلدی ہدایت یافتہ لوگوں کے قافلے میں شامل ہو گئی۔ وہ مسلمان ہوئی اور رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی۔

مشکلات پر صبر:

مکہ معظمہ میں لوگ نبی کریم ﷺ اور آپ کی دعوت کے بارے میں باتیں کرنے لگے۔ اور وہ مومن جماعت بھی زیر بحث آتی جس نے رسول اللہ ﷺ کی اتباع کی ابتداء میں لوگوں نے اسے کوئی خاص اہمیت نہ دی ان کے بڑوں کا خیال یہ

(۱) الطبقات (۸/۳۰۱) اسد الغابہ (۵/۳۹۳) جمھرۃ انساب العرب (۱/۲۳۰)

تھا کہ اسلام یہاں پنپ نہیں سکے گا۔ اسلام کا زندہ رہنا اس کے مقدر میں نہ ہو گا۔ بلکہ ان کا گمان یہ تھا کہ لوگ بالآخر اپنے آباء و اجداد کے دین کی طرف پلٹ آئیں گے' اسی طرح ان کا یہ بھی گمان تھا کہ لات' عزیٰ' منات' ھبل' اساف' اور نائلۃ کو ہی غلبہ حاصل ہو گا۔ یہی وہ ہستیاں باقی رہیں گی جن کے نام پر اونٹ اور دیگر جانور ذبح کیے جائیں گے۔

☆ لیکن صورت حال ان لوگوں کے وہم و گمان کے برعکس نکلی مکہ معظمہ میں مسلمانوں کا معاملہ پھیل گیا' حق غالب آ گیا باطل مٹ گیا' اس صورت حال میں قریش نے اس معاملے کو اہمیت دی۔ اس کو ایک بڑا حادثہ تصور کیا جس سے وہ بڑے سیخ پا ہوئے۔ قریش کی جانب سے رسول اللہ ﷺ پر ظلم و ستم' بغض و حسد اور عداوت کا بھرپور مظاہرہ کیا گیا۔ قریش میں سرفہرست ابوجہل بن ہشام جس نے اپنے قریبی رشتہ دار عیاش اور اس کی بیوی کو ظلم و ستم اور ایذاء رسانی کا نشانہ بنایا۔

☆ مشرکین مکہ مومنوں کو تختہ مشق بناتے رہے ان پر ظلم و ستم ڈھاتے رہے۔ وہ اپنی عداوت میں غیر معقول حد تک پہنچ گئے۔ تاکہ انہیں ان کے دین سے منحرف کر سکیں۔ لیکن یہ کیسے ممکن ہو سکتا تھا۔ انہوں نے اہل ایمان پر بار بار ظلم کیا اور ہر دفعہ ظلم و ستم کا نیا انداز اپنایا۔ اللہ تعالیٰ نے سرزمین حبشہ میں اہل ایمان کے لیے ایک عادل بادشاہ نجاشی مہیا کر دیا' اس کے ہاں کسی پر ظلم نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اسماء اور اس کی بیوی نے دوسری ہجرت پر روانہ ہونے والے مہاجرین کے قافلے میں شمولیت کی۔ اور وہاں دونوں مکمل آزادی کے ماحول میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہو گئے۔

☆ حبشہ میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے ہاں بیٹا پیدا ہوا جس کا نام عبداللہ بن عیاش تھا۔ ہجرت حبشہ کے دوران جو بچے پیدا ہوئے یہ بھی ان میں شامل تھا۔

کیا آپ انہیں دیکھ نہیں رہے کہ وہ آ گئے:

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اور اس کے خاوند کو سرزمین حبشہ میں رہتے ہوئے زیادہ

طویل عرصہ نہیں گذرا تھا۔ کہ یہ دونوں میاں بیوی مکہ کی طرف لوٹے پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت اختیار کی۔

مصادر و مراجع میں روایت ہے کہ عیاش بن ابی ربیعہ حبشہ سے مکہ واپس آئے پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔ جب قباء میں پڑاؤ کیا تو دو ماں جائے بھائی وہاں پہنچے ایک ابوجہل تھا اور دوسرا حارث بن ہشام دونوں نے کہا تیری والدہ نے یہ قسم کھائی ہے کہ جب تک وہ تجھے دیکھ نہ لے نہ تیل ڈالے گی اور نہ ہی وہ سائے میں بیٹھے گی۔ وہ دونوں وہیں جمے رہے یہاں تک کہ میاں بیوی کو واپس مکہ لانے میں کامیاب ہوگئے۔ ان دونوں کو مکے لاکر باندھ دیا اور ان کو گرفتار کیے رکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے حق میں اور کمزور جماعت کے لیے ان کے نام لے کر دعائے قنوت کرتے رہے۔

☆ بخاری و مسلم میں یحییٰ بن ابی کثیر عن ابی سلمہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دعائے قنوت کے بارے میں درج ہے کہ:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنَّتَ فِي صلاة العَتَمَةِ شَهْرًا يَقُوْلُ فِيْ قنوتِهٖ.

اللهم أنج الوليد بن الوليد.

اللهم انج سلمة بن هشام.

اللهم انج عياش بن ابى ربيعة.

اللهم انج المستضعفين من المومنين.

اللهم اشدد و طاتک علی مضر.

اللهم اجعلها عليهم سنين كسنی يوسف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز میں پورا ایک مہینہ دعائے قنوت کی اور آپ اپنی دعائے قنوت میں یہ کہا کرتے۔

الٰہی ولید بن ولید کو نجات دے دے۔

الٰہی سلمۃ بن ہشام کو نجات دے دے۔

الٰہی عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات دے دے۔

الٰہی کمزور مومنوں کو نجات دے دے۔

الٰہی مضر کو سختی سے پکڑ لے۔

الٰہی ان پر ایسا قحط مسلط کر جیسا کہ یوسف علیہ السلام کے دور میں قحط مسلط کیا تھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ایک روز صبح کی نماز میں آپؐ نے ان کے لیے دعا نہ کی میں نے آپ کی خدمت میں تذکرہ کیا آپ نے ارشاد فرمایا کیا آپ انہیں دیکھ نہیں رہے کہ وہ آ گئے ہیں۔ (۱)

☆ واقعی کمزور مومن آ گئے تھے' اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا قبول کر لی تھی۔ عیاش رضی اللہ عنہ اپنی بیگم کے پاس پہنچ گئے تا کہ دونوں میاں بیوی ایمان کا سفر نبی علیہ السلام کے قرب میں رہتے ہوئے آپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بسر کریں۔

کیا آپ مجھے وصیت نہیں فرمائیں گے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابو ربیعہ کے گھروں میں تشریف لائے ان کے حالات معلوم کرتے۔ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابو ربیعہ کے ایک گھر میں کسی بیمار کی تیمارداری یا کسی اور غرض سے داخل ہوئے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ مجھے وصیت نہیں فرمائیں گے۔

آپ نے فرمایا:

---

(۱) رواہ البخاری' مسلم' النسائی (۲/ ۲۰۱) ابن ماجہ (۱۲۴۴) ابو داؤد (۱۴۴۲) الطبقات (۴/ ۱۳۰)

''اپنی بہن کے پاس اس طرح آؤ جس طرح تم پسند کرتی ہو کہ وہ تیرے پاس آئے''۔

☆ یہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے لیے بڑے ہی لطیف انداز میں راہنمائی ہے اور ایسی مبارک وصیت ہے جس میں ایثار' نیکی اور احسان کے معانی بھرپور انداز میں پائے جاتے ہیں۔

☆ ایک دوسری دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسماء اور آل عیاش کو اپنی عمدہ اور پاکیزہ توجہات سے نوازا آپ کے پاس عیاش کا ایک بیمار بچہ لایا گیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دم کرکے بچے پر پھونک مارنے لگے۔ بچہ بھی نقل کرتے ہوئے اسی طرح آپ پر پھونک مارنے لگا جیسے آپ کرتے تھے۔ گھر والے بچے کو منع کرنے لگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں روک دیا اور ان کو ایک داعی کے انداز میں فرمایا کہ بچوں سے رحمت' نرم دلی اور شفقت سے پیش آنا چاہیے۔ (۱)

☆ حضرت اسماء بنت سلامہ رضی اللہ عنہا کی سیرت نگاری کے اختتام پر ہم اس بات کا تذکرہ کرنا پسند کریں گے۔ کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت کی۔ اور اس سے اس کے بیٹے عبداللہ بن عیاش نے روایت کیا اور اس سے جلیل القدر صحابیہ الربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا نے روایت کیا۔ (۲)

☆ اللہ تعالیٰ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے راضی ہوا۔ اور اسے اپنی رحمت میں ان لوگوں کے ساتھ ٹھکانہ عطا کیا جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہوا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے۔

و اخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمین.

---

(۱) اسد الغابه (۵/۳۹۳) الاصابه (۴/۲۲۷)

(۲) اسد الغابه (۵/۳۹۳)

حضرت اسماء بنت سلامۃ التمیمیۃ رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

١۔ اسد الغابۃ	٣٩٣/٥
٢۔ الاصابۃ	٢٢٧/٤
٣۔ الطبقات	٣٠١/٨
٤۔ جمهرة انساب العرب	٢٣٠/١



٦٠

صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا

رسول اللہ ﷺ نے جب آپ کے چچا حمزہ قتل ہوئے۔ تو ارشاد فرمایا:
''اگر صفیہ کے غمگین ہونے اور میرے بعد اس کے سنت بن جانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اس کے لاشے کو یوں ہی کھلا رہنے دیتا اور اسے درندے اور پرندے کھا لیتے''۔ (فرمان نبوی)

منتخب خواتین میں سے

☆ ہماری آج کی مہمان کو اسلامی ورثہ میں سے وافر مقدار میں حصہ ملا۔ یہ خاتون پاکیزہ سرزمین کی چشم و چراغ ہے اور ایک مبارک شہر کی باسی ہے۔ پاکیزہ شہر ہی ہونہار لوگوں کو جنم دیتے ہیں۔ یہ صحابیہ منتخب خواتین میں سے تھی، جس نے ایک اسلامی شخصیات میں سے ایک بلند مرتبت شخصیت کو جنم دیا۔ وہ اور اس کی والدہ اپنی تمام زندگی مسلمانوں کی خدمت سرانجام دیتے رہے۔

☆ امام ذہبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھی عبدالمطلب کی بیٹی ہاشمی خاندان کے چشم و چراغ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بہن، حواری رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی والدہ تھی۔

اس کی والدہ بنو زہرہ میں سے تھی[1] اس کا نام ہالۃ بنت وہیب بن عبد مناف بن زہرہ تھا۔

☆ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا حارث بن حرب بن امیہ کی بیوی تھی یہ ابوسفیان بن حرب کا بھائی تھا۔ یہ فوت ہو گیا تو اس کی شادی عوام بن خویلد الاسدی سے ہوئی جو سیدہ النساء ام المومنین حضرت خدیجہ الکبری رضی اللہ عنہا کا بھائی تھا۔ اس کے ہاں تین بیٹے ہوئے۔ زبیرؓ السائب اور عبدالکعبہ یہ تینوں عوام بن خویلد کی اولاد تھے۔

اسلام اور ہجرت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چھ پھوپھیاں تھیں۔ جن کے نام یہ ہیں۔

---

(۱) سیر اعلام النبلاء (۲/ ۲۶۹)

صفیہ' اروی' عاتکہ' البیضاء' برہ' اور امیمۃ یہ سب عبدالمطلب کی بیٹیاں تھیں۔
امام ذہبی نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے اسلام قبول کرنے کے بارے میں بڑے ہی لطیف انداز میں یہ کہا:

انه ما اسلم من عمات النبی صلی الله علیه وسلم سواها.

حقیقت یہ ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی پھوپھی نے اسلام قبول نہیں کیا۔

☆ علامہ ابن اثیر' حافظ ابن کثیر اور امام نووی رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے اسلام قبول کرنے کے بارے میں کسی کو اختلاف نہیں البتہ عاتکہ اور اروی عبدالمطلب کی دونوں بیٹیوں کے اسلام قبول کرنے کے بارے میں اختلاف ہے۔

☆ یہ طبعی بات ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر جلدی اسلام قبول کر لیتیں جب کہ آپ نے اپنے قریبی رشتہ داروں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی اور اس دعوت میں اپنی بیٹی فاطمۃ اور پھوپھی حضرت صفیہ کو بطور خاص پیش نظر رکھا۔ مسلم شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ﴾

کہ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ۔

یہ حکم پا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوہِ صفا پر جا کھڑے ہوئے اور آواز بلند یہ کہا۔

اے فاطمۃ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اے صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا۔

میں اللہ کی جانب سے تمہارے لیے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں میرے مال میں سے جو چاہو تم مجھ سے مانگو۔ (۱)

---

(۱) صحیح مسلم (۱/۳۳)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے اس موقع پر اپنے بیٹے زبیر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کے بعد خود بھی اسلام قبول کر لیا۔

☆ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ پہلے اسلام قبول کرنے والوں میں چھوتھے یا پانچویں نمبر پر تھے۔ یہ عشرہ مبشرہ میں سے ایک تھے۔ مزید برآں اس نے سولہ سال کی عمر میں اسلام قبول کر لیا تھا۔

☆ اس کی ہجرت کے بارے میں امام نووی اور ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ کہ اس نے اپنے بیٹے زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت کی۔ (۱)

جہاد اور صبر:

مدینہ منورہ میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے جہاد کے لوح پر نہایت خوب صورت دلکش اور دلنشین تصویر بنائی اور اسلام کی حدود میں رہتے ہوئے جہاد میں بھرپور حصہ لیا۔

☆ غزوۂ احد میں دیگر خواتین کے ساتھ مجاہدین کو پانی پلانے اور زخمیوں کو مرہم پٹی کرنے کی خدمات سرانجام دیں۔

غزوۂ احد میں اچانک جنگ کا پانسہ پلٹا مسلمانوں کو غلبہ حاصل ہو جانے کے بعد شکست کا سامنا کرنا پڑا یہ اپنے ہاتھ میں نیزہ تھام کر مجاہدین کو کچوکے دیتے ہوئے کہنے لگی۔ تمہیں کیا ہوا۔ تم شکست کھا گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میدان میں اکیلے چھوڑ دیا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو اس حالت میں دیکھا تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا' زبیر اپنی والدہ کا خیال رکھو' اس کو پکڑ کر یہاں سے واپس لے جاؤ۔ یہ کہیں اپنے بھائی حمزہ کے لاشے کو نہ دیکھ لے۔ اس کے پیٹ کو چاق کر دیا گیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند نہ کیا کہ بہن اپنے بھائی کی لاش کو اس انداز میں

---

(۱) تهذيب الاسماء و اللغات (۱۹٤.۱) الاصابه (٤.٣٣٩)

دیکھے' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا اماں جان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ آپ واپس چلی جائیں۔

☆ اس نے پوچھا بیٹا کیوں مجھے پتہ چلا ہے کہ میرے بھائی کی لاش کا مثلہ کر دیا گیا ہے ہم اللہ کی رضا پر راضی ہیں۔ میں صبر کروں گی اور اگر اللہ نے چاہا تو ثواب کی نیت کروں گی۔

☆ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صورت حال سے آگاہ کیا۔ تو آپ نے فرمایا اس کا راستہ چھوڑ دو۔ وہ آئی اس کی طرف دیکھا اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اس کے حق میں مغفرت کی دعا کی۔ اور یہ کہا "انا للہ و انا الیه راجعون" اور بڑے صبر وتحمل کا مظاہرہ کیا۔

☆ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اور دیگر شہداء کو دفن کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ تو سب کو دفن کر دیا گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے صبر وتحمل کو بڑے تعجب خیز انداز میں دیکھا۔

اور اس موقعے پر یہ ارشاد فرمایا۔ جس کا خاص طور پر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تعلق تھا۔

لَوْلَا اَنْ تَحْزَنَ صفيةُ و يكون سنة من بعدى لتركتُهُ حَتّٰى يكون فِيْ بُطونِ السباع و حواصل الطير.

"اگر صفیہ کے غم کا اور میرے بعد اس کے سنت بن جانے کا اندیشہ نہ ہوتو میں اسے یونہی چھوڑ دیتا کہ درندوں اور پرندوں کے پیٹوں میں چلا جائے"۔ (۱)

---

(۱) السيرة النبويه (۲/۹۷) دلائل النبوة للبيهقى (۳/۲۸٦) اسد الغابه (٥/٤٩٢) تاریخ طبری (۲/۷۲) الاصابه (۱/۳٤٠) العقد الفريد (۳/٤۳٥) وغیرہ۔

انوکھی بہادری:

اگر کوئی عورت مرد کو چیلنج کرے اور اسے جھڑکی دے تو اس کی توقع کی جاسکتی ہے۔ لیکن ایک عورت مرد کو آگے بڑھ کر قتل کر دے تو یہ بڑی بات ہے۔ اس سے لوگوں کے دلوں میں خوف و ہراس پھیل جاتا ہے۔

☆ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ یہ واقعہ غزوۂ احزاب میں پیش آیا۔ جب احزاب کے لشکر نے مدینہ منورہ کے ارد گرد مسلمانوں کے دلوں میں رعب و دبدبہ طاری کرنے کے لیے آگ کے آلاؤ روشن کیے ان تنگ حالات میں جب کہ کلیجے گلے کو آنے لگتے ہیں۔

بنو قریظہ کے بدعہد یہودیوں نے اپنے قلعوں سے مدینہ منورہ کے گھروں کی طرف اترنا شروع کیا' وہ اس طرح مدینے کے مسلمان باشندوں کو مزید خوف و ہراس میں مبتلا کر دینا چاہتے تھے تاکہ اس سے مسلمانوں کی صفوں میں ارتعاش پھیل جائے۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا ایک چھوٹی پہاڑی کی چوٹی پر قلعے میں موجود تھی یہ قلعہ حضرت حسان بن ثابت الانصاری رضی اللہ عنہ کا تھا حضرت حسان اس میں بچوں اور عورتوں کے ساتھ مقیم تھے۔ وہاں سے ایک یہودی کا گذر ہوا وہ قلعے کے ارد گرد چکر لگا رہا تھا تاکہ اندرونی حالات کا جائزہ لے سکے۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے خطرے کو بھانپتے ہوئے حضرت حسان سے کہا۔ یہ یہودی قلعے کا چکر لگا رہا ہے آپ دیکھ رہے ہیں۔ اللہ کی قسم مجھے اس کے عزائم خطرناک دکھائی دیتے ہیں۔ مجھے اندیشہ ہے۔ کہ کہیں ہماری اس کمزوری کے بارے میں یہودیوں کو جا کر اطلاع نہ دے دے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محاذ پر مشغول ہیں آپ نیچے اتر کر اسے قتل کر دیں۔

حضرت حسان نے کہا اے دختر عبدالمطلب اللہ تیری مغفرت فرمائے تم جانتی

ہو کہ میں اس میدان کا آدمی نہیں ہوں۔

اس موقعے پر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے لاٹھی پکڑی قلعے سے نیچے اتری اور یہودی کے سر پر دے ماری اور اسے قتل کر دیا واپس آئی اور کہا حسان جی اب تو نیچے جائیے اس یہودی کا ساز و سامان اتار لائیے۔ میں عورت ذات ہوں۔ وہ مرد ہے اس لیے میں یہ کام نہ کر سکی۔

حسان نے کہا اے دختر عبدالمطلب مجھے اس کے ساز و سامان سے کوئی غرض نہیں۔

☆ اسی طرح حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے مسلمانوں کو یہودی کے مکر و فریب سے نجات دلاتے ہوئے راحت پہنچائی۔ اور اس نے ایسی بہادری' دلیری' اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا جو اس کی پیش قدمی کی واضح دلیل تھا۔ اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں۔

کیا حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اللہ و رسول کے شیر حضرت حمزہ کی ہمشیرہ نہیں تھی۔ کیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوانمرد شہسوار سپاہی زبیر رضی اللہ عنہ کی والدہ نہیں تھی۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا تاریخ اسلام کی پہلی خاتون ہے جس نے ایک مشرک مرد کو قتل کیا۔ (۱)

یہ واقعہ علامہ شوکانی نے ابن عساکر کے حوالے سے بیان کیا۔

فرماتے ہیں۔

جب حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا' حضرت حسان رضی اللہ عنہ اور یہودی کے واقعے کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ چلا تو آپ کھل کر ہنسے یہاں تک کہ میں نے آپ کی مبارک داڑھوں کو آخر تک دیکھا۔ میں نے آپ کو اس طرح ہنستے کبھی نہ دیکھا تھا۔ (۱)

---

(۱) البدایہ و النھایہ (۴/۱۱۰) تاریخ اسلام (۲/۲۹۲) الاصابہ (۴/۳۴۰)

(۲) درالسحابہ للشوکانی (ص ۵۳۸)

جب غزوۂ خیبر بپا ہوا تو حضرت صفیہ اور زبیر رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اس دن ایک حیرت انگیز کارنامہ سرانجام دیا۔

طبری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ کی کتاب میں لکھا ہے۔

کہ حضرت زبیرؓ یاسر یہودی کی طرف آگے بڑھے۔ اس کی والدہ صفیہ

بولی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میرا بیٹا قتل کر دیا جائے گا۔

آپ نے فرمایا بلکہ تیرا بیٹا ان شاء اللہ اسے قتل کرے گا۔

پھر دونوں آپس میں بھڑ گئے حضرت زبیرؓ نے اسے قتل کر دیا۔ حضرت صفیہؓ اور مسلمانوں نے یہ منظر دیکھ کر خوشی سے اللہ اکبر کہا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو غزوۂ خیبر میں مال غنیمت میں سے خاص طور پر حصہ عطا کیا۔

ہاشمی خواتین کی شاعرہ:

جس طرح حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے جہاد اور فضائل کے میدان میں حیرت انگیز کارنامے سرانجام دیئے' فصاحت و بلاغت کے میدان میں بھی کامیابیوں کے جھنڈے گاڑے' الفاظ کے خوشے اس کے سامنے لٹکتے رہتے۔ یہ ہاشمی خواتین کی شاعرہ تھی۔

اس کے اشعار میں دلکش معانی' ممتاز فیاضی' لطافت' خیالات کی صداقت' شجاعت کا دبدبہ بھرپور انداز میں پایا جاتا تھا۔

یہ اپنے بیٹے زبیر کا اپنے اشعار کے ذریعے حوصلہ بڑھاتی۔ (۱)

سوانح کی کتابوں میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے اتنے اشعار قلمبند ہیں جس سے بلاشبہ اسے عرب کی ایک عمدہ شاعرہ ہونے کا مقام حاصل ہے۔ خصوصاً مرثیہ گوئی میں

---

(۱) سیر اعلام النبلاء (۱/ ٤٥)

اس کا جواب نہیں اگر اجازت ہوتو ہم اسے خنساء قریش کا لقب عطا کر دیں۔ اس نے اپنے والد کی وفات پر جو مرثیہ کہا اسے دنیائے ادب اور میدان شعر و شاعری میں بڑا بلند مقام حاصل ہے۔

کیا خوب کہا: کیا کہنے اس کی مرثیہ گوئی کے!

اَرِقْتُ لِصَوتِ نَائِحَةٍ بِلَيْلٍ
عَلَى رَجُلٍ بقارعة الصَّعِيْدِ
فَفَاضَتُ عند ذالكم دُمُوعي
عَلَى خَدِّی كمنحدر الفريدِ

۱۔ مجھے رات کے وقت نوحہ کرنے والی خاتون پر ترس آتا ہے۔ جو نوحہ کرتی ہے اس شخص پر جو چٹیل میدان میں پڑا ہے۔

۲۔ اس موقع پر میرے آنسو میرے رخساروں پر موتیوں کی طرح گرنے لگتے ہیں۔(۱)

☆ اسی طرح اس نے اپنے بھائی زبیر بن عبدالمطلب کو غمناک دلخراش اشعار میں ڈوبے ہوئے قصیدے سے خراج تحسین پیش کیا۔ اور اپنے بھائی حمزہ بن عبدالمطلب کو مرثیہ گوئی سے یاد کیا۔ وہ احساسات کی باریکی و لطافت اور خیالات کی صداقت کے بلند مقام پر فائز نظر آتی ہے جب کہ اس نے اپنے بھائی کے بیٹے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں یہ اشعار کہے۔

۱۔ عينُ جودی بدمعة وَ سهودِ
وَ اَندبی خير هالِك مفقودِ

۲۔ وَاندِبی المصطفى بحزنٍ شديد
خَالَطَ القلبُ فهو كا المعمودِ

---

(۱) السيرة النبويه (۱/۱۷۹)

٣ ـ كِدْتُ اقضى الحياة لما اَتَاهُ

قدرٌ خُطَّ فِى كتابٍ مجيدِ

٤ ـ فلقد كان بالعبادِ رؤوفًا

وَ لَهُمْ رحمةً و خير رشيدِ

٥ ـ رضى الله عنه حيا و ميتًا

و جزاه الجنان يوم الخلودِ

۱۔ اے آنکھ آنسوؤں اور بیدار چشمی کی سخاوت کر اور خرچ کر ان چیزوں کو اس شخص پر جو بہتر ہے اور وہ فوت ہو کر نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

۲۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر شدید غم کا اظہار کر جو غم دل میں اتر کر اس کی تہہ میں بیٹھ گیا۔

۳۔ قریب ہے کہ میں وہ زندگی پوری کر لوں جب اس کے پاس وہ مقرر وقت آ جائے جو قرآن میں ہے۔

۴۔ بے شک وہ بندوں کے ساتھ مہربان تھا اور ان کے لیے سراپا رحمت اور راہنما تھا۔

۵۔ اللہ اس سے راضی ہوا۔ زندگی اور موت میں اور اسے قیامت کے دن جنتوں کی صورت میں جزاء دے گا۔(۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غم میں ایک دلکش مرثیہ کہا:

١ ـ الا يا رسول الله كُنْتَ رَجَاءَ نَا

و كنتَ بنا بَرًّا و لم تَكُ جَافِيًا

(۱) الطبقات (۲/۳۳۰)

۲۔ وَ کُنتَ رَحِیمًا هَادِیًا وَ مُعَلِمًا
لیبك علیك الیوم من كان باكیًا

۳۔ فدیً لرسول الله اُمّی وَ خَالَتِیُ
و عمی و خالی ثم نفسی و مالیا

٤۔ فلو انّ رب الناسِ ابقی نَبِیَّنَا
سعدنا و لكن أمره كان مَاضیا

٥۔ علیكَ من اللّٰه السلام تحیةٌ
و اُدْخِلتَ جَنَّاتٍ من العدنِ رَاضِیًا

۱۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ ہماری امید کے مرکز تھے۔ اور آپ ہمارے ساتھ نیکی کرنے والے تھے اور نہ کہ ظلم۔

۲۔ آپ رحم کرنے والے راہنما اور معلم تھے۔ آج میں یہاں رونے والوں کے ساتھ حاضر ہوں۔

۳۔ میری ماں میری خالہ' میرے چچا' میرے خالو میری جان اور میرا مال رسول اللہ ﷺ پر قربان۔

۴۔ اگر رب کائنات ہمارے نبی کو باقی رکھتا ہم سعادت مند ہو جاتے لیکن اس کا حکم نافذ ہو کر رہا۔

۵۔ آپ کو اللہ کی طرف سے سلام کا تحفہ مبارک ہو۔ آپ کو راضی خوشی سدا بہار جنتوں میں داخل کر دیا گیا۔[۱]

صدق کا ٹھکانہ:

☆ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا زندگی بھر ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کی رضا کو پیش نظر رکھتی رہی ہر

---

(۱) شاعرات العرب (ص ۲۰۴ و ۲۰۵)

دم صبر و تحمل کا دامن پکڑے رکھا۔ اور وہ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پرہیزگار بندوں کے لیے تیار کر رکھا ہے اس پر قناعت پزیر رہی۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیے گئے وعدوں کی وفا کرتی رہی۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ۲۰ ہجری کو فوت ہوئی اس نے ۷۳ سال کی عمر پائی۔ اور اسے جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔(۱)

☆ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھی تمام تر فضائل میں ایک مثالی خاتون اللہ اس سے راضی ہوا اور وہ اپنے اللہ سے راضی ہوئی۔ اور اسے اہل تقویٰ کے ساتھ صدق و صفا سے لبریز ٹھکانے میں جگہ عطا کی۔

اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کیجیے۔

۱۔ سیر اعلام النبلاء	۲/۲۶۹
۲۔ تهذيب الاسماء و اللغات	۱/۱۹٤
۳۔ الاصابة	٤/۲۳۹
٤۔ السيرة النبوية	۲/۹۷
٥۔ دلائل النبوة بيهقی	۳/۲۸٦

(۱) البدایہ و النہایہ (۷/۱۰۷)

٦ـ اسد الغابة	٤٩٢/٥
٧ـ تاریخ الطبری	٧٢/٢
٨ـ تاریخ اسلام ذہبی	٢٠٧/٢
٩ـ العقدالفرید	٢٣٥/٣
١٠ـ البدایہ و النہایة	١١٠/٤
١١ـ درالسحابة	صفحہ ٥٣٨
١٢ـ شاعرات العرب	صفحہ ٢٠٤



۶۱

جعدۃ بنت عبید الانصاریۃ رضی اللہ عنہا

حارثہ بن النعمان کی والدہ، ایک مجاہدہ خاتون جو بیعت رضوان میں شریک ہوئی۔

انصار کے گھر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

انصار کے گھروں میں بہترین بنو نجار کے گھر ہیں پھر بنو عبدالاشہل کے، پھر بنو حارث بن خزرج کے اور پھر بنو ساعدہ کے اور انصار کے تمام گھروں میں خیر و برکت ہے۔[1]

☆ یہ بنو نجار وہ ہیں۔ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ آمد پر انہیں جگہ عطا کی یہ اللہ والے اچھے لوگ وہ ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکریم و تعظیم بجالانے میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ اور ہجرت کے ابتدائی ایام میں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانا پہنچانے میں باریاں باندھ رکھی تھیں۔

☆ انہیں اچھے گھرانوں میں سے ہم ایک صحابیہ جعدۃ بنت عبید بن ثعلبہ انصاریہ نجاریہ[2] کے بارے میں گفتگو کریں گے۔

☆ جعدہ رضی اللہ عنہا ان خواتین میں سے تھی جن کے دلوں میں ہجرت سے پہلے ایمان داخل ہو گیا تھا اور وہ بڑی شدت سے انتظار کرنے لگی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کب ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لاتے ہیں۔ ایک روز وہ دن بھی آ پہنچا جب ایک خوشخبری دینے والے نے آ کر بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لا چکے ہیں۔

---

(۱) رواہ مسلم (۷/۱۷۴)

(۲) الطبقات (۸/۴۴۳) اسد الغابہ (۵/۴۱۵) الاصابہ (۴/۲۵۲)

جب حضرت جعدہ رضی اللہ عنہا کو یہ معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنونجار کے ہاں مہمان ٹھہرے ہیں تو اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔

☆ جعدۃ نعمان بن نفع انصاری کی بیوی تھی۔ اس کے بیٹا پیدا ہوا جس کا نام حارثہ بن نعمان رکھا گیا یہ مشہور و معروف صحابی تھا۔ پھر اس کے بعد اس کی شادی حباب بن ارقم سے ہوئی اور اس سے ایک بیٹا حارث پیدا ہوا۔

جعدہ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی اس کا بھائی عمرو بن عبید بن ثعلبہ بھی صحابی تھا۔

جعدہ رضی اللہ عنہا کی دو بہنوں نے اسلام قبول کیا اور بیعت کی وہ دونوں عفراء اور خولہ عبید بن ثعلبہ کی بیٹیاں تھیں۔

جعدۃ اور مبارک پڑوس:

اس سے پہلے کے ہم اس جلیل القدر صحابیہ کی خوشگوار فضاؤں میں قدم رکھیں ضروری ہے کہ ہم اس کے اوصاف بیان کریں جو اس کی فیاضانہ زندگی پر روشنی ڈالیں۔

یہ تو جانی پہچانی بات ہے کہ اس کا ، م دیگر صحابیات کی طرح معروف و مشہور نہیں جنہوں نے شہرت کے آسمان پر اپنا دائرہ بنا لیا۔ لیکن اس نے اپنی زندگی کے جو آثار باقی چھوڑے ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ باقی صحابیات سے کچھ پیچھے نہیں۔

☆ حالات و واقعات جو ہم تک کتابوں کے ذریعے سے پہنچے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت جعدہ رضی اللہ عنہا بڑے عمدہ اخلاق و اطوار سے متصف تھی۔ جود وسخا' صدق وصفا اور اچھی ہمسائیگی اس کے خاص اوصاف تھے' یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں کے قریب رہتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے گھر تشریف لایا کرتے تھے اور کبھی کبھار وہاں سے کھانا بھی تناول فرمالیا کرتے تھے۔ (۱)

(۱) اسدالغابہ (۵/۴۱۵) الاصابہ (۴/۲۵۲)

☆ اس میں کوئی حیرت کی بات نہیں کہ نبی کریم ﷺ اس کے گھر تشریف لایا کرتے وہ ایک معزز صحابی حضرت حارثہ بن النعمان انصاری کی والدہ تھی۔

آپ کو کیاں معلوم کہ حارثہ کون ہے؟

☆ یہ ان بطل جلیل صحابہ کرامؓ میں سے ایک تھے۔ جو جنگ بدر اور دیگر معرکوں میں شریک ہوئے۔

یہ ان سو صحابہ کرامؓ میں سے تھے جو غزوۂ حنین میں ثابت قدم رہے تھے۔ جن لوگوں کے جنت میں رزق کی ذمے داری اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمے لی تھی۔

☆ کیا تم اس اور اس کی والدہ جعدہ رضی اللہ عنہا کے مزید حالات زندگی معلوم کرنے کا ارادہ رکھتے ہو۔

☆ نبی کریم ﷺ کے گھروں کے قریب حضرت حارثہ بن نعمانؓ کے گھر تھے۔ جب بھی رسول اللہ ﷺ نئی شادی کرتے تو آپ کے لیے حضرت حارثہ بن نعمانؓ اپنا گھر خالی کر دیتے' یہاں تک کہ آپ نے یہ ارشاد فرمایا:

" لقد استحييت من حارثة مما يتحول لنا عن منازله.

اب تو مجھے حارثہ سے حیا آنے لگی ہے جس طرح کہ وہ ہمارے لیے اپنے گھر بدلتے ہیں۔ (۱)

بسا اوقات اس کی والدہ یہ کارنامہ سر انجام دینے پر اس کی حوصلہ افزائی کرتی۔ اس سے بڑھ کر بھلا اور کیا فضل و شرف ہوسکتا ہے کہ اس کے اور اس کے بیٹے کے گھر رسول اللہ ﷺ کے کام آئیں۔

☆ اخلاق و اطوار کے اس میدان میں اور فضائل و مناقب کی اس جولان گاہ میں حضرت جعدہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بیٹے کی عمدہ انداز میں تربیت کی۔ یہاں تک کہ یہ

---

(۱) صفة الصفوه (۱/۴۷۱) سير اعلام النبلاء (۲/۳۸۰)

فضل وشرف والے کبار صحابہ کرامؓ کی فہرست میں شامل ہو گئے۔

اس خاتون کو بھی بڑا شرف حاصل ہے اور اس کے بیٹے کے بھی نصیب جاگ اٹھے۔

برگزیدہ بیٹوں کی ماں:

امام ذہبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں۔ کہ حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ بڑے دین دار' نیک اور اپنی والدہ کے فرمان بردار تھے۔

☆ یہ ایسی عظیم ترین صفات ہیں کہ جس میں یہ پائی جائیں وہ جنتی ہو جاتا ہے۔ اور حضرت حارثہ واقعی ایسے ہی تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سویا اور خواب میں اپنے آپ کو جنت میں دیکھا' میں نے ایک قاری کی آواز سنی کہ وہ پڑھ رہا ہے۔ میں نے کہا یہ کون ہے؟

انہوں نے کہا حارثہ بن نعمانؓ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یہ ماں کے ساتھ حسن سلوک اور اس کی فرمان برداری کی وجہ سے ہے۔(۱)

☆ حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ تمام لوگوں سے بڑھ کر اپنی والدہ کے فرمان بردار تھے۔ ایک ایسی خاتون جس کا بیٹا اس کی وجہ سے جنت میں داخل ہو جاتا ہے یہ بڑے نصیب کی بات ہے۔

☆ حضرت جعدہ رضی اللہ عنہا کے حالات زندگی سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ ام ہشام بنت حارثہ کی دادی تھی جو ان مجاہدہ صحابیات میں سے ایک تھی۔ جنہوں نے حدیبیہ کے مقام پر بیعت رضوان میں حصہ لیا' اور اس کے پوتوں میں سے مشہور

---

(۱) صفة الصفوة (۱/۲۷۲)۔

محدث ابوالرجال محمد بن عبدالرحمان بن حارثہ بن النعمان کا نام آتا ہے۔

☆ یہ اس صحابیہ کی زندگی کی جھلک ہے جس نے اسلام کے لیے بہادر جنم دیئے۔ اور ایسے بلند مقام فرزند عطا کیے جن کی قیامت تک لوگ اقتداء کرتے رہیں گے۔

میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں۔ کہ میں نے اس کی زندگی کے درخشاں پہلو کو اجاگر کیا ہے۔ اور اس کے بعض کارنامے آشکار کیے ہیں۔

اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

و الحمدلله رب العالمین

حضرت جعدہ بنت عبید الانصاریۃ کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

١ ـ الطبقات	٤٤٣/٨
٢ ـ اسد الغابة	٤١٥/٥
٣ ـ الاصابة	٢٥٢/٤
٤ ـ صفه الصفوة	٤٧١/١
٥ ـ سير اعلام النبلاء	٣٨٠/٢



۶۲

سلمیٰ رضی اللہ عنہا

مولاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خاوند سے کہا۔ اے ابورافع تجھے اور اسے کیا ہوا وہ تو تجھے بھلائی کا مشورہ دے رہی ہے۔

مومنوں کے ساتھ شفیق و مہربان

رسول اللہ ﷺ سراپا رحمت اور راہنما تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی پر از حکمت کتاب میں آپ کا وصف بیان کیا۔

﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ (التوبة : ۱۲۸)

''تم لوگوں کے پاس ایک رسول آیا جو خود تم ہی میں سے ہے۔ تمہارا نقصان میں پڑنا اس پر شاق ہے۔ تمہاری فلاح کا وہ حریص ہے۔ ایمان لانے والوں کے لیے وہ شفیق اور رحیم ہے''۔

آپ کی رحمت تمام اہل ایمان کو شامل ہے اور خاص طور پر اپنے غلاموں کے ساتھ لطف و کرم، خیر و بھلائی اور حسن سلوک سے پیش آتے ان سے نرمی کا برتاؤ کرتے ان کے زخموں پر پٹی باندھتے ان سے تحائف قبول کرتے اور برابر کے تحائف انہیں عطا کرتے۔ جب وہ آپ کو کھانے کی دعوت دیتے تو آپ ان کی دعوت خوش دلی سے قبول کرتے اور انہیں برادر کہہ کر پکارتے تاکہ پاس بیٹھے ہوئے سننے والوں کے دل پر ان کی قدر و منزلت کی ایک ساکھ بنے اور وہ سمجھیں یہ آزاد لوگوں کی طرح معزز ہیں اور آپ ان کے بارے میں وصیت فرمایا کرتے تھے۔

اِخْوَانُكُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تحت ايديكم فاطعموهم مما تاكلون، و البسوهم مما تلبسون و لا تكلفوهم ما يغلبهم فَاِنْ كَلَّفْتُمُوْهُمْ فَاَعِيْنُوْهُمْ.(۱)

---

(۱) ابن ماجه (۳٦۹۰)

☆ نبی کریم ﷺ نے غلام آزاد کرنے کی بڑی ترغیب دی اور اس کو نیک عمل اور قرب الٰہی کا ذریعہ قرار دیا۔

اس سلسلے میں حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں۔

کہ چاند یا سورج گرہن کے وقت ہمیں حکم دیا جاتا تھا کہ غلام آزاد کریں۔[1]

☆ آئندہ صفحات میں ہم ایک ایسی خاتون کا تذکرہ کریں گے۔ جوان خواتین میں سے تھی جنہوں نے مکہ میں اسلام کا نور چمکتے ہی اپنے دامن میں سمیٹ لیا تھا۔ اس نے نبی کریم ﷺ کے گھر زندگی بسر کی اور ہمیشہ وہیں رہی اور آپ کی خدمت بجالانے کا شرف حاصل کیا۔ اور یہ معزز صحابیات میں سے ہوگئی۔

نبی کریم ﷺ کے پاس اس کی رہائش واقعی قابل رشک بات ہے۔

☆ یہ نبی کریم ﷺ کے خادم رافع سلمٰی کی والدہ تھی[2] یہ نبی کریم ﷺ کے غلام ابو رافع کی بیوی تھی اور اس کے بیٹے کی ماں۔

یہ وہ صحابیہ ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے آزاد کیا یہ روایت کرتی ہے میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کیا کرتی تھی۔ میں' خضرۃ رضوی اور میمونہ ہم تمام آپ کی خدمت گار کنیزیں تھیں ہم سب کو رسول اللہ ﷺ نے آزاد کر دیا۔

سلمٰی اور اللہ کے شیر حمزہ:

قابل اعتماد روایات اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ سلمٰی رضی اللہ عنہا صفیہ بنت عبد المطلب رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی کی کنیز تھی پھر یہ نبی کریم ﷺ کے پاس آ گئی پھر مسلمان ہوگئی اور سبقت لے جانے والی خواتین کے قافلے میں شامل ہوگئی مکہ معظمہ میں سلمٰی نے وہ بڑے حوادث دیکھے جن سے مسلمانوں کو دوچار ہونا پڑا۔

---

(۱) صحیح بخاری' کتاب العتق و فضلہ'

(۲) الطبقات (۸/۲۲۷) اسد الغابہ (۵/۴۷۸) الاصابہ (۴/۳۲۶) وغیرہ'

ایک مرتبہ اس نے دیکھا کہ ابو جہل نبی کریم ﷺ کو مار رہا ہے اور گالیاں دے رہا ہے تھوڑی ہی دیر بعد حمزہ بن عبدالمطلب شکار سے واپس آئے سلمٰی نے دیکھا تو اس کے کان میں وہی بات کہی جو منٹ پہلے اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھی تھی حمزہ نے غصے سے گرجتے ہوئے پوچھا کیا تو نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ میں نے کہا ہاں!

حمزہ ابو جہل کو تلاش کرنے چلا تو اپنے ہم جھولیوں میں بیٹھا دیکھا۔ سیدھا اس کی طرف گیا اپنی کمان پورے زور سے اس کے سر پر دے ماری جس سے اس کا سر بری طرح زخمی ہو گیا پھر اس سے کہا ارے تو اسے گالیاں دیتا ہے میں نے اس کا دین قبول کر لیا ہے تجھے جرأت کیسے ہوئی اسے مارنے اور گالیاں دینے کی۔ اب ذرا ہمت ہے تو دوبارہ ایسا کر کے دکھانا۔ (۱)

☆ ابو جہل کو کوئی جواب بجھائی نہ دیا اس نے معذرت کی اور افسوس کا اظہار کیا حمزہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا جس سے شوکت اسلام میں اضافہ ہوا اس کے ذریعے سے مسلمانوں کو غلبہ حاصل ہوا سلمٰی حضرت حمزہ کے مسلمان بننے کا سبب بنی اور اسی کے ذریعے سے وہ اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر لشکر اسلام میں شامل ہوئے اسی سبب سے وہ اللہ کا شیر کہلائے۔ اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

آل النبی کی دایہ:

ام رافع سلمٰی رضی اللہ عنہا ان صحابیات میں سے تھی جنہوں نے فن طب میں مہارت حاصل کر لی تھی یہ خاتون مہندی کے ذریعے علاج کیا کرتی تھی اس سلسلے میں اس نے طب نبوی سے خوشہ چینی کی تھی۔ سلمٰی رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو جب بھی کوئی زخم آتا یا کانٹا لگتا تو یہ مہندی کی پھری اس جگہ پر باندھ دیتی۔ (۲)

---

(۱) الاصابہ (۴/۳۲۶) السیرۃ الحلبیہ (۱/۴۷۷)

(۲) الترمذی (۲۰۵۵) ابوداؤد (۳۸۵۸) ابن ماجہ (۳۵۰۲) اسد الغابہ (۵/۴۷۸)

☆ سلمیٰ رضی اللہ عنہا خواتین کے معاملات اور امراض میں مہارت رکھتی تھیں۔ یہ ام المومنین خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کی دایہ تھی ولادت کے لیے جن اشیاء کی ضرورت ہوتی تو یہ پہلے سے ہی اس کا اہتمام کر لیا کرتی تھی پھر یہ تمام امور پوری طرح خود ہی سرانجام دیتی۔

☆ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ سلمیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ابراہیم کی والدہ ماریہ قبطیہ کی بھی دایہ تھی جب ماریہ نے اپنے بیٹے کو جنم دیا ابو رافع نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ماریہ کے ہاں بیٹے کی ولادت کی خوشخبری دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بشارت پر اسے ایک غلام عنایت کر دیا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتویں دن اس کا نام ابراہیم رکھا۔

☆ سلمیٰ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے میں بدستور دایہ کی خدمت سرانجام دیتی رہی اور اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی دایہ کا فریضہ سرانجام دیا۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخلاص اور وفاء کی بنا پر سلمیٰ رضی اللہ عنہا کی بڑی عزت و تکریم کیا کرتے تھے۔

☆ حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا نرس کے فن میں نمایاں حیثیت رکھتی تھی۔ اور بیماروں کی دیکھ بھال کے لیے ایسا طریقہ علاج اختیار کرتی جس سے درد کا احساس کم ہوتا بیماری میں تخفیف ہو جاتی۔

حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ اس نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا اس بیماری کے دوران علاج کیا جس سے وہ اللہ کو پیاری ہوئیں۔ حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا نے ہی حضرت فاطمۃ رضی اللہ عنہا کو غسل دیا۔

---

(۱) الطبقات (۸/۲۲۷) المغازی (۲/۶۸۵) تہذیب الاسماء و اللغات (۲/۳۴۷)

بشارت اور ھدیۃ:

سلمیٰ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کی بیوی ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو آسمان سے ملنے والی بشارت اس کے گھر جا کر دینے کی سعادت حاصل کی نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ يَّذْهَبْ اِلٰی زینب يُبَشِّرُهَا ان الله قَدْ زَوَّجَنِيهَا مِنَ السَّمَآءِ.

زینب کی طرف کون جائے گا جو اسے یہ بشارت دے کہ اللہ تعالیٰ نے میری اس کے ساتھ شادی آسمان پر کر دی ہے۔

سلمیٰ رضی اللہ عنہا تیزی سے زینب کے پاس آئی اس سے یہ بات کی تو اس نے خوش ہو کر اسے زیور دیا۔

☆ جہاد کے میدان میں سلمیٰ رضی اللہ عنہا کی جانب سے بعض آثار ایسے دیکھائی دیتے ہیں جو اس بات کی نشاندھی کرتے ہیں کہ اس نے بقاعدہ جہاد میں شرکت کی یہ بات تو دلائل سے ثابت ہو چکی ہے۔ کہ حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا غزوہ خیبر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ شریک ہوئی تھی۔ (۱)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ مصعب الزبیری کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ سلمیٰ نے غزوۂ حنین میں شرکت کی تھی۔

سلمی اور نبی کریم ﷺ کا کھانا:

سلمیٰ رضی اللہ عنہا کو عمدہ کھانا تیار کرنے میں شہرت حاصل تھی۔ یہ نبی کریم ﷺ کے لیے حریرہ پکاتی تھی اور یہ آپ کو بہت پسند تھا۔

نبی اکرم ﷺ اس میدان میں اس پر اعتماد کرتے تھے۔ جب جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ غزوۂ موتہ میں شہید ہو گئے۔ سلمیٰ نے آل جعفر کے لیے کھانا تیار کیا آل جعفر

---

(۱) الطبقات (۸/۲۲۷) المغازی (۲/۶۸۵) تہذیب الاسماء و اللغات (۲/۳۴۷)

میں سے ایک فرد نے اس کی شہادت دی۔ عبداللہ بن جعفرؓ کہتے ہیں۔

☆ سلمیٰ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ نے جو لیے انہیں پیسا' صاف کیا پھر پکایا اس میں زیتون ملایا اور مرچ شامل کی میں اور میرے بھائی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر یہ مبارک عمدہ دوپہر کا کھانا کھایا۔

☆ یہ خوشگوار شہادت سلمیٰ کے اخلاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان کی نگہداشت اور آپ کے رشتہ داروں کا خیال رکھنے کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

لیکن ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کھانا زیادہ پسند تھا۔

☆ یہ صحابیہ سلمیٰ رضی اللہ عنہا ازخود اس سوال کا جواب دیتی ہے۔

☆ طبرانی میں منقول ہے: حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہے کہ میرے پاس حسن بن علی' عبداللہ بن جعفر' اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم آئے' انہوں نے کہا۔ ہمارے لیے وہ کھانا بنائیں۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند تھا۔

قالت یا بنی اذا لا تشتھو نه الیوم.

میں اٹھی میں نے جو لیے انہیں پیسا اور (نسفته) اس کی روٹی بنائی زیتون کا سالن تھا اس پر مرچ چھڑکی اور ان کے قریب کر دی اور میں نے کہا نبی کریم اس کو پسند کرتے تھے۔(۱)

تیرا اور اس کا کیا معاملہ ہے؟

اس صحابیہؓ کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اثر تھا آپ اس کے حالات معلوم کرتے رہتے اس کی بات غور سے سنتے اور اسے اگر کوئی تکلیف ہوتی تو اس کا مداوی کرتے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

(۱) حیاۃ الصحابہ (۲/۵۰۲) الشفا قاضی عیاض (۲/۶۱ و ۶۲)

اسد الغابہ (۵/۴۷۸) الاصابہ (۴/۳۲۶)

نبی کریم ﷺ کے غلام ابورافع کی بیوی سلمیٰ رضی اللہ عنہا آئی اور اس نے ابورافع کے خلاف زیادتی کی شکایت کی اور کہا وہ مجھے مارتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تیرا اور اس کا کیا معاملہ ہے؟

اس نے کہا: یارسول اللہ ﷺ وہ مجھے تکلیف دیتی ہے۔

آپ نے فرمایا: اے سلمیٰ تم اسے کیوں تکلیف دیتی ہو۔ اس نے کہا میں اسے کچھ تکلیف نہیں دیتی بات صرف اتنی ہے کہ یہ نماز پڑھ رہے تھے ہوا خارج ہونے کی بنا پر یہ بے وضو ہو گئے۔

میں نے کہا اے ابورافع رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ جب کسی کی ہوا خارج ہو جائے تو وہ وضو کرلے۔ تو یہ اٹھے اور مجھے مارنے لگے یہ سن کر آپ ہنسنے لگے اور فرمایا:

اے ابورافع یہ تو تجھے اچھی بات کا حکم دیتی ہے۔ (۱)

☆ اس طرح سلمیٰ رضی اللہ عنہا کو نبی کریم ﷺ کے ہاں بہت خاص مقام حاصل ہوا۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ صحابیات میں سولہ خواتین ایسی ہیں جن کا نام سلمیٰ ہے رضی اللہ عنہن۔

ام رافع کو الوداع:

سلمیٰ رضی اللہ عنہا کی معطر زندگی کو الوداع کرنے سے پہلے ہم اس بات کا تذکرہ مناسب سمجھتے ہیں کہ اس نے نبی کریم ﷺ سے حدیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی اس سے اس کے پوتے عبیداللہ بن علی بن ابی رافع نے حدیث روایت کی۔ (۲)

---

(۱) اسد الغابہ (٥/٤٧٨) الاصابہ (٤/٣٢٦)

(۲) الاستیعاب (٤/٣٢٢) تهذیب التهذیب (١٢/٤٢٥)

ابن حبانؒ نے اسے ثقہ راویوں میں کہا ہے۔ اس کی مرویات میں سے ایک یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بلی کے بارے میں وصیت کی اور فرمایا:

اِنَّ امرء ةً عُذِّبَتْ فِیْ هِرَّةٍ رَبَطَتْهَا فلم تُطْعِمْهَا و لم تترکها تاکل من خشاش الارض.

ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا نہ وہ اسے کھانا کھلاتی تھی اور نہ اسے چھوڑتی تھی کہ وہ زمین سے غذا حاصل کر سکے۔ (۱)

☆ اس کی مرویات میں سے ایک یہ بھی ہے اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی چیز بتائیں کہ اس سے میں اپنی نماز کا آغاز کروں۔

آپ نے فرمایا:

اِذَا قُمْتِ اِلَی الصَّلَاةِ فَکَبِّرِیْ سِرًّا.

جب تو نماز کے لیے کھڑی ہو تو آہستہ سے اللہ اکبر کہہ۔ (۲)

☆ حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی وفات کے وقت حاضر ہوئی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس کے بعد فوت ہوئی اور اس کی وفات خلفائے راشدین کے دور میں ہوئی۔

اللہ ام رافع سے راضی ہوا اور اسے بلند مقام عطا کیا۔

حضرت ام رافع سلمٰی رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

۱۔ الاستیعاب	۳۲۲/٤
۲۔ تہذیب التہذیب	٤۲۵/۱۲

---

(۱) الاستیعاب (۳۲۲/٤)

(۲) الاصابہ (۳۲٦/٤)

٣ـ الاصابة	٤/٣٢٦
٤ـ حياة الصحابه	٢/٥٠٢
٥ـ الشفاء	٢/٦١
٦ـ اسد الغابة	٥/٤٧٨
٧ـ تهذيب الاسماء و اللغات	٢/٣٤٧
٨ـ الطبقات	٨/٢٢٧
٩ـ المغازى	٢/٦٨٥



۶۳

ام سنان الاسلمیہ رضی اللہ عنہا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ کی برکت سے روانہ ہو یہ تیری سہیلیوں نے بھی میرے ساتھ بات کی تھی میں نے انہیں بھی اجازت دے دی جو تیری قوم سے ہیں یا تیری قوم کے علاوہ ہیں اگر تو چاہے تو میرے ساتھ رہو اور اگر چاہے تو اپنی قوم کے ساتھ چلو۔''

اللہ انہیں سلامت رکھے

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قریش' انصار' جھینہ' اسلم' اشجع' غفار یہ سب دوست ہیں ان کا اللہ اور رسول کے علاوہ کوئی دوست نہیں۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نبو اسلم اللہ انہیں سلامت رکھے۔ اور یہ بنو غفار اللہ انہیں بخشے البتہ میں نے ان کے بارے میں کچھ نہیں بلکہ اللہ نے فرمایا ہے۔ (۱)

☆ بنو اسلم' بنو غفار' جہینہ' اشجع' مذینة اور ان سے پہلے قریش اور انصار یہ تمام قبائل وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے اپنی محبت کے ساتھ خاص کیا ہے۔ یہ اس لیے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لڑائی نہیں کی بلکہ انہوں نے اسلام کے آگے سر تسلیم خم کر دیا۔

☆ بنو اسلم کا ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا انہوں نے کہا' ہم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے آپ کے طریقے کی پیروی کی آپ ہمارے لیے اپنی طرف سے کوئی ایسا اعزاز عطا کر دیجئے جس کی فضیلت کو عرب پہچان لیں۔ ہم انصار کے بھائی ہیں۔ آپ کی نرمی گرمی میں مدد اور وفاداری ہمارا فرض ہے اس موقعے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی۔

اسلم سالمها الله و غفار غفر الله لها.

---

(۱) اس کو بخاری و مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

بنو اسلم کو اللہ سلامت رکھے اور بنو غفار کو اللہ بخشے۔ (۱)

☆ قبیلہ بنو اسلم مسلمان ہو گیا۔ یہ ان قبائل میں سے تھا جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل و کرم کیا۔ ام سنان الاسلمیۃ رضی اللہ عنہا نے صلح اور جنگ کے ایام میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بہت سے کارنامے سرانجام دیئے۔ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی اور آپ سے حدیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔

☆ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ ام سنان اسلمیۃ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے پاس شرماتی ہوئی آئی ہوں۔ میری آمد ایک ضرورت کے تحت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کہ اگر تو بے نیازی کا ثبوت دے تو تیرے حق میں بہتر ہو گا۔ (۲)

☆ ام سنان رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تجویز کے مطابق عمل کیا تو اللہ نے اسے غزوہ خیبر میں غنی کر دیا۔ اس نے از خود اس انداز سے تیاری شروع کی تاکہ صحابیات میں وہ ایک مجاہدہ کا روپ اختیار کر لے۔

اللہ کی برکت سے نکلنے:

ام سنان رضی اللہ عنہا نے جہاد اور جنگ میں بڑا پر اثر کردار ادا کیا' کیونکہ عورت کے معاملات کو خوب اچھی طرح جانتی تھی۔ اس نے مجاہدین کی صفوں میں زخمیوں کو پانی پلانے اور بیماروں کے علاج معالجہ کرنے میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔ علاوہ ازیں اسے گھڑ سواری اور لڑائی داؤ پیچ کے میدان میں بھی کافی تجربہ حاصل تھا۔ اس سلسلے میں ام سنان رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ فرماتی ہیں:

---

(۱) الطبقات (۳۵٤/۱)

(۲) اسد الغابہ (۵۹۲/۵)

جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر کی طرف روانگی کا ارادہ کیا میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کے ساتھ روانہ ہوں گی۔ بیمار اور زخمی کا علاج کروں گی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ کی برکت سے نکلو تیری چند سہیلیوں نے بھی مجھ سے بات کی تھی میں نے ان کو اجازت دے دی کچھ ان میں تیری قوم قبیلے کی تھیں اور کچھ دوسرے قبیلے کی اگر تو چاہے' اپنی قوم کے ساتھ چلی جا اور اگر چاہے تو ہمارے ساتھ چل۔

میں نے عرض کی میں تو آپ کے ساتھ روانہ ہوں گی۔

آپ نے ارشاد فرمایا:

میری بیوی ام سلمۃ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہو جاؤ۔ فرماتی ہیں کہ میں اس کے ساتھ ہوئی۔

رسول اللہ ﷺ ہر روز درع پہن کر رجیع کی جانب روانہ ہوتے اور شام کو ہمارے پاس واپس آتے۔ سات روز اسی طرح گذرے کہ اللہ النطاۃ قلعہ فتح کرنے کی توفیق عطا کی جب وہ فتح ہو گیا تو شق قلعے کا رخ کیا۔

جب خیبر فتح ہو گیا تو آپ ﷺ نے ہم میں مال غنیمت تقسیم کیا آپ نے مجھے خرز احمر اور چاندی کا زیور عطا کیا۔

و اعطاني قطيفة فدكية.

یمنی چادر اور خمائل تانبے کی ہنڈیا عنایت کی۔ آپ کے چند صحابہؓ زخمی تھے۔ میں ان کا علاج ایک ایسی دواء سے کرتی تھی جو میرے خاندان میں معروف تھی۔ اس سے وہ ٹھیک ہو جاتے میں ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہی واپس آ گئی۔ جب ہم مدینہ میں داخل ہونے لگے تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے کہا۔ میں نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں میں سے ایک اونٹ پر سوار تھی جس اونٹ پر سوار ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے دے دیا ہے۔

ام سنان کہتی ہیں۔ میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اونٹ کو سات دینار میں بیچ دیا اور اللہ نے مجھے غنی کر دیا۔(۱)

☆ غزوۂ خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی اس معزز صحابیہ ام سنان اسلمیۃ رضی اللہ عنہا نے اس مبارک شادی میں بڑی اہم خدمات سر انجام دیں۔ام سنان رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔

کہ میں صفیہ رضی اللہ عنہا کی شادی میں شریک ہوئی۔ ہم نے اس کی کنگھی پٹی کی اور خوشبو لگائی جس سے وہ خواتین میں چمک اٹھی ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شب زفاف گذاری ہم نے صفیہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا تو وہ بڑی خوش دکھائی دی۔

صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولیمے کا اہتمام کیا۔(۱)

غزوۂ تبوک کے لیے تیاری:

غزوۂ تبوک ۹ ہجری ماہ رجب میں بپا ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رومی فوج سے لڑنے کی دعوت دی۔

مسلمانوں کو جہاد کے لیے انگیخت کیا انہیں ترغیب دی صدقے کا حکم دیا بہت سے صدقات اکٹھے ہو گئے مسلمانوں نے انفاق فی سبیل اللہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اور حسب استطاعت صدقات جمع کرائے تمام مسلمانوں میں سرفہرست حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رہے انہوں نے اپنا سارا مال لاکر جمع کرا دیا۔

پھر حضرت عمر' حضرت عباس' طلحہ' عبدالرحمان بن عوف' سعد بن عبادہ' محمد

---

(۱) الطبقات (۸/۲۹۲) المغازی (۲/۶۸٦)

(۲) الاصابہ (٤/٤٤٣)

بن سلمہ اور عاصم بن عدی رضی اللہ عنہم نے مال جمع کرانے میں بھرپور حصہ لیا۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا تو کچھ پوچھتے ہی نہیں انہوں نے اتنا بھرپور حصہ لیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے یہ خوشخبری سنائی۔

ما ضرّ عثمان ما عمل بعد اليوم.

آج کے بعد کوئی عمل بھی عثمان کو نقصان نہیں دے گا۔

☆ عورتوں نے بھی مقدور بھر اس میں حصہ لیا جو دسخا اور صدقہ جمع کرانے میں ایک دوسری سے سبقت لے جانے کی کوشش کی۔

حضرت ام سنان رضی اللہ عنہا نے بچشم خود یہ منظر دیکھا اور اپنا یہ مشاہدہ بیان کرتی ہے۔

میں نے ایک کپڑا دیکھا جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بچھایا ہوا تھا۔ اس پر کستوری' کلائی بند' پائے زیب' بالیاں انگوٹھیاں پڑی تھیں یہ تمام اشیاء خواتین نے مسلمان مجاہدین کے تعاون کے لیے جمع کرائی تھیں۔ (۱)

☆ حضرت ام سنان رضی اللہ عنہا کی حدیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اس نے انفاق فی سبیل اللہ اور صدقہ جمع کرانے میں دیگر خواتین کی طرح بڑھ چڑھ کر حصہ لیا' تاکہ اس اجر وثواب کو حاصل کر سکے جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنے متقی بندوں سے وعدہ کیا ہے۔

عورتوں کے لیے فرمان نبوی:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کو فضائل ومناقب سے آراستہ ہونے کے لیے ترغیب دیا کرتے تھے۔ اور ایسے مظاہر کو ترک کرنے کی تلقین کرتے جن کا کوئی فائدہ نہیں۔ عورتوں کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت کے انداز کے بارے میں حضرت ام سنان رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں۔ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے طرز عمل کی طرف اشارہ کیا ہے۔

---

(۱) المغازی (۳/ ۹۹۲) حیاۃ الصحابہ (۱/ ۶۲۵)

فرماتی ہیں۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اسلام کی خاطر آپ کے ہاتھ پر بیعت کی آپ نے میرے ہاتھ کی طرف دیکھا اور فرمایا:

ما علی احداکن أن تغیر اظفارھا و تعصب یدیھا و لو بسیر.

تم میں سے کسی کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے ناخن تبدیل کرے اور اپنے ہاتھوں پہ پٹی باندھے خواہ معمولی سی ہو۔[1]

ام سنان رضی اللہ عنہا نے اس نبوی توجیہ کو قبول کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کو ہر چیز پر ترجیح دی۔

حدیث شریف کی روایۃ:

ام سنان اسلمیۃ رضی اللہ عنہا کی سیرت کے حوالے سے اسے یہ بھی امتیاز حاصل ہے۔ کہ اسے حدیث رسول کے حفظ اور روایت کا بھی شرف حاصل ہوا۔ اس سے اس کی بیٹی ثبیتۃ بنت حنظلہ الاسلمیۃ نے حدیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔

اس کی مرویات میں سے ایک یہ ہے۔

کنا نخرج مع رسول اللہ الی الجمعۃ و العیدین.

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعہ اور عیدین کے لیے روانہ ہوتے۔

☆ یہ معزز صحابیہ کی سیرت کی چند جھلکیاں تھیں۔ یہ ایک ایسی عظیم مجاہدہ تھی جس نے آخرت کی خاطر دنیا کو خیر باد کہہ دیا یہ ان نامور خواتین میں سے تھی۔ جن کا تاریخ میں بہت بڑا حصہ ہے۔

اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

---

(۱) الاستیعاب (٤/٤٤٤)

ام سنان اسلمیہ رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

١ـ الطبقات ١/٣٥٤

٢ـ الاستيعاب ٤/٤٤٣

٣ـ الاصابة ٤/٤٤٣

٤ـ اسد الغابة ٥/٥٩٢

٥ـ المغازى ٢/٢٨٦

٦ـ حياة الصحابه ١/٦٢٥



۶۴

ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا

نبی کریم ﷺ کے چچا کی بیوی جسے ابولہب نے زخمی کر دیا۔ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی نبی کریم ﷺ اس کی گھر تشریف لے جایا کرتے' حدیث نبوی کی راویہ

ہونہار اولاد کی ماں

☆ عبداللہ بن یزید الھلالی کہتا ہے۔

۱۔ مَا وَلَدَتْ نجیبۃٌ من فحل
بجبل نعلمہ او سَھُلِ

۲۔ کسِتَّۃٍ من بطن ام الفضل
اکرم بھا من کھلۃ و کھلِ

۳۔ عم النبی المصطفٰی ذی الفضل
و خاتم الرسل و خیر الرسل

۱۔ ہمارے علم کے مطابق نہیں جنا کسی ماں نے ایسا سپوت جو دشمن کے مقابلے میں پہاڑ اور دوستوں کے لیے نرم خو ہو۔

۲۔ وہ چھ افراد جو ام فضل سے پیدا ہوئے۔

۳۔ اس پر بوڑھی ماں اور بوڑھے کو کتنا فخر ہے۔

☆ ام الفضل بنت حارث بن حزن الھلالیہ رضی اللہ عنہا [1] وہ عظیم خاتون ہے جس کے بارے میں علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہے۔

آزاد، جلیل القدر، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس کی بیوی، چھ ہونہار بچوں کی والدہ، جس کا نام لبابۃ ہے۔ یہ ام المومنین حضرت میمونہ کی ہمشیرہ حضرت خالد بن ولید

(۱) اسد الغابہ (۵/۵۳۹) تھذیب الاسماء و اللغات (۲/۳۵۴) المعارف (ص ۱۲۱)

کی خالہ اور اسماء بنت عمیس کی والدہ کی طرف سے ہمشیرہ ہے۔(۱)

☆ امام نووی کہتے ہیں:

کہ ام الفضل ہری بھری گود والی خاتون تھی اس سے عباس کے چھ بیٹے پیدا ہوئے۔ اس حوالے سے کوئی خاتون اس کی ہم مثل نہیں اس کے بیٹوں کے نام یہ تھے۔ فضل' عبداللہ' معبد' عبیداللہ قثم اور عبدالرحمان' اس کی ایک بیٹی تھی جس کا نام ام حبیب تھا۔

☆ اس کے جلدی اسلام قبول کرنے کے بارے میں کہتے ہیں۔

ام الفضل نے ام المؤمنین حضرت خدیجہ الکبری رضی اللہ عنہا کے بعد اسلام قبول کیا(۲) ایک پختہ سند اس کی تائید کرتی ہے۔ اس کا بیٹا عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتا ہے۔ اس کا کہنا یہ ہے کہ میں اور میری والدہ مکہ معظمہ میں کمزور خواتین اور ناتواں بچوں میں سے تھے۔(۳)

☆ ام الفضل نے اپنے خاوند عباس سے پہلے اسلام قبول کیا۔

ابن الجوزی کہتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی کے علاوہ کسی اور خاتون کی کنیت ام الفضل نہیں تھی۔(۴)

اخلاق و اطوار:

☆ ام الفضل اپنے بیٹے عبداللہ سے حاملہ تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنو ہاشم کے ساتھ شعب ابی طالب میں محصور تھے۔ آپ کے پاس عباس آئے اس نے کہا: یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ام

---

(۱) سیر اعلام النبلاء (۲/۳۱٤)

(۲) الاستیعاب (٤/۳۸٥) الاصابہ (٤/٤٦١) السیرۃ الحلبیہ (۱/٤٤٥)

(۳) البخاری (٤/۱۹۲) ابن کثیر (۱/٤۱٤) تفسیر الخازن (۱/٥٥۹)

(٤) السیرۃ الحلبیہ (۲/٤٤٤)

الفضل حالت حمل میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کرے۔

☆ جب ام الفضل نے عبداللہ کو جنم دیا وہ اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے آپ نے اسے اپنے لب مبارک سے گھٹی دی اس سلسلے میں امام مجاہد کہتے ہیں کہ ہمیں نہیں معلوم کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے علاوہ رسول اللہ ﷺ نے کسی کو اپنے لعاب دہن سے گھٹی دی ہو۔ (۱)

☆ ام الفضل قریش کی فصیح و بلیغ خواتین میں سے تھی وہ اپنے بیٹے عبداللہ بن عباس کو لوری سنایا کرتی تھی۔

۱۔ ثـكـلتُ نَفسِيُ وَ ثَكَلتُ بكري
اِنْ لَـمُ تَسُـدُ فَهُـرًا وغَيْـرِ فهـرِ

۲۔ بِـالـحَسَـبِ الـعُدِّ و بَذلِ الوَفرِ
حَتّٰـى يُـوارىٰ فِـى ضَـريـحِ الـقبرِ

۱۔ میں اپنی جان اور پہلے بچے کو گم پاؤں اگر تو فہر قبیلے اور دیگر قبائل کا سردار نہ بنے۔

۲۔ کثرت تعداد اور کثرت مال کے بل بوتے پر اگر تو سردار نہ بنا تو وہ گم ہو جائے اور اس کی لاش قبر میں دیکھائی دے۔ (۲)

☆ ام الفضلؓ کی اپنے بیٹے سے آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں وہ امت کا عالم فاضل، اپنے دور کا فقیہہ امام التفسیر تھے علم و فضل کی بنا پر اسے سمندر کہا جاتا تھا۔

☆ بچوں کا ہونہار ہونا یہ ام الفضل رضی اللہ عنہا کی عظمت کی دلیل ہے۔

---

(۱) البدایہ و النہایہ (۲۹۸/۸)

(۲) شاعرات العرب (ص ۳۲۰)

کسی نے کیا خوب کہا:

نعم الالہ علی العباد کثیرة

و أتمھن نجابة الابناء

معبود حقیقی کی نعمتیں بندوں پر زیادہ ہیں اور ان میں سب سے بڑھ کر کامل نعمت شریف اولاد ہے۔

عظیم موقف:

جب ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا وفات پا گئیں ام ایمن اور ام الفضلؓ نے مل کر اسے غسل دیا اس دور میں ام الفضل رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہترین معاون تھی۔

☆ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تو ام الفضل اپنے خاوند عباس کے ساتھ مکہ معظمہ میں ہی رہی' لیکن وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں معلومات حاصل کرتی رہتی غزوۂ بدر کے بعد مکہ میں اس نے بڑی عزوشرف والا موقف اختیار کیا' جب ابولہب سامنے آیا تو اس نے اس کا راستہ روکا اور اسے مارا اور زخمی کر دیا یہ بڑا ہی عجیب وغریب واقعہ ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ابورافع نے بیان کیا۔

کہتے ہیں کہ میں عباس بن عبدالمطلب کا غلام تھا۔ اسلام ہمارے گھر میں داخل ہوا ام الفضل مسلمان ہوئی میں بھی مسلمان ہو گیا۔ اللہ کا دشمن ابولہب جنگ بدر میں شریک نہیں ہوا تھا وہ مکے میں ہی رہا۔ جب اصحاب بدر میں سے قریش مکہ کے انجام کی خبر یہاں پہنچی اللہ نے ابولہب کو رسوا کیا ہم نے اپنے دلوں میں طاقت' ہمت اور غلبہ محسوس کیا۔

میں کمزور آدمی تھا۔ میں بئر زم زم کے کمرے میں بیٹھا پتھر سے پیالہ تراش رہا تھا۔ ام الفضل میرے پاس بیٹھی تھی مسلمانوں کی فتح ونصرت کا سن کر ہم بہت خوش

ہوئے ابولہب آیا اور فتح ونصرت کی خبر اس نے سچ نہ مانی' ابولہب نے کہا: میرے بھائی کے بیٹے میری بات سنو یہ لوگ کیا باتیں سنا رہے ہیں؟

اس نے کہا ہم ایسے آدمیوں سے ملے ہیں کہ ہم نے ان کے لیے اپنے کندھے جھکا دیئے اور وہ آدمی گھوڑوں پر سوار تھے اور وہ آسمان اور زمین کے درمیان دیکھائی دے رہے ہیں۔ میں نے کہا یہ فرشتے ہیں تو اس نے مجھے زوردار تھپڑ مارا اور میری پٹائی شروع کر دی ام الفضل کھڑی ہوئی اس نے حجرے سے لاٹھی پکڑی اور اسے مارنے لگی اور اس کا سر پھوڑ دیا۔

غضبناک انداز میں کہنے لگی اس کا آقا غیر حاضر ہے تو تو اسے کمزور سمجھتا ہے کمبخت کہیں کا وہ ذلیل وخوار ہوا وہاں سے چل دیا اور اپنی راہ لی۔

اللہ کی قسم وہ سات دن کے اندر اندر پھوڑے پھنسیوں کی موذی مرض میں مبتلا ہو کر مر گیا اس کے پورے جسم میں کوڑھ پیدا ہو گیا۔ (۱)

ام الفضل رضی اللہ عنہا بہت خوب۔ اس کے مؤقف اور جرأت مندانہ اقدام کے کیا کہنے!

بلند مقام و مرتبہ:

امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ام الفضل رضی اللہ عنہا بلند مرتبہ خاتون تھی۔ (۲)

ابن سعد کہتے ہیں کہ ام الفضل رضی اللہ عنہا نے مدینہ منورہ کی طرف اپنے خاوند عباس کے اسلام قبول کرنے کے بعد ہجرت کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے گھر اکثر وبیشتر تشریف لے جایا کرتے تھے۔ (۳)

---

(۱) السیرۃ النبویہ (۱/۶٤٦) الطبقات (٤/۷۳) تاریخ طبری (۲/۳۹)
تاریخ اسلام ذہبی (۲/٦٦) السیرۃ الحلبیہ (۲/٤٤٤)

(۲) سیر اعلام النبلاء (۲/۳۱۵)۔ (۳) الطبقات (۸/۲۷۸)

☆ ام الفضل رضی اللہ عنہا کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں بڑا خاص مقام و مرتبہ حاصل تھا۔ کیونکہ اس میں بہت سی خوبیاں پائی جاتی تھیں جن میں سرفہرست ایمان اور تقویٰ تھا۔ اور یہ کثرت سے روزے رکھنے والی اور عبادت گذار تھی۔

ابن الجوزی کہتے ہیں۔

ام الفضل رضی اللہ عنہا سوموار اور جمعرات کو روزہ رکھا کرتی تھی۔

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے گھر تشریف لے جایا کرتے وہاں قیلولہ کرتے ایک مرتبہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب بتایا اور عرض کی کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ آپ کے جسم اطہر کا ایک حصہ میرے گھر میں رہ گیا ہے۔

آپ نے فرمایا: تو نے اچھا خواب دیکھا ہے۔

فاطمۃؓ کے ہاں بیٹا پیدا ہوگا۔ اور تم اسے اپنے بیٹے قثم کے ساتھ دودھ پلاؤ گی۔ فاطمہؓ کے ہاں حسین پیدا ہوئے ام الفضل نے اسے دودھ پلایا، قثم حضرت حسین کا رضاعی بھائی تھا اور وہ شکل وصورت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھا۔

☆ ام الفضل رضی اللہ عنہا کی نسبت ایک یہ بات بھی پیش نظر رہے، کعب بن اشرف یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو اذیت دیا کرتا تھا۔ لوگوں کو ان کے خلاف لڑائی کے لیے انگیخت کیا کرتا تھا ام الفضل اور دیگر مسلمان خواتین کی اپنے اشعار میں تشبیب بیان کیا کرتا تھا اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو زیادہ تکلیف ہوتی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد بن مسلمۃ اور چند دیگر صحابہؓ کے ذمے یہ کام لگایا تاکہ وہ اس کے شر کا خاتمہ کریں[1] تو انہوں نے اس فتنے کی جڑ کاٹ کر رکھ دی۔ اور

---

(۱) البدایہ و النہایہ (۸/٤)

اس سے مسلمانوں کے دل خوش ہو گئے۔

راویہ' عالمہ' فاضلہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت نے ام الفضل کے مقام و مرتبہ کو چار چاند لگا دیئے۔ جب کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تیس احادیث روایت کیں جن میں سے تین بخاری و مسلم میں مذکور ہیں بخاری و مسلم نے ایک حدیث پر اتفاق کا اظہار کیا ہے۔(۱) دوسری بخاری میں ہے اور تیسری مسلم میں ہے۔اور اس سے جلیل القدر صحابہ اور تابعین نے روایت کیا۔

علامہ ذہبی کہتے ہیں کہ اس کی مرویات حدیث کی مشہور و معروف چھ کتابوں میں مذکور ہیں۔ اسی کی مرویات میں سے ایک یہ ہے۔ فرماتی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے آپ نے بیماری کی وجہ سے سر پر پٹی باندھ رکھی تھی۔ آپ نے مغرب کی نماز پڑھی اور سورہ مرسلات پڑھی۔

فرماتی ہیں۔

فما صلاها بعد حتى لقى الله.

اس کے بعد آپ نے کوئی نماز نہ پڑھی یہاں تک کہ اللہ سے جا ملے۔ (۲)

☆ ام الفضل کے واقعات اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ فقیہہ صحابیات میں سے تھی۔

اس کی مروی ایک حدیث بخاری شریف میں منقول ہے۔

ان انا سا تماروا عندها يوم عرفة فى صيام رسول الله صلى الله

---

(۱) سیر اعلام النبلاء (۲/۳۱۵)

(۲) اسد الغابہ (۵/۵٤٠) دلائل النبوۃ للبیهقی (۷/۱۸۹) نیز ائمہ صحاح ستہ نے اس کو روایت کیا ہے۔

علیہ وسلم فقال بعضهم هو صائم و قال بعضهم ليس بصائم فارسلت اليه بقدح لبن و هو واقف على بعيره بعرفة فشربه.

عرفہ کے دن ام الفضل کے قریب کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روزوں کے بارے میں بحث کر رہے تھے ان میں سے بعض نے کہا آپ روزے دار ہیں اور بعض نے کہا آپ روزے دار نہیں ہیں میں نے دودھ کا پیالہ بھیجا آپ میدان عرفات میں اپنے اونٹ پر سوار تھے سب کے سامنے آپ نے دودھ پیا۔(۱)

یہ حدیث اس کی فقہہ اور فہم وادراک کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

☆ ام الفضل کو الوداع کہنے سے پہلے ہم آپ کو یہ بتا دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ یہ اپنے خاوند حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی وفات سے پہلے فوت ہوگئی تھی اس کی وفات حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہوئی اور انہوں نے ہی ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

یہ ہے وہ ام الفضل رضی اللہ عنہا جو اللہ کا فضل چاہتی تھی اس نے اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم پالیا۔

اللہ اس سے راضی اور یہ اپنے اللہ سے راضی۔

ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

۱۔ اسد الغابة ٥٣٩/٥

(۱) زاد المعاد (۱/۶۱)

٢ـ تهذيب الاسماء و اللغات	٣٥٤/٢
٣ـ سير اعلام النبلاء	٣١٤/٤
٤ـ الاستيعاب	٣٨٥/٤
٥ـ الاصابة	٤٦١/٤
٦ـ تهذيب التهذيب	٤٤٩/١٢
٧ـ السيرة الحلبية	٤٤٥/١
٨ـ البدايه و النهاية	٢٩٨/٨
٩ـ شاعرات العرب	صفحه ٣٢٠
١٠ـ السيرة النبويه	٦٤٦/١
١١ـ الطبقات	٧٣/٤، ٧٤
١٢ـ تاريخ الطبرى	٣٨/٢
١٣ـ تاريخ اسلام ذهبى	٦٦/٢
١٤ـ السيرة الحلبية	٤٤٤/٢



٦٥

بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا

ایمان قبول کرنے میں جلدی کرنے والی مہاجرہ بیعت کرنے والی اور حدیث کی راویہ۔

قریش کی خواتین کے ساتھ

قریش کی وہ خاتون جو اسلام سے پہلے اپنی ذاتی خوبیوں کی بنا پر شہرت کی بلندیوں پر فائز ہوئی اور اس کے مقام ومرتبے کا لوگوں نے اعتراف کیا۔

جب اسلام آیا اور یہ اس کی نعمت سے سرفراز ہوئی۔ اور پہلے سے زیادہ اس کا مقام و مرتبہ بلند ہوا۔ تاریخ اس کی پر جلال زندگی سے مالا مال ہوئی ۔ اس کے مرتبے میں چمک دمک پیدا ہوئی اس کی قربانیوں کو عظمت ملی ۔ اس کو بلند مقام ملا عزت ملی' اسلام نے اس سے عام حالات اور مختلف اطوار میں تاریکی کے پردے ہٹا دیئے قریش کی خواتین نے فضائل و مناقب کے میدان میں قابل رشک مقام حاصل کیا۔ ان میں سے جو بہت مشہور ومعروف ہوئیں ۔ ان میں سرفہرست ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا حضرت فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمۃ بنت اسد اور اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہن ہیں۔

☆ اس قریشی خاتون نے صحابیات میں ایک بلند مقام حاصل کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیہ ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ اسی طرح اسے دونوں جہاں کی سعادت نصیب ہوئی۔

☆ آیئے میرے عزیز قاری ہم اس صحابیہ کی شخصیت کے بارے میں معلومات حاصل کریں۔

یہ بسرۃ بنت صفوان بن نوفل بن اسد القرشیۃ الاسدیۃ ہے۔[1] یہ ورقہ بن نوفل کی بھتیجی

---

(۱) الاستیعاب (۲۴۲/۴) اسد الغابہ (۴۱۰/۵) الاصابہ (۲۵۴/۴) نسب قریش (ص ۱۷۳)

تھی' اس کی والدہ کا نام سالمۃ بنت امیہ بن حارثہ السلمیۃ ہے۔

ابن حبان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ بسرۃ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کی قریبی رشتہ دار تھی اس طرح کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی حضرت خدیجۃ الکبریٰ اس کے باپ کی پھوپھی تھی۔

☆ بسرۃ رضی اللہ عنہا مکہ معظمہ کی خواتین میں عورتوں کے امور کی ماہر مشہور تھی۔ یہ مکہ میں عورتوں کی کنگھی پٹی کیا کرتی تھی۔

اسلام اور هجرت:

جب اسلام کا نور چمکا۔ بسرہ ان خواتین میں شامل ہوئی' جنھوں نے اسلام کے میدان میں داخل ہونے میں بہت سرعت سے کام لیا۔

جس نے اپنی عقلمندی سے بھانپ لیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس کی دعوت دیتے ہیں۔ وہ برحق ہے شاید اس کے لیے یہ معرفت حاصل کرنا اس کے چچا ورقہ بن نوفل کے موقف کی بنا پر آسان ہوگئی کیونکہ اس نے نبی کریم کی دعوت اور اسلام کے بارے میں معلومات بہم پہنچادی تھیں اس نے اس دین کی حقیقت کو پالیا۔

خاص طور پر اس کا چچا ورقہ بن نوفل آسمانی شریعتوں اور زبانوں کے بارے میں کافی وسیع معلومات رکھتا تھا۔ ورقہ بن نوفل کا اپنا دل بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی طرف مائل تھا۔

بسرۃ نے اسلام قبول کیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی اور بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی۔

امام شافعی اس کے بارے میں کہتے ہیں۔ بسرة لها سابقة قديمة و هجرة۔

بسرہ کو اسلام قبول کرنے کے حوالے سے سبقت حاصل ہے' بہت پہلے اس نے اسلام قبول کرلیا اور ہجرت کرنے کی سعادت حاصل کی۔

☆ ابن حبان رحمہ اللہ کہتے ہیں۔

کہ بسرۃ بنت صفوان مہاجرات میں سے تھی۔

☆ مصعب الزبیری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔کہ بسرہ ان خواتین میں سے ہے۔جنہوں نے بیعت کی۔(۱)

خاندانی حالات:

بسرۃ مغیرہ بن ابی العاص کی بیوی تھی۔اس کے ہاں معاویہ اور عائشہ پیدا ہوئے۔

☆ اس کا والدہ کی طرف سے بھائی عقبہ بن ابی معیط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن تھا اور ان ظالم مشرکین میں سے تھا جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی میں کوئی کسر باقی نہ اٹھا رکھی۔انہوں نے اس سلسلے میں کسی رشتہ داری اور صلہ رحمی کا خیال نہ رکھا۔بلکہ وہ انسانی حدود کو بھی پامال کر گئے۔

صحاح' طبقات' سیر اور تاریخ کی کتابوں میں اس ناہنجار کے خبث باطن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاءرسانی کا تذکرہ کیا ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں سجدے میں تھے۔قریش کے لوگ آپ کے اردگرد جمع تھے اتنے میں عقبہ بن ابی معیط اوجھری لے کر آیا اور اس کمبخت نے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ پر رکھ دی آپ نے سر کو نہ اٹھایا آپ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اس نے آپ کی پیٹھ سے اسے پکڑا اور دور پھینکا اور جس نے یہ کیا اسے جلی کٹی سنائیں اور بد عائیں دیں۔اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انہیں بددعا دی۔(۲)

☆ اس کا بیٹا معاویہ بھی اپنے ماموں عقبہ کی طرح بے رحم تھا وہ بھی مسلمانوں کو اذیت دینے میں بڑے ہی سخت رویے کا حامی تھا۔

(۱) الاصابہ (٤) ٢٤٥ (۲) رواہ بخاری

ایمان کی سچائی:

بسرہ نے ایمان اور حق کی طرف داری میں ایک عمدہ مثال قائم کی۔ جو کوئی شریعت کی مخالفت کرتا یہ اس کے ساتھ قطعاً نرمی کا برتاؤ نہ کرتی بلکہ اس کے خلاف سختی سے پیش آتی۔

☆ غزوہ بدر میں اس کا بھائی عقبہ بن ابی معیط گرفتار ہو گیا اور مشرکین کے ساتھ اسے بھی موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

☆ غزوہ احد میں اس کا بیٹا معاویہ مسلمانوں کے ساتھ لڑنے کے لیے کافروں کی صفوں میں شامل ہوا۔ جب اس دن حمزہ بن عبدالمطلب شہید ہو گئے یہ ان شہداء میں سے تھے جن کا اس دن مثلہ کر دیا گیا تھا اسے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے قبضے میں دے دیا اسے احد سے واپس پلٹتے ہوئے گرفتار کیا گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق اسے باندھ کر قتل کیا گیا(۱) اور یہ مشرکین کے ساتھ جہنم واصل ہوا۔ جہنم واقعی بہت برا ٹھکانہ ہے۔ جب یہ خبر بسرہ کو ملی تو اس نے قطعاً کوئی پرواہ نہ کی بلکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی جس نے مسلمانوں کو ان جیسے بدباطنوں سے نجات عطا کر دی۔

اس ایمانی تصرف سے بسرۃ رضی اللہ عنہا نے اسلام کے ساتھ اپنے خلوص کی ایک اعلیٰ مثال قائم کر دی۔

بسرۃ حدیث روایت کرتی ہے:

بسرہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے قریب رہتی تھی۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سن کر زبانی یاد کر لیتی اس طرح اسے حدیث کی راویہ بننے کی سعادت حاصل ہو گئی۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گیارہ احادیث روایت کیں۔(۲)

---

(۱) نسب قریش (ص ۱۷۳) جمهرة انساب العرب (۱/ ۱۱۰)

(۲) تهذيب الاسماء و اللغات (۲/ ۳۳۳)

☆ اس سے صحابہ کرامؓ اور صحابیات نے احادیث روایت کیں۔ جن میں سے ام کلثوم بنت عقبہ' عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ نے روایت کیا اور تابعین میں سے سعید بن مسیب' عروہ بن زبیر اور مروان بن حکمؒ نے روایت کیا۔

☆ بسرہؓ وہ خاتون ہے جس نے نقض الوضوء من مس الذکر' کی مشہور روایت بیان کی۔ ابن سعد نے مروان بن حکم کے حوالے سے حدیث روایت کی۔

وہ کہتے ہیں۔

سمعت بسرہ بنت صفوان قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا مس احدکم ذکرہ فلیتوضاء.

''جب تم میں سے کوئی ایک اپنے ذکر کو چھو لے تو اسے چاہیے کہ وضو کرے''۔(۱)

☆ بسرہ رضی اللہ عنہا کی زندگی کے بارے میں ابن حجر بیان کرتے ہیں۔ کہ وہ امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے دور حکومت تک زندہ رہی۔

بسرہ رضی اللہ عنہا کی سیرت نگاری کو الوداع کہتے ہوئے ہم اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھتے ہیں:

﴿وَ الْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ' اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوْا الصّٰلِحٰتِ وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ﴾ (العصر)

''زمانے کی قسم انسان درحقیقت خسارے میں ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے۔ اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت اور صبر کی تلقین کرتے رہے''۔

---

(۱) ابوداؤد (۱۸۱) الترمذی (۸۲) النسائی (۱/۱۰۰) ابن ماجہ (۴۷۹) وغیرہ

بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

١۔ الاستيعاب	٤/٢٤٢
٢۔ اسد الغابة	٥/٤١٠
٣۔ الاصابة	٤/٢٤٥
٤۔ نسب قريش	صفحه ١٧٣
٥۔ جمهرة انساب العرب	١/١١٠
٦۔ تهذيب الاسماء و اللغات	٢/٣٣٣



٦٦

ام عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہا

مہاجرات کے پہلے قافلے سے' نبی کریم ﷺ کی نماز کا وصف بیان کرنے والی۔

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اس کی تعظیم وتکریم کرتے اور اس کے فضل وشرف کا اعتراف کرتے۔

ہونہار کی والدہ

مومنوں کی جماعت میں پاکیزہ عناصر پر مشتمل جلیل القدر' عالی ہمت' قدیمۃ الاسلام' نبی کریم ﷺ کے گھر کے قریب رہنے والی عالم فاضل اور دانشور خاتون۔

☆ یہ صحابیہ ایک مشہور و معروف' جلیل القدر صحابی سیدنا عبداللہ بن مسعود الھذلی رضی اللہ عنہ کی والدہ تھی یہ وہ صحابی ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے پہلے مکہ معظمہ میں بآواز بلند قرآن حکیم کی تلاوت کی۔ یہ اسلام میں سبقت لے جانے والے' ماہر عالم صحابہ کرامؓ میں سے تھا۔ جس نے دو ہجرتیں کیں غزوہ بدر اور دیگر معرکوں میں حصہ لیا اس کے فضائل و مناقب بہت زیادہ ہیں اس نے وافر مقدار میں علم کو دوسروں کی طرف منتقل کیا جو بڑا ذہین فطین' باریک بین' متقی اور پرہیزگار تھا جسے ذہین علماء میں شمار کیا جاتا تھا جس کا رسول اللہ ﷺ کے پاس کثرت سے آنا جانا تھا۔

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام ام عبد بنت عبدود بن سوی الھذلیۃ تھا۔[1] جس نے سبقت لے جانے والے صحابہؓ سے مل کر اسلام قبول کر لیا تھا۔ یہ صحابیہؓ اس جلیل القدر صحابی کی والدہ ہے جس نے اس وقت اسلام قبول کیا جب ابھی چند افراد ہی مسلمان ہوئے تھے۔

اس سلسلے میں وہ کہتے ہیں۔

اسلام قبول کرنے کے لحاظ سے میں اپنے آپ کو چھٹے نمبر پر سمجھتا ہوں اس

(۱) الطبقات (۸/۲۸۹) تہذیب الاسماء و اللغات (۱/۲۸۸)

وقت روئے زمین پر ہمارے علاوہ کوئی اور مسلمان نہ تھا۔

☆ ام عبداللہ ان پہلی مہاجرات کے قافلے میں شامل تھی۔(۱) جنہوں نے خواتین اسلام کی تاریخ میں بڑے واضح اور روشن اثرات چھوڑے۔

اہل بیت سے:

ام عبداللہ اور اس کے بیٹے کا اکثر و بیشتر نبی کریم ﷺ کے گھر آنا جانا تھا۔ یہاں تک کہ انہیں اہل بیت میں سے خیال کیا جانے لگا حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

میں اور میرا بھائی یمن سے آئے۔ ہم تھوڑی دیر ٹھہرے ہم نے عبداللہ بن مسعودؓ اور اس کی والدہ کو رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت میں سے خیال کیا کیونکہ ہم نے دیکھا کہ وہ اور اس کی والدہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اکثر و بیشتر آتے جاتے رہتے ہیں۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ ان کا رسول اللہ ﷺ کے پاس کثرت سے آنا جانا ہے۔

☆ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی گواہی حضرت ام عبداللہ کی جہان کائنات میں شان و شوکت اور عظمت و جلال میں اضافے کا باعث ہے۔

تو تعلیم یافتہ جوان ہے:

ام عبداللہ اپنی صلاحیتوں کی بنا پر بلند مقام پر دکھائی دیتی ہیں۔ جس میں صدق و صفا پاکیزگی اور ادب کا وافر حصہ پایا جاتا ہے۔

☆ اس کے بیٹے کے اسلام لانے کی داستان بھی بڑی دلچسپ اور دلفریب ہے۔ جو اس کے حسن تربیت پر دلالت کرتی ہے۔ اور اس سے اس کی فطانت اور امانت

---

(۱) جمهرة انساب العرب (۱/ ۱۹۷)

کی طرف واضح اشارہ ملتا ہے۔

☆ ابن سعد رحمہ اللہ زر بن حبیش اور وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ میں ابھرتا ہوا جوان تھا عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور یہ سفر ہجرت کا واقعہ ہے۔ دونوں نے مجھ سے کہا' جوان تیرے پاس دودھ ہے ہمیں پلاؤ گے۔

میں نے کہا: میں تو امین ہوں آپ کو دودھ پلا نہیں سکتا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کوئی ایسی بکری تمہارے پاس ہو جو دودھ دینے کے قابل نہ ہو؟

میں نے کہا ہاں:

میں نے ایک ایسی ہی بکری ان کے سامنے پیش کر دی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے باندھا' اس کے ہوانے کو ہاتھ لگایا' اور دعا کی جس سے ہوانا بھر گیا۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پیالہ نما پتھر اٹھا لائے آپ نے اس میں دودھ دوہا۔ آپؐ نے دودھ پیا پھر حضرت ابوبکرؓ نے دودھ پیا پھر ہوانے سے کہا سکڑ جا تو وہ سکڑ گیا میں یہ دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گیا۔ پھر میں آپ کے پاس حاضر ہوا میں نے عرض کی مجھے قرآن سکھلا دیجئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تو تعلیم یافتہ جوان ہے۔

میں نے قرآن حکیم کی ستر سورتیں سیکھیں جو مجھے بالکل ازبر ہیں۔ (۱)

ام عبد کا بیٹا:

ام عبد کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بڑا خاص مقام و مرتبہ تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

---

(۱) الطبقات (۳/۱۵۰) سیر اعلام النبلاء (۱/۴۶۵) السیرة الحلبیہ (۱/۴۴۹)

اکثر و بیشتر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا نام ابن ام عبد لیا کرتے تھے۔ عبداللہ بن مسعودؓ کا اکرام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے بھی ہوتا ہے۔

من احب ان یقرء القران غضا کما انزل فلیقرء قراۃ ابن ام عبد.

جو پسند کرتا ہے کہ قرآن اس طرح پڑھے جس طرح نازل کیا گیا تو وہ عبداللہ بن مسعودؓ کے لہجے میں پڑھے۔ (۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تمسکوا بعهد ابن ام عبد.

عبداللہ بن مسعود کے عہد کو تھامے رکھو۔ (۲)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

قد رضیت لکم ما رضی لکم ابن ام عبد.

میں تمہارے لیے وہی پسند کرتا ہوں جو تمہارے لیے عبداللہ بن مسعود نے پسند کیا۔ (۳)

☆ اس میدان میں سنہری واقعات میں سے ایک یہ ہے جسے طبرانی رحمہ اللہ نے ابوداؤد کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ خطبہ دیں تو وہ کھڑے ہوئے اور کہا:

یا ایها الناس. ان الله عزوجل ربنا و ان الاسلام دیننا و اِن القرآن امامنا و ان البیت قبلتنا و ان هذا نبینا. و اوماء الی النبی صلی الله علیه وسلم. رضینا مارضی الله تعالی لنا و رسوله.

---

(۱) رواہ احمد (۱/۷) ابن ماجه (۱۳۸) سیر اعلام النبلاء (۱/۴۷۶)

(۲) سیر اعلام النبلاء (۱/۴۷۸)

(۳) سیر اعلام النبلاء (۱/۴۷۸)

لوگو! اللہ ہمارا رب ہے' اسلام ہمارا دین ہے اور بے شک قرآن ہمارا امام ہے بیت اللہ ہمارا قبلہ ہے' اور یہ ہمارے نبی ہیں اور ساتھ ہی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف اشارہ کیا جو اللہ اور اس کے رسول نے ہمارے لیے پسند کیا ہم بھی اس پر راضی ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ابن ام عبد نے درست کہا' ابن ام عبد نے درست کہا اور سچ کہا۔ اللہ تعالیٰ تیرے اور میری امت اور ابن ام عبد کے لیے جس سے یہ راضی میں بھی اس پر راضی۔

اللہ نے جو چیز میرے لیے میری امت کے لیے اور ابن ام عبد کے لیے ناپسند کی میں نے بھی اسے ناپسند کیا۔ (۱)

ابن ام عبد یعنی عبداللہ بن مسعودؓ کے لیے یہ تعریفی کلمات اور پاکیزہ نبوی شہادت مبارک ہو۔

ام عبد صلاۃ رسول کی کیفیت بیان کرتی ہے:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی شدید خواہش ہوئی۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز وتر کی معرفت حاصل کر سکیں اور اس کا واحد ذریعہ اس کی والدہ محترمہ تھی۔

وہ اپنی والدہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر اس لیے بھیجتے کہ وہ نماز وتر کا مشاہدہ کر سکے۔ پھر وہ اسے آ کر یقینی خبر دے۔ اور آپ کے نماز پڑھنے کا طریقہ اس طرح بتائے جیسے اس نے خود دیکھا ہو۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں اس نے کہا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھی۔ (۲)

---

(۱) درالسحابہ الشوکانی (ص ۳۵۳) (۲) الاستیعاب (۴/۴۵۰)

☆ عبداللہ بن مسعودؓ نے اپنی والدہ کو نبی کریم ﷺ کے گھر بھیجا تا کہ وہ آ کر بتائے کہ نبی کریم ﷺ کس طرح وتر کی نماز پڑھتے تھے۔

عبداللہ بن مسعودؓ اس کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

میں نے ایک رات اپنی والدہ کو نبی کریم ﷺ کے گھر بھیجا تا کہ وہ یہ دیکھے کہ آپ نماز وتر کس طرح پڑھتے ہیں۔

وہ وہاں رہی آپ نے نماز پڑھی یہاں تک کہ جب رات کا آخری حصہ آیا تو آپ نے نماز وتر اس طرح پڑھی۔

پہلی رکعت میں

سبح اسم ربک الاعلیٰ پڑھی۔

دوسری رکعت میں

قل یا ایها الکافرون.

تیسری رکعت میں

قل هو الله احد' الله الصمد' لم یلد و لم یولد' و لم یکن له کفوا احد.

کہو اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ وہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا اور کوئی بھی اس کا ہمسر نہیں۔

جب یہ سورت پڑھ کر فارغ ہوئے آپ نے اللہ اکبر کہا پھر دعائے قنوت پڑھی پھر اللہ اکبر کہا اور رکوع کیا۔(۱)

ام عبد اور پہلے ہجرت کرنے والی خواتین:

☆ پہلے مرحلے میں ہجرت کرنے والی خواتین کا بہت بلند مقام و مرتبہ ہے۔ خصوصاً

(۱) الاستیعاب (۴/۴۵۰)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ان میں سے ہر ایک کے لیے دو ہزار درہم وظیفہ مقرر کیا ان خواتین میں صفیہ بنت عبدالمطلب' اسماء بنت عمیس' ام کلثوم بنت عقبہ' اسماء بنت ابی بکر صدیق' اور ام عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہن قابل ذکر ہیں۔

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے فضل وشرف کو پہنچانتے تھے۔ ان کے بارے میں وصیت کرتے تھے۔ کہ ان کا ہر طرح سے خیال رکھا جائے جب ام عبد کا بیٹا عتبہ بن مسعود فوت ہوا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی والدہ ام عبد کا انتظار کیا۔ یہاں تک کہ وہ آئی اور اس نے اپنے بیٹے کے لیے دعا کی[1] یہ بات اس چیز پر دلالت کرتی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس خاتون کی بڑی تعظیم وتکریم بجا لاتے اور وہ اس کے مقام ومرتبہ کو پہنچانتے تھے۔ اور اس کے بیٹے عبداللہ بن مسعودؓ کے بارے میں بھی جانتے تھے کہ اس کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کیا مقام تھا۔

☆ آخر میں ہم آپ کی خدمت میں یہ گوش گذار کرنا چاہتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعودؓ کی والدہ ام عبد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت تک تو زندہ رہی۔ آگے تاریخ خاموش دکھائی دیتی ہے اور اس کی وفات کے بارے میں کچھ پتہ نہیں بتاتی۔

لیکن تاریخ نے اس کے فضائل ومناقب بتانے میں خاموشی اختیار نہیں کی۔

اللہ ام عبد سے راضی ہوا اور اسے سدا بہار نعمتوں سے لبریز باغات میں اعلیٰ' ارفع اور اولیٰ درجے کے کامیاب مومنین کے ساتھ اقامت گزیں کیا۔

اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

ام عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

۱۔ الطبقات ۲۸۹/۸

---

(۱) سیر اعلام النبلاء (۱/ ۵۰۰)

٢ ـ تهذيب الاسماء و اللغات ١/٢٨٨
٣ ـ جمهرة انساب العرب ١/١٩٧
٤ ـ الجامع للاصول ٣/٣٦٧
٥ ـ سير اعلام النبلاء ١/٤٦٥
٦ ـ شذرات الذهب ١/١٩٥
٧ ـ السيرة الحلبية ١/٤٤٩
٨ ـ درالسحابة ٣٥٣
٩ ـ الاستيعاب ٤/٤٥٠



۶۷

فاطمۃ بنت المجلّل العامریۃ رضی اللہ عنہا

☆ حاطب بن حارث الجمحی کی بیوی، پہلے مرحلے پر ایمان لانے والی خاتون، صبر کرنے والی، نبی کریم ﷺ کے نزدیک اس کا بڑا مقام تھا۔

برگزیدہ لوگوں کے ساتھ

اس برگزیدہ صحابیہؓ کا تعلق قریش سے تھا۔ جہان خواتین میں مقام و مرتبے کے اعتبار سے اس کا تعلق ان خواتین کے ساتھ ہے جنہوں نے عورت کی تاریخ میں روشن مثالیں چھوڑیں۔

فاطمۃ بنت مجلّل بن عبداللہ القرشیہ العامریۃ[1] حاطب بن حارث بن معمر الجمحی القرشی المکی کی بیوی تھی۔

☆ ایک دن اسلام کی لہر چلی اور وہ حاطب کے کانوں سے ٹکرائی اس کی مٹھاس اس کے دل میں اتر گئی اس نے دل کی گہرائی میں ہلچل مچا دی پھر اس کی بیوی فاطمہ نے چپکے سے اسلام قبول کرلیا۔ یہ دونوں میاں بیوی برگزیدہ لوگوں کے زمرے میں شامل ہو گئے۔

☆ نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کو خفیہ طور پر اسلامی تعلیمات سے روشناس کرا رہے تھے۔ نہیں قریش سے احتراز برتنے کا حکم دیتے' کہ کہیں وہ اللہ اور اسلام سے روک نہ دیں اس لیے اہل ایمان لوگوں کی نگاہوں سے چھپ کر عبادت کرتے کہ کہیں وہ انہیں دیکھ نہ لیں' دعوت اسلام کی خبریں قریش تک جا پہنچیں۔ تو وہ عداوت میں حد سے گذر گئے۔ اور وہ مسلمانوں کے ساتھ بدسلوکی میں حد سے تجاوز کر گئے۔

☆ دونوں مومن میاں بیوی نے بھی اپنے حصے کی تکالیف جھیلیں۔ اور مومنوں کے ساتھ صبر جمیل کا مظاہرہ کیا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے امن کے گہوارہ

---

(۱) اسد الغابہ (۵/۵۲۷) الاصابہ (۴/۳۷۳)

ملک حبشہ کی طرف ہجرت کر جانے کا اشارہ دیا اور فرمایا یہ ایک ایسا ملک ہے جہاں کسی پر ظلم نہیں کیا جاتا۔

مصائب پر صبر کرنے والی:

فاطمہؓ اور اس کا خاوند مہاجرین کے قافلے کے ساتھ حبشے کی طرف روانہ ہوئے حبشے کا حکمران نجاشی مہاجرین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا۔

مہاجرین کو اس کے ہاں امن وسکون ملا جو مکہ میں انہیں اپنے قریبی رشتہ داروں میں میسر نہ تھا۔ وہ بڑی عزت اور وقار کے ساتھ وہاں رہے۔

☆ حبشہ میں فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں دو بیٹے پیدا ہوئے حارث اور محمد دونوں کا باپ حاطب تھا۔

☆ اس مہاجر صحابی حاطب بن حارث کو یہاں زندگی بسر کرتے ہوئے زیادہ دیر نہ ہوئی تھی۔ کہ پردیس میں اللہ تعالیٰ سے جا ملے۔

بیوی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بہت صدمہ ہوا لیکن اس نے ایک صابر و شاکر بیوی کا کردار ادا کیا اور اللہ کی تقدیر پر راضی ہوگئی اور اس نے اپنے خاوند کو اللہ کے سپرد کیا جس کے ہاں امانتیں ضائع نہیں ہوتیں اور اپنی پوری توجہ اپنے بیٹوں حارث اور محمد کی تعلیم و تربیت پر لگا دی۔ یہ دونوں اسلام کے بہادر سپاہی تھے۔ یہ اپنے بیٹوں کے ساتھ حبشہ میں اقامت پذیر رہی یہاں تک کہ ۷ ہجری کو تمام مہاجرین مدینہ منورہ واپس آ گئے۔

☆ اس مقام پر یہ بات قابل ذکر ہے کہ حاطب کا بھائی حطاب بن حارث الجمحی اپنی بیوی فکیھۃ بنت یسار کے ہمراہ حبشہ کے مہاجرین میں شامل تھا کہ راستے میں ہی فوت ہوگیا۔ وہ سر زمین حبشہ پہنچ ہی نہ سکا۔ اس کی بیوی فکیھۃ حبشہ پہنچی۔ پھر اس نے مکہ کی طرف ہجرت کی پھر مدینہ منورہ کی طرف۔

یہ تیرے بھائی کا بیٹا ہے:

☆ صابر و شاکر صحابیہ فاطمہ بنت مجلل کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں بڑا ممتاز مقام تھا آپ نے اس کے بیٹے کے لیے برکت اور شفاء کی دعا کی۔

☆ اس کے بیٹے محمد بن حاطب نے اپنی والدہ فاطمہ سے اپنے سے گفتگو کو بیان کیا ہے۔فرماتی ہیں۔

بیٹا میں تجھے لے کر سرزمین حبشہ سے چلی جب مدینے کی مسافت ایک' دو راتیں باقی رہ گئی میں نے تیرے لیے کھانا پکایا ایندھن ختم ہو گیا۔ میں ایندھن تلاش کرنے لگی تو نے ہنڈیا کو پکڑا وہ تیرے بازو پر الٹ گئی جس سے تیرا بازو جل گیا میں مدینہ آئی تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر گئی میں نے عرض کی یا رسول اللہ یہ آپ کا بھتیجا محمد بن حاطب ہے یہ وہ پہلا بچہ ہے جس کا نام آپ کے نام پر رکھا گیا اس کا بازو جل گیا ہے۔اس کے حق میں اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے۔

فرماتی ہیں۔کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے منہ میں اپنا لب لگایا تیرے سر پر ہاتھ پھیرا تیرے لیے دعا کی پھر تیرے ہاتھ پر لب لگایا پھر یہ دعا کی۔[1]

اَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ اَشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَاشِفَآءُ اِلَّا شِفَآءُ كَ اَللّٰهُمَّ اشْفِ شَفَآءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا.

اے رب کائنات بیماری کو ختم کر دے شفا دے تو شفا دینے والا ہے نہیں ہے کوئی شفا مگر تیری ہی شفا ہے الٰہی ایسی شفا دے۔ جو بیماری کو باقی نہ چھوڑے۔

فرماتی ہیں۔کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے نہ اٹھی یہاں تک کہ تیرا ہاتھ صحیح ہو گیا۔

---

(۱) اسد الغابہ (۳۱۴/۴) الاصابہ (۳۰۲/۳) اس کی اصل بخاری مسلم میں موجود ہے۔

☆ اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کے ساتھ بڑے مہربان اور شفیق تھے۔ آپ ؐ نے اس صابرہ صحابیہؓ کے حق میں اور اس کے بیٹے کے حق میں برکت اور شفا کی دعا کی ان کو عزت سے بٹھایا ان کی قدر پہچانی' اسلام میں سبقت کو قدر کی نگاہ سے دیکھا۔

☆ اللہ نے فاطمہ بنت مجلل پر رحمت فرمائی۔ اس سے اللہ راضی ہوا اور اسے راضی کر دیا۔ اس خاتون نے حق کو پہچانا اور وہ حق کے راستے پر چلی۔ نیک بخت لوگوں کے زمرے میں شامل ہوگئی اور زندہ جاوید ہوگئی۔

حضرت فاطمۃ بنت مجلل رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

١ ۔ اسد الغابة ٥٢٧/٥

٢ ۔ الاصابة ٣٧٣/٤

٣ ۔ دلائل النبوة اصبهانی ٦٠٢/٢



۶۸

فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ جو اس کے اسلام لانے کا سبب بنی' مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے والی' حدیث نبوی کی روایت کرنے والی۔

برگزیدہ ہستیاں

اسلام میں سبقت لے جانے والوں کا ایک ایسا عظیم قافلہ ہے۔ جنہوں نے دنیاوی زندگی کا غرور اپنی ذات سے اتار پھینکا ہے۔ وہ اسلام کا عظیم پیغام پہنچانے کے لیے تیار ہوئے جس میں انہوں نے حقیقی زندگی کے آثار پائے۔ یہ سبقت لے جانے والے صرف مرد ہی نہ تھے بلکہ خواتین نے بھی اس میدان میں بڑا نام پایا' وہ بھی اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو قبول کرنے میں مردوں کے ساتھ برابر کی شریک ہوئیں۔

☆ حسن ثواب' اجر کی ذخیرہ اندوزی اور آخرت میں بلند درجات کے ارتقائی حصول کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں کو برابر حصے دار قرار دیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَّ لَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾

(النحل: ۹۷)

''جو شخص بھی نیک عمل کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ہو وہ مومن اسے ہم دنیا سے پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے اور آخرت میں ایسے لوگوں کو ان کے اجران کے بہترین اعمال کے مطابق بخشیں گے''۔

جس جلیل القدر صحابیہؓ نے سبقت لے جانے والی جماعت کے ساتھ مل کر اس وقت اسلام قبول کر لیا تھا۔ جب ابھی صبح اسلام نے سانس لیا تھا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابھی دعوت اسلام کے لیے دار ارقم میں بھی داخل نہیں ہوئے تھے اس صحابیہؓ کا نام

فاطمة بنت خطاب بن نفیل القرشیہ العدویۃ ہے[1] یہ عمر بن خطاب کی بہن اور سعید بن زید کی بیوی تھی' اس کی والدہ حنتمہ بنت ہاشم بن مغیرہ القرشیۃ المخزومیۃ تھی۔

یہی لوگ مقرب ہیں:

فاطمة رضی اللہ عنہا عقل مندی' معاملات میں دور اندیشی' فطرت کی صفائی' دل کی پاکیزگی جیسی اوصاف سے متصف تھی۔ اس لیے اس کا ایمان ایسا تھا جس میں کسی شک وشبہ کی آلائش نہ تھی شروع سے ہی ایمان اس کے دل میں رچ بس چکا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا نام اس کے کانوں اور آنکھوں میں سما چکا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق میں اس امید کا عمل دخل تھا جس نے ظلمات سے نور کی طرف اسے نکالا تھا۔ اسی لیے وہ پہلے مرحلے میں اسلام قبول کرنے والی خواتین میں شامل ہوئی۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بعد جن خواتین نے اسلام قبول کیا۔ وہ ام الفضل حضرت عباس بن عبدالمطلب کی بیوی' اسماء بنت ابی بکر اور فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہن ہیں۔[2] اس طرح اس خاتون کو اسلام میں سبقت لے جانے کی سعادت حاصل ہوئی۔

فاطمة اور اسلام عمرؓ:

جب کوئی حضرت فاطمة بنت خطاب کے حالات زندگی پر طائرانہ نگاہ ڈالتا ہے تو ضرور اس واقعہ کی طرف اس کی نگاہ اٹھتی ہے جس میں اسلام اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود کا فاتحانہ پیغام پایا جاتا ہے۔ اور وہ واقعہ ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے میں عبرت کا سامان ہے ہر اس شخص کے لیے جس کے سینے میں دل ہے یا حاضر دماغی سے کان لگا کر بات کو سنتا ہے۔

---

(۱) الاستیعاب (٤/ ٣٧٠) اسد الغابہ (٥/ ٥١٩) الاصابہ (٤/ ٣٧٠)

(۲) السیرہ الحلبیہ (١/ ٤٤٥)

☆ مستند کتابوں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کی داستان بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔ ان تمام روایات کا خلاصہ کلام یہ ہے۔

کہ حضرت عمر طبیعت کی تیزی کے اعتبار سے مشہور تھے اور رسول اللہ ﷺ کی عداوت میں بہت آگے بڑھ گئے تھے ایک دن برہنہ تلوار لٹکائے نبی کریم ﷺ کے قتل کا ارادہ دل میں لیے روانہ ہوئے اسے راستے میں نعیم بن عبداللہ النحام ملے اس نے کہا عمر کہاں کے ارادے ہیں۔

☆ اس نے کہا میرا ارادہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ کو قتل کر دوں۔

☆ اس نے کہا اگر تو نے حضرت محمد ﷺ قتل کر دیا تو بنو ہاشم اور بنو زہرۃ تجھے کیوں کر چھوڑیں گے۔

عمر نے کہا لگتا ہے کہ تو نے اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ دیا ہے۔

اس نے کہا اے عمر تجھے ایک حیرت انگیز بات بتاؤں تیری بہن اور بہنوئی نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ اور ان دونوں نے تیرے دین کو ترک کر دیا ہے۔ حضرت عمر غضبناک انداز میں ان دونوں کی طرف چلے وہاں پہنچے تو حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ قرآن کی سورہ طٰہٰ انہیں پڑھا رہے تھے جب عمر کی آہٹ محسوس کی تو حضرت خباب گھر میں چھپ گئے فاطمہؓ نے قرآن کو چھپا لیا عمر جب گھر کے قریب آئے تو اس نے خباب کی آواز سن لی تھی جب وہ اندر آئے تو پوچھا یہ گنگناہٹ کی آواز کیا تھی۔ جس کو میں نے ابھی سنا ہے۔

دونوں نے کہا کچھ نہیں کچھ نہیں یہ تو ہم دونوں باتیں کر رہے تھے۔

عمر نے کہا لگتا ہے کہ تم دونوں بے دین ہو گئے ہو۔ مجھے پتہ چلا ہے کہ تم دونوں نے دین محمد ﷺ کی پیروی اختیار کر لی ہے۔

اس کے بہنوئی سعید نے کہا۔

اے عمرؓ تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر حق تیرے دین کے علاوہ کہیں اور پایا

جائے تو کیا اسے اختیار کرنے میں کوئی ہرج ہے؟۔

یہ سن کر عمر سے نہ رہا گیا وہ اپنے آپ پر قابو نہ پا سکا اپنے بہنوئی پر چڑھ دوڑا اور اسے زمین پر ٹپک دیا اور گھونسے برسانے لگا۔ فاطمہ اپنے شوہر کو بچانے کے لیے آگے بڑھی تو اس کے چہرے پر ایسا زوردار طمانچہ رسید کیا کہ چہرہ لہولہان ہو گیا۔

فاطمہؓ نے کہا بھیا سن تو کہیں کسی غلط فہمی کا شکار نہ رہنا۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ.

میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اور گواہی دیتی ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔

عمر نے جب اپنی بہن کا چہرہ خون آلود دیکھا تو وہ شرمندہ ہوا اس نے کہا یہ کتاب مجھے دو جو تمہارے پاس ہے تاکہ میں اسے پڑھوں حضرت عمرؓ لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ اس کی بہن کے دل میں شوق تھا کہ میرا بھائی مسلمان ہو جائے بہن نے کہا تم پلید ہو اس کتاب کو پاکیزہ لوگ ہی ہاتھ لگا سکتے ہیں۔ اٹھو غسل کرو عمر اٹھے اس نے غسل کیا پھر کتاب کو پکڑا اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھا۔

عمر نے کہا کتنے پیارے نام ہیں۔

پھر پڑھا (طٰہٰ) یہاں تک اس آیت تک پہنچے۔

﴿اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ﴾

''میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں میری عبادت کرو اور میری یاد کے لیے نماز قائم کرو''۔

عمر نے کہا یہ کس قدر عمدہ کلام ہے مجھے بتاؤ کہ محمد ﷺ کہاں ہیں۔

ان پاکیزہ لمحات میں حضرت خباب بن ارت ظاہر ہو گئے جو تھوڑی دیر پہلے چھپے ہوئے تھے۔ جلدی سے عمر کے پاس پہنچے اور فرمایا عمر خوش ہو جاؤ میرا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی دعا منظور ہو گئی۔ آپ نے جمعرات کو یہ دعا کی تھی۔

اللهم أعز الاسلام بعمر بن الخطاب او بابی جهل بن هشام.

الٰہی! اسلام کو عمر بن خطاب یا ابو جہل بن ہشام کے ذریعے غلبہ عطا کر دے۔

عمر! رسول اللہ ﷺ اس وقت کوہ صفا کے دامن میں دار ارقم میں تشریف فرما ہیں۔

☆ عمر یہ بات سن کر دار ارقم پہنچنے کے لیے کوہِ صفا کی طرف چل پڑے۔ وہاں نبی کریم ﷺ کے رو برو اس نے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا یہ منظر دیکھ کر مسلمانوں نے اتنے زور سے اللہ اکبر کہا کہ مکہ گونج اٹھا۔

حضرت عمرؓ کے اسلام لانے سے مشرکین میں ہلچل مچ گئی انہیں ذلت اور رسوائی کا احساس ہونے لگا۔ اور مسلمان عزت' شرف اور خوشی محسوس کرنے لگے۔ (۱)

☆ حضرت عمرؓ کے اسلام لانے سے حضرت فاطمہ بنت خطابؓ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں۔ کہ وہ بتوں کی جہالت گاہوں سے ہدایت اور دین حق کے آنگن میں منتقل ہو گئے۔ اور اس نے اسلام کا لباس زیب تن کر لیا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، حمزہ بن عبدالمطلب کے اسلام قبول کرنے کے تین دن بعد ۶ نبوی میں مسلمان ہوئے۔

احمد شوقی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کے حوالے سے اس کی بہن فاطمہ رضی اللہ عنہا کے کردار کو اپنے اشعار میں بہت خوب صورت انداز میں پیش کیا ہے۔

---

(۱) سیرة ابن هشام (۳۴۳/۱) عیون الاثر (۱۵۹/۱) السیرة الحلبیه (۴۰/۱) الطبقات (۲۶۷/۳) اسد الغابه (۵۲/۴) صفة الصفوه (۲۶۹/۱) البدایه و النهایه (۷۷/۳) وغیرہ۔

ان میں چند منتخب اشعار پیش خدمت ہیں۔

۱۔ ثَارَ اِلٰی حَیْثُ النبیُّ مُوْعِدًا
و مُبرقًا بسیفِہٖ و مُرْعِدًا

۲۔ فجاءہ مُوحِّدًا مِنَ الزُّمَر
وَ قَالَ جِئی اَھْلَكَ فانظر یا عمر

۳۔ وَحّدت اللّٰہُ اِبْنَۃَ الخِطابَ
و امن السعید فِی الاخطاب

٤۔ فَجَاءَھَا مُعتزِمُ الشِّراسِ
وَ کَانَ صُلبًا خشنَ المِرَاس

٥۔ فَرَاعَہٗ مِنَ الخباء ھینمۃ
وَصَوتُ مستخفیہ مرنمہ

٦۔ فقال ما اَسْمَعُ؟ قَالَتْ طٰہٗ
فَلَم یُصَوِّ بھا وَ لَا خَطَّاھَا

۷۔ وَقَالَ وعِرفانُ الصَّواب مکرُمَۃُ
فاطمُ ھذا منطق ما اکرمۃ

۸۔ و آنستُ سکینۃ الحواری
مِنْ رَجُلٍ فی صحوہ سوَّارُ

۹۔ کحملٍ مُذَلَّلٍ صار الاسد
والصارمُ المسلولُ عَادَ کالمَسد

۱۰۔ فَجَاءَ نادی النبیُّ فاھتدی
و کبر الھادی و ھَلَّ المنتدٰی

۱۔ وہ نبی کریم ﷺ طرف کی جوش مارتا ہوا دھمکیاں دیتا ہوا اور اپنی تلوار چمکاتا و

لہراتا ہوا چلا۔

۲۔ پھر اس کے پاس مسلمان جماعت کا ایک فرد آیا اور اس سے کہا اے عمر اپنے گھر کو ذرا دیکھ لے۔

۳۔ خطاب کی بیٹی اللہ کو ایک مان چکی ہے۔ اور سعید بن زید نے ایمان قبول کر لیا ہے۔

۴۔ وہ اپنی بہن کے پاس سخت گیر، ترش رو اور جھگڑالو کے روپ میں آیا۔

۵۔ تو اسے پردے کے اندر سے بھنبھاہٹ کی آواز اور آہستہ ترنم والی آواز نے گھبراہٹ میں مبتلا کر دیا۔

۶۔ تو پوچھا کہ میں یہ کیا سن رہا ہوں۔ فاطمہؓ نے کہا سورہ طٰہٰ' پھر نہ فاطمہ کو درست کہا اور نہ ہی خطا کار۔

۷۔ اس نے کہا درست بات کی معرفت بڑی عزت کی بات ہے فاطمہ کی بات کس قدر عزت والی ہے۔

۸۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھی اس شخص سے مطمئن ہو گئے جو کچھ دیر پہلے اپنے گھمنڈ میں دھت چلا جا رہا تھا۔

۹۔۱۰۔ اور پھر حضرت پکارتے ہوئے نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور ہدایت پا گئے ہادی نے اللہ اکبر کہا اور پوری مجلس نے بھی نعرے کا ساتھ دیا۔

حضرت عمر کے اشعار میں فاطمۃ کا تذکرہ:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دل میں قرآن حکیم کا بڑا گہرا اثر ہوا قرآن حکیم کی ان آیات پر جن میں اسے شفاء اور اہل ایمان کے لیے رحمت قرار دیا گیا حضرت عمر ٹھہر گئے۔ اور سر دھننے لگے۔ قرآن پڑھنے اور سننے والوں کو لذت آشنا کرتا ہے۔ قرآن میں ایسے خزانے ہیں جنہیں حاصل کرنے کو دل چاہتا ہے اور انہیں دیکھ کر

آنکھیں لذت محسوس کرتی ہیں۔ اس کے الفاظ رقت انگیز اور معانی لطافت آمیز ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل کی تمام الجھنیں دور ہو گئیں۔ دل صاف ہو گیا قرآن حکیم کے روشن معانی نے دل اور ماحول کو منور کر دیا جب اس نے سورہ طٰہٰ کی ابتدائی آیات تلاوت کیں۔ تو پکار اٹھے جس ذات اقدس نے یہ آیات نازل کیں ہیں کیا اس کی عبادت میں کسی کو شریک کیا جا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں۔

☆ السہیلی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب نے جب اسلام قبول کیا تو یہ اشعار کہے اور اس میں اپنی بہن فاطمہؓ کا ذکر کیا اور یہ بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح اسلام قبول کرنے کا احسان کیا۔

١ ـ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ ذِی الْمَنِّ الذی وَجَبَتْ
لَــهٗ عـلـيـنـــا أيـاد مــالهـا غيــرُ

٢ ـ وَ قَـدْ بـدانـا فـكَـذَّبْنَا فَقَالَ لَنَا
صــدق الـحـديـث نَبِيٌّ عنده الـخـبـر

٣ ـ وَقَـدْ ظَلَمْتُ ابنة الخطاب ثم هوٰى
ربـى عـشـيـة قــالــوا قــد صـبـا عـمـر

٤ ـ وقد ندمت على ما كان من زلل
بـظـلـمهـا حين تتلى عندها السُّورُ

٥ ـ لِمَا دَعَتْ رَبَّهَا ذالعرش جاهده
و الـدمع من عينها عجلان يَبْتَدِرُ

٦ ـ ايقَنْتُ اَنَّ الَّذِیْ تدعوة خالِقِها
فـكـــاد تسبـقـنـی مِن عبـرة درر

٧ ـ فـقـلـتُ اَشْهَـدُ اَنَّ اللّٰهَ خالقنا
و ان احــمــد فـيـنـــا اليوم مشتهِرُ

۸۔ نَبِيٌّ صدقٍ أتى بِالْحَقِّ من ثِقَةٍ
وافى الامانة ما في عوده خِوَرُ

۱۔ سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں ۔ جو احسان والا ہے۔ وہ جس کے احسانات کا شکر ہم پر واجب ہے۔اور نہیں اس شکر کا حق دار کوئی اور۔

۲۔ اس نے نعمتوں کا آغاز کیا' لیکن ہم نے جھٹلا دیا نبی کریم ﷺ نے ہم سے سچی بات کہی واقعی ان کے پاس برحق اطلاع ہے۔

۳۔ میں نے خطاب کی بیٹی یعنی اپنی ہمشیرہ پر ظلم کیا پھر میرے رب نے مجھے ہدایت دے دی اور لوگوں نے کہا عمر بے دین ہو گیا۔

۴۔ جو لغزشیں ہوئیں میں ان پر نادم ہوں۔اس ظلم کی صفوت میں جو میں نے بہن پر اس وقت کیا جب کے سورتیں پڑھی جا رہی تھیں ۔اور آنسو موتی بن کر آنکھوں سے ٹپک رہے تھے۔

۵۔ میں نے یقین کر لیا کہ جس ذات کو وہ پکار رہی ہے وہی اس کا خالق ہے تو وہ آنسوؤں کے موتی گرانے میں مجھ سے سبقت لے گئی۔

۶۔ میں نے کہا' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ہمارا خالق ہے۔اور حضرت محمد ﷺ آج ہم میں خوب مشہور و معروف ہو گئے ۔

۷۔ وہ سچے نبی ہیں جو حق لے کر آئے ہیں ثقہ دین کو پیش کیا امانت کو پورا کیا اس کے لوٹنے میں کوئی پستی نہیں ۔(۱)

پرهیزگاروں کا گھر کیا خوب هے:

جب مسلمانوں کے قافلے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے لگے۔ فاطمہ بنت خطاب اپنے خاوند سعید بن زید کے ہمراہ پہلے ہجرت کرنے والے مہاجرین کے

(۱) الروض الانف علی هامش السیرة النبویه (۲/۱۰۰)

قافلے میں شامل ہوئی۔ اور مدینہ منورہ میں حضرت فاطمہؓ بنت خطاب دن بدن اسلامی احداث اور معرکوں میں شریک ہونے لگی، اور اسلام کے قلعے کی تعمیر میں حسب استطاعت حصہ ڈالنے لگی۔ اور اسی طرح وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاف شفاف علم وعرفان کے چشمے سے سیراب ہونے لگی۔

☆ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے۔ کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا اور اس کی مرویات شمار میں نہیں لیکن ان میں سے کوئی بخاری شریف میں منقول نہیں۔

☆ حافظ ابن حجر عسقلانی نے الاصابۃ میں حضرت فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا سے درج ذیل حدیث نقل کی ہے۔ جس میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔

لا تـزالُ اُمَّتِیْ بخیرٍ مَالَمْ یظهر فیهم حُبُّ الدُّنیا فِی علماءٍ فُسَّاقٍ و قراء جُهَالٍ و جبابرة فَاِذَا ظَهَرَتْ خَشِیْتُ ان یُعَمَّهُمُ اللّٰهُ بِعَقَابٍ.

میری امت اس وقت تک خیر و برکت سے رہے گی جب تک ان میں دنیا کی محبت غالب نہیں آئے گی۔ علماء اللہ کے نافرمان اور قراء جاہل اور ظالم نہ بن جائیں۔ اگر دنیا اور فسق و فجور ان میں غالب آ گیا تو مجھے اندیشہ ہے۔ کہ وہ عذاب کی لپیٹ میں آ جائیں گے۔(۱)

اللہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اس کے بھائی اور اس کے خاوند سے راضی ہوا اور انہیں جنت میں اپنی جوارِ رحمت میں ٹھکانہ عطا کیا۔

اور پرہیزگاروں کا یہ ٹھکانہ کتنا خوب ہے۔

---

(۱) الاصابہ (۱/ ۳۷۰)

حضرت فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

١ ـ الاستيعاب	٣٧٠/٤
٢ ـ اسد الغابة	٥١٩/٥
٣ ـ الاصابة	٣٧٠/٤
٤ ـ السيرة الحلبية	٤٤٥/١
٥ ـ جمهرة انساب العرب	١٥١/١
٦ ـ سيرت ابن هشام	٣٤٣/١
٧ ـ عيون الاثر	١٥٩/١
٨ ـ السيرة الحلبية	٤٠/١
٩ ـ الطبقات	٢٦٧/٣
١٠ ـ صفة الصفوة	٢٦٩/١
١١ ـ البداية و النهاية	٧٧/٣
١٢ ـ تاريخ اسلام ذهبى	١٧٥ ' ١٧٤/١
١٣ ـ الروض الانف	١٠٠/٢



۶۹

ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ تمہاری بکریوں میں برکت دے اور وہ زیادہ بچوں کو جنم دیں''۔

حق آ گیا

☆ بیس سال بیت گئے اس کا دل ذکر الٰہی کے لیے نہ جھکا اور نہ ہی حق کے سامنے سر تسلیم خم کیا۔

☆ اس خاتون نے بیس سال رسول اللہ ﷺ اسلام اور مسلمانوں کی شدید عداوت میں گذار دیئے۔ اس دوران ایک مرتبہ بھی عداوت کے اظہار میں کوئی توقف اختیار نہ کیا۔ یہ اسلام کے راستے میں رکاوٹ پیدا کرنے کے لیے اپنے زیور اور سونا بے دریغ خرچ کر دیا کرتی تھی۔ کیا تم نے کسی خاتون کو دیکھا ہے۔ کہ وہ اپنی مملوکہ اور پسندیدہ قیمتی زیب و زینت کے ساز و سامان کو اللہ کے راستے میں رکاوٹ پیدا کرنے کے لیے ہر حیلہ استعمال کیا ہو۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا خون بہانے کی اجازت دے دی۔

☆ اس خاتون پر ایک وقت یہ بھی آیا کہ یہ کامیاب لوگوں کے ساتھ شامل ہو کر کامیاب و کامران ہوئی' یہ اس وقت ہوا جب حق آ گیا اور باطل مٹ گیا۔ اس کا شرک نسیاً منسیا ہو گیا اور بتوں کا غرور کافور ہو گیا۔

☆ اس خاتون کا نام ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس العبشیہ القرشیہ ہے۔[1] یہ ان عرب خواتین میں سے ایک تھی جن کی اسلام لانے سے پہلے اور بعد شہرت کا ہر سو چرچہ تھا۔

---

(۱) الاستیعاب (۴۰۹/۴) تاریخ دمشق (ص ۴۳۷) الاصابہ (۴۰۹/۴) تاریخ اسلام (۲۹۸/۳) تھذیب الاسماء و اللغات (۳۵۷/۲)

یہ اموی خلیفہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کی والدہ تھی۔

☆ ہند فاکہ بن مغیرۃ المخزومی کی بیوی تھی یہ قریش کا ایک ابھرتا ہوا کڑیل جوان تھا۔اس کی بداخلاقی نے اسے اپنا دامن چھڑانے پر مجبور کیا لہذا دونوں میں علیحدگی ہوگئی۔

یہ زمانہ جاہلیت کی ایک طویل داستان ہے۔ بعد ازاں اس کی شادی ابوسفیان بن حرب سے ہوئی اور اس سے معاویہ اور عتبہ پیدا ہوئے۔

اس کی ذاتی خوبیاں:

ہند رضی اللہ عنہا رائے' احتیاط' بلند ہمتی' حسن بیان کے اعتبار سے خاندان قریش کی ایک یگانہ روزگار خاتون تھی' یہ فصیح و بلیغ' جرأت مند' صاحب رائے' غیرت مند' خاتون تھی۔(۱)

علامہ ذہبی کہتے ہیں۔

ہند قریش کی سب سے بڑھ کر حسین وجمیل اور عقلمند خاتون تھی۔

☆ علاوہ ازیں یہ کمال درجے کی شاعرہ بھی تھی اور بہت عمدہ شعر کہہ لیتی تھی اس کے مشہور اشعار ان مرثیوں پر مشتمل ہیں جو اس نے مقتولین کے غم میں کہے ان میں اس کا باپ عتبہ بن ربیعہ بھی تھا جو قریش کا سردار اور دانشور تھا' اور ان میں اس کا بھائی ولید بن عتبہ اور چچا شیبہ بن ربیعہ وغیرہ شامل تھے۔

☆ ہند نے زمانہ جاہلیت میں رواداری کی ایک مثال قائم کر دی ہمدردی اور مروت کا قابل رشک مظاہرہ کیا حالانکہ ان دنوں اس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت نقطہ عروج پر تھی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی زینب نے مدینے کی طرف ہجرت کا ارادہ کیا تو اسے کسی طرح پتہ چل گیا یہ ایک رات چپکے سے زینب کے پاس گئی اور اپنی طرف سے ہر طرح کی مدد کی پیشکش کی اور ہر طرح کی مروت کا

---

(۱) تاریخ اسلام (۲۹۸/۳)

اظہار کیا۔ کہنے لگی اے دختر محمد ﷺ مجھے پتہ چلا ہے کہ تو نے یہاں سے رخت سفر باندھنے کا ارادہ کر لیا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے دل میں آیا کہ ہند سے اپنی ہجرت کو خفیہ رکھا جائے۔ ہند نے صورت حال کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہا بیٹی مجھ سے جھوٹ نہ بولنا میں جانتی ہوں۔

فان ما بین الرجال لا یتعداھم الی النساء.

تجھے مال کی یا کسی قسم کے تعاون کی ضرورت ہو تو بتائیں میں ہر طرح کا تعاون کرنے کے لیے تیار ہوں۔ تم ہمارے خاندان کی چشم و چراغ ہو۔

☆ جب ہند کو یہ پتہ چلا کہ قریش نے زینب کا راستہ روک لیا ہے۔ اسے ہجرت پر جانے نہیں دیتے تو یہ باہر نکل کر ان کے سامنے آئی۔ انہیں ڈانٹ پلاتے ہوئے کہنے لگی۔

افِی السِّلْمِ اعیارًا جفاءً و غلظَةً

وفِی الحرب اشباہ النسآء العوارِكِ

کیا تم لوگ صلح میں ظالم' عیار اور سخت ہو جاتے ہو۔ اور لڑائی میں ان عورتوں کی مانند ہو جو ایام حیض میں ہوں۔

ہند اور پیاروں کا قتل:

مشرکین مکہ سے روانہ ہوئے' ان کی قیادت قریش کے سرداروں کے پاس تھی' منتخب افراد سرخیل ناصر مسلمانوں کا نام ونشاں مٹانے کے لیے اکٹھے ہو گئے۔ مقام بدر میں پڑاؤ کیا تین دن اونٹ ذبح ہوتے رہے' شراب کے جام چھلکتے رہے۔ عرب یہ صورت حال دیکھتے بغلیں بجاتے رہے۔ ان کا خیال تھا کہ ھبل کی جے ہو گی لات ومناۃ اور عزیٰ کا ڈنکا بجے گا۔ مسلمانوں کو اپنے منہ کی کھانی پڑے گی۔

☆ مشرکین کے لشکر میں ہند کے قریبی رشتہ دار تھے' اس کا باپ' بھائی' چچا اور خاوند سبھی لوگ موجود تھے۔

ادھر لشکر اسلام میں اس کا بھائی ابو حذیفہ بن عتبہ اس کے ہمراہ اس کا غلام سالم۔ ابو حذیفہ نے بدر کے دن کمال کارنامہ سرانجام دیا۔ جب کہ اس کے باپ نے سے مبارزت کی دعوت دی۔

اس موقع پر اس کی بہن ہند کہتی ہے۔

۱۔ الاحول الاثعل المذموم طائرہ

ابو حذیفۃ شر الناس فی الدین

۲۔ اما شکرت ابا رباك من صغرٍ

حتی شببت شبابا غیر محجون

بھینگا ہے اس کی قسمت کا طائر منحوس ہے۔ ابو حذیفہ دینی لحاظ سے لوگوں میں بدتر ہے۔

تو نے باپ کا شکر ادا نہیں کیا جس نے تجھے بچپن سے پرورش کیا یہاں تک کہ تو کڑیل بے داغ جوان ہو گیا۔ (۱)

☆ درحقیقت یہاں مسلمانوں کا ایک حیرت انگیز انداز وفا کھل کر سامنے آتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بے پناہ محبت اور آپ کی رسالت پر ٹھوس ایمان کے دلفریب مظاہر دیکھنے میں آئے یہ ابو حذیفہ اپنے باپ' چچا اور بھائی کو چیلنج کرتا ہے۔

☆ معرکہ بدر کا آغاز ہوتے ہی عتبہ اس کے بھائی اور بیٹے کا کام تمام کر دیا گیا۔ پھر معرکہ آرائی کا نتیجہ یوں نکلتا ہے کہ دشمن کے ستر افراد تہ تیغ کر دیئے گئے اور ستر گرفتار کر لیے گئے۔ مشرکین پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔ ان کی آنکھیں ذلت و رسوائی کے احساس سے جھکی ہوئی تھیں۔ جب بھی کوئی اپنے ساتھی سے ملتا تو

---

(۱) سیر اعلام النبلاء (۱/۱٦٦)

مارے شرم حسرت اور افسوس کے نگاہیں جھک جاتیں۔ چہرے کا رخ پھیر لیتے' یہ اس بات کا نتیجہ تھا جو ان سب کے ساتھ لاحق ہوئی۔ بھاگنے والوں میں سر فہرست ہند کا خاوند ابوسفیان تھا۔

☆ مسلمان نصرت الٰہی سے خوش ہو گئے۔ ان کے ہاتھ جو غنیمت کا مال لگا تو فرحت و انبساط کی خوشگوار لہر دوڑ گئی۔ اہل مکہ کو قریش کی شکست کی خبر پہنچی اور ان کے بڑوں' سرداروں اور چودھریوں کے قتل کی اطلاع ملی تو صف ماتم بچھ گئی۔

☆ مکہ کے مشرک باشندے یہ خبر سن کر ششدر رہ گئے۔ پہلے مرحلے میں انہیں یقین نہیں آ رہا تھا وہ کہنے لگے نہیں نہیں ایسے نہیں ہو سکتا۔ لیکن جب شکست خوردہ زخمی مکہ پہنچے تو انہیں مجبوراً تصدیق کرنا پڑی اور ماننا پڑا کہ واقعی یہ خبر درست ہے۔ وہ گھبرا کر زمین پر گر پڑے ابولہب کو بخار چڑھ گیا اور سات دن بعد مر گیا۔

قریش کی خواتین پورا مہینہ نوحہ کناں رہیں انہوں نے اپنے سر کے بال جھنجھوڑ ڈالے' پتہ نہیں غم میں مدہوش وہ کیا کیا کرتی رہیں۔ جو شخص بھی مقام بدر سے اونٹ پر یا گھوڑے پر سوار وہاں آتا تو یہ خواتین اس کے گرد جمع ہو کر نوحہ کرتے ہوئے چیخنے چلانے لگتیں۔ اپنے مالک کو آوازیں دینے لگتیں تمام قریشی عورتوں کا یہی وطیرہ تھا البتہ ہند بنت عتبہ سب عورتوں سے مختلف تھی ایک روز ساری عورتیں مل کر اس کے پاس گئیں۔ اور سب نے اس سے کہا:

تجھے اپنے باپ بھائی اور چچا کی موت پر رونا نہیں آتا۔ تم اس روز سے چپ چاپ بیٹھی ہو۔ کیا آنسو ختم ہو گئے یا خون سفید ہو گیا۔ کیا بات ہے تم روتی کیوں نہیں۔

اس نے کہا دراصل بات یہ ہے میں جب ان پر روؤں گی تو مدینے میں محمد اور اس کے ساتھی خوش ہوں گے۔ بنو خزرج کی عورتیں خوش ہوں گی۔ اللہ کی قسم میں

محمد اور اس کے ساتھیوں سے بدلہ لے کر رہوں گی۔ جب تک میں ان سے جنگ نہ کر لوں میں اپنے سر میں تیل نہیں ڈالوں گی۔ اللہ کی قسم جب میں یہ جان لوں کہ غم میرے دل سے ختم ہو گیا پھر میں رونا شروع کر دوں گی۔

لیکن یہ غم اس وقت تک ختم نہیں ہو گا۔ جب تک میں اپنے قتل ہونے والے پیاروں کا بدلہ نہ لے لوں۔

☆ ہند اپنے اس عزم پر بدستور قائم رہی وہ سر میں تیل نہیں ڈالتی تھی اور نہ ہی ابوسفیان کے بستر کے قریب جاتی لوگوں کو جنگ پر ابھارتی رہتی یہاں تک کہ جنگ احد بپا ہوئی۔ ہند نے اس موقع پر یہ اشعار کہے۔

ابکی عمید الا بطحین کلیهما

وحا میهما من کل باغ یریدُها

میں روتی ہوں دونوں بطحا کے لیڈروں پر اور ان دونوں کی حفاظت کرنے والا ہر سرکش انسان سے جو اس کا ارادہ کرے۔

ابی عتبة الخیرات ویحك فاعلمی

وشیبة والحامی الذمار ولیدها

اولئك آل المجد من آل غالب

فی العز منها ینمی عدیدها

میرا باپ عتبہ خیرات بانٹنے والا تجھ پر افسوس تو جان لے۔ اور شیبہ اور میرا بھائی ولید جو حسب ونسب کی حفاظت کرنے والا تھا۔ ہائے یہ سب مارے گئے۔

یہ سب آل غالب کے معزز فرزند تھے۔ جن کی تعداد بڑھتی ہی رہتی تھی۔ (۱)

---

(۱) شاعرات العرب (ص ٤٦٨)

جنگ احد کی تیاری:

جنگ بدر سے لے کر اب تک قریش کے دل کو چین نہیں آیا تھا ان کی عورتیں ہر وقت اپنوں کو یاد کرتی رہتیں کوئی اپنے بیٹے کو کوئی اپنے باپ کو کوئی اپنے خاوند کو اور کوئی اپنے محبوب کو یاد کر کے آنسو بہاتی رہتی۔ اور درد والم کا اظہار کرتی رہتی مشرکوں نے بدلے کی ٹھان لی تھی قریش کی عورتیں مردوں کے شانہ بشانہ جنگ پر جانے کے لیے تیار ہوئیں قریش کے بعض شہسوار، جنگجو بہادر اس حق میں نہ تھے کہ عورتیں میدانِ جنگ میں جائیں۔ ان میں صفوان بن امیہ سرفہرست تھا۔

ہند بنت عتبہ نے چیختے چلاتے ہوئے ان لوگوں کے سامنے احتجاج کیا جو عورتوں کے ساتھ جانے میں رکاوٹ بن رہے تھے۔

ہند نے صفوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

اللہ کی قسم تو بدر سے صحیح سالم واپس اپنی عورتوں کے پاس آ گیا اس لیے اب اتنی باتیں بناتا ہے ہم تو ضرور لڑائی میں شریک ہوں گی۔ ہم جائیں گی، جائیں گی، جائیں گی، کوئی ہمیں روکنے والا نہیں۔ کوئی ہمیں اس طرح واپس نہیں کر سکتا جس طرح جنگ بدر کے موقع پر جحفہ سے عورتوں کو واپس کر دیا گیا تھا۔

اس دن ہمارے پیارے قتل کر دیئے گئے۔

☆ قریش روانہ ہوئے ان کے ساتھ ان کی عورتیں بھی تھیں۔ عورتوں کی قیادت ہند کے پاس تھی کل پندرہ عورتیں تھیں سب سے زیادہ بدلے کی جلن رکھنے والی ہند تھی۔ مشرکین مدینے کی طرف چلے۔ ہند نے وحشی حبشی کو سونا اور زیورات دینے کا وعدہ کیا اگر وہ حمزہ بن عبدالمطلب کو قتل کر دے اس لیے کہ اس کا قتل ہند کو سب سے زیادہ مطلوب تھا۔

جنگ احد میں دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں۔ دونوں فریق لڑائی کے لیے تیار ہوئے۔ قریش نے بدر اور اپنے مقتولوں کو یاد کیا۔ ان کی عورتیں صفوں میں

شامل ہو کر دف اور طبلے بجانے لگیں ان سب کی قیادت ہند بنت عتبہ کر رہی تھی۔ اور جوانوں کو ابھارنے کے لیے یہ گیت گا رہی تھیں۔

نحن بنات طارق ☆ نمشی علی النّمارق

ان تقبلوا نعانق ☆ او تدبروا نفارق

فراق غیر وامق

ہم ستاروں کی بیٹیاں ہیں، ہم نرم گدوں پر چلتی ہیں۔
اگر تم پیش قدمی کرو گے تو ہم تم سے بغل گیر ہوں گی۔
اگر تم پیٹھ پھیر کر بھاگو گے ہم تم سے الگ ہو جائیں گی۔
ایسی جدائی جو کبھی ختم نہ ہونے پائے۔

☆ مسلمان اس موقع پر اللہ تعالیٰ اور اس کی مدد کو یاد کرتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے پہاڑی درے میں بہت سے تیر انداز مقرر کر رکھے تھے اور لشکر کو اس انداز میں ترتیب دیا گیا تھا کہ فتح و نصرت اللہ کے حکم سے ان کی قدم بوسی کرے کسی کو اس میں کوئی اختلاف نہ تھا۔

☆ لڑائی شروع ہوئی آغاز میں بظاہر مشرکین کا گھیرا تنگ ہوتا دیکھائی دیا۔ اور درحقیقت مومنوں کی تعداد سات سو سے زیادہ نہ تھی جو تین ہزار کے مقابلے میں لڑ رہے تھے۔ مسلمانوں کا پلہ بھاری تھا۔ قریش بکھر گئے قریب تھا کہ عورتیں ذلیل و خوار ہو کر گرفتار کر لی جاتیں۔ بعض مسلمان مال غنیمت جمع کرنے لگے' پہاڑی درے پر متعین بعض تیر اندازوں نے نبی کریم ﷺ کے حکم کی مخالفت کی۔ معرکہ کی صورت یکسر بدل گئی مشرکین نے اس فرصت کو غنیمت جانا اور مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔ اور ان سے دوبارہ لڑائی شروع کر دی۔ مسلمان کثرت سے قتل کیے جانے لگے' یہاں تک ستر مجاہد شہید ہو گئے۔ اور حضرت حمزہ بن عبدالمطلب بھی جام شہادت نوش کر گئے وہ وحشی کے ہاتھوں قتل ہوئے۔

☆ قریش اس کامیابی پر پھولے نہ سما رہے تھے۔ انہوں نے یہ خیال کیا کہ بدر کا بدلہ چکا دیا گیا۔ ہم نے اپنا انتقام لے لیا۔

ہند اپنی پوری قوم میں سب سے زیادہ خوش تھی اس نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل پر اکتفا نہ کیا۔ بلکہ وہ اور اس کی ساتھی عورتیں مسلمان مقتولین کا مثلہ کرنے کے لیے میدان کی طرف چلیں ان عورتوں نے مسلمان شہداء کی بے حرمتی کی ان کے ناک' کان کاٹ دیئے آنکھیں نکال دیں۔ ابوسفیان کو جب پتہ چلا تو اس نے اپنی برات کا اظہار کرتے ہوئے' اعلان کیا کہ میں نے ایسا کرنے کا حکم نہیں دیا تھا' حالانکہ وہ اس میں شریک تھا۔ اس کی مرضی شامل تھی۔ وہ ایک مسلمان کو مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ جو ہوا برا ہوا تمہارے مقتولین کا اس انداز میں مثلہ کرنا اچھا نہیں البتہ میں اس پر نہ خوش ہوں اور نہ ناراض نہ میں نے کسی کو روکا اور نہ ہی حکم دیا۔

اس کے بعد ہند ایک چٹان پر چڑھ کر بلند آواز میں چیختے ہوئے کہنے لگی۔

۱۔ نحن جزيناكم بيوم بدر
والحرب بعدالحرب ذات سعر

۲۔ ما كان عن عتبة لي من صبر
ولا اخي و عمّه و بكري

۳۔ شفيت صدري و قضيت نذري
شفيت وحشي عليل صدري

۱۔ ہم نے بدر کا بدلہ تم کو چکا دیا۔ اور جنگ کے بعد جنگ بھڑ کنے والی ہے۔

۲۔ مجھے صبر نہ ہو سکا باپ بھائی' چچا اور بیٹے کی موت پر۔

۳۔ میرا سینہ شفا پا گیا' میں نے اپنی نذر پوری کر لی' وحشی نے میرے سینے کی بیماری کو شفا دے دی۔ (۱)

---

(۱) تاریخ اسلام (۲/۲۰۵)

☆ مشرکین جنگ احد سے واپس ہوئے تو بڑے خوش تھے کہ انہوں نے بدر میں لگنے والی عار کو مٹا ڈالا ہے۔

جنگ احد سے واپس ہوتے ہوئے ہند نے کہا:

۱۔ رجعت وفي نفسي بلابل جمة
وقد فاتني بعض الذی کان مطلبی

۲۔ و لکننی قد نلت شیئا ولم یکن
کما کنت ارجو في مسیری و مطلبی

ا۔ میں واپس آئی میرے دل میں بڑے غم ہیں۔ اور ان میں سے کچھ قدرے کم ہوئے ہیں۔ جو مجھے مقصود تھے۔

۲۔لیکن کچھ میں نے حاصل کر لیا جس طرح کہ میں چاہتی تھی اور میرا مقصد تھا۔[1]

اسلام اور بیعت:

تمام روایات اس پر متفق ہیں کہ ہند بنت عتبہ نے فتح مکہ کے موقع پر اپنے خاوند کے اسلام لانے کے ایک روز بعد اسلام قبول کیا اور پھر اسلام پر خوب کاربند رہی۔

☆ ہند بنت عتبہ کے اسلام قبول کرنے کی داستان مصادر میں کچھ یوں بیان ہوئی ہے۔کہ ہند نے ابوسفیان سے کہا میں حضرت محمد ﷺ کی اتباع اختیار کرنا چاہتی ہوں۔

اس نے کہا تو کل اس بات کو ناپسند کرتی تھی۔اس نے کہا اللہ کی قسم میں نے ایک رات پہلے اللہ کی عبادت کا حقیقی منظر دیکھا بخدا لوگ قیام' رکوع اور سجود کی حالت

(۱) السیرۃ النبویہ (۲/ ۱٦٨)

میں نماز پڑھتے ہوئے بڑے بھلے معلوم ہوتے تھے۔

اس نے کہا۔ جو تیرے جی میں آئے کرلیں اپنے ساتھ برادری کا کوئی فرد لیتی جائیں۔

وہ عثمان کی طرف گئی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر کی طرف گئی اور اس کے ساتھ وہ خواتین تھیں جنہوں نے اسلام قبول کرلیا تھا۔ حضرت عثمان یا حضرت عمر گئے۔ نبی کریم ﷺ سے اس کے لیے اجازت طلب کی وہ نقاب اوڑھے ہوئے تھی اس نے جو کچھ امیر حمزہ کی لاش کے ساتھ سلوک کیا تھا اس کی وجہ سے دل میں خوف تھا کہ کہیں رسول اللہ ﷺ اس کا مواخذہ نہ کرلیں۔

اس نے کہا یا رسول اللہ شکر ہے اس ذات کا جس نے اپنے پسندیدہ دین کو غالب کردیا یا محمد ﷺ اللہ آپ پر رحم فرمائے مجھے فائدہ پہنچایئے۔ میں اللہ پر ایمان لانے والی ہوں اور اس کے رسول کی تصدیق کرنے والی ہوں۔ پھر اس نے نقاب ہٹایا اور کہا میں ہند بنت عتبہ ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خوش آمدید اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ اللہ کی قسم پہلے روئے زمین پر سب سے زیادہ میرے دل کو آپؐ مبغوض لگتے تھے۔ لیکن اب ساری کائنات سے زیادہ محبوب دکھائی دیتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اور کچھ۔ پھر آپ نے قرآن پڑھ کر سنایا۔ اور ان سے بیعت لی۔ اور فرمایا:

تم مجھ سے اس شرط پر بیعت کرو گی کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گی۔

ہند نے کہا: اللہ کی قسم آپ ہم سے وہ عہد لیں جو آپ بیعت کے وقت مردوں سے لیتے ہیں۔ ہم اس پر پورا اتریں گی۔

آپ نے فرمایا تم چوری نہیں کرو گی۔

ہند نے کہا اللہ کی قسم میں نے ابوسفیان کے مال میں سے یہ یہ چیزیں لیں میں نہیں جانتی کہ یہ میرے لیے حلال ہے یا حرام۔

ابوسفیان وہاں موجود تھا اس نے کہا جو تو نے میرا مال استعمال کیا تیرے لیے حلال ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو ہند بنت عتبہ ہے۔؟

اس نے کہا میں ہند بنت عتبہ ہوں مجھے میری خطائیں معاف کر دیں جو ہوا اس سے درگذر فرمائیں۔

آپ نے فرمایا: تم خواتین زنا نہیں کرو گی۔

اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آزاد عورت بھی زنا کا بھلا ارتکاب کر سکتی ہے۔

آپ نے فرمایا تم اپنی اولاد کو قتل نہیں کرو گی۔ اس نے کہا ہم نے اپنی اولاد کی تربیت کی وہ بڑے ہوئے آپ نے انہیں بدر میں قتل کر دیا۔ لہٰذا آپ اور وہ جانیں۔

یہ بات سن کر حضرت عمر ہنس پڑے۔ انہوں نے اس بات کو بڑا عجیب و غریب جانا۔

آپ نے فرمایا بیعت کی ایک شرط یہ ہے۔ کہ تم بہتان نہیں باندھو گی۔

اس نے کہا: اللہ کی قسم بہتان تراشی تو بڑی بری عادت ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیعت کی ایک شرط یہ ہے۔ کہ معروف میں تم میری نافرمانی نہیں کرو گی۔ اس نے کہا: یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ہم آپ کی معروف میں نافرمانی کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا ان سے بیعت لے لو میں ان کے حق میں مغفرت کی دعا کرتا ہوں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے بیعت لی' رسول اللہ ﷺ غیر محرم عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتے تھے۔ (۱) رسول اللہ ﷺ نے ہند اور ابو سفیان کے نکاح کو برقرار رہنے دیا۔

اسلام کی نعمت:

ہند بنت عتبہ کی شخصیت جہان خواتین میں بڑی ممتاز تھی جب اللہ تعالیٰ نے اسے اسلام کی نعمت سے نوازا تو اس کے دل کی تمام میل کچیل دور کر دی وہ جہان صحابیات میں ایک انوکھی حیثیت سے نمایاں ہوئی۔ اللہ کی راہ میں اور اللہ کے دین کی راہ میں لگنے والے خون کا نہ دھویا دلی وحشت کافور ہوگئی۔ دلوں کی نفرتیں ختم ہو گئیں۔ دل کینے کی بیماری سے پاک ہو گئے دل کینے اور حسد سے صاف ہو گئے عقل سے جہالت کا پردہ چھٹ گیا۔ جھوٹ کے پردے چاک ہو گئے فاسد عقیدے کی طرف دل پانے بند ہو گئے اور یہ سب کچھ عملی طور پر ہوا۔ جب اس نے اسلام قبول کر لیا تو اپنے گھر میں پڑے ہوئے بت کو پاؤں سے ٹھوکر مارتے ہوئے کہنے لگی ارے کمبخت تیری وجہ سے ہم دھوکے میں مبتلا رہے۔ (۲)

☆ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ہند کی فطرت میں جود و کرم موجود تھا۔ اسلام قبول کرنے اور تصدیق کا راستہ اختیار کرنے کے بعد اس نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تحفہ بھیجا آپ نے اس کے حق میں دعا کی۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں۔ فرماتے ہیں۔

جب ہند بنت عتبہ نے اسلام قبول کیا تو اس نے رسول اللہ ﷺ کی طرف تحفہ بھیجا آپ اس وقت ابطح میں تشریف فرما تھے۔ اس کے ساتھ اس کی کنیز تھی دو

---

(۱) یہ روایت حدیث و تاریخ کی اکثر کتب میں موجود ہے۔

(۲) تهذيب الاسماء و اللغات (۲/۳۵۷)

پھورے روسٹ کیے ہوئے اور چمڑے کا مشکیزہ۔ کنیز رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ سلام عرض کی آپ اپنی بیویوں میں تشریف فرما تھے حضرت ام سلمہؓ حضرت میمونہ اور بنو عبدالمطلب کی چند دیگر خواتین تھیں عرض کی میری مالکن نے یہ تحفہ آپ کی خدمت میں بھیجا ہے اور معذرت بھی کی ہے کہ آج کل ہماری بکریاں بچے قدرے کم دیتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بارک اللہ لکم فی غنمکم و اکثر والدتھا.

اللہ تمہاری بکریوں میں برکت کرے اور وہ اکثر جنم دیں۔

کنیز اپنی مالکن ہند کے پاس واپس گئی اور اسے رسول اللہ ﷺ کی دعا کے بارے میں بتایا۔ تو وہ بہت خوش ہوئی کنیز کہتی ہے۔ کہ اس دعا کے بعد ہم نے دیکھا کہ ہماری بکریوں میں برکت پڑ گئی اور وہ کثرت سے بچوں کو جنم دینے لگیں۔ اس سے پہلے کبھی یہ منظر دیکھنے میں نہیں آیا تھا۔

ہند کہتی ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی دعا کی برکت ہے۔

اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں اسلام کی طرف ہدایت دی۔

پھر کہتی ہے۔

کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں دھوپ میں کھڑی ہوں۔ میرا سایہ ہے لیکن میں اسے اپنے قابو میں لانے پر قادر نہیں ہوں۔ جب رسول اللہ ﷺ ہمارے قریب آئے تو مجھے یوں محسوس ہوا کہ میں سائے میں داخل ہوگئی ہوں۔ (۱)

اس کے اقوال زریں:

ہند رضی اللہ عنہا کے اقوال زریں نہایت خوشنما رقت انگیز جادو اثر معنی خیز نیز عقل و

(۱) تاریخ دمشق (ص ٤٥٦ و ٤٥٧)

خرد اور غور اور تدبر کے حسن و جمال کی نشاندھی کرنے والے تھے۔ یہ اقوال زریں اس کی زندگی کے تجربات کی طرف اشارہ کرتے تھے اور ان سے یہ پتہ چلتا تھا کہ کسی دانشمند خاتون کے اقوال ہیں۔

اس لیے ابن الاثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

کہ یہ خاتون بڑی دلیر' غیرت مند' درست رائے اور عقلمند تھی۔

عورت کے بارے میں فرماتی ہیں۔

المرء ة غل و لا بدَّللعنق منه فانظر من تضعه في عنقک.

عورت ایک طوق ہے اس کے لیے ایک گردن کا ہونا ضروری ہے خوب غور و خوض کر لیجیے کہ اپنی گردن میں تم کس طوق کو ڈال رہے ہو۔ (۱)

اس کا یہ بھی قول ہے۔

اِنَّمَا النِّسَآء اغلال فليتَّخذِ الرَّجُلُ غِلًّا لِيدِهٖ.

عورتیں طوق ہوتی ہیں آدمی کو طوق اپنے ہاتھ میں پکڑنا چاہیے۔

☆ ہند رضی اللہ عنہا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا بہت احترام کیا کرتی تھی۔ اور اس کی طرف تعظیم بھری نگاہوں سے دیکھا کرتی تھی جب حضرت عمرؓ نے اس کے بیٹے کو شام کا گورنر بنایا تو اس نے معاویہؓ سے کہا اللہ کی قسم کسی آزاد ماں نے آپ جیسا کوئی کم ہی جنا ہو گا۔ اس شخص نے تجھے ترقی کے زینے پر چڑھایا ہے۔ اس کی موافقت کرنا خواہ تجھے پسند ہو یا ناپسند۔

ہند اور معاویہؓ:

ہند نے اپنے بیٹے معاویہؓ میں فضائل و مناقب حاصل کرنے کی محبت پیدا کی اس میں جرأت شجاعت غیرت اور احتیاط کے اوصاف پیدا کیے بچپن میں اسے یہ لوری

---

(۱) الاعلام (۹۸/۸)

سنایا کرتی تھی۔

۱۔ اِنَّ بَنِیَ معرق کریم
محببٌ فی اھلہ حلیم

۲۔ لَیسَ بفحاشٍ ولا لئیم
و لا بطخرورٍ و لا شؤم

۳۔ صخر بنی فھربہ زعیم
لا یخلف الظَنَّ و لا یخیم

۱۔ میرا بیٹا خاندانی معزز ہے۔ اور اپنے گھر میں ہر دلعزیز اور بردبار ہے۔
۲۔ نہ وہ فحش گوئی کرنے والا ہے اور نہ ہی کمینگی کا اظہار نہ ہی سخت گیر ہے
اور نہ ہی منحوس۔
۳۔ بنو فہر قبیلے کی چٹان ہے اور اس کا سردار ہے۔ وہ اپنے بارے میں گمان
کی مخالفت نہیں کرتا۔
اور نہ ہی بزدلی دکھلاتا ہے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جب ایک شخص نے بچپن میں دیکھا تو یہ کہا' میرے خیال میں یہ بچہ بڑا ہو کر اپنی قوم کا سردار ہو گا۔

ہند نے کہا: اگر اس نے بڑا ہو کر قوم کی قیادت نہ کی تو میرے لیے افسوس کا مقام ہو گا۔[1]

کسی نے کیا خوب کہا:

و اذا کانت النفوسُ کبارا
تعبت فی مرادھا الاجسام

(۱) عیون الاخبار (۱/۲۲٤) العقد الفرید (۲/۲۸۷)

جب نفوس بڑے ہو جاتے ہیں تو ان کی مرادیں پانے میں جسم تھک جاتے ہیں۔

☆ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ کا وصف بیان کرتے ہوئے کہا:
میری والدہ ہند قریش کی ایک ایسی خاتون تھی جو زمانہ جاہلیت میں بڑی خطرناک اور اسلام میں بڑی شریف الطبع اور خبردار تھی۔

☆ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سرزمین عرب کے ایک یگانہ روزگار شخصیت تھے اسے اپنی والدہ سے ورثے میں جتنی خوبیاں ملیں اتنی باپ کی طرف سے نہیں ملی تھیں۔ جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فخر کا اظہار کرنا ہوتا تو یا اپنے مدمقابل کو مرعوب کرنا ہوتا تو یہ فرماتے ہیں ہند کا بیٹا ہوں۔

آخر کلام:

ہند رضی اللہ عنہا نے زندگی بھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کی گئی بیعت کا پاس رکھا معرکہ یرموک میں یہ شریک ہوئی اور اس دن رومیوں کے خلاف مجاہدین کو خوب انگیخت کیا[1] یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اپنے بیٹے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس چلی گئی تھی۔

☆ فضائل ومناقب کے میدان میں اس کا قابل تعریف اثر تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس نے حدیث کی روایت کی۔ اس سے اس کے بیٹے۔ معاویہ اور ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے حدیث روایت کی[1] اس کی مرویات میں سے ایک یہ ہے فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی ابوسفیان بڑا بخیل ہے۔ وہ مجھے کچھ نہیں دیتا اور نہ ہی میرے بیٹا مگر وہ جو میں اس کو بتائے بغیر لے لیتی ہوں کیا اس

---

(۱) تاریخ دمشق (ص ۴۳۷) الاعلام (۹۸/۸)

(۲) تهذيب ...ماء و اللغات (۳۵۷/۲)

میں کوئی حرج یا گناہ ہے؟

آپ نے ارشاد فرمایا:

معروف انداز میں اپنے لیے اور اپنے بیٹے کے لیے لے لیا کر۔ (۱)

☆ ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا کی وفات ۱۴ ہجری کو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہوئی اس دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد ابو قحافہ بھی فوت ہوئے۔ (۲)

☆ ہند بنت عتبہ کی سیرت کے چند اجزاء جو اس نے اسلام کے زیر سایہ اپنی زندگی کے چند سال گذارے آپ کی خدمت میں پیش کر دیئے ہیں۔

لیکن اس کا دلپذیر اثر صدیوں پر محیط ہے۔

اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی اللہ نے اسے اپنی رحمت میں جگہ دی وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حضرت ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

۱۔ الاستیعاب	٤٠٩/٤
۲۔ تاریخ دمشق	صفحه ٤٣٧
۳۔ تهذيب الاسماء و اللغات	٣٥٧/٢
٤۔ تاریخ اسلام ذهبی	٢٩٨/٣

---

(۱) ترمذی کے علاوہ اس کو ائمہ صحاح نے روایت کیا ہے۔

(۲) اسد الغابه (٥٦٣/٥) تهذيب الاسماء و اللغات (٣٥٧/٢)

٥ـ الاصابة	٤٠٩/٤
٦ـ سيراعلام النبلاء	١٦٦/١
٧ـ شاعرات العرب	٤٦٨
٨ـ السيرة النبوية	١٦٨/٢
٩ـ الطبقات	٢٣٦/٢
١٠ـ تاريخ الطبرى	١٦١/٢
١١ـ اسد الغاية	٥٦٢/٥
١٢ـ السيرة الحلبية	٤٦/٣
١٣ـ الاعلام	٩٨/٨
١٤ـ عيون الاخبار	٢٢٤/١
١٥ـ العقد الفريد	٢٨٧/٢



۷۰

ام حکیم بنت الحارث رضی اللہ عنہا

مومنہ' عکرمہ بن ابی جہل کی بیوی مجاہدہ' سچائی کی خوگر۔

فتح مبین

رسول اللہ ﷺ بیس سے چند اوپر سال قریش اور تمام لوگوں کے لیے خیر و برکت کا پیغام دیتے رہے اور ہر ذریعے سے ان کی توجہ خیر کی طرف مبذول کراتے رہے۔ اور انہیں رغبت دلاتے رہے لیکن لوگ اندھے بہرے بنے رہے۔ ان کی منظر کشی قرآن کی اس آیت میں کی گئی ہے۔

﴿وَ قَالُوْا قُلُوْبُنَا فِیْ اَکِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَا اِلَیْهِ وَ فِیْ اٰذَانِنَا وَ قْرٌ وَّ مِنْ بَیْنِنَا وَ بَیْنِکَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ﴾ (فصلت : ۵)

''کہتے ہیں کہ جس چیز کی طرف تو ہمیں بلا رہا ہے۔ اس کے لیے ہمارے دلوں پر غلاف چڑھے ہوئے ہیں ہمارے کان بہرے ہو گئے ہیں ہمارے اور تمہارے درمیان ایک حجاب حائل ہو گیا ہے۔ تو اپنا کام کر ہم اپنا کام کیے جائیں گے''۔

انہوں نے محبت کے بدلے عداوت کو اور احسان کے بدلے برائی کو پالا جیسا کہ درج ذیل آیت سے معلوم ہوتا ہے۔

﴿وَ کَذَّبُوْا وَ اتَّبَعُوْا اَهْوَآءَ هُمْ وَ کُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ﴾ (القمر : ۳)

''انہوں نے اس کو بھی جھٹلا دیا۔ اور اپنی خواہشات نفس کی پیروی کی ہر معاملہ کو بالآخر ایک انجام پر پہنچ کر رہنا ہے''۔

انہوں نے آپ سے قطع تعلق' آپ کو وطن سے نکال دیا' آپ سے لڑائی لڑی' والبوا علیه وہ آپ کے بارے میں مصائب و مشکلات میں پھنسنے کا انتظار کرنے لگے۔ ویتحینون الفرص۔

☆ جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو ان پر غالب کر دیا۔ اور آپ کو ان کی

گردنوں پر مسلط کر دیا۔ آپ نے انہیں معاف کر دیا۔ ان کی بدسلوکی اور عداوت کو فراموش کر دیا۔ اور انہیں نہایت خوبصورت انداز میں درگذر کر دیا انہیں بالکل معاف کر دیا۔

یہ معافی ایک اور فتح تھی اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعے سے منکر دلوں کے بند تالے کھول دیئے۔ متکبر نفوس کی لگام کو لپیٹ دیا۔ تو وہ محبت اور اخلاص کا فیض بانٹنے لگے۔ وہ اطاعت اور دوستی کا دم بھرنے لگے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے جھنڈے تلے سر تسلیم خم کرتے ہوئے جمع ہونے لگے۔ اور اس کے دین میں راضی خوشی گروہ در گروہ داخل ہونے لگے۔ ان جملہ افواج کے درمیان ایک شریف حسب ونسب والی فوج بھی شامل تھی۔ جسے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل ہوئی اور اس سے وہ شاداں وفرحاں ہوئے۔ اور انہوں نے اپنے تمام معاملات باگ ڈور نبی کریم ﷺ کے سپرد کر دی۔ تاکہ آپ اسے اللہ کے حکم سے ظلمات سے نور کی طرف نکال لائیں۔ یہ فوج ایک معزز صحابیہ جو فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئی اس کے خاوند اس کے باپ اور ماں پر مشتمل ہے۔

☆ یاد رہے کہ یہ چاروں افراد مسلسل بیس سال سے زیادہ عرصے تک رسول اللہ ﷺ سے برسر پیکار رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ایمان کے ذریعے سے احسان کیا۔ ان میں سے ایک امّ حکیم بنت الحارث بن ہشام بن مغیرہ المخزومیۃ القرشیۃ ہے[1] یہ قریش کی ایک سمجھدار اور محتاط خاتون ہے۔

انوکھا خاندان:

☆ ام حکیم اس خاندان سے تھی جو عزت' شرف اور قریش کی سرداری کے اعتبار سے

---

(۱) الطبقات (۸/۲۶۱) الاستیعاب (۴/۴۳۴) اسد الغابہ (۵/۵۷۷) تاریخ دمشق (ص ۵۰۱) تراجم النساء۔

مشہور و معروف تھا۔

☆ اس کا باپ حارث بن ہشام بن مغیرہ المخزومی تھا جس کی کنیت ابو عبدالرحمان تھی۔ یہ ابو جہل کا بھائی تھا۔ فتح مکہ کے دن مسلمان ہوا۔ یہ سردار اور چودھری تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اسے تالیف قلبی کے طور پر غزوہ حنین کے مال غنیمت میں سے سو اونٹ عطا کیے اس نے اسلام کو بڑے اچھے انداز سے اپنایا۔ جب یہ مکہ سے جہاد کو پیش نظر رکھتے ہوئے شام کی طرف روانہ ہوا۔ تو اہل مکہ پریشان ہو گئے۔ اہل مکہ اسے الوداع کہنے کے لیے اس کے ساتھ چلے اور اس کی جدائی میں رونے لگے۔ اور یہ طاعون کی بیماری میں فوت ہوئے۔ (۱)

☆ اس کی والدہ فاطمہ بنت ولید بن مغیرہ المخزومیہ حضرت خالد بن ولید کی ہمشیرہ فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئی اس نے بیعت کی اور صحابیہ ہونے کا شرف پایا۔ اس نے نبی کریم ﷺ سے ایک حدیث روایت کی وہ اپنے خاوند حارث کے ساتھ شام چلی گئی حضرت خالد بن ولید نے بعض معاملات میں اس سے مشورہ لیا۔ اس کے ہاں حارث سے شادی کے بعد عبدالرحمان اور ام حکیم پیدا ہوئے۔ (۲)
یہ ام حکیم وہی خاتون ہے جس کا تعارف آج ہم پیش کرنے لگے ہیں۔

☆ اس کا خاوند عکرمہ بن ابی جہل بن ہشام المخزومی القرشی تھا اس کی کنیت ابو عثمان تھی۔ یہ زمانہ جاہلیت کا سردار تھا۔ پھر یہ مسلمان ہو گیا۔ اور اس نے اسلام کو خوب اپنایا' اس نے فتح مکہ کے بعد اسلام قبول کیا تھا۔

یہ جب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش ہوا تھا تو آپ نے اسے یہ فرمایا تھا۔

مرحبا بالراکب المهاجر.

---

(۱) تاریخ اسلام ذهبی (۱۸۳/۲)

(۲) تاریخ دمشق (ص ۳۰۵)

مہاجر شہسوار خوش آمدید۔

یہ شام کی طرف مجاہد کے روپ میں روانہ ہوا۔ اسے اسلام قبول کرنے کے بعد آزمائش کا سامنا کرنا پڑا جس کا اس نے قابل ستائش انداز میں خندہ پیشانی سے مقابلہ کیا یہ یرموک سے پہلے ۱۳ ہجری میں بپا ہونے والی جنگ اجنادین میں شہید ہوئے۔

☆ اس کے خالو سیف اللہ خالد بن ولید ہاں ہاں آپ کیا جانیں کہ خالد بن ولید کون ہے اور کیا ہے؟

☆ یہ سرکردہ لوگ اور ان میں پرورش پانے والی ام حکیم اس نے اپنے چچا کے بیٹے عکرمہ سے شادی کی جب اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا یہ سارا خاندان دعوت اسلامی کے مقابلے میں کھڑا ہو گیا۔ یہ صورت حال پہلے دن سے ہی دیکھنے میں آئی جب کہ نور اسلام ضوء فگن ہوا ہی تھا اور اس وقت تک یہ کیفیت رہی جب فتح مکہ کے دن اللہ تعالیٰ نے اسے اسلام قبول کرنے کی توفیق سے نواز دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی مخالفت میں جو معرکہ بھی بپا ہوا اس میں یہ لوگ ضرور شریک ہوئے۔

☆ غزوۂ احد میں حارث اس کی بیوی فاطمہ، عکرمہ اور اس کی بیوی ام حکیم، خالد بن ولیدؓ اور قریش کے شہسواروں کا مجموعہ یہ سب شریک ہوئے۔ انہوں نے مسلمانوں کی مخالفت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا تھا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے نو بڑے بڑے مجرموں کا خون جائز قرار دے دیا تھا۔ انہیں قتل کرنے کا حکم دیا خواہ وہ خانہ کعبہ کے پردوں میں چھپے ہوئے ہوں۔ ان نو افراد میں عکرمہ بن ابی جہل بھی شامل تھا۔

اسلام اور عزت:

جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کر لیا تو آپ نے تاریخ میں ایک انوکھا موقف اختیار کیا جب رحمت نازل ہوتی ہے تو دوست اور دشمن مومن اور کافر پر پڑتی

ہے۔ اور ہر ایک اس سے اپنا نصیب حاصل کرتا ہے۔ جس طرح کہ بارش ہر قسم کی زمین پر برستی ہے جو زرخیز زمین پھل آور اور سخت زمین کو نرم کر دیتی ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کا عفو و درگذر ان سخت دلوں پر ٹھنڈک اور سلامتی بن کر نازل ہوا۔ جو قدسی نفوس کی عداوت میں جل رہے تھے لیکن وہ ایسے شفیق ہاتھ کے ذریعے بیدار ہوئے جس نے انہیں گمراہی کی طوفانی امواج میں غرق ہونے سے بچا لیا۔

جب اس عفو کامل کی پھوار ام حکیم پر پڑی تو وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا اور وہ خواتین جو اس کے ساتھ آئی تھیں ان کے ساتھ مل کر آپ کی بیعت کی ان خواتین میں فاطمۃ بنت ولید' ہند بنت عتبہ اور صفوان بن امیہ کی بیوی فاختہ بنت ولید تھیں۔

☆ جب سے ام حکیم نے اسلام قبول کیا تو اسے رسول اقدس ﷺ کی طرف سے عزت و تکریم نصیب ہوئی۔ اس کا خواتین میں بڑا مقام و مرتبہ تھا۔

اس نے سچ کہا ہے تجھے امان حاصل ہے:

ام حکیم اپنے خاوند عکرمہ کے مسلمان ہونے کا سبب بنی جو یمن کی طرف بھاگ گیا تھا۔ ام حکیم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی۔ اس نے عکرمہ کے لیے امن کی ضمانت طلب کی جو آپ نے اسے دے دی پھر اس نے اسے تلاش کرنے کی اجازت طلب کی آپ نے اسے اس کی اجازت بھی دے دی وہ اس کی تلاش میں نکلی اسے یمن جا ملی۔ اس نے کہا میرے چچا زاد۔ میں تیرے پاس دنیا کے سب سے بہتر سب سے نیک اور سب سے اول درجے کے انسان کے ہاں سے آئی ہوں۔ تو اپنی جان کو تباہ نہ کر تو میرے ساتھ چل میں نے رسول اللہ ﷺ سے تیری جان کی امان طلب کر لی ہے۔

اس نے کہا تو نے یہ سب کچھ کر لیا ہے۔

اس نے کہا ہاں میں نے خود آپ سے بات کی اور آپ نے تجھے امان دے دی ہے۔

تو وہ اس کے ساتھ واپس آ گیا۔ جب عکرمہ مکہ معظمہ کے قریب آیا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ سے کہا۔

تمہارے پاس عکرمہ مومن مہاجر کی صورت میں آئے تم اس کے باپ کو گالی نہ دینا کیونکہ میت کو گالی دینے سے زندہ کو تکلیف ہوتی ہے۔ اور میت کو تو وہ گالی پہنچتی نہیں۔

راستے میں واپسی پر عکرمہ نے بیوی سے ازدواجی تعلقات قائم کرنے کا اظہار کیا تو اس نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ تم کافر ہو اور میں مومن۔

اس نے کہا اچھا معاملے کی یہ نوعیت ہے۔ یہ تو بڑی بات ہے۔

جب نبی کریم ﷺ نے دیکھا تو آپ بھاگ کر اس کی طرف لپکے عکرمہ کی آمد پر آپ کو بہت زیادہ خوشی ہوئی۔ پھر رسول اللہ ﷺ بیٹھ گئے وہ آپ کے سامنے باادب کھڑا رہا اس کے ساتھ اس کی بیوی بھی نقاب اوڑھے کھڑی تھی۔

اس نے کہا اے محمد ﷺ اس نے مجھے بتایا ہے کہ آپ نے مجھے امان دے دی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' ہاں یہ سچ کہتی ہے تجھے امان ہے۔

عکرمہ نے برجستہ کہا:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ.

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

عکرمہ کا سر شرم سے جھک گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مانگئے جو کچھ مانگنا ہے۔ تاکہ میں تجھے دوں' عکرمہ نے کہا: آپ میرے

لیے اللہ تعالیٰ سے اس جرم عداوت کی معافی طلب کر دیں۔ جو عداوت میں آپ سے کرتا رہا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا مانگی۔

اللهم اغفرله كل عداوة عادانيها او مركب اوضع فيه يريد ان يصد عن سبيلك.

الٰہی! اسے ہر وہ عداوت بخش جو اس نے کی اور ہر وہ جرم بخش جو اس نے تیرے راستے میں رکاوٹ بننے کے لیے کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بیوی سے پہلے نکاح کی بنیاد پر ہی اس کے لیے جائز قرار دے دیا۔

اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جتنا اللہ کی راہ سے روکنے کی خاطر مال خرچ کرتا رہا اس سے دوگنا مال اب میں اللہ کی راہ میں خرچ کیا کروں گا۔ جتنا میں اللہ کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرنے کے لیے لڑائی کرتا تھا اب اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے دوگنا زیادہ میں دشمن سے برسرِ پیکار ہوا کروں گا۔ (1)

عکرمہ اور اس کی بیوی ام حکیم رضی اللہ عنہا نے اسلام کو خوب اپنایا اور وہ اسلامی واجبات کو ادا کرنے میں زندگی بھرپور طرح دلچسپی لیتے رہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فوت ہوئے تو آپ اس پر راضی تھے۔

جہاد اور بہادری:

رومیوں سے جنگ کرنے کی خاطر حضرت ام حکیم اپنے خاوند عکرمہ کے ساتھ سرزمین شام روانہ ہوئی یرموک میں لوگوں نے بڑی شدید لڑائی لڑی۔ قریشی

---

(۱) تاریخ طبری (۲/ ۱٦٠) تاریخ دمشق (ص ۲ ٠ ٥) المغازی (۲/ ٨٥٠) اسد الغابه (٥/ ٥٧٧) زاد المعاد (۳/ ٤١٣) الاعلام (۲/ ۲٦٩) وغیرہ'

خواتین بھی تلواریں تھام کر لڑائی کے لیے میدان میں اتری ان میں یہ ام حکیم بھی تھی جس کی سیرت آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ یہاں تک کہ یہ عورتیں مردوں سے بھی سبقت لے گئیں اس معرکہ میں عکرمہ جام شہادت نوش کر گئے (۱) اللہ کے ہاں اجر وثواب پالیا۔

ام حکیم نے چار ماہ دس دن عدت گذاری۔ پھر اس سے خالد بن سعید بن عاص نے شادی کی جب دمشق کے جنوب میں ''مرج الصفر'' کا واقعہ پیش آیا۔

شادی کے بعد خالد بن سعیدؓ نے شب زناف کا ارادہ کیا تو ام حکیم نے کہا اگر آپ کچھ تاخیر کرلیں۔ تاکہ یہ لشکر شکست کھا جائیں۔

اس نے کہا مجھے یوں لگتا ہے کہ اس معرکے میں مجھے قتل کر دیا جائے گا۔

اس نے کہا پھر ٹھیک ہے جیسے آپ کی مرضی۔

☆ صفر کے پاس پل کے نزدیک خیمہ زن ہو کر شب عروسی کا اہتمام کیا گیا۔ اسی لیے اس کو ام حکیم کا پل کہا جاتا ہے۔

صبح کو دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا گیا۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں کو دعوت دی۔ جب کھانے سے فارغ ہوئے تو روم کی فوج وہاں پہنچ گئی لڑائی شروع ہوگئی۔ اور خالد بن سعیدؓ شہید ہوگئے ام حکیم نے کپڑے کس لیے۔ اور میدان میں کود پڑی' اس کے جسم پر خوشبو کے آثار تھے۔ دریا کے کنارے زور کا رن پڑا اس دن ام حکیم نے ایسی بہادری کے جوہر دکھلائے رومی فوج کے بہادر بھی عاجز آ گئے۔ اس روز ام حکیم نے خیمے کے سات بانس لڑائی میں استعمال کیے۔ (۲)

☆ بعد ازاں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس سے شادی کی اور اس سے فاطمہ

---

(۱) نسب قریش (ص ۳۰۳) الاصابه (۲۲۶/۴)

(۲) الاستیعاب (۴۲۵/۴) تاریخ دمشق (ص ۵۰۶) اسد الغابه (۵۷۷/۵) وغیرہ

بنت عمر پیدا ہوئی۔ اس فاطمہ کی شادی اس کے چچا زید بن خطاب کے بیٹے سے ہوئی۔(۱)

☆ ام حکیم کے واقعات و حالات سے پتہ چلتا ہے۔ کہ وہ اپنے خاوند حضرت عمر بن خطابؓ کے دور خلافت میں فوت ہوئی۔ علامہ زرکلی نے اس کی تاریخ وفات ۱۴ ہجری قرار دی ہے۔

اللہ ام حکیم سے راضی ہوا۔ اور اسے سدا بہار جنتوں میں جگہ عطا کی۔

حضرت ام حکیم بنت الحارث رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

١ ـ الطبقات	٢٦١/٨
٢ ـ الاستيعاب	٤٢٤/٤
٣ ـ تاريخ اسلام ذهبى	١٨٤ ‘١٨٣/٢
٤ ـ اسد الغابة	٥٧٧/٥
٥ ـ تاريخ دمشق	صفحه ٣٠٥
٦ ـ تاريخ الطبرى	١٦٠/٢
٧ ـ زاد المعاد	٤١٣/٣
٨ ـ البدايه والنهاية	٢٩٧/٤
٩ ـ مجمع الزوائد	٣٨٨/٩
١٠ ـ السيرة الحلبية	٣٩/٣

(۱) نسب قريش (ص ٣٠٣) تاريخ دمشق (ص ٥٠٣)
تاريخ طبرى (٥٦٤/٢) وغيره‘

۱۱۔ الاعلام زرکلی	۲/۲۶۹
۱۲۔ سیر اعلام النبلاء	۱/۳۲٤
۱۳۔ الاصابة	٤/٤٢٦

آج ۱٦/ جون ۲۰۰۲ء بروز اتوار چک نمبر ۳۹ فیصل آباد میں کام مکمل ہوا۔

الحمدلله علی ذالک

محمود احمد غضنفر
۲۰۰۲/٦/۱٦



کتابیں جن سے استفادہ کیا گیا

۱۔ القران الکریم:

۲۔ اسباب النزول: تحقیق ڈاکٹر مصطفیٰ البغا۔ دارابن کثیر دمشق طبع ۱۹۸۸

۳۔ الاستیعاب بھامش الاصابة: ابن عبدالبر القرطبی' دارالکتاب العربی بیروت۔

۴۔ اسد الغابة فی معرفة الصحابه: لابن الاثیر' داراحیاء التراث العربی بیروت۔

۵۔ الاصابة فی تمییز الصحابه: لابن حجر العسقلانی' دارالکتاب العربی بیروت۔

۶۔ الاعلام: لخیرالدین الزرکلی' دارالعلم للملایین۔ بیروت طبع ۱۹۸۴ء

۷۔ اعلام النساء: لعمر رضا کحالة' المطبعة الھاشمیة۔ دمشق طبع ۱۹۵۸ء

۸۔ انساب الاشراف: البلاذری' دارالمعارف' تحقیق ڈاکٹر محمد حمید اللہ' مصر۔

۹۔ البدایة و النھایة: لابن کثیر' دارالکتب العلمیة' تحقیق ڈاکٹر ابو ملحم ورفاقہ' بیروت طبع ۱۹۸۷۔

۱۰۔ التاج الجامع للاصول: لمنصور علی ناصف' مطبع البابی الحلبی مصر۔

۱۱۔ تاریخ الاسلام و وفیات المشاهیر و الاعلام: ۱۴ اجزاء علامہ ذہبی تحقیق ڈاکٹر عمر تدمری دارالکتاب العربی بیروت طبع ۱۹۸۷۔

۱۲۔ تاریخ الامم و الملوك للطبری: دارالکتاب العلمیة بیروت ۱۹۸۸۔

۱۳۔ تاریخ دمشق تراجم النساء لابن عساکر: دارالفکر دمشق تحقیق سکینہ الشہابی۔

۱۴۔ تفسیر الخازن و بھامشه البغوی: مطبعہ البابی الحلبی طبع ۱۹۵۵۔

۱۵۔ تفسیر القران العظیم: لابن کثیر' دارالمعرفة بیروت۔

۱۶۔ تفسیر القرطبی: داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۹۶۷۔

۱۷۔ تهذیب الاسماء و اللغات' للنووی: دارالکتب العلمیۃ بیروت۔

۱۸۔ تهذیب التهذیب: لابن حجر العسقلانی' دارالمعرفۃ بیروت۔

۱۹۔ جمهرة انساب العرب: لابن حزم الاندلسی' دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۸۳۔

۲۰۔ جوامع السیرة النبویة: لابن حزم الاندلسی' تحقیق المرحوم الشیخ نایف العباس۔
دارابن کثیر دمشق ۱۹۸۶۔

۲۱۔ حلیة الاولیاء و طبقات الاصفیاء: دارالکتاب العربی لابی نعیم الاصبهانی
بیروت ۱۹۶۷۔

۲۲۔ حیاة الصحابة: لمحمد یوسف الکاندلوی' دارالقلم ۱۹۶۸۔

۲۳۔ الدرر فی اختصار المغازی و السیر: لابن عبدالبر القرطبی تحقیق مصطفیٰ البغا
موسسۃ علوم القرآن دمشق ۱۹۸۴۔

۲۴۔ درالسحابة فی مناقب القرابة و الصحابة: لمحمد بن علی الشوکانی تحقیق
ڈاکٹر حسن العمری' دارالفکر دمشق ۱۹۸۴۔

۲۵۔ دلائل النبوة: لابی نعیم الاصبهانی تحقیق محمد رواس قلعہ جی وعبدالبر عباس' دارالتراث
حلب ۱۹۷۰۔

۲۶۔ دلائل النبوة للبیهقی: تحقیق ڈاکٹر عبدالمعطی قلعجی دارالکتب العلمیۃ بیروت
۱۹۸۵۔

۲۷۔ الروض الانف: للسهیلی تحقیق طہ عبدالرؤوف سعد مکتبۃ الکلیات الازہریۃ مصر
۱۹۷۱۔

۲۸۔ الریاض النضره فی مناقب العشرة: للمحب الطبری دارالکتب العلمیۃ بیروت
۱۹۸۴۔

۲۹۔ زاد المعاد: لابن قیم الجوزیۃ' تحقیق شعیب الارنووط وعبدالقادر الارنووط'

مؤسۃ الرسالۃ ۔ بیروت ط۲۔ ۱۹۸۲م۔

۳۰۔ الزھد: لاحمد بن حنبل ۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت ط ۱۔ ۱۹۸۳م۔

۳۱۔ سنن ابن ماجہ: تحقیق فواد عبد الباقی' دار احیاء التراث العربی' بیروت ۱۹۷۵م۔

۳۲۔ سنن ابی داود: اعداد و تعلیق محمد محی الدین عبد الحمید' دار احیاء التراث العربی' بیروت۔

۳۳۔ سنن الترمذی: اعداد و تعلیق عزت عبید الدعاس ۔ حمص ط ۱۔ ۱۹۶۶۔

۳۴۔ سنن النسائی: بشرح السیوطی و حاشیۃ السندی' دار احیاء التراث العربی بیروت

۳۵۔ السمط الثمین فی مناقب امھات المومنین: للمحب الطبری' مکتبۃ التراث الاسلامی حلب۔

۳۶۔ سیر اعلام النبلاء: للذہبی' تحقیق ثلۃ من افاضل العلماء' موسۃ الرسالۃ' بیروت ط۳' ۱۹۸۵۔

۳۷۔ السیرۃ الحلبیۃ: لعلی بن برھان الدین الحلبی' مطبعۃ البابی الحلبی مصر ط ۱۔ ۱۹۶۴م۔

۳۸۔ السیرۃ النبویۃ: لاحمد بن زینی دحلان' الاھلیۃ للنشر والتوزیع۔ بیروت' ۱۹۸۳م۔

۳۹۔ شاعرات العرب: جمع و تحقیق عبد البدیع صقر' المکتب الاسلامی' ط ۱' ۱۹۶۷م۔

۴۰۔ شذرات الذھب: لابن العماد الحنبلی ۔ تحقیق محمود الارنووط ۔ دار ابن کثیر' دمشق ط۱' ۱۹۸۶م۔

۴۱۔ الشفا بتعریف حقوق المصطفی: للقاضی عیاض' تحقیق محمد امین قرہ علی و رفاقہ ۔ موسسۃ علوم القرآن ۔ دمشق ط۲۔ ۱۹۸۶م۔

۴۲۔ صحیح مسلم: دار الفکر ۔ طبعۃ مصورۃ قدیمۃ۔

۴۳۔ صفة الصفوة: لابن الجوزی، تحقیق محمود فاخوری و محمد رواس قلعجی، دار المعرفۃ بیروت ط۲۔۱۹۷۹ء۔
۴۴۔ طبقات الحفاظ: للسیوطی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت ط۱۔۱۹۸۳ء۔
۴۵۔ الطبقات الکبریٰ: لابن سعد، تحقیق احسان عباس، دار صادر، بیروت۔
۴۶۔ طبقات المفسرین: للداودی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔
۴۷۔ العبر فی خبر من غبر: للذہبی، تحقیق محمد زغلول، دار الکتب العلمیۃ، بیروت ط ۱۔۱۹۸۵ء۔
۴۸۔ العقد الفرید: لابن عبدربہ، بعنایہ احمد امین ورفیقہ، مطبعۃ لجنۃ التالیف و الترجمۃ والنشر۔ مصر ط۲۔۱۹۶۵ء۔
۴۹۔ عیون الاثر فی فنون المغازی و السیر: لابن سید الناس موسسۃ عزالدین۔
۵۰۔ عیون الاخبار: لابن قتیبۃ، مصورۃ عن دار الکتب، ۱۹۶۳ء۔
۵۱۔ فتح الباری بشرح صحیح البخاری: لابن حجر العسقلانی، دار المعرفۃ، بیروت۔
۵۲۔ الفرج بعد الشدۃ: للقاضی التنوخی، تحقیق عبود الشالجی، دار صادر، بیروت۔ ۱۹۷۸ء۔
۵۳۔ الفصول فی سیرۃ الرسول: لابن کثیر، تحقیق محمد العید الخطراوی ومحیی الدین مستو، دار ابن کثیر، دمشق ط۴۔۱۹۸۵ء۔
۵۴۔ القاموس المحیط: للفیروز آبادی، مطبعۃ البابی الحلبی، مصر ط۲۔۱۹۵۲ء۔
۵۵۔ لسان العرب: لابن منظور الافریقی، دار صادر، بیروت۔
۵۶۔ مجمع الزوائد و منبع الفوائد: للہیثمی، موسسۃ المعارف، بیروت، ۱۹۸۶ء
۵۷۔ المسند: لاحمد بن حنبل، دار الفکر، بیروت ط۲، ۱۹۷۸ء۔
۵۸۔ المعارف: لابن قتیبۃ، تحقیق ڈاکٹر ثروت عکاشۃ، دار المعارف، مصر ط۴، ۱۹۷۷ء۔
۵۹۔ معجم البلدان: لیاقوت الحموی، دار احیاء التراث العربی، بیروت۔

۶۰۔ المعجم الوسیط: اخرجہ ڈاکٹر ابراہیم مصطفیٰ ورفاقہ' داراحیاء التراث العربی' بیروت ط۲۔
۶۱۔ معجم المولفین: لعمر رضا کحالۃ' داراحیاء التراث العربی' بیروت۔
۶۲۔ المغازی: للواقدی' عالم الکتب' بیروت۔
۶۳۔ منح المدح: اوشعراء الصحابۃ۔ لابن سید الناس' تحقیق عفت وصال حمزۃ' دارالفکر' دمشق ط۱۔۱۹۸۷م۔
۶۴۔ المنمق فی اخبار قریش: لمحمد بن حبیب البغدادی' تحقیق خورشید احمد فاروق' عالم الکتب' بیروت ط۱۔۱۹۸۵م۔
۶۵۔ نسب قریش: لمصعب الزبیری' دارالمعارف' مصر ط۳۔
۶۶۔ نوادر المخطوطات: تحقیق عبدالسلام ہارون' مطبعۃ البابی الحلبی' مصر ط۲۔ ۱۹۷۲م۔
۶۷۔ وفاء الوفا: للسمہودی' تحقیق محمد محیی الدین عبدالحمید۔ داراحیاء التراث العربی' بیروت ۱۹۸۴م۔



تالیفات وتراجم

از قلم

ابوضیاء محمود احمد غضنفر

۱۔ حیات صحابہؓ کے درخشاں پہلو
۲۔ حیات تابعینؒ کے درخشاں پہلو
۳۔ جرنیل صحابہؓ اردو ۔ انگلش
۴۔ حکمران صحابہؓ
۵۔ صحابیات مبشرات اردو ۔ انگلش
۶۔ عہد تابعین کی جلیل القدر خواتین
۷۔ فقہائے مدینہ
۸۔ صحابیات طیبات
۹۔ ضیاء الکلام شرح عمدۃ الاحکام
۱۰۔ مصابیح الخیام ترجمہ الالمام باحادیث الاحکام
۱۱۔ احادیث قدسیہ
۱۲۔ نبیوں کے قصے (بچوں کے لیے)
۱۳۔ شہسوار صحابہؓ

۱۴۔ حیات انبیاء علیہم السلام

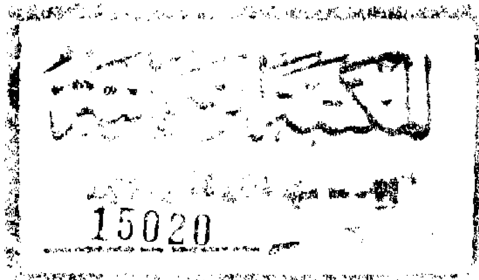
۱۵۔ اصول دین

۱۶۔ سمیر المومنات (قرآنی خواتین کا تذکرہ)

۱۷۔ انوار رحمت عالم (سیرت النبیؐ بچوں کے لیے)

۱۸۔ حج وعمرہ قرآن وسنت کے آئینے میں

۱۹۔ ضیاء البیان فی کلام الرحمان (انتظار کیجئے)





سفرائے رسول ﷺ کے تعارف و خصوصیات پر مشتمل

سلطنتِ مدینہ کے

سفیرِ صحابہ رضی اللہ عنہم

تالیف

تبسم محمود اعجاز قمر

ایم اے اسلامیات (گولڈ میڈلسٹ) پنجاب یونیورسٹی لاہور

شمع رسالتؐ کے پروانے، آسمانِ نبوّت کے چمکتے ستارے، بُستانِ نُبوّت کے مہکتے پھول، آفتابِ رِسالتؐ کی چمکیلی شعائیں درسگاہِ نبویؐ کے فیض یافتگان اور آغوشِ نبوّت کی پروردہ ہستیاں صحابۂ اِکرام رِضوان اللہ علیھم اجمعین۔

نبی کریم ﷺ کے جملہ سفرائے اکرام عظمت کے مینار تھے۔ ان میں شاہین کا تجسس، عقاب کی نگاہ، شیروں کا حوصلہ، چیتے کا عزم، پہاڑوں کا وقار، سمندرون کا تموج، دریاؤں کا شور، آبشاروں کا ترنم، پھولوں کی مہک، بلبل کی چہک، سبزہ زاروں کی لطافت، بادِ صبا کی ٹھنڈک اور طوفان کی ہیبت پائی جاتی تھی۔ وہ جدھر سے بھی گزرے اپنی یادوں کے خوشگوار اثرات چھوڑتے چلے گئے۔